محبوب مدینہ
جلد اول

ترجمہ

خلاصۃ الوفاء للسمہودی رحمہ اللہ تعالیٰ

از

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

الحاج الحافظ غلام احمد (مدنی)

کا پتہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	محبوب مدینہ (جلد اول)
از قلم	حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی
تصحیح	چودھری مشتاق محمد خان
ناشر	الحاج الحافظ غلام احمد مدنی
بہ اہتمام	مکتبہ اُویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور
طباعت	آفسٹ
ڈیزائن سرورق	محمد رفیق رضا ملتان
کتابت	محمد شریف چوہڑ کانہ
ضخامت	۷۴۴ صفحات
تعداد	ایک ہزار ایک سو
ایڈیشن اول	۱۹۸۵ء / ۱۴۰۵ھ
طابع	عبدالحمید الجدہ پرنٹرز اردو بازار لاہور
قیمت	[redacted] روپے

Marfat.com

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	۱	ترجمہ مصنف	تعارف مصنف
۷۷	۱	ماخوذ	ماخوذ
۹۴	۲۰	مدینہ کثیر	مدینہ پر
۹۹	۱۰	الارض اللہ	الارض الی اللہ
۱۱۲	آخری سطر	دجال	رجال
۱۲۵	" "	من اللہ کتہ	من البرکتہ
۱۲۷	" "	رسول	رسول اللہ
۱۴۵	" "	سو رہے	سو رہے تھے
۱۶۶	۷	یہ لائن دوبارہ لکھی گئی ہے۔	
۲۱۴	۱۲	ابوجہل کا قتل	ابوجہل کی تقریر
۲۲۵	۱۹	دنیا میں بہشت	دنیا میں کسی مسجد
	۲۰	وائے	سوائے
۲۵۴	۲	کے بعد حاشیہ کی لائن لگائیں	
۲۶۲	۱۰	بھر دیا	بھر گیا
۳۰۱	۱	آگ لگنے	آگ لگنے
۳۱۰	۲	مجلس	مجلس کرتے
۳۱۷	۲	زوبہ	زوجہ
۳۹۹	۱	کرے	کرتے
۴۰۲	۱۵	دعاے	دعا سے
۴۲۲	۱۲	درگاہ	درگاہ
۵۲۹	آخری سطر	آخری لفظ لایا ہے	
۵۴۲	۱	۲	
۵۴۲	۵	ہم اور	ہم نے اور

Marfat.com

انتساب

فقیر اپنی اس "محبوب مدینہ" تصنیف کو خیر التابعین
عاشقِ محبوبِ ربِ العالمین سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ
اُویس قرنی رضی اللہ عنہ
کے
نامِ نامی اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہے۔!

احب الصالحین ولست منھم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

الفقیر القادری
محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ
بہاولپور

Marfat.com

محبوب اشعار

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

Marfat.com

فہرست مضامین محبوب مدینہ

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تاثرات ۱ از مولانا عبدالحکیم لاہوری صاحب	۱	وغزوہ احد شریف	۴۰
۲ مولانا فیضی صاحب	۲	یثرب کا اطلاق مدینہ طیبہ پر ممنوع	۴۲
تعارف علامہ اویسی صاحب	۳	یثرب کی وجہ تسمیہ اور سوال وجواب	۴۳
تاثرات از شہاب دہلوی	۶	ارض اللہ وارض الہجرۃ کی تحقیق	۴۵
تصانیف وتالیفات از اویسی صاحب	۸	اکالۃ البلدان واکالۃ القریٰ کی تحقیق	۴۶
تذکرہ اولاد اویسی صاحب	۹	مدینہ پاک کا نام ایمان بھی ہے	۴۷
سبب ترجمہ کتاب ہذا	۱۰	ایمان وحیاء کا بسیرہ مدینہ میں	۴۸
علامہ اویسی صاحب کے حج کا مختصر حال	۱۲	البحرۃ والبحیرۃ اسماء کی تحقیق	۴۹
مقدمہ کتاب از علامہ اویسی صاحب	۱۴	مدینہ پاک کا نام بحر (دریا) ہے	۵۰
نقشہ کشف تاریخ مدینہ پاک	۱۶	البلاط، البلد، بیت الرسول، تندد	
ترجمہ مصنف خلاصۃ الوفاء از علامہ اویسی صاحب	۱۹	اسماء کی تحقیق	۵۱
تعارف سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی	۲۲	تندر، الجابرہ، جبار اسماء کی تحقیق	۵۲
علامہ عبدالحمید مصری وعلامہ سخاوی اور سمہودی		جبارہ، جزیرۃ العرب، الحبیبہ،	
محمد عبدالباری کے تاثرات	۲۴	الجنۃ الحصینۃ اسماء کی تحقیق	۵۳
وفاء الوفاء وخلاصہ کا تعارف	۲۵	اسم الحرم کی تحقیق	۵۴
فہرست مضامین خلاصۃ الوفاء	۲۸	حرم رسول اللہ حسنہ اسماء کی تحقیق	۵۵
تحقیق اسمائے مبارکہ			
اثرب ویثرب کی تحقیق اور وہاں کے ساکنین	۲۹	الخیرۃ، الدار، دار الابرار والاخیار کی تحقیق	۵۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
دارالایمان، دارالسنۃ وغیرہ کی تحقیق	۵۷
ذات الحجر، ذات الحرار، ذات النخل، السلقۃ اسمار کی تحقیق	۵۸
سید البلدان۔ الشافیہ کی تحقیق	۵۹
طابہ، طیبہ ودیگر اسمار کی تحقیق	۶۰
مدینہ طیبہ کی مٹی کی خوشبو کا بیان از حضرت شبلی قدس سرہ	۶۲
اسم طباب (نام مدینہ) کی تحقیق	۶۳
العاصمہ، العذراء، العراء، العروض کی تحقیق	۶۴
الغراء، الغلبہ کی تحقیق	۶۵
الفاضحہ، القاصمہ، قبۃ الاسم، القریۃ کی تحقیق	۶۶
قریۃ الانصار، قریۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۷
قلب الایمان۔ المؤمنہ کی تحقیق	۶۸
مدینہ پاک کی مٹی بھی ایمان اور ایمان والی ہے	۶۸
المبارکہ۔ مبوأ الحلال والحرام ومبین الحلال والحرام کی تحقیق	۶۹
المحبوبہ، المحبہ، المحببۃ، المجبورہ، المجبورہ کی تحقیق	۷۰
المحرمہ، المرحومہ، المعفوۃ، المعفولہ کی تحقیق	۷۱
المختارہ، مدخل صدق، المسکینہ کی تحقیق	۷۲
مدنی ومدینی کا فرق	۷۳

مضمون	صفحہ
مدینۃ الرسول ومرحومہ کی تحقیق	۷۳
المرزوقہ، مسجد الاقصیٰ، مسکینہ و مسلمہ کی تحقیق	۷۴
مضجع الرسول، المطیبہ، المقدسہ، المقر الکتان کی تحقیق	۷۵
مکہ ومدینہ دونوں مل کر یکتان ہیں	۷۶
المکینہ ومہاجر رسول اللہ الموفیہ کی تحقیق	۷۶
الناجیہ، نبلاء النحر، الہذراء، الحرم کی تحقیق	۷۷
یثرب، یندد، یندر کی تحقیق	۷۹
مدینہ طیبہ تمام شہروں سے افضل ہے	۸۰
اختلاف کا بیان کہ مکہ شہر افضل ہے یا کہ مدینہ شہر	۸۰
مذہب افضلیت مدینہ پاک بر مکہ شریف	۸۱
حضرت عمر و امام مالک وغیرہما کا فرمان کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے	۸۱
سوال و جواب	۸۱
جہاں کا خمیر وہاں کا دفن ابن حزم پر سوال و جواب	۸۲
حضور علیہ السلام اب بھی صفت حیات سے قائم ہیں	۸۲
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سرچشمہ فیض و برکات ہیں	۸۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
افضلیت مدینہ کے دلائل	۸۳	امام مالک کی افضلیت مدینہ پر استدلال	۹۳
ایک حبشی مدینہ میں آکر فوت ہوا تو اس سے استدلال	۸۴	المدینہ خیر من مکہ کی سند	۹۴
جہاں کا خمیر وہاں دفن۔ اس سے صدیق و عمر		حدیث تاکل القری کی تحقیق	۹۵
رضی اللہ عنہما کی فضیلت و مدینہ پاک کی افضلیت		تنفی الناس کما تنفی خبث الحدید الحدیث	
کا استدلال	۸۵	کے فوائد	۹۵
ہر جگہ ابلیس کا پھیرا سوائے مزارات انبیاء		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب	
و اولیاء کے	۸۶	کا بیان	۹۶
آتیا طوعاً او کرہاً کا مخاطب کون تھا کیا بڑا ہے	۸۶	ایمان کا ماویٰ مدینہ پاک ہے	۹۶
حضور علیہ السلام کا مدفن مدینہ پاک کیوں ہے	۸۷	مومن کی ثانی مدینہ پاک سے عشق	۹۷
ہر نبی کا مدفن احب الاماکنہ ہوتا ہے	۸۸	ایمان مدینہ پاک کی طرف بھاگ کر آئیگا	۹۸
ہر نبی علیہ السلام کی دعا مستجاب	۸۸	جزیرۃ (عرب) شرک پاک ہو گیا	۹۹
حضور علیہ السلام کی دعا کہ میں احب الاماکنہ میں		مدینہ طیبہ کی تکلیفیں برداشت کرنے کے فائدے	۱۰۶
مدفون ہوں	۸۹	احادیث مبارکہ	۱۰۷
حدیث ضعیف اور اس کا جواب	۸۹	ابن عمر اور زید بن حرہ کی شکایت کی کہانی	۱۰۹
دوسرا جواب	۹۰	حدیث شریف کو شفیعا کی تحقیق	۱۰۹
تیسرا جواب اور ہجرت سے استدلال	۹۱	مدینہ پاک میں مرنے کے فائدے	۱۱۰
مکہ پاک کی ایک لاکھ نیکی کا جواب	۹۲	قیامت کی حاضری کے لئے سب سے	[illegible]
اس کے متعلق تین جواب	۹۲	پہلے حضور علیہ السلام ہی اٹھیں گے	[illegible]
سیدنا امیر کا افضلیت مدینہ کے ایک معترض		پھر ابوبکر و عمر وغیرہ	۱۱۱
کو جواب	۹۳	محشر کے میدان میں جانے کے لئے حضور	
مناسک حج اور مدینہ کا بھیجا ہوا	۹۳	علیہ السلام کا اہل مکہ کا انتظار فرمانا	۱۱۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سب سے پہلے شفاعت اہلِ مدینہ کو نصیب	۱۱۲
مکہ کی موت سے مدینہ کی موت کو ترجیح	۱۱۲
حضور علیہ السلام اور عمرؓ کا مدینہ کی موت مانگنا	۱۱۳
مدینے کی موت کی ترغیب اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۴
مکہ والوں کو بجلیاں نہ بیاہو	۱۱۴
مدینہ پاک سے خباثتیں دور	۱۱۵
دجال کے وقت مدینہ پاک کا حال	۱۱۷
مدینے کا خبث سے پاک ہونے کا مطلب	۱۱۸
احادیث تحریم المدینہ (المنورہ)	۱۱۹
فوائد الحدیث وغیرہ	۱۲۰
مدینہ پاک میں صغیرہ کبیرہ گناہ بھی کبیرہ ہے	۱۲۱
احادیث مبارکہ (التحریم مدینہ)	۱۲۱
فوائد الاحادیث المذکورہ	۱۲۲
مدینہ واہلِ مدینہ کے دشمن کو نبوی بددعا	۱۲۳
حضرت جابرؓ کا بڑھاپے میں مدینہ کو چھوڑنا	
اور ظالموں کو بددعا دینا	۱۲۴
فوائد حدیث جابر رضی اللہ عنہ	۱۲۵
احادیث مبارکہ تحریم مدینہ	۱۲۶
مدینہ کے ہمسائیگان کے لئے نبوی وصیت	۱۲۹
امام مالک کا خلیفہ مہدی کو مدینہ کے لوگوں کے متعلق	
تعظیم و تکریم کا سبق دینا	۱۳۰

مضمون	صفحہ
امام مالک نے فرمایا کہ روئے زمین پر مزارِ	
رسول سے بڑھ کر کوئی اور مزار مشہور نہیں	۱۳۰
مدینہ و مکہ کی سکونت کا موازنہ	۱۳۱
مکہ مکرمہ کی سکونت کی کراہت کی وجہ	۱۳۲
صحابہ حج کے بعد مدینہ کو واپس لوٹتے	
کوئی بھی مکہ میں اقامت پذیر نہ ہوا	۱۳۳
فیصلہ حق اور ازالۂ وہم	۱۳۳
مدینہ و اہلِ مدینہ کو نبوی دعائیں	۱۳۴
سوال وجواب	۱۳۴
حضور علیہ السلام کی مدینہ سے شدید	
محبت کا نمونہ اور احادیث	۱۳۵
مدینہ سے وباء کو بھگا دیا	۱۴۰
مدینہ پاک میں ابوبکر و بلال بیمار	۱۴۳
ان کی بیماری کا حال	۱۴۴
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طب پوچھی	۱۴۵
وباء کی جلا وطنی	۱۴۶
بیان مدینہ اور ثنیۃ الوداع کی وجہ تسمیہ	۱۴۷
وباء کی شکل و صورت بڑھیا کالی سیاہ	
بالوں والی	۱۴۸
فوائد احادیث مذکورہ بالا	۱۴۸
ابا بحاو رسالت میں بخاری کا جانبی	۱۵۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مدینہ پاک میں بخار ہے تو کیسا؟	۱۵۱
مدینہ میں دجال کا داخلہ بند	۱۵۲
سوالات وجوابات	۱۵۲
مدینہ پاک کے راستوں پر ملائکہ کا پہرہ	۱۵۴
دجال کے وقت مکہ پاک و مدینہ شریف کا حال	۱۵۵
دجال کے وقت مدینہ پاک کے ساتوں دروازوں پر ملائکہ نگران	۱۵۶
دجال کے وقت مدینہ سے منافق مرد و عورت نکل جائیں گے	۱۵۸
دجال کی مدینہ پاک میں رہنے کی جگہ کا تعین	۱۵۹
مدینہ پاک کی مٹی مقدس کے فضائل	۱۶۰
عجوہ کھجور مدینہ کے فضائل و فوائد	۱۶۱
مدینہ پاک کی مٹی مبارک کے فوائد	۱۶۲
خاک شفا کا مقام و تجربہ خاک شفا	۱۶۳
خاک شفا کے استعمال کا طریقہ	۱۶۴
مدینہ کی کھجوروں کی برکتیں	۱۶۷
عجوہ اور کھجی کے فضائل و فوائد	۱۶۸
مدینہ پاک کے نئے پھلوں پر خوشی کا بیان	۱۷۳
مدینہ پاک کے نئے پھل پر مبارکبادی	۱۷۴
[illegible] ھذا محمد [illegible] رسول اللہ [illegible]	۱۷۶

مضمون	صفحہ
حرم مدینہ کا بیان	۱۷۶
حرم مدینہ کا تعین	۱۷۷
حرمین سے شرقیہ وغربیہ مراد ہیں	۱۸۱
ازالہ اس وہم کا کہ حرم مدینہ بارہ میل ہے	۱۸۲
حضور علیہ السلام کا اختیار	۱۸۳
سعد رضی اللہ عنہ کی حکایت	۱۸۴
مدینہ پاک کے پہاڑ	۱۸۶
عیر پہاڑ کا بیان	۱۸۶
مدینہ پاک میں جبل ثور	۱۸۷
جبل ثور کا انکار اور اس کا حل	۱۸۷
مدنی جبل ثور کی تحقیق	۱۸۸
امام نووی کی تحقیق اور اس کا رد	۱۹۰
ذات الجیش کی تحقیق	۱۹۰
نزول آیت التیمم کا مقام	۱۹۱
شریب واشراف مخیض واشرف	
الحبتیر والحیضار کی تحقیق	۱۹۱
ذی العشیرہ۔ ثنیۃ الشظاۃ وغیرہ	
ثنیۃ المدیث کی تحقیق	۱۹۲
مقبرۃ البقیع حرم النبی کی تحقیق	۱۹۳
امام مالک کا مذہب اور اس کی تردید	۱۹۳
ان کے مذہب کی دوسری غلطی کی توضیح	۱۹۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حرم مدینہ کے متعلق اسرار و رموز	۱۹۴
بریدکی تحقیق	۱۹۶
حرم نبوی شریف کے احکام	۱۹۷
حرم شریف کے متعلق عجیب کہانیاں	۱۹۹
احناف کے سوالات اور ان کے جوابات	۲۰۱
حرم نبوی کے احاطہ کے شکار وغیرہ کے احکام	۲۰۷
امام غزالی رحمہ اللہ کا فرمان	۲۰۷
سنائی کا حکم و دیگر مسائل	۲۰۷
حضرت امیر حمزہ کی مزار کی خاک درد سر کے لئے اکسیر ہے	۲۰۹
حرم مدینہ کی مٹی مبارک کے مسائل	۲۱۶
مدینہ طیبہ کی ۱۴۵ خصوصیات	۲۱۷
بیس تراویح اور قیام اللیل	۲۳۰
مسائل مسجد نبوی وغیرہ	۲۳۱
مدینہ طیبہ کی ابتدائی تخلیق	۲۳۴
شب معراج اور مدینہ پاک	۲۳۶
مدینہ پاک کے آخری لمحات کی خبر غیبی	۲۳۷
لوگ مدینہ میں سمٹ کر آجائیں گے	۲۳۸
لوگوں کی بستیاں پھیل کر ہر جگہ سے یہاں تک کہ جنت عدن سے	۲۳۸

مضمون	صفحہ
مدینہ اہاب کے علاقہ تک پھیل جائے گا	۲۳۹
قرب قیامت میں سب سے آخر میں مدینہ ویران ہوگا	۲۴۱
نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے بڑے بڑے امور کی ترتیب بتائی	۲۴۱
مدینہ پاک کی ویرانی کی آخری نشانی	۲۴۱
مناظرہ ابن عمر و ابن ہریرہ رضی اللہ عنہم	۲۴۴
مدینہ پاک کو کب لوگ چھوڑ جائیں گے؟	۲۴۵
ایک وقت گذر رہا ہے جو لوگ کہ چھوڑ گئے	۲۴۵
فیصلہ یہ ہے کہ وہ وقت قرب قیامت میں ہوگا	۲۴۵
نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ	۲۴۶
تطبیق اقوال یعنے دو وقت مراد ہیں	۲۴۶
قرب قیامت میں مدینہ میں مرنے والے دو مردوں کے قبیلے کا نام	۲۴۷
مذکورہ بالا نشانیاں قرب قیامت میں ہوں گی	۲۴۸
قرب قیامت میں چالیس سال تک مدینہ ویران	۲۴۸
لومڑی کی منبر نبوی کی طرف آمد و رفت	۲۴۸
لومڑیاں عام بازار میں پھریں گی	۲۴۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کتے بھیڑیے درندے غالب ہو جائیں گے	۲۵۰
قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا یہ زمانہ امراء السوء کا ہے یعنی یزید کی حکومت	۲۵۰
مذکورہ بالا اشارات یزید کی حکومت ۶۰ھ کی طرف ہے	۲۵۱
تفصیل فتنہ یزید اور واقعہ حرہ	۲۵۱
اس فتنہ میں ساڑھے بارہ ہزار مہاجر وانصار اور حفاظ و عوام وغیرہم شہید ہو گئے	۲۵۲
حرہ کی جنگ سے پہلے کے حالات	۲۵۴
یزید شرابی گاتے بجانے کا عاشق اور کتے پالتا ہے	۲۵۵
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ پاک کی آبادی	۲۵۷
یزید کے پایہ تخت سنبھالنے کے بعد اہل مدینہ بگڑ گئے	۲۵۸
اہل مدینہ کی یزید کے ساتھ جنگ کیلئے تیاری	۲۵۸
واقعہ حرہ ۶۳ھ میں ہے یعنی شاہد	۲۶۹
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو وصیت	۲۶۹
یزید کی جانشینی اور صحابہ	
شہید ہوئے	۲۷۰
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ حقیقی کی دلیل	۲۷۱
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مسلم بن عقبہ کے ہاں	۲۷۱
مسلم بن عقبہ کی موت	۲۷۲
یزید کی موت	۲۷۳
نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعہ حرہ کی غیبی خبریں	۲۷۴
فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس واقعہ میں چیدہ امتی شہید ہوں گے	۲۷۵
نارِ حجاز کی غیبی خبر کی تفصیل	۲۷۸
نارِ حجاز کا سوال اور اس کا جواب	۲۷۹
حبس وسیل کے باشی کو نبی علیہ السلام کی وصیت	۲۸۰
حدیث نارِ حجاز کے متعلق فوائدِ حدیثیہ	۲۸۱
اہل حجاز نار کے طلب کے وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا وسیلہ پکارتے تھے	۲۸۲
نارِ حجاز کے زلزلہ کے آغاز کی تاریخ	۲۸۳
آگ کا طول و عرض	۲۸۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
نارِ حجاز کے متعلق فوائد اور عینی شاہدوں کا بیان	۲۸۵
نارِ حجاز کے متعلق نکات	۲۸۶
نارِ حجاز کے وقت امیرِ مدینہ کا حال	۲۸۷
آگ نے حرم مدینہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کیا	۲۸۹
قسطلانی عارف کا مشاہدہ	۲۸۹
آگ کی جولانی و روانی	۲۹۰
آگ سے دیوار تیار اور اس کے آثار	۲۹۱
خالد بن سنان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا واقعہ	۲۹۴
خالد بن سنان کی بیٹی بارگاہِ رسول میں (صلی اللہ علیہ وسلم)	۲۹۵
نارِ حجاز کیا ہے؟ (عربی اشعار)	۳۰۰
نارِ حجاز کے علاوہ دیگر عجائبات	۳۰۲
مسجد نبوی آگ کی لپیٹ میں	۳۰۳
خالد بن سنان اور تمیم داری کی آگ اور کرامت	۳۰۴
احادیث زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل	۳۰۶

مضمون	صفحہ
بحث درود روحِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۳۳۱
عرضِ سلام کی اقسام	۳۳۲
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات پر استدلال	۳۳۲
سیاح فرشتوں کے ذریعے سلام عرض	۳۳۳
مزار پر ایک فرشتہ سب کے سلام دور و نزدیک سے سن کر بارگاہِ رسالت میں عرض کرتا ہے	۳۳۴
عرضِ سلام پر دوسرے طریقہ سے استدلال	۳۳۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائر کو جانتے ہیں	۳۳۶
ابن تیمیہ کی عبارت سے استدلال	۳۳۶
زائرین مزارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکایات	۳۳۷
ابن بشار کو سلام کا جواب	۳۳۷
حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے دلائل	۳۳۸
حیاتِ انبیاء علیہم السلام پر اجماع	
بیہقی کے دلائل	۳۳۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حکایت بی بی ام سلمہ اور زائرین کی	۳۴۳
فائدہ سعید ابن مسیب کے قول کی تردید	۳۴۴
سعید بن مسیب کا اپنے قول سے رجوع	۳۴۵
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۳۴۵
قصہ اذان بلال (بعد از وصال) سے استدلال	۳۴۶
وصال نبوی کے بعد بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کتنی بار	۳۴۷
صحابہ و تابعین کے اقوال سے استدلال	۳۴۸
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے قول سے شیعہ کا رد	۳۵۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طریقہ	۳۵۱
زیاد خبیث کو ملامت	۳۵۱
فقہاء کرام کی تصریحات	۳۵۲
استدلال بطریق دیگر	۳۵۴
آیت قرآن سے استدلال	۳۵۵
اعرابی کی حکایت سے استدلال	۳۵۷
اعرابی کے قصہ کی توثیق	۳۵۸
لا تشدوا الرحال حدیث کے جوابات	۳۵۹
زار قبری کے سوال کا جواب	۳۶۱
اہل بیت کے افراد زیارت قبر رسول سے روکتے تھے اس کے جوابات	۳۶۲
اہل بیت سے زیارت مزار رسول کی تصریحات	۳۶۴
لا تجعلوا قبری الخ کے سوال کے جواب	۳۶۵
امام مالک کے ایک قول سے استدلال کا رد	۳۶۶
زیارت قبور وغیرہ کے فوائد و مسائل	۳۶۷
وسیلہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیق	۳۷۰
آدم علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا	۳۷۱
نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو وسیلہ کی دعا سے بینائی ملی	۳۷۳
حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا وسیلہ	۳۹۵
حضرت فاطمہ کی قبر پر ان کے لئے خود حضور علیہ السلام نے وسیلہ مانگا	۳۹۶
معظم شخصیت کا وسیلہ	۳۹۶
قاعدہ عرشیہ سے وسیلہ کا استدلال	۳۹۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
شرعیہ قاعدہ سے استدلال	۳۹۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وسیلہ	۳۹۷
مزار کی مہمانی سے وسیلہ کا ثبوت	۳۹۸
اسلاف صالحین کا عقیدہ	۳۹۸
رسول خدا کی طرف خط لکھ کر وسیلہ بنایا تو بیمار کو شفا مل گئی	۳۹۹
حضرت عباس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وسیلہ بنایا	۴۰۰
ابن تیمیہ اور اس کے مقلدین وہابیوں کے وہم کے جوابات	۴۰۱
عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ در اصل نبی علیہ السلام کا وسیلہ تھا	۴۰۲
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وسیلہ نسبت کے ادب سے کیا	۴۰۳
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر عباس کو کیوں وسیلہ بنایا گیا اس کے جوابات	۴۰۴
حضرت عمر کے وسیلے کے الفاظ دیگر	۴۰۶
بروایت دیگر	۴۰۶

مضمون	صفحہ
امام مالک نے خلیفہ وقت کو روضہ رسول کا ادب سکھایا	۴۰۸
روضہ کو چہرہ اور قبلہ کو پشت ہو ائمہ اربعہ کی تصریحات	۴۱۲
مبسوط کی عبارت کا جواب	۴۱۴
عمل صحابی اور نقل امام اعظم رضی اللہ عنہ سے استدلال	۴۱۵
بعض احناف کی غلط فہمی کا ازالہ	۴۱۷
جواب محقق حنفی اور عمل ابن عمر	۴۱۸
امام کرمانی کا قول احناف کے خلاف ہے	۴۱۸
مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ	۴۱۹
حضرت انس کا عمل	۴۲۰
آداب زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲۱
لا یحلہ حاجۃ الخ کے ازالہ کا وہم	۴۲۲
ملائکہ کی استقبالیہ کمیٹی	۴۲۶
زائرین مدینہ احرام کی حالت میں نہ ہوں	۴۲۹
سلام بہ بارگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم	۴۳۷
اعرابی کی مزار حبیب پر حاضری اور عتبی کی مبارک باد	۴۵۵
منبر نبوی کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنے کا ثبوت	۴۶۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے	۴۶۱	جنۃ البقیع اور اس کے مزارات کی	
امام مالک کے استاذ مکرم کا عمل	۴۶۱	حاضری	۴۸۷
ابن عمر و امام احمد حنبل کا فتویٰ	۴۶۲	مزار سیدی اسمٰعیل	۴۸۷
امام نووی کا رد	۴۶۳	جبل احد کی حاضری اور اس کے فضائل	۴۸۷
ابو ایوب انصاری مزار رسول پر اور		موتی کو علم	۴۸۸
مروان کا رد	۴۶۳	ابن ابی جمرہ کا مذہب	۴۸۹
روایت مذکورہ کی سند	۴۶۴	امام مالک مدینہ پاک میں جوتا نہیں	
حضرت بلال کا مزار نبوی کو چومنا	۴۶۵	پہنتے تھے	۴۹۰
ابن عمر کا عمل اور فیصلہ شرعی	۴۶۵	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادب	۴۹۱
قبور اولیاء کا بوسہ اور مزار مصطفیٰ استشفا	۴۶۶	اہل مدینہ کے ہر فرد کا ادب ضروری	۴۹۲
امام مالک کا فتویٰ اور مسافر مدینہ	۴۶۹	ایک وہم کا ازالہ	۴۹۲
اہل مدینہ اور مسافروں کا حکم	۴۷۰	مدینہ طیبہ کی اقامت پر آپ کی قدرت	
مدنی و غیر مدنی کا فرق	۴۷۱	ہے تو اس سے کوئی اقامت بہتر نہیں	۴۹۳
امام مالک کے مذہب کا خلاصہ	۴۷۲	الوداع از مدینہ پاک	۴۹۳
مذاہب ثلاثہ اور مزار اولیاء کی حاضری		مسجد نبوی کے فضائل	۵۰۰
کا فائدہ	۴۷۲	مسجد اسس علی التقویٰ سے مسجد	
ایک بزرگ کا معمول اور حکایت		نبوی مراد ہے استدلال از امام مالک	
عجیبہ اور ایک امیر عاشق رسول	۴۷۳	و حضرت عمر	۵۰۱
اسلاف رحمہم اللہ کا دستور العمل	۴۷۴	سوالات و جوابات	۵۰۲
گنبد خضریٰ کو دیکھنا عبادت ہے	۴۷۵	احادیث مبارکہ فضائل مسجد نبوی	۵۰۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مسجد نبوی میں ایک لاکھ نماز کا ثبوت	۵۰۷
مسجد نبوی و مسجد حرام کا موازنہ	۵۰۷
فیصلہ از ابن بطال اور قول مرجوح وراجح	۵۰۸
نمازوں کا تضاعف فرائض ونوافل میں برابر	۵۱۴
سوالات وجوابات	۵۱۴
مدینہ میں اعمال کا درجہ	۵۱۶
امام نووی کا سوال اور اس کے جوابات	۵۱۸
امام مالک کی بہترین تقریر	۵۱۹
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم	۵۲۰
مسجد نبوی ذوالحلیفہ تک	۵۲۱
ابن تیمیہ نے مان لیا	۵۲۲
امام نووی کا رجوع	۵۲۲
ابن الجوزی کی تائید اور منکرین کا رجوع	۵۲۴
فضائل منبر صلی اللہ علیہ وسلم	۵۲۸
تمام مسجد نبوی ریاض الجنۃ ہے	۵۳۳
ابن حجر کی تحقیق	۵۳۵
تطبیق الاقوال	۵۳۶
امام مالک کے موقف کی تائید	۵۳۷
مدینہ پاک کی افضلیت کی انوکھی دلیل	۵۳۸
توقف بہتر اور ابن حزم کا رد	۵۳۹
ریاض الجنۃ کی تحقیق انیق	۵۴۰
مذہب کی تردید وتائید اور تردید	۵۴۱
مزید تائیدات	۵۴۲
ابن خزیمہ کا مذہب اور اس کا رد	۵۴۳
مصنف یعنی علامہ سمہودی کی تحقیق	۵۴۵
زین مراغی کا رد اور رد الرد وتائید	۵۴۶
تائید از مصنف یعنی علامہ سمہودی	۵۴۷
شہر خوبان یعنی مدینہ پاک کے قدیم وجدید مکین	۵۴۸
جحفہ کی وجہ تسمیہ	۵۴۹
مدینہ پاک کا پہلا ساکن	۵۵۰
مدینہ شہر کا سنگ بنیاد	۵۵۱
ہارون علیہ السلام کی مزار	۵۵۲
داؤد علیہ السلام کا حملہ مدینہ پاک پر	۵۵۴
یہود مدینہ پاک میں کب مقیم ہوئے	۵۵۵
یہود نے حضور کی لغت سنی تو ہجرت کر آئے	۵۵۶
تحیانِ رسول کے نام اور تباہ و برباد	۵۵۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ارض سباد کا قصہ	۵۶۱
قحطان کا نسب نامہ	۵۶۴
جفنہ غسان کا مداح اور دیگر واقعات	۵۷۰
طریفہ کاہنہ	۵۷۴
ہجرت کا آغاز	۵۷۴
جرہم قبیلہ اور فتح مکہ	۵۷۵
ثعلبہ فتح کے بعد	۵۷۶
اوس وخزرج مدینہ پاک میں	۵۷۷
اوس وخزرج کی ماں کا نام	۵۷۷
اوس کی اولاد	۵۷۸
خزرج کی اولاد	۵۷۹
مالک بن عجلان کی بہن کی دانشمندی	۵۸۰
یہود کا قلع قمع	۵۸۲
تبع حمیری رضی اللہ عنہ اور غلاف کعبہ کی ابتداء	۵۸۳
یہود و تبع کی جنگ	۵۸۴
تبع کا غائبانہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۵۸۷
تبع کا بنایا ہوا مکان بنام رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم	۵۸۹
نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے تبع کا حال بتایا	۵۹۰
تبع کے بارہ میں اسلاف کا عقیدہ	۵۹۱
قبائل اوس	۵۹۳
تعارف بنوظفر	۵۹۴
قبائل خزرج	۵۹۹
لڑائیوں کی تفصیل	۶۰۰
نجار کی وجہ تسمیہ	۶۰۸
انصار کے مکانات کی فضیلت	۶۰۹
لوم لبات کیوں ؟	۶۱۰
اوس اور قریش	۶۱۰
بیعت انصار کا آغاز	۶۱۱
بیعت عقبیٰ اولیٰ	۶۱۲
چرچا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں	۶۱۳
عقبہ ثانیہ (بیعت)	۶۱۳
اسلام کا پہلا تبلیغی دورہ	۶۱۴
اسلام کی بہار مدینہ میں	۶۱۶
اہل مدینہ کو اشتیاق دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۱۹
عقبہ ثالثہ	۶۱۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
تعداد انصار (پہلا حصہ)	۶۲۰
حضرت عباس کی تقریر منیٰ میں	۶۲۰
تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۶۲۱
ایک انصاری پہلا مرید رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۶۲۴
۱۲ نقیب اور شیطان کی فریاد	۶۲۵
جذبۂ جہاد یا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۶۲۶
مشرکینِ مکہ میں کھلبلی	۶۲۶
عشق کا دوسرا نمونہ اور ہجرت کا آغاز	۶۲۷
اجتماع دار الندوہ	۶۲۸
ہجرت الی المدینہ کی تیاری	۶۲۹
مدینہ کو ہجرت کے لیے روانگی	۶۳۰
غارِ ثور کی قسمت بیدار ہوئی	۶۳۲
مکڑی کا تانا اور کبوتری کے انڈے	۶۳۳
سراقہ کا زمین میں دھنسنا	۶۴۰
ام معبد کی بکری	۶۴۴
جلوسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جھنڈا	۶۴۵
مدینہ پاک میں پہلا لباسِ نبوی	۶۴۷
اہلِ مدینہ کو انتظارِ شدید اور یہودی کا خبر دینا	۶۴۸
مدینہ میں پیر کے دن داخلہ و دیگر اقوال	۶۵۰
حضرت علی مدینہ میں کب پہونچے	۶۵۱
اوس و خزرج کا صلح	۶۵۱
منزل مقصود قریب ہو گئی	۶۵۲
اہلِ قبا سے الوداع	۶۵۳
جلوس رسول کا ایک منظر	۶۵۳
ٹواچی والیا موڑ مہار	۶۵۴
مسجد جمعہ اور مدنی کا پہلا جمعہ	۶۵۵
عبداللہ بن ابی کی بدقسمتی اور بے ادبی	۶۵۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال کی تفصیل	۶۵۷
اونٹنی سواریہ نزولِ وحی	۶۶۰
دف بجانے والی بچیوں کا ترانہ	۶۶۰
عید سے بڑھ کر سماں تھا	۶۶۱
حبشیوں کی خوشی کا منظر	۶۶۱
مدینہ کے ذرہ ذرہ میں عید کا سماں	۶۶۲
ابو ایوب انصاری کا ادب اور جاں نثاری	۶۶۲
میزبانی کی مدت	۶۶۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ابوایوب انصاری کا مکان بادشاہ نے		سن ہجری سنہ ۲ھ کے واقعات	۶۶۹
خریدا	۶۶۴	" " سنہ ۳ھ " "	۶۷۳
اہل بیت کی ہجرت اور صدیق کے گھر والے	۶۶۵	" " سنہ ۴ھ " "	۶۷۶
نبوت کے دس سالہ پروگرام کا خلاصہ	۶۶۶	" " سنہ ۵ھ " "	۶۹۰
مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ		" " سنہ ۶ھ " "	۶۹۶
وسلم کے مہ وسال	۶۶۶	" " سنہ ۷ھ " "	۷۰۲
سن ہجری سنہ ۱ھ کے واقعات	۶۶۶	" " سنہ ۹ھ، سنہ ۱۰ھ " "	۷۰۵

Marfat.com

فہرست حواشی محبوب مدینہ

ناشرِ کتاب کا تقاضا تھا کہ کتاب پر بقدرِ ضرورت حواشی بھی لکھے جائیں۔ علامہ اویسی صاحب نے جہاں مناسب سمجھا ہے کتاب کو حواشی سے مزین کیا ہے چوں کہ حواشی کے بعض مضامین مستقل اور مفید ہیں اسی لئے ان کے علیحدہ فہرست مرتب کی گئی۔

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ناشرِ کتاب ہٰذا کا تعارف	۱	اضافتِ تعظیمی کی مثالیں	۴۶
مولانا حافظ عبدالواحد صاحب مدنی	۱۲	اجماعِ امت ہے کہ حیاء و ایمان مدینے میں ہے	۴۸
الحاج سید محمد صادق ڈیروی	۱۳		
دو بیت شریف رضی اور ان کا ترجمہ	۲۷	عبداللہ بن ابی ابن سلول	۴۹
زبالہ کی تحقیق	۳۶	ہم نے مدینہ کے گداگروں کو لکھ پتی دیکھا	۵۲
یثرب خاص علاقہ ہے مدینہ کا نام نہیں	۴۱	مدینہ کے حسنِ ظاہری کا کیا کہنا	۶۰
		حسنِ باطنی اللہ اللہ	۶۱
جو کلام منافقین کا مقولہ ہے وہ بھی استعمال کرنا بے ادبی ہے	۴۲	خوشبوئے مدینہ کے آگے عنبر کیا ہے	۶۲
بشریت کا اطلاق انبیاء علیہم السلام پر	۴۳	مدینہ کی ہوا کو گندا کہنے والا واجب القتل ہے	۶۳
جاہل شعراء و واعظین کی گت	۴۴	مدینہ پاک آج کل کی منزل پر	۶۵
ازالۂ وہم از کلام اسلاف	۴۴	مدینہ پاک حقیقۃً ایمان لایا ہے	۶۸
صابر شاہ صہبا ولپوری مرحوم	۴۵	مدینہ کی برکتیں ظاہر ہیں	۶۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
شہر مدینہ افضل ہے یا شہر مکہ	۷۹
مدینہ کی گرد سے بچنے والے صحابی کو تنبیہ	۹۰
غزورہ مقام اور ینبوع	۹۱
حضرت عمر کے مکالمہ کا نتیجہ	۹۳
تضاعف ثواب فرائض و نوافل کی تحقیق	۹۸
نسبت کی شان	۹۹
حضور کی آرام گاہ کل کائنات سے افضل	۱۰۰
ہر زمان و مکان کی فضیلت بطفیلِ حضور	۱۰۱
مقام کی بزرگی اضافی ہوتی ہے	۱۰۲
اعلیٰ حضرت بریلوی کے اشعار اور ان کی شرح	۱۰۴
مدینہ کی خاصیت کا مکمل اظہار	۱۱۷
حضرت علی کا گورنر مدینہ ابو ایوب	۱۲۵
ورلان (قریہ) کا تعارف	۱۳۲
فاضل بریلوی کے متعلق ازالۂ وہم	۱۳۴
یتامہ اور طفیل کیا ہیں؟	۱۴۳
تہنیۃ الوداع اور بری رسم کا خاتمہ	۱۴۸
حضور علیہ السلام کی مدینہ میں آمد کا منظر	۱۴۹
مدینہ میں دجال کا مقابلہ کرنے والے خضر علیہ السلام ہوں گے	۱۵۸
حرف استفہام کے حذف کی مثال	۱۶۱
خاکِ شفا دی وادی کا تعارف	۱۶۳
خاک شفا کہنے کا مسئلہ اور مخالفین اہلسنت کی بری عادت	۱۶۴
شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی حکایت	۱۶۶
مدینہ کی کھجوروں کی ۱۰۴ قسمیں	۱۶۷
نجدی کی شرارت	۱۷۰
حجرہ کی فضیلت بوجہ نسبت رسول	۱۷۱
واقعہ ذی قرد	۱۸۵
امیر حمزہ کی مزار کی مٹی اور نجدی	۲۰۹
نہ نالا رہا اور نہ مٹی	۲۱۰
تعارف سیدنا امیر حمزہ	۲۱۱
مزار کی تعظیم کعبہ سے بڑھ کر کے دلائل	۲۳۲
نقشہ گنتی شہدائے حرہ شرقیہ	۲۵۲
یزید اور ابن زبیر	۲۵۲
فسخ بیعت یزید اور جنگ	۲۵۶
ظالم یزید کے ظلم کی حکایات	۲۵۹
مدینہ کا دشمن ناداں	۲۶۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
چیدہ چیدہ صحابہ شہید	۲۶۱
مسلم بن عقبہ پر عذاب	۲۶۳
یزید کے بارے میں علماء کی آراء	۲۶۴
عمر بن عبدالعزیز اور یزید	۲۶۸
فرقہ یزیدیہ کا تعارف	۲۷۴
یزید پرست	۲۷۶
اُویسی کی آواز	۲۷۶
نارِ حجاز کا معجزہ اور عقیدہ وہابی	۲۹۲
خالد بن سنان کا واقعہ	۲۹۴
تمیم داری کا تعارف	۲۹۶
حکومتِ نجد کا پمفلٹ اور اس کی غلاظتیں	۲۹۶
نجدی اور انکارِ حدیث	۲۹۸
روضۂ رسول کی زیارت کی حیثیت	۳۰۶
زیارتِ روضۂ رسول کی روایت کے راویوں کا بیان	۳۰۷
زیارتِ روضۂ رسول کی عقلی دلیل	۳۱۰
اشعار امام احمد رضا بریلوی	۳۱۱
مدینہ کی گلیاں ایک پیاری نظم	۳۱۲
امام احمد رضا بریلوی کی نظم	۳۱۴
مطالبۂ اذان از بلال اور ان کا صاف جواب	۳۴۷
لاتشدوا الرحال کا جواب از اُویسی	۳۶۲
آدم علیہ السلام کی توبہ کے کلمات اور وسیلۂ نبی	۳۷۲
نابینا بینا ہو گیا اور وسیلہ کا انکار از ابنِ تیمیہ	۳۷۳
نجدی محشی کی شرارت	۳۷۴
وسیلہ اور طریقۂ صحابہ	۳۷۵
گنج شکر اور حجام کا واقعہ	۴۱۱
گنبدِ خضریٰ پر اُویسی کے طویل قصیدے	۴۴۰
شورش کاشمیری کے تاثرات کی طویل کہانی	۴۷۷
مدینہ سے الوداع کی کیفیت	۴۹۶
ابنِ سبا کے متعلق تفصیل	۵۶۳
ایک بادشاہ عاشقِ نادیدہ کا والہانہ عشق	۵۶۵
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ	۵۷۴
عرب میں پہلا جمعہ قائم کرنے والا	۶۱۵
عباس نے قبل از اسلام ادب کیا	۶۲۱
ہجرت میں یارِ غار کا ادب اور عشق	۶۳۳
ہجرت اور سراقہ کا حال	۶۴۰
دور کی نسبت کا فیضان	۶۵۷

Marfat.com

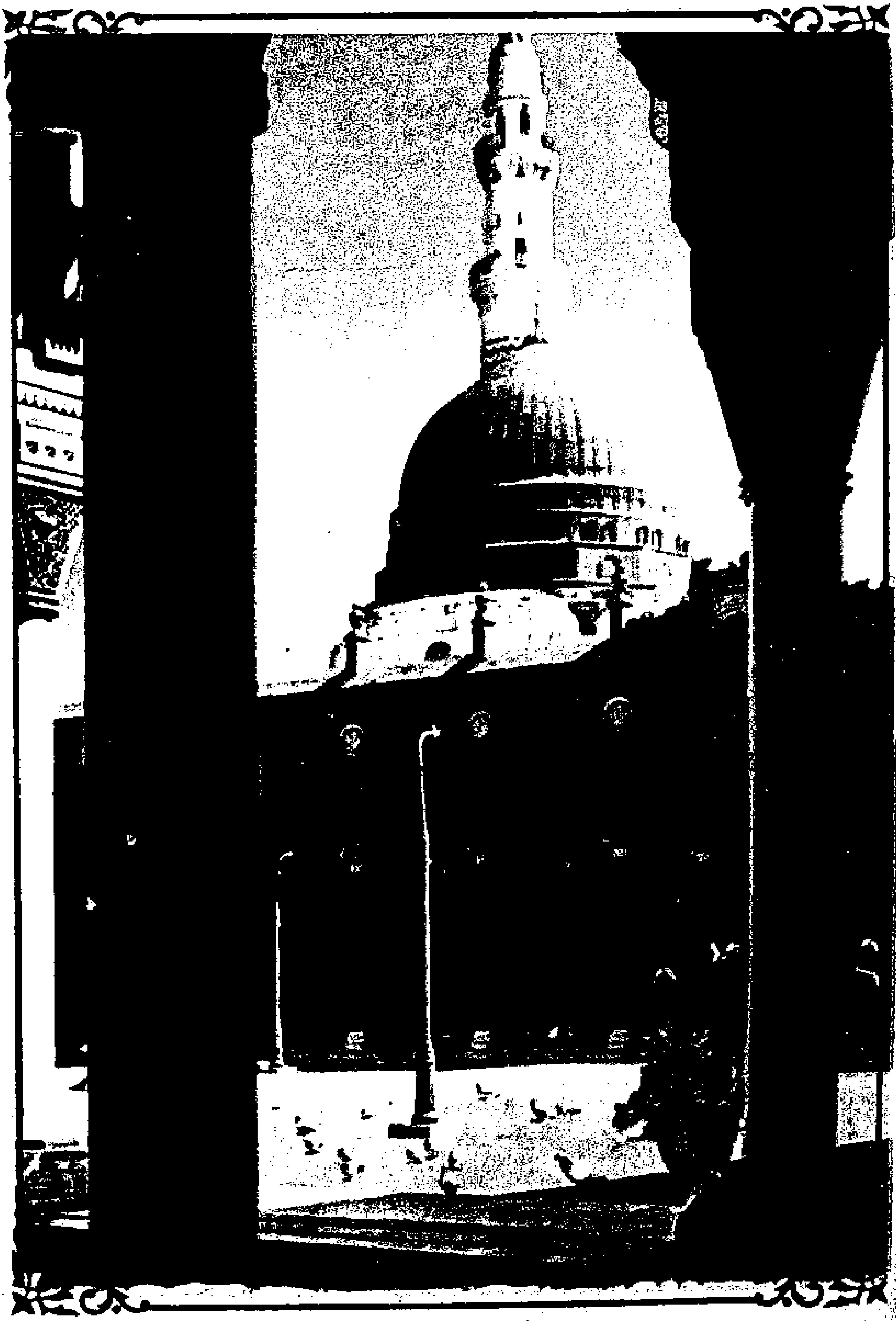

Marfat.com

تاثرات

فاضلِ شہیر عالم کبیر مؤرخ ومحقق حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم صاحب صدر مدرس
جامعہ نظامیہ۔ لاہور

حضرت علامہ فیض احمد اُویسی مدظلہ بہ یک وقت کئی صفات کے حامل ہیں جو شاذ و نادر ہی کسی شخصیت میں جمع ہوتی ہیں وہ محدث ہیں، مفسر ہیں، مدرس ہیں خطیب ہیں مناظر ہیں، متقی پرہیز گار ہیں اور اپنی عمر عزیز کا کوئی لمحہ ضائع کرنا نہیں جانتے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر محبت پر ترجیح دینے کو ایمان سے عبارت قرار دیتے ہیں اسی حسنِ عقیدت کا نتیجہ ہے کہ کئی بار حرمین طیبین کی زیارت سے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور حاصل کر چکے ہیں:

علامہ اویسی صاحب کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ خلاصۃ الوفاء میں مدینہ طیبہ کی تاریخ جس محبت و عقیدت سے بیان کی ہے اس کے لئے ایسے ہی عقیدت کیش قلم کی ضرورت تھی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی دیگر تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی خواص و عوام میں مقبول ہو گی: وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ہ

فقط والسّلام

محمد عبد الحکیم شرف قادری

Marfat.com

علامہ زمان محقق وقت فاضل جلیل حضرت الحاج مولانا محمد منظور احمد فیضی دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ، احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ من تبعہٗ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احبیت کے بغیر نہ ایمان نہ عذاب خداوندی سے امان، اور نہ وصول ہدایت بلکہ حرمان ہی حرمان۔ کما شہد بہ الحدیث والقرآن۔ اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عالم امکان کے جس فرد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہو، عاشق پہ اس کی تعظیم اور اُس سے الفت لازم ہے مدینہ منورہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ حُبًّا۔ کما ورد فی الصحیح۔ فوق حدیث وحسب قانون ہر مومن عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ مدینہ منورہ کی محبت لازم وضروری ہے:

مدینہ منورہ سے متعلق امام علامہ سید سمہودی مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر اور جامع ترین کتاب "خلاصۃ الوفا" علماء اسلام کے نزدیک بے حد مقبول و معتبر ہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ الفاضل العلام شیخ الحدیث والتفسیر الحاج حضرت علامہ مولانا حافظ محمد فیض احمد اُویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ کا اہل سنت پہ احسان عظیم ہے کہ عربی سے دُور، اردو خواں حضرات کے لئے اُس "خلاصۃ الوفا" کا ترجمہ پیش کر کے مدینہ منورہ سے رابطہ مستحکم رکھنے کی پیش کش کی ہے۔

جس طرح شیخ المحدثین محقق علی الاطلاق برکت رسول اللہ فی الہند الامام المجدد الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت کی رائج زبان فارسی زبان میں انہی علامہ سمہودی مدنی سے استفادہ کر کے اس موضوع پہ "جذب القلوب الی دیار المحبوب" لکھ کر احسان عظیم فرمایا۔ مولیٰ کریم حضرت اویسی صاحب قبلہ کا سایہ اہلسنت کے سروں پر تادیر اسی التفات کے ساتھ قائم رکھے آمین، رقمہ الفقیر محمد منظور احمد الفیضی عفی عنہ:

Marfat.com

تعارف علامہ اویسی صاحب

از

الحاج چودھری مشتاق محمد خان - ۹ رابرٹسن داس سٹریٹ، بیرون موری گیٹ لاہور

علامہ اویسی ایک ایسے گھرانے کے فرد ہیں جنہیں عرصہ دراز سے علم کی خوشبو تک نصیب نہ تھی صرف والد گرامی اور دادا بزرگ فن فارسی کی چند کتب پڑھیں لیکن وہ بھی کسب معاش اور کھیتی باڑی کی مصروفیات سے نہ پڑھنے کے برابر رہیں۔ البتہ یہاں سے علمی پودے کا آغاز ہوا۔

سنا ہے کہ علامہ اویسی کے آباؤ اجداد قوم لاڑ سے تعلق رکھتے ہیں سندھ سے بہاولپور میں آکر آباد ہوئے۔

ولادت و ابتدائی تعلیم

مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی تخمیناً ۱۹۳۲ء میں قریہ حامد آباد ضلع رحیم یار خاں میں پیدا ہوئے۔ چار پانچ سال کے ہوئے تو والد ماجد نے خود قرآن مجید ناظرہ شروع کرایا۔ ایک سال بعد پرائمری سکول ترنڈہ میر خان تحصیل لیاقت پور میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں پانچ جماعت (پرائمری) پڑھ کر حفظ کلام الٰہی شروع کیا۔ اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان بنا تو آپ نے پہلی محراب سنائی۔ اور اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کتب فارسی کا پندنامہ سعدی (رحمہ اللہ) سے آغاز ہوا۔ ایک سال بعد عربی فن کی کتاب صرف بہائی شروع کی۔ پائی آہنہ تحصیل خانپور میں پونے دو سال گزارے۔ ڈیڑھ سال بستی پراراں شریف اور بستی اعوان تحصیل لیاقت پور

Marfat.com

از اول تا آخر ۱۹۵۰ء تمام درسی نظام کی مروجہ کتب عبور کر لیں۔ دورہ حدیث شریف کے لیے لائل پور، جامعہ رضویہ میں حاضر ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں سند فراغ حاصل کر لی۔

اسمائے گرامی اساتذہ کرام

اساتذہ پرائمری۔ (۱) مولانا خیر محمد صاحب (۲) مولانا کریم بخش صاحب۔ (۳) مولانا اللہ بخش صاحب۔

ناظرہ وحفظ قرآن: (۱) والد ماجد مولانا نور احمد صاحب (۲) حافظ جان محمد صاحب (۳) مولانا حافظ سراج احمد صاحب (۴) مولوی حافظ غلام یٰسین صاحب۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اساتذہ علوم فارسی وعربی:۔ (۱) مولانا اللہ بخش صاحب مرحوم (۲) مولانا عبدالکریم صاحب (۳) مولانا سراج احمد صاحب مکھن بیلوی (۴) محدث پاکستان علامہ مولانا الحاج سردار احمد قدس سرہٗ۔ (۵) مولانا الحاج خورشید احمد صاحب۔

مدرسہ عربیہ کی بنیاد

۱۹۵۱ء میں فراغت پاکر اپنے گاؤں میں مدرسہ عربیہ "منبع الفیض اویسیہ رضویہ" کا افتتاح کیا۔ دس سال مسلسل تعلیم وتدریس کا مشغلہ جاری رکھا۔ بے شمار بندگان خدا کو حفظِ قرآن اور علومِ عربیہ مروجہ درسِ نظامی کی کتابیں پڑھائیں۔ ان میں بکثرت ایسے علماء وحفاظ ہیں جو علامہ اویسی کے سامنے ہزاروں سینکڑوں شاگردوں کے استاذ بنے اور دینی امور میں ممتاز ہوئے۔

ہجرت از حامد آباد

حامد آباد ایسے محل وقوع میں ہے کہ جہاں کی سفری سہولتیں اور تعلیمی اسباب

Marfat.com

نہ ہونے کے برابر تھے۔ اپنے محبوب وطن کو خیرباد کہہ کر ۱۹۶۳ء میں بہاول پور جیسے مرکزی شہر میں مدرسہ عربیہ جامعہ اویسیہ رضویہ کی بنیاد رکھی۔ اور بہت بڑے مصائب ومکالیف کا سامنا ہوا۔ مخالفین اہل سنت نے اپنے طور پر خوب ستایا۔ درجنوں مقدمات کیے لیکن اس مردِ مجاہد نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی اور استقامت کے پہاڑ بنے رہے۔ مشاہیر بہاول پور نامی کتاب میں مؤرخ کبیر جناب شہاب دہلوی مدظلہ علامہ اویسی کے متعلق لکھتے ہیں کہ: موزوں قامت، اکہرا جسم، چہرے پر ملاحت چمکیلی آنکھیں، کالی ڈاڑھی میں سفید بالوں کی آمیزش جو پیری کی آمد کا اعلان کر رہے ہیں ٹخنوں تک نیچا کرتہ سفید تہمد، دیسی جوتی، سر پہ پگڑی۔ سراپا سنّت نبوی کی تصویر، سینہ گنجینۂ معارف و اسرارِ علوم، آواز پُرسوز، وپُراثر گفت گو دل نشین و دل گداز، طبیعت میں انکسار و تواضع جس سے ملیں اس کو اپنا گرویدہ بنا لیں، دوستوں کے لیے سراپا ایثار و محبت، دشمنوں کیلئے شمشیر برہنہ شہنشاہ کونین کی غلامی پر نازاں، اہلِ کبر نخوت سے گریزاں، عبادت گذار وشب بیداری میں درس و تدریس مشغلہ اور تصنیف و تالیف کے فریفتہ ہیں مسلک اہل سنّت کے داعی و علم بردار ہیں اور اس کی تبلیغ و اشاعت اوڑھنا بچھونا ہے:

عین ایسے وقت میں جب بہاول پور بدعقیدہ لوگوں کی گرفت میں تھا مولانا فیض احمد اویسی مسلک اہل سنت کا علم لے کر یہاں آئے اور وہ سرزمین جو یارسول اللہ کے نعروں کے لیے ترس رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یارسول اللہ اور صلوٰۃ وسلام کی صداؤں سے گونجنے لگی:

مولانا اویسی کو شروع شروع میں یہاں بہت دقتیں پیش آئیں ان کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ قدم قدم پہ

Marfat.com

مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو کبھی کا رفو چکر ہو گیا ہوتا۔ لیکن یہ جہاں سخت جاں واقع ہوئے تھے وہاں اپنی مسلک کی حقانیت نے انھیں عزم وحوصلہ کی بھی وہ قوت عطا کی تھی۔ کہ مخالفین ان کا کچھ نا بگاڑ سکے اُن کے تمام حربے ناکام ہوئے۔ اور ان کے قدم اکھڑنے کی بجائے مضبوط سے مضبوط تر ہوتے گئے۔

چناں چہ اس وقت ان کی قائم کردہ مسجد سیرانی اور دار العلوم جامعہ اویسیہ جنہیں مسلک اہل سنت کی مرکزی حیثیت حاصل ہے روز افزوں ترقی پذیر ہیں انہوں نے مکتبہ اویسیہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کر دیا ہے جو مسلک اہل سنت کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس ادارے کی مطبوعات اہل سنت کے حلقوں میں بہت مقبول ہیں اور بہاول پور میں ہی نہیں بلکہ بہاول پور سے باہر بھی ان کی کافی مانگ ہے۔

قرآن وحدیث تفسیر اور فقہ پہ دست رس ہے تحریر وتقریر پہ یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ انداز خطابت نہایت دل کش اور دل آویز ہے مترنم آواز ہیں جب کوئی نکتہ بیان کرتے تو مجمع وجد میں آجاتا ہے۔ انداز تقریر اگرچہ قدیمی علماء کا سا ہے لیکن کوئی بات استدلال یا توجیہ سے خالی نہیں ہوتی درجنوں کتابیں تصنیف کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری روح البیان کے نام سے قرآنِ حکیم کی تفسیر بھی لکھی ہے جسے علمی حلقوں میں کافی پسند کیا گیا ہے اصول وعقائد پہ ان کی تصانیف بڑی معرکۃ الآراء ہیں[1]

عقائد کے معاملہ میں مولانا اویسی بڑے متشدد واقع ہوئے ہیں اور اس سلسلے میں کسی رو رعایت کے قائل نہیں جو ان کے عقائد کے خلاف ہیں ان سے میل جول تو ایک طرف مصافحہ تک روا دار نہیں۔ ڈنکے کی چوٹ

[1] یہ شہاب صاحب کی اپنی معلومات کے مطابق ہے ورنہ بفضلہ تعالیٰ اس وقت ہزار سے زائد تصانیف ہیں سینکڑوں زیور طبع سے آراستہ عام ملتی ہیں آئندہ سلسلہ جاری ہے۔ مشتاقی

Marfat.com

ان کی مخالفت کرتے ہیں تحریر و تقریر میں ان کے خیالات کا رد بڑے شد و مد سے ہوتا ہے
انہوں نے از راہ لطف و کرم میرے اخبار الہام کے مشیر ادارت ذمہ داری قبول کر رکھی تھی ہے چنانچہ وہ اپنے مفید و گراں قدر مشوروں سے اکثر ادارہ الہام کو نوازتے رہتے ہیں لیکن اگر کوئی ایسی چیز چھپ جاتی ہے جسے وہ مسلک اہل سنت کے خلاف سمجھتے ہیں تو سخت محاسبہ کرتے ہیں اور اس معاملہ میں عصبیت کا یہ عالم ہے کہ وہ الہام میں کسی بدعقیدہ کی کوئی بے ضرر تحریر بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر مولانا اپنے مخالفوں کے ساتھ اتنا سخت رویہ نہ کریں تو لوگوں میں ان کا وقار و احترام کافی بڑھ سکتا ہے اور ان کے خلاف محاذ آرائی بھی بند ہو سکتی ہے لیکن اس سلسلے میں وہ اپنی ذات کی پروا نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ عظمت مصطفیٰ کے مقابلہ میں ان کی ذات کیا حقیقت رکھتی ہے جو لوگ اہانت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہیں آتے ان سے وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں!

مولانا کے اس رویّے کو کوئی پسند کرے یا نہ کرے لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسلکِ اہل سنت کے حق میں اس رویّے کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا ہے جو لوگ دوسرے مکاتب فکر کے زیر اثر اپنے مسلک کا کھلم کھلا اعلان کرنے سے کترانے لگے تھے۔ اب ان کا یہ حجاب اٹھ گیا ہے مساجد سے درود و سلام کی آوازیں بھی بلند ہوتی ہیں اور جگہ جگہ میلاد کی محفلیں بھی برپا کی جاتی ہیں۔

اس خوش آئندہ تبدیلی کے علاوہ مولانا اویسی کے دارالعلوم نے بھی مسلک کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ بہر حال مولانا فیض احمد اویسی کا دم غنیمت ہے کہ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شمع روشن کی ہے اس کی تابندگی کے ساتھ ساتھ اس کے پروانوں کی تعداد میں بھی بڑا اضافہ ہو رہا ہے۔

۱؎ مشاہیر بہاولپور (طبقہ علماء) شہاب دہلوی ۲؎ یہ خدمت اب ختم ہے کیوں کہ الہام علامہ اویسی کے مشوروں کا کاربند نہیں ہوتا تھا۔ مشتاق

Marfat.com

بیعت

بچپن میں حضرت خواجہ الحاج محمد الدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے حضرت خواجہ خواجگان شیخ المشائخ پیر محکم الدین سیرانی قدس سرہ کا سلسلہ اویسیہ کی یہ بیعت بابرکت ثابت ہوئی کہ علامہ اویسی کو روحانی ترقی نصیب ہوئی اور بطریقۂ اویسیہ سلسلہ حضرت مفتیٔ اعظم ہند امام العلماء شاہ مصطفٰے رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے سلسلہ قادریہ رضویہ کا اپنا خلیفہ مجاز بنایا۔ لیکن علامہ اویسی پیری مریدی کے دھندے سے کوسوں دور ہیں۔

تصنیف وتالیف

تعلیم وتدریس سے فارغ اوقات میں شروح اور متون عربی۔ اردو سینکڑوں کتابیں اور رسالے لکھ دیئے۔ چند اسماء ملاحظہ ہوں:

ترجمہ روح البیان (تیس پارے) اُردو

نعم الحامی شرح جامی (اُردو) آٹھ مجلدات

صدائے نودی شرح مثنوی معنوی (اردو) بیس مجلدات

شرح شرح ماۃ عامل۔

شرح ابواب الصرف

شرح صرف بہائی

تفسیر اویسی عربی۔ تفسیر اویسی اُردو

احسن البیان مقدمہ تفسیر القرآن تین جلد

شہد سے میٹھا نام محمد

الاحادیث النبویہ فی علامات الوہابیہ

Marfat.com

چشمۂ نور افزا (رد شیعہ)

آئینہ مذہب شیعہ (چار جلد)

آئینہ بد مذاہب وغیرہ وغیرہ

ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف ہو چکی ہیں۔

دورۂ تفسیر القرآن

۱۹۶۱ سنہ سے دورۂ تفسیر القرآن کا سلسلہ جاری ہوا جو تا حال بہاولپور۔ کوئٹہ۔ بلوچستان۔ لاہور۔ سندھ کے مختلف اضلاع میں سالانہ پڑھایا جاتا ہے جس سے ہزاروں علماء و فضلاء نے فیض پایا۔

اولاد

آپ کے چار صاحبزادے ہیں جو بحمدہ تعالیٰ چاروں اہل علم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی والد گرامی کی طرح فیض علمی پھیلانے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

مختصر تعارف اولاد

۱۔ مولانا مفتی حافظ محمد صالح اویسی تمام کتب اور دورہ حدیث شریف والد گرامی سے پڑھ کر دار العلوم جامعہ اویسیہ کے مفتی اور صدر مدرس اور مدرسہ کے تمام نظم و نسق کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

۲۔ مولانا حافظ الحاج محمد عطاء الرسول اویسی تمام کتب اور دورہ شریف والد گرامی سے پڑھ کر دار العلوم جامعہ اویسیہ کے مدرس ہیں۔ والدین کے ساتھ سنہ ۱۴۰۲ھ میں حج و زیارت گنبد خضریٰ کی سعادت سے بہرہ اندوز ہو چکے ہیں۔

۳۔ مولانا حافظ محمد فیاض احمد اویسی درسی کتب اسلامیہ کے لئے زیر تعلیم ہیں۔

۴۔ حافظ محمد ریاض احمد اویسی حفظ القرآن سے فراغت پا کر عربی علوم کے حصول میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی احکم ما خلق و قدر و عدل فیما قسم و دبر و

انزر بما انشاء و اظہر و استاثر بما اخفی و اسرّ و الصلوٰۃ والسلام

علیٰ حبیبہ خیر البشر و علی الہ الاطہر و علی اصحابہ الذین

لا یعصون ما امر وما نھی عن المنکر

امّا بعد!

فقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفر لہ ربہ القوی ۱۴۰۲ھ میں اعتکاف کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو عزیزم حافظ غلام[1] محمد ساکن سمہ سٹہ ضلع بہاولپور پاکستان نے خلاصۃ الوفاء کے ترجمہ کا شوق ظاہر کیا۔ فقیر نے رسمی

---

[1] عزیز موصوف فقیر کے شاگرد اور ایک عرصہ سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت سے سرشار اور دین و اسلام کی اشاعت میں خوب سرگرم ہیں باوجودیکہ غریب الدیار اور غیر سرمایہ دار بلکہ بے روزگار اور بینائی کی دولت سے بے مایہ ہیں لیکن پاکستان میں اپنے پسماندہ علاقہ دیہات میں دینی دار العلوم جاری کیے ہوئے ہیں جس کی کفالت خود کرتے ہیں، مشاہرہ مدرس کے علاوہ مساکین طلبہ کے اخراجات بھی اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں اور اس کتاب کی اشاعت پر (تخمیناً ساٹھ ستر ہزار روپیہ خرچ آئے گا) بھی اپنی جیب سے خرچ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو دارین میں شاد و آباد رکھے اور اس مرد مجاہد کی طرح کسی بینا کو بھی ان جیسی باطنی بینائی عطا فرمائے (آمین) اویسی غفرلہ۔

Marfat.com

طور پر وعدہ کیا۔ میں نے عزیز موصوف کے شوق کو رسمی سمجھ کر سال بھر اسے خیال و تصوّر سے بھی دُور رکھا۔ پھر ۱۴۰۳ھ میں مدینہ پاک حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ عزیز موصوف نے اپنے شوق سابق کا اعادہ فرمایا۔ فقیر نے کہا کہ ترجمہ تو کروں لیکن اس کی اشاعت کا کیا بنے گا۔ موصوف نے اشاعت کی ذمہ داری اُٹھائی۔ ان کی ہمّت مردانہ پہ فقیر نے وعدہ کر لیا اور ساتھ ہی اظہار افسوس بھی کیا کہ کاش آتے ہی یہ کام شروع کر دیا جاتا تا کہ اصل کی طرح اس کا ترجمہ بھی مدینہ طیبہ میں لکھا جاتا لیکن آنچہ مرضی مولیٰ ہماں اولیٰ۔ حافظ صاحب فقیر سے وعدہ لے کر فوراً بازار سے جا کر کتاب اور سفید کا پیاں لے آئے۔ فقیر نے گنبد خضریٰ کے مکین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ اور فضل و کرم ربّانی پر بھروسہ کر کے ۲ ستمبر ۱۹۸۳ء ۲۴ ذیقعد (پاکستانی) ۲۵ ذیقعد (عربی) ۱۴۰۳ھ عمارۃ ابو عزہ بر مکان فاضل عزیز مولانا حافظ الحاج عبدالواحد قادری ترجمہ کا آغاز کیا۔ اسی پاک اور مقدس وسیلہ جلیلہ کے صدقے

لہ فقیر کے نہ صرف شاگرد بلکہ سابق وطن حامد آباد کے قریبی ہمسایہ میں۔ تمام علوم عربیہ اور مروجہ کتب اسلامیہ فقیر کے ہاں پڑھ کر دستار فضیلت کے بعد مختلف مقامات پر خطیب و امام رہ کر مدینہ طیبہ کے اشتیاق سے مہاجر بن کر یہاں آئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بچوں اور اہلیہ کو بھی یہاں جگہ دے دی ہے۔ بہت بڑے باذوق اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انھیں اہلیہ بھی صالحہ نصیب ہوئی ہیں۔ فقیر ہر سال مدینہ طیبہ میں حاضر ہوتا ہے تو فقیر کی میزبانی کی سعادت ان کو نصیب ہے اس سال تو کمال ہی کر دیا کہ فقیر کے اہل وعیال کا خرچہ خورد و نوش اور رہائشی مکان اور فقیر کے مہمانوں کی خاطر و مدارات ان کے سپرد رہی۔ اور حافظ غلام محمد صاحب کی طرح اس سال انھوں نے بھی شفاء شریف کے متعلق لکھنے کا کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچوں سمیت مدینہ پاک میں رکھے اور دائماً شاد و آباد ہوں۔ آمین جدہ عرب شریف۔

Marfat.com

بیس ستمبر کو اس کے ترجمے سے فراغت پائی۔ باوجودیکہ مدینہ منورہ کے مختصر بقایا لمحات مختلف امور پر منقسم تھے مثلاً حاضریٔ حرم اور اس کے معمولات۔ احباب کی ملاقات اور ان کے سوالات کے جوابات۔ اہل و عیال کی رفاقت پر ضروریات کی کفالت اور مدینہ پاک کے مہمان نوازوں کی دلجوئی و دیگر حوائج بشریہ اور پھر عوارضِ انسانیہ کا ابتلا، یعنی بخار و نزلہ وغیرہ وغیرہ پھر ادائیگی مناسک حج مبارک کا مکہ معظمہ کو ٹرک کا سفر پھر اس کی کوفت اور ۷، ذوالحج تا ۱۲، ذوالحج مکہ معظمہ تا عرفات کے پھیرے بالخصوص یہ حج جمعہ کو ہوا۔ اسے عوام حج اکبر سمجھتے ہوئے ہر سال کئی گنا زائد آئے جس کی وجہ سے اس سال حکومت انتظام میں بے بس رہی۔ پانی کی قلت۔ ضروریات کی عدم کفایت ازدحام سے بچانے کے لیے مستورات کو مناسک کی ادائیگی پر احتیاط کرنے پر بے ہنگام مقاماتِ مقدسہ پر حاضری اور مکہ معظمہ و منیٰ و عرفات کی شدتِ گرمی سے بے آرامی و بے قراری وغیرہ وغیرہ۔

حج کے بعد فوراً وطن جانے کے پروگرام کی وجہ سے جدّہ میں ۱۳، ذوالحج کی شب کو پہنچے تو یہاں کے لمحات نے حرمین طیبین کے تمام خوشگوار لمحات کو منکدر کر دیا۔ ایک عزیز کی معمولی سی بے توجہی سے ہمیں یہاں پر چودہ دن رکنا پڑا۔ حجاج و عمرہ والوں کی بھیڑ بھاڑ نے جدّہ کو مستقل باعثِ تکلیف بنا دیا۔ یہاں کے میزبان آنے والوں کو مصیبتِ عظمیٰ سمجھتے ہیں۔ ہم بھی ناخواندہ مہمانوں کی طرح کسی بندۂ خدا کے سر چڑھ گئے اور مصیبتِ عظیم ہی سمجھے کہ جس مکان میں ہمیں ٹھہرایا گیا وہ مردانہ ہے اور پاکستانی شیر کمائی کے لیے مقیم ہیں۔ رات بھر فلم بینی اور شور و فغاں سے آسمان کو سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ میری اہلیہ بیمار، فقیر خود تنہائی پسند ہے پھر اس ماحول میں آرام و قرار کہاں۔ ٹکٹ کا چکر۔ دلالوں کی منہ مانگی مٹھائی کی ادائیگی پر بھی ٹکٹ نہ مل سکے۔ اس دوران پریشانیوں اور ذہنی

Marfat.com

بیماریوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ قلب مکانی سے کچھ سکون ملا۔ مستورات اور پھر میرے جیسا بیکار جدہ جیسے ہوشیار شہر میں کیا کر سکتا ہے۔ اس کے فضل و کرم سے ۲۱ اکتوبر بروز پیر ہم سب کی جان رہائی ہوئی یعنی آج کے دن سب کے ٹکٹ مکمل ہوئے۔"

جدہ میں فقیر کی رفاقت جناب سیّد محمد صادق حسین شاہ صاحب[1] سے رہی۔ انھوں نے رفاقت کا خوب حق ادا کیا اور باوجودیکہ آپ جدہ میں کاروبار کے لیے تشریف لائے ہیں لیکن اپنے کاروبار کو پس پشت ڈال کر فقیر اور فقیر کے اہل و عیال کی ہر طرح کی سہولتوں کے لیے خوب خدمت کی۔

ان عوارض کی تفصیل کا مقصد یہی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ کی قدر و قیمت معلوم ہو کہ اتنا ضخیم اور مشکل کتاب کا ایک ماہ سے کم کا ترجمہ ہو جانا معمولی بات نہیں۔

---

[1] سید صاحب شہر گدائی ضلع ڈیرہ غازی خاں کے پیر جنتی سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور زمیندار اور سادات گھرانہ کے چشم و چراغ ہیں۔ باوجودیکہ ان کے اکثر افراد شیعہ ہیں لیکن آپ متصلب سُنّی اور مسلک اہلسنت کے دلدادہ ہیں۔ ضلع بھر میں مسلک کی اشاعت میں سرگرم رکن ہیں۔ سیاسی سماجی بہترین کارکن ہیں۔ جب بھی مسلک کے خلاف آواز اٹھتی ہے اپنی جیب سے خرچ کر کے مسلک کی نہ صرف ڈھال بلکہ جان و مال خرچ کرنے میں صف اول میں نظر آتے ہیں۔ ان کے شہر میں دیوبندی ٹولہ نے فقیر کے خلاف آواز اٹھائی اور عبدالستار تونسوی کو مناظرہ کے لیے لانے کا پروگرام بنایا۔ آپ نے ان کا چیلنج قبول کر لیا۔ وقت پر تونسوی کو لانے کے بجائے حسب عادت پولیس کو لائے۔ سید صاحب نے پولیس کے سامنے صحیح صورت بیان کرنے کے بعد پولیس کو کہا: لاکھ روپیہ میں پیش کرتا ہوں اور لاکھ روپیہ ادا کریں اور حکومت انتظام کرے۔ دیوبندی ٹولے کے شاہ صاحب کی جرأت سے ہوش کے طوطے اڑ گئے اور پھر کبھی مناظرہ کا لفظ بھی زبان پر نہ لا سکیں گے۔

Marfat.com

مقدمہ

از

مولانا علامہ مفتی فیض احمد اویسی بہاولپوری

(۱) بذاتِ خود کسی کو کوئی خوبی نہیں ہر ایک میں ہر خوبی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے اور وہ خوبی جب کسی نسبت سے منسوب ہو تو منسوب الیہ کی عظمت کی وجہ سے شے منسوب میں عظمت ہوتی ہے۔ مدینہ طیبہ کی عظمت صرف اس لیے ہے کہ وہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا اور محبوب شہر ہے۔ اسی وجہ سے ہمیں اس کی محبت ضروری اور لازمی ہے جسے مدینہ پاک سے محبت نہیں سمجھو وہ بد نصیب ہے۔ اسی لیے مصنف... وفاء الوفاء قدس سرہ نے فرمایا کہ:

"فقد شغفت باخبار الحبیبۃ المحبۃ و نشر فضلها ومعالمها فی ذوی المحبۃ اذ هو من مهمات الدین ومما یزید فی الایمان والیقین لما فیه من معرفۃ معاهد دار الایمان ونشر اعلامها المرغمۃ للشیطان وتذکر ایامها الواضحۃ البیان الخ

فقیر نے تجربہ کیا ہے کہ مدینہ پاک سے محبت ایمان کی کسوٹی ہے۔ جتنا اس سے زیادہ پیار اتنا ایمان ویقین میں رونق جتنا کمی اتنا ایمان ویقین کا خسارہ۔

Marfat.com

(۲) مدینہ طیبہ کے عجائب و غرائب اور فیوض و برکات کا مشاہدہ ہر دور میں ظاہر و باہر رہا اور اب بھی واضح اور روشن ہے اور تا قیامت اس سے بڑھ کر تابندہ و درخشندہ رہے گا۔

(۳) خوش بخت ہیں وہ حضرات جو اس کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونے کی جدوجہد کرتے ہیں اور اس میں باادب ہو کر رہتے ہیں اور اس سے عشق و مستی کی حالت میں جاتے اور آتے ہیں۔

(۴) مدینہ منورہ کی تاریخ پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے گویا یہ واقعات ابھی آنکھوں کے سامنے ہو گزرے ہیں اور آنے والے واقعات گویا ابھی یوں ہونے والے ہیں۔

(۵) اس پاک شہر کے جتنے فضائل و برکات درج ہیں ان کو نقد حال میں دیکھا جا سکتا ہے ایسے نہیں کہ ایک موہومی اور خیالی امور ہیں۔

(۶) ہر دور میں اس کے متعلق تحقیقی کام ہوا اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت ہوتا رہے گا۔ فقیر چند کتب کا نقشہ پیش کرتا ہے جو کتاب "اخبار مدینۃ الرسول" کے پیش لفظ لکھنے والے ایک عالم دین نے درج فرمائے۔ فقیر نے اپنی روش پر اسے نقشہ کی صورت میں خلاصہ کے طور پر لکھا ہے۔

Marfat.com

نقشہ کتب تاریخ مدینہ پاک

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنّف	سن وفات مصنّف	کیفیّت
۱	اخبار المدینۃ	محمد بن الحسن ابن زبالہ	عاش فی منتصف القرآن الثانی للہجرۃ ومات فی آخرہ وتتلمذ علی امام مالک رضی اللہ عنہ وعامرہ	
۲	بے نام ونشان (لم یعرف اسم کتابہ بالضبط)	الزبیر بن بکار المؤرخ	سنہ ۲۵۶ھ	ہومن موالید مدینۃ وتوفی بمکۃ بعد ان تولی قضاءہا
۳	اخبار المدینۃ	یحیٰی ابن الحسن بن جعفر	عاش فی اواخر القرن الثالث	
۴	فضائل المدینۃ	مفضل الجندی	سنہ ۳۰۸ھ	لم یعرف مصیر ہذہ المؤلفات ولم یطبع منہا شئ بحسب علمنا مقدمہ صہ ۵
۵	الانباء المبینۃ فی فضائل المدینۃ	قاسم بن عساکر	سنہ ۶۰۰ھ	
۶	اتحاف الزائر	ابو الیمن ابن عساکر		
۷	بہجۃ النفوس والاسرار	عبد اللہ بن محمد المرجانی	سنہ ۶۹۹ھ	
۸	روضۃ الفردوس	محمد بن احمد الاقشہری	سنہ ۷۳۹ھ	
۹	التعریف بما آنست الہجرۃ من معالم من الاعلام	محمد بن احمد المطری	سنہ ۷۴۱ھ	

Marfat.com

کیفیت	سن وفات مصنف	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
[illegible]	سنہ ٧٦٥ھ	عبداللہ بن محمد المطری	الاعلام فیمن دخل المدینۃ من الاعلام	١٠
	سنہ ٧٦٩ھ	عبداللہ بن محمد فرحون	نصیحۃ المشاور وتعزیۃ المجاور	١١
طبع ہذا الکتاب موخرا	سنہ ٨١٦ھ	زین ابی بکر بن الحسین المراغی	تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم الہجرۃ	١٢
ریاض (نجد) میں چھپ گئی	سنہ ٨١٧ھ	مجد فیروز آبادی	المغانم المطابہ فی فضائل طابہ	١٣
قد طبع عدۃ طبعات	سنہ ٩١١ھ	الامام علی بن احمد المطری ثم المدنی قدس سرہ	وفاء الوفاء للسمہودی	١٤
"	"	"	خلاصۃ الوفاء "	١٥
وہو مطبوع ایضًا		للعباس	عمدۃ الاخبار	١٦
قد طبع فی شہر صفر سنہ ١٣٨٨ھ		السید علی حافظ	فصول من تاریخ المدینۃ المنورہ	١٧
		الشیخ عبدالرحمٰن الانصاری	تحفۃ المحبین والاصحاب فی معرفۃ ما للمدنیین من الانساب	١٨
قد طبع مرتین الی الآن	سنہ ٦٤٣ھ	محمد بن محمود النجار	اخبار مدینۃ الرسول	١٩

Marfat.com

کیفیت	سن وفات مصنف	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
(قد طبع مراراً) اب اُردو میں بھی بارہا چھپی		الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی	جذب القلوب الی دیار المحبوب (فارسی)	۲۰

نوٹ:۔ ان سب میں عمدہ تحقیق حضرت علامہ سمہودی قدس سرہ کی تصانیف میں ہے ان کے بعد تمام مورخین ان کے خوشہ چین ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ مصنف نے جس طرح محنت سے تاریخ مدینہ پر قلم اُٹھایا ہے یہ انہی کا حصہ ہے چنانچہ چند ایک مشاہیر کے تحسین کلمات ان کے ترجمہ میں عرض کروں گا۔ انشاءاللہ

Marfat.com

ترجمہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ

از علامہ محمد فیض احمد اویسی

امام علی بن عبداللہ بن احمد الحسنی المعروف بہ السمہودی قدس سرہ مصر کے دیہات سمہود میں ماہ صفر ۸۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اور قاہرہ میں تعلیم پائی۔ ۸۷۳ھ میں مدینہ طیبہ مقیم ہو گئے۔ علمائے حرمین وغیرہم سے علمی استفادہ کیا۔ حکام مصر سے اچھے تعلقات تھے۔ باوجود مدینہ طیبہ کی سکونت اختیار کرنے مصر سے وابستہ رہے۔ قاتیبائی بادشاہِ مصر کی آپ کے ساتھ خصوصی توجہ رہی۔ اس کی طرف سے آپ کو بہت سی سہولتیں میسر آئیں۔

آپ کے ترجمہ میں محمد محی الدین عبدالحمید لکھتے ہیں:

"ہو الامام القدوۃ الحجۃ المفتن نورالدین ابوالحسن علی بن القاضی عفیف الدین الخ رحمہم اللہ۔ تیئسویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب بذریعہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔

سمہود بستی میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ اپنے والد گرامی سے درسی کتابیں پڑھیں۔ قرآن مجید حفظ کیا اور قاہرہ میں بارہا والد گرامی کے ساتھ تشریف لائے اور شمس جوہری سے فقہ واصول پڑھا۔ جناب جلال الدین محلی (صاحب جلالین نیمۂ اصل) سے بھی جمع الجوامع وشرح منہاج پڑھیں اور علامہ مناوی سے بھی استفادہ کیا اور ان سے خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔ جناب نجم بن قاضی عجلون کے فیوضات سے بھی مستفیض ہوئے اور شیخ

Marfat.com

زکریا سے فقہ و فرائض حاصل کیا اور جناب سعد دیری سے بھی علوم پڑھے اور انہی کے حکم سے تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کو تدریسی اجازت علامہ سعد کے علاوہ ایامی اور جوجری سے بھی حاصل تھی۔ اور بے شمار فضلاء نے آپ سے فیض پایا۔

پھر مستقل طور پر ۸۷۳ھ میں مستقل سکونت مدینہ منورہ میں اختیار کی اور یہاں بھی الشہاب الابشیطی کی تصانیف خود مصنف سے پڑھیں اور دیگر فنون بھی انھوں نے آپ کو یہاں مدینہ طیبہ میں تدریس تعلیم کی اجازت بخشی۔ ان کے علاوہ ابوالفرج المراغی اور مکہ میں بی بی کمالیہ بنت النجم المرجانی اور ان کے سگے بھائی علامہ کمال اور علامہ نجم بن فہد سے بھی استفادہ کیا۔ حرمین شریفین میں ان سے بے شمار فضلاء نے فیض پایا۔

تصانیف آپ کی تصانیف بکثرت ہیں مگر چند ایک کا مختصر اذکر کیا جاتا ہے:

(۱) اقتفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ

یہ وہی تصنیف ہے جس کا ذکر انھوں نے بار بار خود کیا ہے۔ شذرات الذہب میں اس کا یہی نام لکھا ہے اسی کو شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے لیا ہے لیکن حاجی خلیفہ نے اس کا نام "الوفا بما یجب لحضرۃ المصطفیٰ" لکھا ہے۔ بہرحال یہ تصنیف مدینہ طیبہ کی مفصل تاریخ لیکن نامکمل اور وہ بھی نذر آتش ہو گئی جس کا ذکر مصنف نے مقدمۃ الکتاب ہذا میں فرمایا ہے۔

(۲) وفاء الوفاء

یہ اسی کتاب مذکور کا خلاصہ ہے لیکن نہ اتنا کہ اصل مقصد فوت ہو گیا اس کا ذکر بھی مصنف نے وفاء الوفاء اور خلاصۃ الوفاء کے مقدمہ میں فرمایا

Marfat.com

جسے شیخ محمد النمنکانی نزیل المدینۃ المنورہ نے شائع کیا اور اس کی تصحیح وحواشی کسی نیک عقیدہ علامہ محمد محی الدین عبد الحمید سے لکھوائے وہ خود لکھتے ہیں ؛

"لما اراد الشیخ محمد النمنکانی نزیل المدینۃ المنورۃ والکتبی فیھا ان یعید طبع کتاب الوفاء رغب الی فی تحقیقہ وتفصیلہ وصادف ذلك منی رغبۃ خالصۃ لوجہ اللہ رجاء ان یتقبل سبحانہ ھذا العمل الذی احببت ان اتقرب بہ الیہ والی رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمنکانی صاحب نے اسے دوبارہ شائع فرمایا اور یہ اشاعت ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۵ء میں ہوئی اور فقیر اویسی یہ کتاب مدینہ منورہ سے ایک عرصہ سے حاصل کر کے بارہا مطالعہ سے مشرف ہوا ہے اور تصنیف ہذا میں اس سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

(۳) خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ

یہ اسی وفاء الوفاء کا خلاصہ ہے جس کا ذکر مصنف نے مقدمہ میں فرمایا ہے اسے بھی شیخ نمنکانی صاحب نے حال ہی میں شائع فرمایا ہے لیکن افسوس کہ اس کے حواشی و تصحیح "وہابی نجدی" حمد الجاسر نامی ملاّ سے کرائی ہے جس نے اصل کتاب کو معمولی طور اور حواشی میں اصل مقصد کو بگاڑنے کی کوشش کی ہے جس کی نشاندہی فقیر نے اپنی تصنیف ہذا میں کی ہے۔

(۴) الایضاح فی مناسک الحج للنووی کا حاشیہ

(۵) امنیۃ المعتنین بروضۃ الطالبین تا باب الربوا[1]

۱ـ یہ روضہ کا حاشیہ ہے اور فقہ شافعی میں ہے اور مصنف خود بھی شافعی

ترجمہ جب نمنکانی نے اس کی طباعت کا ارادہ کیا تو مجھے اس کی تحقیق و تفصیل کے لئے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قبول فرمائے میں اپنی اس خدمت کو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب سمجھ کر سرانجام دے رہا ہوں ۔

Marfat.com

المذہب ہیں۔

(۶) اپنے فتاویٰ بھی جمع کئے اور دیگر نفیس کتب جمع کیں جو تمام نذر آتش ہو گئیں۔

(۷) مصابیح القیام فی شہر الصّیام

اس کا ذکر خود فرمایا ہے (خلاصۃ الوفار وغیرہ)

(۸) رسالہ مشتملہ بر قصۂ آتشزدگی وانہدام مسجد نبوی

(جذب القلوب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے فضائل و کمالات علماء نے بیان کئے ہیں جس کا مختصراً آئندہ اوراق میں ذکر ملاحظہ فرمائیں۔

تعارف سیّدنا عبد الحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ

آپ کو بلا اختلاف ہر مکتب فکر کے علماء نے شیخ المحدثین اور ولی حضوری مانا ہے وہ مصنّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"فقیر حقیر نحیف اضعف عباد اللہ القوی الباری عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہتا ہے کہ ہر زمانے میں علمائے سیر و تاریخ نے اس مبارک شہر "مدینہ طیبہ" کے متعلق کئی کتابیں اور دفاتر لکھے ہیں ان تمام میں مؤلفات سیّد عالم کامل احد العلماء اعلام عالم مدینہ خیر الانام نور الدین علی بن سیّد شریف عفیف الدین عبد اللہ بن احمد الحسینی السمہودی مدنی (رحمہ اللہ تعالیٰ وا سکنہ دار القرار متوفی بروز خمیس ماہ ذی القعدہ ۹۲۲ھ بوقت صبح فوت مدفون قریب قبر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) مشہور اور عمدہ ترین تاریخ ہیں۔ پہلی کتاب "وفاء الوفار باخبار دار المصطفیٰ" ہے کہ جس کو ایک دوسری کتاب مسمّٰی "اکتفاء الوفار" کے تمام کرنے

Marfat.com

سے قبل ۸۸۶ھ میں مختصر اور جمع کیا تھا اور اصل کتاب مسجد شریف کی آتش زدگی میں جل گئی تھی اور اس کا خلاصہ سلامت رہا۔ یہ کتاب "وفاء الوفاء" مدینہ طیبہ کے احوال پر نافع و شامل ہے (بلکہ تمام وقائع و حوادثات جو اس میں واقع ہوئے) متعدد روایات اور اختلافات اقوال اس میں مذکور ہیں۔ کتاب "وفاء الوفاء" کے بعد مصنف نے ۸۹۳ھ میں ایک اور مختصر کتاب مسمّٰی بہ "خلاصۃ الوفاء باخبار المصطفٰے" تصنیف کی جو نہایت منقح و مہذب ہے۔ اس زمانہ میں یہی خلاصۃ بین الانام مشہور و متداول ہے۔ کاتب حروف نے اکثر مقامات پر کتاب "وفاء الوفاء" کو پیش نظر رکھا ہے۔ اتفاقاً بعض روایت میں کتاب خلاصہ کا اختلاف ظاہر بھی ہو تو بعید نہ سمجھا جائے۔ سیّد سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور رسالہ بطور خاص قصۂ آتش زدگی اور انہدم مسجد شریف اور تجدید تعمیر پر مشتمل ہے۔ اس میں مسئلہ حیات انبیاء کو تفصیل و تحقیق سے بیان کیا گیا ہے۔" (جذب القلوب)

علامہ محمّد محی الدّین عبد الحمید مصری رحمۃ اللہ علیہ

موصوف وفاء الوفاء کی تقدیم میں لکھتے ہیں:

"وفی الجملۃ ھو امام مفتن متمیز فی الاصلین والفقہ مدیم دراسۃ العلو والتالیف متوجہ للعبادۃ والمباحثۃ والمناظرۃ قوی الجلادۃ۔ قوی الیقین۔"

یعنی مصنف "وفاء الوفاء" رحمہ اللہ ہر فن کے امام اور قرآن و حدیث اور

Marfat.com

اور فقہ میں ممتاز عالم دین اور علوم دینیہ کے مدرس اور تصانیف و تالیف کے مؤلف۔ عبادت میں یکتا اور مباحثہ اور مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور قوی الہمۃ اور قوی الیقین بزرگ تھے۔

علامہ سخاوی صاحب المقاصد الحسنہ وغیرہ قدس سرہٗ

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

قلّ ان یکون احد من اہل المدینۃ لم یقرأ علیہ

اہل مدینہ کا کوئی فرد ایسا نہ ہوگا جس نے آپ سے کچھ پڑھا نہ ہو۔

تبصرۂ اویسی: ہم مدینہ پاک کی گرد و غبار کے لیے ترستے ہیں اور اس خوش بخت انسان کو یہاں کے باشندگان کی استاذی کا مرتبہ نصیب ہوا۔

نجدی حمد الجاسر

اس نے "خلاصۃ الوفاء" طبع جدید" از مکتبہ علمیہ للشیخ محمد سلطان النمنکانی" پر حواشی و تصحیح کی ہے اور حاشیہ پر نجدیت وہابیت کا حق ادا کیا ہے۔ مقدمہ میں مصنف قدس سرہ کے بارے میں لکھا ہے:

ویعتبر الامام علی بن عبد اللہ بن احمد السمہودی من اعظم مورخی طیبۃ الطیبۃ بل ھو اعظم من وصلت الینا مؤلفاتہ منہم۔

مدینہ طیبہ کے بہت بڑے عظیم مورخین میں معتبر اور عمدہ امام علی بن عبد اللہ

Marfat.com

بن احمد سمہودی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور یہ کتاب ان کی بہت بڑی عظیم تالیفات میں سے ہے"

وفاء الوفاء اور خلاصۃ الوفاء

دونوں کی ترتیب و تصنیف و تالیف اسی دوران ہوئی جب آپ مدینہ منورہ کے باشی ہوئے۔ آپ نے مدینہ طیبہ کی گلی گلی، کوچہ کوچہ، پھر اس کے مواضعات، متعلقات و مشہور و غیر مشہور مقامات کی خوب تحقیق کی ہے۔ اکثر آنکھوں دیکھے حال لکھے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی زیارت کا سفر کیا۔ وہاں سے واپسی پر مستقل طور پر مدینہ طیبہ میں مقیم ہوئے یہاں متعدد نکاح کیے اور مکان بنوائے۔ مدینہ میں رہے اور مدینہ میں ہی مرے۔ ۱۸ ذیقعد بروز خمیس صبح سنہ ۹۱۱ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قریب مدفون ہوئے۔

حضرت علامہ اویسی صاحب کی عمدہ تصنیف بے نظیر شہد سے میٹھا نام محمد کا مطالعہ فرمائیں
(ادارہ)

Marfat.com

مقدمہ از

مصنفِ کتاب خلاصۃ الوفاء رحمۃ اللہ

اَلحمد للہ الذی شرف طابہ وشوق القلوب سماع اخبارھا المستطابہ واختارھا لحبیبہ الذی اجتباہ وعظم جنابہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی جمیع الآل والصحابہ

امّا بعد

میرے دل میں شوق موجیں مار رہا تھا کہ میں شہر خوباں محبوب مدینہ اقدس کی تاریخ اور اس کے فضائل و کمالات لکھوں کیونکہ یہ دین کے اہم اُمور سے ہے بلکہ اس سے ایمان کو تازگی اور یقین کو رونق نصیب ہوتی ہے اس لیے کہ اس سے دار الایمان (مدینہ) کے آثار کی معرفت حاصل ہو گی۔ اور اس کی اشاعت سے شیطان کو ذلت وخواری۔ اور وہ یادیں تازہ ہوتی ہیں جو رشک ملک وملکوت ہیں۔ بنا بریں میں نے بڑی ضخیم کتاب لکھ ڈالی جس کا نام رکھا "الوفاء باخبار دار المصطفٰی[1]" اس کی تحریر میں میں نے حسب الامکان بہت بڑی جد و جہد کی۔ سابقہ تواریخ محررہ کے علاوہ جتنا ہو سکا جمع کیا اور پھر آنکھوں دیکھا مشاہدہ علاوہ۔ جبکہ میں حجرۂ اقدس اور مسجد نبوی شریف کی تعمیر جدید کے وقت موجود تھا۔ مجھے یقین ہے کہ مجھ جیسے کسی مؤرخ کو اس کی تاریخ پر عبور حاصل نہ ہوگا۔ جسے ناظرین پڑھ کر خود اندازہ کر لیں گے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

Marfat.com

املیا لی حدیث من سکن الجزع[1]
ولا تکتباہ الا بدمعی
فانی ان اری الدیار بطرفی
فلعلی اری الدیار لسمعی

پھر میں نے اس کی تکمیل سے پہلے اس کا خلاصہ لکھ دیا جس کا نام "وفاء الوفاء" ہے اس میں مضامین کو اپنے حال پر چھوڑ کر صرف تراجم یا معمولی طور پر غیر مناسب اُمور کو حذف کیا۔ افسوس کہ جب میں مکہ معظمہ کو چلا گیا تو مسجد نبوی شریف کو آگ لگ جانے سے اصل جل گیا لیکن الحمد للہ اس کا خلاصہ میرے پاس محفوظ تھا بچ گیا۔ اسی خلاصہ پر چند دیگر نفیس تحریروں کا اضافہ کیا اور آگ لگنے کے بعد تعمیر جدید کے اہم اُمور ملا دیئے جس نے اس شہر مبارک کے سابق حالات کو مزید چار چاند لگا دیئے اور اس نے سابق تحریر کی گم شدگی کو بھلا دیا بلکہ اس کے لیے زیب و زینت بن کر بہترین معین و مددگار ثابت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھی خلاصہ لکھ کر اس کا نام . . . . "خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ" رکھا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وزادہ فضلاو شرفا)۔ اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی اور شرافت میں اضافہ فرما۔ آمین)

ترجمہ: میرے لئے میرے محبوب کی بات لکھو جو جزع کا ساکن ہے اور لے لکھو تو میرے آنسو سے اس لئے کہ میں اس کی دار کو دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہوں خدا کرے کبھی اس کے کوائف کانوں سے بھی سنوں۔

---

[1] یہ دو بیت شریف رضی کے ہیں بیت اوّل ان کے دیوان میں یوں ہے

واستملا حدیث من سکن الخیف ولا تکتباہ الا بدمعی

ترجمہ: میرے لئے محبوب کے شہر کی بات لکھوا اور لکھو تو میرے آنسو کی سیاہی ہو کیوں کہ جیسے اُسے دیکھ کر لذت پاتا ہوں سن کر بھی پاؤں۔ کذا فی الحاشیہ)

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب ہذا

کتاب ہذا کو میں نے آٹھ ابواب پر مرتب کیا

باب (۱)

مدینہ پاک کے فضائل اور اس کے متعلقات اس کے دس (۱۰) فصل ہیں

فصل (۱)	اسماء مبارکہ
فصل (۲)	تمام شہروں پر افضلیت کا اثبات
فصل (۳)	اس کی اقامت اس میں موت کی ترغیب اور یہاں کی تکالیف ومصائب پر صبر۔ اس میں ظاہری، باطنی خباثتوں اور فسق و فجور کا جڑ کٹ جانا اور اس میں گناہوں پر ارتکاب اور مجرم کو پناہ دینے پر وعید۔ مدینہ پاک اور اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ یا انھیں ڈرانے پر وعید۔ اور اہل مدینہ پاک سے نیک سلوک کرنے کی وصیت

Marfat.com

فصل (۴)	مدینہ شریف اور اہل مدینہ کو دعا۔ مدینہ پاک سے وبا کا انتقال اور اس کا طاعون و دجال سے مامون و مصون ہونا۔
فصل (۵)	مدینہ پاک کی خاکِ پاک اور ثمرات کی برکات و شفاء
فصل (۶)	حرم نبوی شریف اور اس کے متعلقات اور حدودِ حرم شریف کی تعیین کے اسرار و رموز۔
فصل (۷)	حرم پاک کے احکام
فصل (۸)	حرم شریف کے خصوصیات (جو حرم مکہ شریف میں نہیں)
فصل (۹)	مدینہ پاک کے ابتدائی حالات اور اس کے جملہ متعلقات اور وہ واقعات جو حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے واقع ہوئے۔
فصل (۱۰)	اس آگ کا ظہور جس کے متعلق حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں پہلے ہیبت ناک خبر دی پھر اس کا حرم نبوی کے قریب آکر بجھ جانا۔

Marfat.com

باب (۲)

گنبدِ خضریٰ اور مسجد نبوی شریف کی زیارت کے فضائل اور اس کے متعلقات
اس میں تین(۳) فصلیں ہیں۔

فصل (۱)	گنبد خضریٰ اور مسجدِ نبوی کے فضائل اور اس کی تاکید اور ان کے متعلق نذر ماننے اور ان کے لیے سفر کرنے اور ان کے لیے اُجرت پر کسی کو بھیجنے کے احکام و مسائل۔
فصل (۲)	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنانا اور سلام و دعا کے وقت آپ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا اور آداب زیارت اور مدینہ پاک میں سکونت اختیار کرنے کے احکام۔
فصل (۳)	مسجدِ نبوی شریف اور ریاض الجنۃ پاک اور منبر اقدس کے فضائل و مسائل۔

باب (۳)

رسولِ پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے پہلے ساکنانِ مدینہ کے حالات اور آپ کی تشریف آوری کے بعد آپ کا اور بعد کے ساکنین کے واقعات۔ اس میں

Marfat.com

چار فصلیں ہیں۔

فصل (۱)	طوفان نوح (علیہ السلام) کے بعد کے ساکنین اور یہودیوں کی سکونت، پھر انصار کی سکونت اور ان کا حسب و نسب اور ان کا یہودیوں پر غلبہ کا بیان اور تبع بادشاہ کے ساتھ ان کا تعلق۔
فصل (۲)	انصار کے منازل اور ان کی آپس میں جنگوں کا بیان
فصل (۳)	حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ان کا اعزاز اور عقبہ اولیٰ و ثانیہ میں ان کی بیعت اور رسول پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور آپ کا قبا میں ٹھہرنا۔
فصل (۴)	حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شہر خوباں (مدینہ پاک) میں ورود اور آپ کا دار ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نزول اور پھر سن ہجری کے مطابق آپ کی بقایا زندگی کے مختصر حالات۔

باب (۴)

مدینہ پاک کی مسجد اعظم نبوی کی تعمیر اور اس کے متعلقات اور حجرات مقدسہ کی تعمیرات

Marfat.com

اس میں سولہ (۱۶) فصلیں ہیں۔

فصل (۱)	حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد نبوی شریف کا سنگِ بنیاد رکھنا اور آپ کے زمانہ میں اس کا طول وعرض اور آپ کے بعد تعمیرات اور پہلی تعمیر کے درمیان امتیاز کا بیان۔
فصل (۲)	تحویل قبلہ سے قبل و بعد حضور نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام صلوٰۃ اور اس کے متعلقات۔
فصل (۳)	استن حنانہ کی حدیث شریف اور منبر پاک اور ان کے متعلقات اور دیگر ستون ہائے مبارکہ
فصل (۴)	حجرات نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اور حجرۂ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تفصیل
فصل (۵)	مسجد شریف کی طرف سے تمام دروازوں کو بند کرنے اور ان سے مستثنیٰ رکھنے کا بیان۔
فصل (۶)	مسجد نبوی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑھانے اور اس کے کنارہ پر بطیحاء[ف] بنانے کا پروگرام۔

ف: مقام سدہ سے متصل شرق میں ایک علیحدہ جگہ بنا دی جہاں شعر گوئی اور باتیں کرنے کی اجازت تھی اس جگہ کو بطیحا کہتے ہیں

Marfat.com

فصل (۷)	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسجد نبوی کو بڑھانا اور مقصورہ شریف کا بیان ۔
فصل (۸)	مسجدِ نبوی کا ولید بن عبد الملک کا بڑھانا اور اس کا محراب مرزج اور برجیان اور مینار بنانا اور مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا ۔
فصل (۹)	خلیفۂ مہدی عباسی (بادشہ) نے مسجدِ نبوی کو بڑھایا ۔
فصل (۱۰)	وہ قبور مبارکہ جو گنبدِ خضریٰ میں ہیں، کے متعلق اور اس کے گرد چار دیواری اور قبور مبارکہ کے متعلق تفصیل ۔
فصل (۱۱)	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور چہرہ پاک کے امتیاز کی علامت اور مقامِ جبریل علیہ السلام اور حجرۂ اقدس کو سنگِ مرمر سے مضبوط کرنا اور اس پہ غلاف چڑھانا اور اسے خوشبو سے معطر کرنا اور اس مقصورہ مقدس کی تعمیر جو حجرہ کے ارد گرد ہے اور اس قبہ پاک کی تعمیر جو مسجد شریف کی سطح سے اونچا اور

Marfat.com

	مقصورہ شریف کا محاذی ہے۔
فصل (۱۲)	حجرہ اقدس کی تعمیر جدید اور قبۂ لطیف سے اور مسجد کی چھت کے نیچے حجرہ کی تبدیلی اور اس کی وضع کا مشاہدہ اور اس کے استقرار کا نقشہ اور اس کے خندق کھودنے اور اسے سیسہ پلائی کرنے کا قصہ اور اس حاکم کا واقعہ جو جسد نبوی پاک کو منتقل کر کے مصر کو لے جانا چاہتا تھا پھر ان اہل حلب کا قصہ جو حجرہ مبارکہ سے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجساد مبارکہ کو نکالنا چاہتے تھے۔
فصل (۱۳)	مسجد نبوی شریف کی چھت اور اس کے نقش و نگار کا بار اوّل آگ سے جلنے کا واقعہ پھر از سر نو اس کی تعمیر و تنقیش پھر دوبارہ جلنے کا قصہ اور پھر جدید ترتیب کا بیان۔
فصل (۱۴)	مسجد نبوی شریف کی چھت بر آمدے اور ستون ہائے مبارکہ اور اس کے صحن میں کنکر بچھانا اور اس کو معطر کرنا اور اس میں لوبان جلانا وغیرہ وغیرہ
فصل (۱۵)	مسجد نبوی کے ابواب اور کھڑکیاں اور ان کے محاذات کے گھروں کے درمیان امتیاز اور ان گھروں کا بیان جو مسجد نبوی کو گھیرے

Marfat.com

	ہوئے ہیں۔
فصل (۱۶)	احاطہ جو مسجد نبوی کے ارد گرد اور جو اس کے بالمقابل مہاجرین کے مکانات اور مدینہ پاک کے بازار اور قلعہ جات کا بیان۔

باب (۵)

مدینہ طیبہ کی نبوی عیدگاہ اور اس مسجد نبوی شریف کے علاوہ دیگر مساجد نبویہ اور مدینہ پاک کا گورستان احد شریف اور شہدائے اُحد کے فضائل۔ اس میں چھ فصلیں ہیں۔

فصل (۱)	مدینہ پاک کی نبوی عیدگاہ
فصل (۲)	مسجد قبا، و مسجد ضرار کی تفصیل
فصل (۳)	وہ مساجد جو ہمارے زمانہ میں موجود نہیں ان کی تعیین
فصل (۴)	ان میں سے وہ مساجد جن کی جہت معلوم ہے اور جن کی غیر معلوم
فصل (۵)	مدینہ طیبہ کے گورستان کے فضائل اور صحابہ کرام و اہل بیت

Marfat.com

	عظام میں کون حضرات یہاں مدفون ہیں اور وہ مقبرے جو معروف ہیں۔
فصل (٦)	اُحد شریف اور شہدائے اُحد کے فضائل۔

باب (٦)

مدینہ طیبہ کے کنوئیں۔ چشمے۔ باغات اور وہ زمینیں جو غرباء ومساکین پر وقف تھیں اس میں دو فصل ہیں۔

فصل (١)	مدینہ طیبہ کے کنوئیں حروفِ تہجی کی ترتیب پر اس میں تتمہ ہے جس میں ان چشموں کی تحقیق کی گئی ہے جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور ہمارے زمانہ میں کون سے چشمے موجود ہیں۔
فصل (٢)	نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ زمینیں جو فقراء ومساکین پر وقف تھیں اور وہ باغات جو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے لگائے۔

Marfat.com

باب (۷)

ان مساجد کا بیان جن میں حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ[۱] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سفروں اور جنگوں میں نماز ادا فرمائی اس میں تین[۲] فصل ہیں۔

فصل (۱)	وہ مساجد جو مکہ معظمہ کے اس راستہ میں واقع ہیں جسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حج وغیرہ کے لیے طے فرمایا اور ان میں نماز پڑھی۔
فصل (۲)	وہ مساجد جو مکہ معظمہ کے راستہ پر واقع ہیں جس سے ہمارے زمانہ کے حجاج جاکر نمازیں ادا کرتے ہیں اور پیدل جانے والوں کے راستوں اور ان کے قرب وجوار کی منزلیں۔
فصل (۳)	وہ مساجد جو رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات اور عمروں سے متعلق ہیں۔

باب (۸)

مدینہ طیبہ کی وادیاں۔ چراگاہیں۔ میدان۔ قلعہ جات اور بعض دیہات علاقہ جات اور پہاڑ وغیرہ۔ اور اس میں چند فصول ہیں۔

Marfat.com

فصل (۱)	وادی عقیق اور اس کا میدان اور حدود اور اس کے محلات اور وہ اشعار جو اس کے متعلق کہے گئے و دیگر وادیاں
فصل (۲)	عقیق وادی کے علاوہ دیگر وادیاں۔
فصل (۳)	چراگاہیں اور ان کے نگران اور بقیع میں حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چراگاہ کی تفصیل۔
فصل (۴)	مدینہ طیبہ کے قریب کے میدان اور قلعے اور بعض دیہات اور علاقے اور جنگلات اور ان کے متعلق مشہور آبادیاں جن کی ضرورت رہتی ہے انھیں حروفِ ہجار کی ترتیب پر بیان کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے ہی مدد کی طلب ہے اس کے ماسوا سے ہیں کیا واسطہ اور ہر نقصان کے امر سے اسی سے بچاؤ کا سوال ہے وہی ہمیں کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔

Marfat.com

بابِ اوّل

اسماءِ مبارکہ

مدینہ طیبہ کے اسماء مبارکہ بکثرت ہیں مَیں انھیں حروفِ معجمہ کی ترتیب پر ذکر کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ کثرت اسمائے مسمّٰی کی شرافت و بزرگی کی دلیل ہے۔ میں نے شیخ المشائخ المجد اللغوی (رحمہ اللہ تعالیٰ) کے ذکر کردہ اسماء پر بہت سا اضافہ کیا ہے۔

فائدہ: میرے ذکر کردہ اسماء کی علامت ز اء ہو گی؎۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے پچانوے اسماء کا ذکر کیا ہے۔

(۱) آثِرِبْ

بالفتح و ثاء ساکن و کسر الراء آخر میں باء (بروزن مسجد) یثرب کی ایک لغت ہے اس شخص کا نام ہے (از اولادِ نوح علیہ السلام) جو سب سے پہلے یہاں آکر مقیم ہوا۔ ابوعبیدہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا مدینہ پاک کے تمام علاقہ کا نام اثرب (یثرب) ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں صرف مدینہ شریف یثرب ہے۔ ابن زبالہ؎ جن کا نام محمد الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ ہے وہ اہلِ مدینہ کے پیشوا اور امام

؎ فقیر اویسی غفرلہٗ نے یہ علامت ترک کر دی ہے تاکہ قارئین غیر لفظ کو دیکھ کر کتاب کے مطالعہ سے غیر مانوس نہ ہوں ۱۲۔

؎ بعض نے پورے ایک سو نقل کیے ہیں ۱۲ جذب القلوب ؎ زبالہ بروزن سحابہ

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے کبار اصحاب میں سے ہیں) فرماتے ہیں یہ مدینہ پاک سے باہر ایک علاقہ کا نام ہے۔ دراصل یثرب مدینہ پاک کے اِرد گرد کے علاقہ کو گھیرے ہوئے تھا مثلاً مشرق و مغرب میں قناۃ سے جرف تک اور شام (یعنی شمال) و قبلہ (یعنی جنوب میں المال سے (جسے برقی کہا جاتا ہے) زبالہ تک کے درمیانی مقامات کے مجموعہ کو یثرب کہا جاتا ہے۔

امام مذکور سے امام المطری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ وہاں تین سو یہود کے مکانات تھے۔ یہ اس لیے کہ ابن زبالہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے زہرہ نامی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے دور میں یثرب وہ مقام مشہور ہے جو مدینہ طیبہ کے شمال (علاقہ شام کی طرف) میں واقع ہے۔ وہاں کھجوریں بکثرت ہیں اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزار غرب میں اور مقام الیٰ کہ شرق میں واقع ہے یعنی چشمہ ازرق کی موڑ۔ اور اہل مدینہ ایسے مقامات کو اثاذیب کہتے ہیں اور البرہان بن فرحون (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنی کتاب منسک میں بھی اس طرح تعبیر فرمایا ہے:

امام المطری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہیں پر بنو حارثہ کے مکانات تھے اور انکے حق میں آیت:

وَاِذْ قَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ[1] — ان کے ایک گروہ نے کہا

يَا اَهْلَ يَثْرِبَ (الآية) — اے یثرب والو!

نازل ہوئی۔ اس دلیل سے قول ثالث ترجیح پا جاتا ہے۔

غزوۂ اُحد

اس کی مزید تائید یوں ہوتی ہے کہ غزوۂ احزاب و اُحد میں قریش نے مقام رومہ میں اُترے اور یہ جگہ اوس کے بنو حارثہ اور خزرج

(بقیہ صفحہ گذشتہ سے) ایک جگہ کا نام ہے کبھی اسی صاحب کو اس میں سکونت کی وجہ سے ابن زبالہ اور کبھی یائے نسبت کے ساتھ زبالی کہا جاتا ہے۔ حاشیہ وفاء الوفاء

[1] پارہ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۲

Marfat.com

کے بنو سلمہ کے مکانات کے بالکل قریب تھی اور یہ دونوں (اوس اور خزرج کے مسلمان) یوم اُحد میں گھبرائے کہ کہیں مشرکین مکہ ان کے بچوں اور گھروں پر حملہ نہ بول دیں ان کے حق میں یہ آیت

اِذْ ھمّت طائفتان منکم ان تفشلا واللہ ولیھما (الایۃ)[1]

جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ بزدلی کریں اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے۔

اس آیت کے نزول پر اوس و خزرج کے سمجھداروں نے کہا اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمۂ کرم میں لے لیا ہے لیکن اس میں ایک اعتراض ہے جسے ہم بعد کو عرض کریں گے۔

اور بعض نے کہا:

"یا اھل یثرب لا مقام لکم" اے یثرب[2] والو یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔

کے قائل اوس بن قیظی اور اس کے ساتھی تھے جبکہ انھوں نے بنو حارثہ کو کہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ تیسرے مذہب کی تائید عمر بن شبہ نمیری کے قول سے ہوتی ہے وہ یہ کہ ابو غسان نے کہا:

وکان بالمدینۃ فی الجاھلیۃ سوق بزبالۃ فی الناحیۃ التی تدعی یثرب۔

جاہلیت کے دور میں مدینہ کی ایک بازار زبالہ میں تھی یعنی اس ناحیہ (طرف) میں جسے یثرب کہا جاتا ہے۔

---

[1] آل عمران آیت ۱۲۲، ۱۲۰

[2] یعنی مدینہ طیبہ کے ایک خاص علاقہ کا نام یثرب ہے نہ کہ شہر مدینہ، لہذا اسے یثرب کہنا ناجائز ہے، فقیر اپنی میراثِ مہجت ہے اور اسی پر دلائل قائم کیے ہیں پارہ ۲۱ سورہ احزاب رکوع ۲

Marfat.com

یثرب کا اطلاق مدینہ طیبہ پر

باوجود مذکورہ بالا تحقیق کے مدینہ طیبہ پر یثرب کا اطلاق صحیح اور ثابت ہے یا تو اس لیے کہ یہ اسم اسی خطہ کے لیے ابتداً وضع ہوا۔ اطلاق الجزء علی الکل کی وجہ سے کہ اگرچہ یثرب ایک خاص علاقہ کا نام ہے لیکن اس بعض حصّے کو کل علاقہ پر اطلاق کیا گیا۔

یثرب کے اطلاق کی ممانعت

لیکن شرعًا اس کا اطلاق مدینہ طیبہ پر ممنوع ہے اور یہی مشہور ہے۔ ابن شبہ[ع] کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدینہ پاک کو یثرب کہنے کی نہی مروی ہے چنانچہ فرمایا:

من سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ

جو مدینہ پاک کو یثرب کہے اس پر لازم ہے کہ وہ استغفار کرے اس لیے کہ یہ یثرب نہیں بلکہ طابہ (پاکیزہ) ہے۔

سوال: آیت سابقہ میں مدینہ طیبہ کو یثرب کہا گیا ہے جب قرآن مجید میں مدینہ کو یثرب کہا گیا ہے تو پھر ہمیں اس کی ممانعت کیوں؟

جواب: قرآن مجید میں منافقین کے قول کو حکایۃً ذکر کیا گیا ہے اور جو شے حکایۃً[ل]

ع بفتح الشین وتشدید الباد بن عبیدہ آپ کا نام زید نمیری۔ اخباری۔ نحوی۔ ادیب۔ حافظ وثقہ الدارقطنی مات سنہ ۲۶۲ھ

ل معلوم ہوا جو منافقین وغیرہم سے حکایۃً منقول ہے اس کا اطلاق ہمیں جائز نہیں اسی لیے ہم اہلسنت لفظ بشر کا اطلاق حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علی نبینا علیہم السلام

(باقی صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

منقول ہو اس کا اطلاق اصالۃً ناجائز ہوتا ہے۔

یثرب کہنے پر گناہ

حضرت عیسیٰ بن دینار مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر گناہ (کبیرہ) لکھا جاتا ہے

یثرب کی وجہ تسمیہ

بعض علماء نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے کی کراہت لکھ کر اس کی وجہ یہ بتائی کہ چونکہ یثرب۔ ثرب (بفتحتین) سے مشتق ہے بمعنی فساد۔ اسی لیے یہ قبیح لفظ مدینہ پاک کے شایانِ شان نہیں۔ یا اس لیے کہ یہ تثریب سے لیا گیا ہے بمعنی (المواخذہ بالذنب والتوبیخ علیہ) کسی کے گناہ پر گرفت اور اس پر جھڑکنا اس اعتبار سے بھی مدینہ پاک کو یہ اسم ناموزوں ہے۔ یا یہ کہ یہ ایک کافر کا نام ہے (جس نے اس شہر کی ابتدا کی) اور کافر کے نام سے مدینہ پاک کو موسوم کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔

سوال: صحیحین کی حدیث شریف میں ہے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر فرمایا:

فاذا ھی المدینۃ یثرب

پس اچانک یہ شہر مدینہ یثرب ہی ہے (تفصیل آگے آئے گی)

ایک روایت میں ہے:

ولا اراھا یثرب

اور میں اسے یثرب ہی دیکھتا ہوں۔ (تفصیل آئے گی) انشاء اللہ

جواب: یہ روایات نہی سے پہلے کی ہیں اور دعویٰ منسوخہ احادیث سے ہے اور

(حاشیہ صفحہ ۴۳) پر ناجائز کہتے ہیں اس لیے کہ یہ اطلاقات کافروں نے کیے۔ مثلاً ابلیس نے آدم علیہ السلام کے لیے کہا "لم اکن لاسجد لبشر" اور نوح علیہ السلام کو کافروں نے کہا: "ما ھذا الا بشر مثلکم" الخ اور فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو کہا "انؤمن لبشرین مثلنا" وغیرہ وغیرہ بلکہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

منسوخہ روایات سے احکام کا ترتب نہیں ہوتا بلکہ ان سے احکام مرتب کرنا گناہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص۴۳) نے اہل مکہ کو اس لیے کافر کہا کہ انھوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا۔ کما قال اللہ تعالیٰ فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا و تولوا الخ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا مقولہ تھا انبیاء بشر ہیں اب وہی اطلاق ہم کریں تو کافر و مسلم میں کیا فرق رہا۔ ۱۲

ل امام بخاری کی تاریخ میں ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو مدینہ پاک کو ایک مرتبہ یثرب کہے تو اسے لازم ہے کہ اس کی تلافی اور تدارک میں دس مرتبہ مدینہ کہے ۱۲۔ جذب القلوب

جاہل شعراء اور جاہل واعظ و مقرر ہمارے دور میں جاہل شاعروں اور جاہل مقرروں کی بہتات ہے۔ ان کی اصلاح ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ میری یہ عرض ان شاعروں اور مقررین سے ہے جو خدا ترس اور مقبول حق کا مادہ رکھتے ہیں۔ وہ یہ کہ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب مدینہ کریمہ کو کبھی یثرب نہ کہنا ورنہ قیامت میں جہاں تمہاری غلطیوں کی سزا تمہارے انتظار میں ہے اس غلطی کی سزا کبھی دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ کیونکہ مدینہ پاک کو یثرب کہنا بے ادبی اور گستاخی ہے اور گستاخ کبھی دنیا میں سزا پاتا ہے ورنہ آخرت کی سزا تو ملے گی اور سخت اور شدید ترین کیونکہ گستاخ کی سزا دیگر مجرموں سے کئی گنا زیادہ ہے۔

ازالۂ وہم عارف جامی دیگر شعرائے گرامی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اطلاق یثرب بر مدینہ طیبہ سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں اس لیے کہ ان کا علمی مقام بہت بڑا ہے۔ انھوں نے مدینہ طیبہ پر یثرب کا اطلاق ہرگز نہیں کیا بلکہ انھوں نے مدینہ طیبہ کے گرد و نواح کو یثرب کہا ہے جیسا کہ ابھی ہم نے تحقیق کی ہے کہ یثرب ایک خاص علاقہ ہے جو مدینہ پاک کے نواح میں واقع ہے

Marfat.com

(۲) ارض اللہ

آیت مبارکہ:

الم تکن ارض اللہ واسعۃ	کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ
فتھاجروا فیھا۔	نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟

(۳) ارض الھجرۃ

ایک جماعت کہتی ہے کہ مدینہ پاک ارض الھجرۃ ہے۔ اس بارہ میں حدیث بھی ہے۔

(۴) اکالۃ البلدان

و

(۵) اکالۃ القریٰ

بوجہ حدیث شریف کے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سورۃ نساء آیت ۹۷

صابر مرحوم ضلع بہاول پور میں صابر مرحوم بہترین نعت گو گزرا ہے۔ ایک دفعہ فقیر کے سامنے اپنا کلام پڑھا تو مدینہ پاک پر یثرب کا اطلاق کیا۔ فقیر نے ٹوکا تو سر جھکا کر اپنے مصرعہ کی تصحیح کر ڈالی۔ جاہل شعراء سے گزارش ہے کہ مدائح رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھو اور خوب لکھو لیکن خدارا اس کی تصحیح کسی محقق سنی عالم دین سے ضرور کروا لیا کریں۔ ورنہ جن شعراء کو جہنم کی وعید ہے اس لسٹ میں جناب بھی ہوں گے۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

(بقیہ حاشیہ ص۵۶ پر)

Marfat.com

امرت بقریۃ تاکل القریٰ — میں ایسی بستی کا حکم دیا گیا ہوں جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی۔

اس لیے کہ تمام شہروں پر اس کا فضل و شرافت غالب ہے اور تمام پر یہ مبارک شہر مسلط ہے اور اس لیے کہ اہل مدینہ نے ہی گویا تمام شہروں کو فتح کیا۔ پھر اس کا صدقہ ہر ایک کھا پی رہا ہے۔

(۶) الایمان

آیت شریفہ پ۲۸ ۔ ر۴

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ۔ — اور وہ جنھوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنایا۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

مصنف قدس سرہ نے وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ " فی ھذہ الاضافۃ مزید التعظیم۔ اس اضافت میں بہت بڑی تعظیم و تکریم کی طرف اشارہ ہے ایسی اضافات اضافۃ التشریفیہ کہلاتی ہیں جیسے ناقۃ اللہ۔ بیت اللہ روح اللہ اور ہمارے نبی محمد نور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اوپر والے تمام اضافات پر سب کو سر تسلیم خم ہے لیکن جن کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کے لیے ایسی اضافت پر شرک کا نہ صرف خطرہ بلکہ زبردست لڑائی اور جھگڑا۔ لیکن الحمد للہ ہم اہلسنت دوسری اضافات کی طرح نور اللہ یا نور من نور اللہ۔ کو بھی اضافت تشریفیہ کے طور پر مانتے ہیں۔ ہمارے ہاں نور اللہ اور نور من اللہ کہنے پڑھنے وقت کبھی جزئیت یا کوئی اور دیگر کبھی تصور نہیں آیا۔ لیکن مخالف کو کون سمجھائے کہ افترا بازی گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک اپنی طرف اسی لیے منسوب فرمایا کہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بسیرہ

Marfat.com

کی وجہ سے جو انصار کے حق میں نازل ہوئی ہے چنانچہ حضرت عثمان بن عبد الرحمٰن و عبد اللہ بن جعفر رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مدینہ پاک کو اللہ تعالیٰ نے دار الایمان نام کھا اس وجہ سے ایمان کہنا لائق ہے کہ یہ رحمۃ و منبع ایمان ہے یہیں سے ایمان ظاہر ہوا اور یہیں لوٹے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرشتہ ایمان (جو اہل یقین کے دلوں پر الہام و القا کرتا ہے) کہتا ہے:

انا اسکن المدینۃ — میں مدینہ پاک سے کبھی باہر نہ جاؤں گا۔

یہ سن کر حیاء کا فرشتہ کہتا ہے:

انا معک — میں بھی تیرے ساتھ ہوں[1]

(۷) البارّہ

با تشدید بمعنی احسان و مروت کرنے والا چونکہ یہ شہر پاک کے مکینوں کو خصوصیت سے نوازتا ہے ویسے جملہ عالم اسی کے خوانِ یغما سے پل رہا ہے اس لیے کہ یہ شہر

(بقیہ از صفحہ گذشتہ)

یہیں پر ہے۔ اور الحمد للہ ہمیں بھی مدینہ پاک اس لیے پیارا ہے کہ وہاں ہم غریبوں و مسکینوں کا آقا و مولیٰ رہتا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم)

[1] مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اجمعت الامۃ ان الحیاء والایمان فی المدینۃ" امت کا اجماع ہے کہ حیاء اور ایمان مدینہ پاک میں ہے لیکن اس بے حیا اور بے ایمان کو کیا کہا جائے جو مدینہ پاک کو جانے سے روکے اور کہے وہاں سفر کر کے جانا شرک ہے۔ میرے عقیدہ پر ایسے بے ایمان کا ایمان لسانی ہے کیونکہ حقیقی ایمان کے متعلق تو حدیث صحیح کے مطابق یہ حکم ہے کہ ایمان کی قیامگاہ اور اس کی امان ہی مدینہ پاک ہے اور جس کا ایمان مدینہ پاک کو امان کے بجائے شرک سمجھتا ہے وہ ایمان نہیں ہے وہ منافقت اور

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

پاک منبع الفیوض والبرکات یعنی فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔

(۸) البحرہ

بالفتح و سکون المہملہ

(۹) البحیرہ

مذکور اسم کی تصغیر (یعنی بار کا ضمہ اور حار کی فتحہ)

(۱۰) البحیرہ

بالفتح پھر کسرہ یہ تینوں اسمار بوجہ طیبہ کی وسعت کے ہیں کہ ان میں بہ نسبت دوسرے علاقوں کے زیادہ وسعت ہے۔ جناب سعد نے فرمایا لقد اصلح اھل ھذہ البحیرۃ (الحدیث) تصغیر کے ساتھ۔ یعنی اس بحیرہ کے لوگوں کی

(بقیہ حاشیہ ص ۴) بے ایمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لسانی ایمان سے پناہ دے اور حقیقی ایمان کی دولت سے نوازے۔

لہ اس کے بعد لفظ یتوجوہ ہے ۃ کا مرجع عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین ہے وہ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اہل مدینہ کا خیال تھا کہ اسی عبداللہ کو تاج شاہی پہنائیں۔ لیکن جب انھیں شہنشاہِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسا رہبر مل گیا پھر اس کو کون سونگھتا یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن ابی تادم زیست رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن بنا رہا اور صرف منا اور صرف حسد کی لاعلاج بیماری کی وجہ سے ہے۔

Marfat.com

اصطلاح ہے اور البحیرہ سے مدینہ پاک مراد لیا ہے۔ صحیح روایت یہی ہے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کیا فرمایا۔

(۱۱) البحر

(یاء کے بغیر اور بسکون الحاء) بمعنی قریہ (بستی) اور ہر بستی بمنزلہ دریا کے ہوتی ہے۔

(۱۲) البلاط[۱]

بمعنی پتھر چونکہ اس میں پتھر بکثرت ہیں یعنی پتھریلی زمین ہے یا اس لیے کہ اس کے علاقوں میں ایک علاقہ بلاط ہے اسی لیے اس نام سے موسوم ہے۔

(۱۳) البلد

اس لیے کہ بفرمان اللہ تعالیٰ:

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ۙ مجھے اس شہر کی قسم

آیت میں البلد واقع ہے۔ بعض مفسرین اس سے مراد مدینہ طیبہ لیتے ہیں کیونکہ یہ شہر مبارک نزول وقیام ووصال سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا ہے اور بعض علماء اس سے مراد مکہ معظمہ لیتے ہیں اور لغت میں البلد بمعنی صدر اور قریہ ہے

ف جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ای یحلف لك بهذا البلد الذی شرفه بمکانك فیه حیا۔

سورہ الانفال رکوع ۱ – [۱] البلاط بالفتح لغت میں ان پتھروں کو کہا جاتا ہے جو زمین پر بچھائے جاتے ہیں (وفاء الوفاء)

سورۃ البلد رکوع ۱

Marfat.com

(۱۴) بیت الرّسول

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كما اخرجك ربك من	جیسا کہ تمھیں تمھارے پروردگار
بيتك بالحق ؎	نے تمھارے گھر سے نکالا۔

آیت میں بیتک سے مدینہ پاک مراد ہے۔

اور اس کی وجہ خود ظاہر ہے کہ جس طرح ہم مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہیں اسی طرح بعینہٖ اس مبارک شہر کو بیت الرسول کہنا موزونیت رکھتا ہے۔ اسی مناسبت سے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

زہے سعادت آں بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیت خدا گہے بہ بیت رسول

(۱۵) تندد

(مہملتین) بروزن جعفر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اسی شہر کی قسم یاد فرماتا ہے جسے آپ کے تشریف لے جانے نے زندگی اور بعد وصال مشرف فرمایا۔

(۱۶) تندر

تاء ، دراء یعنی دال کے بجائے آخر میں راء جیسا کہ یندر (یادخستانیہ) میں تفصیل آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ ۔)

(۱۷) اَلْجَابِرَہ

حدیث شریف میں ہے:

لِلْمَدِیْنَۃِ عَشْرَۃُ اَسْمَاءٍ۔ مدینہ پاک کے دس نام ہیں۔

ان میں ایک یہی ہے اگر جبر بمعنی نقصان کی تلافی سے ہو تو اس لیے کہ مدینہ پاک بہت سے نقصانات کی تلافی کر رہا ہے اور گداگروں کو تونگر بنا رہا ہے[ا] اگر بمعنی غلبہ سے ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے ہی اسلام نے بلاد پر غلبہ پایا۔

(۱۸) جبار

بروزن جذام اسے ابن شبہ نے اپنی روایت کردہ حدیث میں جابرہ کے بجائے روایت کیا ہے۔

[ا] ہم نے مدینہ پاک کے گداگروں کو کھپتی دیکھا ہے۔ باوجودیکہ آج کل وہاں گداگری کی لعنت پر پابندی ہے لیکن گداگر کو مانگے بغیر بھی سب کچھ مل جاتا ہے اور معنوی طور تو تمام گداگر روحانی وہاں جا کر تونگر بن جاتے ہیں کیا خوب فرمایا امام اہلسنت نے:

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا ... نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

Marfat.com

(۱۹) الجبارة

توراۃ سے مدینہ طیبہ کے اسماء میں منقول ہے۔

(۲۰) جزیرۃ العرب

جیسا کہ بعض علماء کرام نے حدیث

اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب۔ — مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔

میں جزیرۃ العرب سے مراد مدینہ طیبہ لیا ہے اور ایک دفعہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ پاک کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

ان اللہ برأ ھذہ الجزیرۃ من الشرک

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس جزیرہ کو شرک سے پاک فرمایا۔

(۲۱) الجبیبہ

اس لیے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے محبت کا اظہار اور اس کے لیے دعا فرمائی ہے۔

(۲۲) الجنۃ الحصینہ

وفاء الوفاء میں یہ اسم لکھا ہے اور خلاصہ میں اس کا ذکر نہیں یا کاتب سے سہو ارہ گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ لکھی کہ الجنۃ (بضم الجیم) بمعنی الوقایہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں خود فرمایا: باقی آئندہ صفحہ پر

Marfat.com

(۲۳) الحرمٌ

اس لیے کہ خود سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حرم مقرر فرمایا ہے
چنانچہ حدیث شریف میں ہے

المدینۃ حرم مدینہ حرم پاک ہے۔

عہ بالفتح ۱۲ وفاد۔

(بقیہ حاشیہ از صد گزشتہ)

انا فی جنۃ حصینۃ میں جنت محفوظ میں ہوں۔

پھر فرمایا:

رأیت کانی فی درع حصینۃ

اور فرمایا:

رأیت بقراً تنحر

اور فرمایا کہ درع حصینۃ سے مدینہ مراد ہے۔ جنۃ بمعنی ڈھال۔

حقیقت یہ ہے کہ مدینہ پاک سے محبت کرنا ایمان کے کھرے اور اس سے نفرت کھوٹے ہونے کی علامت ہے۔ یقین مانیئے کہ ہم غریب جب بھی مدینہ پاک کا نام پڑھتے یا سنتے ہیں تو فرحت وسرور اور مستی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ فقیر ناکارہ پاک عرب کے بس کے اڈہ پر کھڑا تھا تو سواریوں کو پکارتے ہوئے ایک عربی بولا۔ مدینہ۔ مدینہ۔ طائف طائف۔ سنتے ہی روح مست ہو گئی کہ ایک وقت ہوتا ہے جب ہم اپنے وطن میں ہوتے ہیں تو پکارا جاتا ہے۔ ملتان۔ لاہور۔ لاہور۔ اب ہمارے کانوں میں آواز گونج رہی ہے مدینہ۔ مدینہ۔ اس وقت سخت بے چینی تھی لیکن نام مدینہ سن کر چین آگیا۔

Marfat.com

اور ایک روایت میں ہے:

حرم آمن مدینہ پاک امن والا حرم ہے۔

(۲۴) حرم رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

اس لیے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حرم مقرر فرمایا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

من اخاف اھل حرمی اخافہ اللہ

"جو میرے حرم والوں کو ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خوفزدہ فرمائے گا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

حرم ابراھیم مکۃ وحرمی المدینۃ

"حضرت ابراھیم علیہ السلام کا حرم مکہ پاک ہے اور میرا حرم مدینہ شریف ہے۔"

(اسے طبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے)۔

(۲۵) حسنہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ [1]

"ہم دنیا میں انھیں اچھی جگہ دیں گے۔"

یعنی حسین قرارگاہ اس سے مدینہ پاک مراد ہے بعض نے فرمایا یہ اس لیے کہ مدینہ پاک

---

[1] سورۃ النحل آیت ۴۱

Marfat.com

ظاہری و باطنی حسن سے آراستہ و پیراستہ ہے[1]

(۲۶) الخیّرۃ

بالتشدید و بالتخفیف کہا جاتا ہے امرأۃ خیّرۃ و خیرۃ بمعنی کثیرۃ الخیر یعنی خیر و برکت سے بھرپور۔ اگر تفضیل مطلوب ہو تو کہا جائے گا "خیر الناس" یعنی وہ جو خیر و برکت سے بھرپور رہو۔ حدیث شریف میں ہے:

المدینۃ خیر لھم مدینہ پاک ان کے لیے بہتر ہے۔

(۲۷) الدار

جیسا کہ اسم ایمان میں بیان ہو چکا ہے اور یہ اس لیے کہ مدینہ پاک امن اور قرار کی جگہ ہے اور لطف یہ ہے کہ اس میں عمارات کثیر ہیں تو کھلی فضا بھی جگہ جگہ پائی جاتی ہے۔

(۲۸) دار الابرار (۲۹) دار الاخیار

اس لیے کہ یہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پسندیدہ مقام ہے اور شرارتیوں اور فسادیوں کو باہر پھینک مارتا ہے اگر چند روز ٹھہرتے ہیں تو نہ ٹھہرنے کے برابر بلکہ اگر وہ مدینہ پاک میں مدفون ہوں بھی تو بھی وہاں سے نکال کر کہیں دوسری جگہ منتقل کیے جاتے ہیں۔

---

[1] اس کے متعلق تفصیل آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

(۳۰) دار الایمان (۳۱) دار السنۃ

(۳۲) دار السلام (۳۳) دار الفتح

دار الایمان اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے:

المدینۃ قبۃ الاسلام و دار الایمان۔ مدینہ پاک اسلام کا قبہ اور ایمان و اسلام کا گھر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

الایمان یارذالی المدینۃ ایمان مدینہ میں پناہ لیتا ہے۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ دار الھجرت والسنۃ ہے اور الکشمیہنی کی روایت میں ہے کہ مدینہ دار السلامۃ ہے۔

(۳۴) دار الھجرۃ

(یہ نام وفاء الوفاء میں دار السلام کی بجائے دار السلامۃ لکھا ہے)

اور دار الفتح اس لیے کہ اسی سے تمام ممالک مفتوح ہوئے اور دار الھجرۃ اس لیے کہ اس کی طرف حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور دار السنۃ اس لیے کہ اس سے ہی دنیا میں سنت نبوی پھیلی۔

(۳۵) الدرع الحصینۃ

بمعنی محفوظ زرہ جیسا کہ احمد رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے اور اس کے راوی صحیح کے رجال ہیں وہ یہ کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا میں اپنے آپ کو گویا مضبوط زرہ میں دیکھ رہا ہوں اور الدرع الحصینہ (مضبوط زرہ) سے میں نے مدینہ پاک تعبیر کی ہے۔ (یہ نام وفاء الوفا میں ہیں)

(۳۷) ذات الحجر

اس لیے کہ وہ پتھروں والا ہے۔

(۳۸) ذات الحرار

پتھریلی زمین والا اس کی بھی کثرت ہے۔

(۳۹) ذات النخل

اس لیے کہ یہ شہر مبارک کھجوروں سے موصوف ہے۔ حدیث شریف میں ہے: خنا فنزمع دمنیہ۔ اور سجع عمران بن ہے:

فلیلتحق بیثرب	چاہیئے یثرب کو لاحق ہو کہ وہ
ذات النخل	کھجوروں والا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

اریت دار هجرتی	اپنی ہجرت گاہ ایسی جگہ دکھایا
ذات نخل وحرة۔	گیا ہوں جو کھجوروں اور پتھریلی
	زمین والی ہے۔

(۴۰) السلقہ

اسے جناب اقشہری نے تورات سے نقل کیا ہے۔ بفتح اللام والکسر والسکون

Marfat.com

ہریالیوں احتمال میں اس لیے کہ السلق (بفتحتین) بمعنی صاف اور ہموار اور نرم میدان اس کا مبالغہ مسلاق ہے اور زبان دراز عورت کو سلقہ (بکسر اللام) کہتے ہیں اہل عرب کا مقولہ ہے۔ سلقت البیض سلقا۔ میں نے انڈوں کو آگ پر ابالا مدینہ پاک کو اس نام سے اس لیے موسوم کرتے ہیں کہ یہ ایک وسیع میدان اور پہاڑوں سے دور ہے یا اس لیے کہ دوسرے شہروں پر مسلط ہو کر غلبہ پا گیا۔ یا اس کی تکالیف اور شدت کی گرمی اور بخار وغیرہ میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے اسے السلقہ کہا گیا۔

(۴۱) سید البلدان

المعرفہ لابی نعیم کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعًا دیلمی نے روایت کی ہے۔ فرمایا

یا طیبہ یا سید البلدان — اے طیبہ، اے تمام شہروں کے سردار۔

یہ خطاب مدینہ پاک کو فرمایا

(۴۲) الشافیہ

حدیث شریف میں ہے

ترابھا شفاء لکل داء — اس کی مٹی مبارک ہر بیماری کی شفا ہے۔

اور حدیث شریف سے اس کے پھلوں سے شفا حاصل کرنا ثابت ہے۔ ابن مسدی نے فرمایا کہ مدینہ پاک کے اسماء لکھ کر بخار والے کے گلے میں ڈال دے جائیں تو بخار

Marfat.com

[1] ل جاتا ہے اور عنقریب آئے گا کہ مدینہ پاک گناہوں سے پاک کرتا ہے اس معنی پر یہ گناہوں کی بیماری سے شفا بخشتا ہے۔

(۴۳) طابہ

شامہ کی طرح۔

(۴۴) طیبہ

ہیبۃ کی طرح

(۴۵) طیّبہ

صیّبہ کی طرح۔

(۴۶) طائب

کاتب کی طرح۔

(۴۷) المطیبہ

یہ تمام لفظاً و معنیً ہم جنس ہیں اگرچہ صیغے مختلف ہیں اور یہ صحیح حدیث شریف میں ہے۔

---

[1] شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ حسن ظاہری تو اس وجہ سے ہے کہ باغات۔ چشمے۔ کنوئیں اور بلند و بالا پہاڑ اور کشادہ فضائیں۔ عمارتوں کے قبے اور مشاہدات اس میں شامل ہیں لیکن اب یہ حسن دوسرے رنگ میں نکھرا ہے یعنی قبے و مشاہد و مزارات تو مسمار کر دیئے گئے لیکن عمارات فلک بوس ہیں اور سڑکیں خوب کشادہ اور صفائی و ستھرائی میں آئینہ کی طرح صاف و شفاف اور بجلی کی رونق سے رات کے وقت عجیب بہار۔ یہ امور ہمارے دور میں ہیں آگے چل کر نا معلوم کس طرح حسن نکھرتا ہے

بائی برصفو آئندہ

Marfat.com

ان اللہ سمّی المدینۃ طابہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک کا نام طابہ رکھا۔

لوگ اسے یثرب کہا کرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام طیبہ رکھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ پاک کے دس نام ہیں منجملہ ان کے المدینہ۔ طیبہ۔ طآبہ ہے۔

بعض روایات میں طیبہ کے بجائے طائب ہے اور حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے فرمایا کہ بخدا کہ کتاب اللہ یعنی توراۃ میں اس کا نام طیبہ وطابہ ہے اور انہی سے اس کا نام طائب بھی منقول ہے۔

اور طیبہ۔ مطیبہ اس لیے کہ اس کی ہوا خوشبوناک ہے بلکہ اس کے جابہ امور طیب ہیں اور اس لیے کہ شرک سے پاک ہے نیز اس کی ہوا سلیم طبائع کو موافق ہے اور اس لیے کہ طیب وطاہر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں مقیم ہیں اور اس لیے کہ خباثت کو مار بھگاتا ہے اور اس کی خوشبو مہکتی رہتی ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو باطنی علماء اور صاحب وجد میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ مدینہ کی مٹی میں ایسی خوشبو ہے جو کسی مشک عنبر سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ یہاں کی خوشبو عجیب تر ہے۔[1]

---

[1] حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ حقیقت میں یہ بات تعجب خیز نہیں کہ جس جگہ نے انفاس حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو حاصل کی ہو اس کے مقابلہ میں مشک عنبر کی حقیقت ہی کیا ہے۔

باقی بر صفحہ آئندہ

Marfat.com

(۴۸) طباب

مسے یاقوت نے ذکر کیا (طاء کی کسرہ کے ساتھ) بمعنی زمین کا ایک طویل

حاشیہ از گذشتہ صفحہ

وزاں زمین کہ نسیمے از و رطرہ دوست
چہ جائے دم زدن نافہائے تا تاریست

نیز اس جگہ کی تمام خوشبودار چیزوں کی خوشبو ایسی مخصوص ہے کہ کسی مکان کی چیزوں میں ایسی خوشبو نہیں پائی جاتی۔ گلاب جو حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بطور خاص مشہور ہے وہ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

زنسیم جان فزایت تن مردہ زندہ گردد
کدام باغے اے گل کہ چنیں خوشبویت

نیز فرمایا کہ باشندگانِ مدینہ منورہ بقعہ شریفہ تربت شریفہ کے در و دیوار سے ایسی خوشبو حاصل کرتے ہیں کہ ایسا ذوق کسی دوسری اشیاء میں نہیں پایا جا سکتا۔ شاید کچھ تھوڑی سی خوشبو بعض محبانِ صادق غریب الوطن احباب نے بھی سونگھی ہو۔ ابی عبد اللہ عطار فرماتے ہیں:

بِطِيبِ رَسُولِ اللّٰهِ طَابَ نَسِيمُهَا
فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُورُ وَالصَّنْدَلُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے مس ہو کر ہوا ایسی خوشبودار بن گئی کہ مشک کافور اور صندل کو بھی مات کر گئی۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی زمین کو بے خوشبو کی نسبت کرے اور اس کی ہوا کو ناخوش کہے وہ واجب التعزیر ہے اس کو قید رکھنا چاہیے اور جب تک خلوص سے توبہ نہ کرے رہا نہ کرنا چاہیے۔

Marfat.com

حاشیہ بقایا صلا

پھر شاہ صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نور نے اس کا احاطہ کر لیا ہے اور رونق کا حضور معہ جمیع ماکن کے اور گرداگرد اس بقعہ شریف کا نہایت ہی کامل اسرور ہے۔ حسن باطنی بوجہ وجود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کے جو شاہد و مشہود پروردگار کا ہے اور مقصود تمام نیکیوں کا اور وجود آل واصحاب اور آپ کے متبعین کا کہ جامع تمام برکات اور جمیع کرامات کے ہیں اور یہ تمام خوبیاں شہر خوبان مدینہ پاک کو حاصل ہیں۔ کسی نے خوب فرمایا:

عَرَفَ مَنْ ذَاقَ وَ وَجَدَ مَنْ عَرَفَ

پہچان لیا جس نے چکھا اور پا یا جس نے پہچانا۔

ذوق ایں رانشناسی بخدا تا نچشی

بخدا جب تک تو اسے نہ چکھے گا اس ذوق کو نہ پہچانے گا۔

ومن مذہبی حب الدیار لاھلھا

وللناس فیما یعشقون مذاہب

میرا مذہب ہے کہ محبت مکان اس کے ساکنین کی وجہ سے

اور ان کے لیے جو عشق رکھتے ہیں مختلف مذہب ہیں

پھر فرمایا بخدا قطع نظر باطنی لذتوں اور حضور قلب کے کہ نتیجہ ہے سچی محبت اور حسن اعتقاد کا۔ اصل حسن و زیبائی جو قلبی آنکھوں سے حاصل ہوتی ہے وہ اسی شہر پاک میں ہے کسی دوسرے شہر میں تو دیکھی نہ سنی۔ ہاں اگر کسی دوسرے شہر میں نورانیت نظر آتی ہے تو وہ اسی مقام کی حسن و زیبائی ہے اسی جگہ کے چمکارے اور آثار و برکات اس میں سایہ فگن ہیں جیسا کہ شہر دہلی اور اسی جیسے بعض دوسرے مقام اسی درس گاہ کے خادم و خاکسار وہاں بھی سوئے ہوئے ہیں۔

ہر کجا نوریست تاباں با کمال ظاہر است از آفتاب ایں جمال

Marfat.com

جگمگ اٹھا۔ یا (طاء کی فتحہ) یہ طیب و طیطب سے ہے بمعنی تھی اس لیے کہ یہ شہر مبارک بخار (معمولی) پر مشتمل ہے۔

(۴۹) العاصمة

اس لیے کہ (مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہاں پہنچ کر مشرکین کی ایذا رسانی سے محفوظ ہو گئے یا اس لیے کہ یہ محفوظ زرہ کی طرح ہے کہ جو بھی اس میں مقیم ہوا حوادث و فتنوں سے محفوظ ہو گیا یا اس لیے کہ یہ شہر مبارک معصومہ ہے کہ اس میں دجال اور طاعون نہیں آ سکتے اور جو بھی یہاں برائی پھیلانا چاہے اسے اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

(۵۰) العذراء

(عین اور ذال کے ساتھ) بوجہ مضبوط ہونے کے اور اس لیے کہ دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے یہاں تک کہ اپنے مالک حقیقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سلامتی سے رکھا۔

(۵۱) العراء

عین و راء کے ساتھ عذراء کی طرح یہ اس لیے کہ یہ شہر فلک بوس[1] عمارتوں سے خالی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں جاریۃ عذراء و عراء کنیز کو اس اونٹنی سے تشبیہہ دے کر جس کی کوہان نہ ہو اگر ہو تو بالکل معمولی اور وہ کنیز بھی عراء اسی لیے ہے کہ اس کے پستان نہ ہوں اگر ہوں تو بالکل چھوٹے۔

(۵۲) العروض

مجبوراً اس کی بعض جگہوں کے نیچے ہونے کی وجہ سے یا اس لیے

---

[1] مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور کے مطابق کہا ہے ورنہ آجکل تو مدینہ پاک میں کئی منزلیں فلک بوس نظر آتی ہیں لیکن مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا بھی غلط نہیں اس لیے کہ آنے والے دور میں اس سے بڑھ کر اونچی اور فلک بوس عمارات ہر شہر میں تیار ہو رہی ہیں جن کی نسبت مدینہ پاک کی بلڈنگیں فلک بوس بھی نہ سمجھی جائیں (اویسی غفرلہٗ)

Marfat.com

کہ اس میں وادی نمار اسنے ہیں یا اس لیے کہ یہ نجد کے کنارے پر ہے اور نجد کا تمام زمین خط مستقیم طولانی ہے اور مدینہ پاک اس کے ایک کونے پر واقع ہے۔

(۵۳) الغراء

غین معجمہ کے ساتھ اغر کی تانیث ہے بمعنی روشن تر غرّة سے مشتق ہے یعنی چہرے کے اگلے حصّہ کی روشنی اور پسندیدہ چیز اور انسان کے چہرے کو بھی کہا جاتا ہے اور الاغر بمعنی الابیض (سفید) اور ہر وہ شخص جس کے چہرے کو داڑھی کی سفیدی گھیر لے اور سخی مرد کو بھی اغر کہتے ہیں اور وہ دن جس میں سخت گرمی واقع ہو اور ایک گھاس جو نہایت خوشبودار ہوتی ہے اور گھر کی مالکہ جو سخی طبیعت ہو اسے بھی غراء کہتے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ مدینہ طیبہ میں یہ جملہ اوصاف موجود ہیں کہ یہ شہر مبارک تمام شہروں کا سردار ہے اور اس میں بھینی بھینی خوشبو مہک رہی ہے اور اپنے مکینوں پر جود و سخا کا ابرِ کرم موسلا دھار بارش کی طرح برسا رہا ہے اور اس کے باغات کا کیا کہنا اور اس کے نور اور روشنی کی چمک زمانہ کو روشن کیے ہوئے ہے۔

(۵۴) غلبہ

(بفتحتین) بمعنی غالب ہونا اس لیے کہ تمام ممالک پر غالب ہے۔ یہ قدیم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی یہ نام مشہور ہے (جیسا کہ یثرب) اور اسے غلبہ، قہر تسلط لازم ہے یہود و عمالقہ پر غالب آتے اور اوس خزرج قبائل انصار یہود پر۔

Marfat.com

(۵۵) الفاضحہ

(فا و ضاد و حاء کے ساتھ از کراع) بمعنی رسوا کرنے والا یعنی یہاں جس نے اپنا عقیدہ فاسدہ جتنا مخفی رکھا بالآخر مدینہ پاک نے اس کے غلط عقیدہ کو ظاہر کر کے رسوا کیا یہی ایک مطلب ہے۔ حدیث شریف، تنفی خبثھا کا دیہ اپنی خباثت کو صاف کرتا ہے)۔

(۵۶) القاصمہ

(قاف وصاد کے ساتھ) یہ نام تورات سے منقول ہے اس لیے کہ ہر وہ سرکش جو اس پر حملہ کرے تو یہ اسے مٹا کر چھوڑتا ہے اور وہ متکبر جو اس میں تکبر کیساتھ آئے تو یہ اس کا سر چھوڑتا ہے اور جو اس میں برائی کا ارادہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرتا ہے۔

(۵۷) قبۃ الاسلام

حدیث شریف میں ہے:

المدینۃ قبۃ الاسلام — مدینہ پاک اسلام کا قبہ ہے۔

(۵۸) القریۃ

حدیث شریف میں ہے:

ان اللہ قد طھر ھذہ القریۃ من الشرک ان لو تضلھم النجوم۔ — بیشک اللہ تعالیٰ نے اسے شرک سے پاک کر دیا ہے اگر انھیں ستاروں نے گمراہ نہ کیا تو۔

Marfat.com

(۵۹) قریۃ الانصار

انصار ناصر کی جمع ہے ان سے اوس وخزرج مراد ہیں اس لیے کہ ان کا یہ نام اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

والّذین اٰووا ونصروا — اور وہ جنھوں نے پناہ اور مدد دی۔[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنا نام انصار خود رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس لقب سے نوازا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لقب سے نوازا ہے۔

فائدہ: القریۃ (قاف کی فتحہ وکسرہ) بمعنی وہ جگہ جو لوگوں کی بہت بڑی جماعت کی جامع ہو۔ یہ "قرایت الماء فی الحوض۔ (میں نے پانی کو حوض میں جمع کیا) یہ اس وقت بولتے ہیں جب پانی حوض میں جمع کیا جائے) سے مشتق ہے اور بہت بڑے شہر کو بھی قریہ کہا جاتا ہے۔

(۶۰) قریۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

طبرانی وغیرہ میں ثقات رجال سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ دجال (ملعون) پھرتا پھراتا مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے گا تو اسے اس کے اندر گھسنے کی اجازت نہ ملے گی تب کہے گا:

---

[1] الانفال آیت ۷۲

Marfat.com

هذه قرية ذلك الرجل — یہ بہت بڑے جوان کا شہر ہے۔

(۶۱) قلب الایمان

ابن جوزی نے حدیث روایت کی ہے کہ:

المدينة قبة الاسلام — مدینہ پاک اسلام کا قبہ ہے۔

(۶۲) المؤمنہ

اس لیے کہ مدینہ پاک نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کی اور یہی حقیقت ہے (مجاز نہیں) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تصدیق کی صلاحیت پیدا فرمائی جیسے سنگریزوں سے حقیقۃً تسبیح سُنی گئی یا یہ مجازاً ہے کہ اہل ایمان کو سکونت یہاں نصیب ہوئی اور وہیں سے ہی احکام ایمان و اسلام جاری ہوئے یا یہ کہ برکت اور الفت اور سکنت سے (جو علامت مومن ہے) مدینہ پاک موصوف ہے۔ یا اس لیے کہ اس کے مکین اعداء اور دجال اور طاعون سے امن میں ہیں حدیث شریف میں ہے:

والذی نفسی بیده ان تربتها لمؤمنة۔ — قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک مدینہ پاک کی مٹی مبارکہ امن والی ہے۔

لہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جذب القلوب میں لکھا ہے کہ ہمارا یقین ہے کہ یہ کلمہ اس حقیقت پر مشتمل ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلدہ مکرمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح حقیقۃً ایمان لایا ہو جس طرح سنگریزوں نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر تسبیح کی اور پتھر وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر تسبیح کی اور پتھر وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہوئے بلکہ جبل اُحد تو حضور علیہ السلام کی محبت کی نسبت سے مخصوص ہے۔

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے کہ مدینہ پاک کا نام توراۃ میں مؤمنہ لکھا ہوا ہے

(۶۲) المبارکہ

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر پاک کی ہر شے میں برکت پیدا فرمائی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے یا اس لیے کہ رسول پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس میں مقیم ہیں۔

(۶۳) مبوأ الحلال والحرام

حدیث شریف میں ہے:

المدینۃ قبۃ الاسلام مدینہ اسلام کا قبہ ہے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ: مبوء کا مادہ تبوء ہے بمعنی تمکن و استقرار۔ کیونکہ مدینہ پاک حلال وحرام کی قرارگاہ ہے

(۶۴) مبین الحلال والحرام

ابن جوزی وغیرہ نے مذکورہ بالا حدیث کا بدل دیگر روایت نقل کی ہے وہ اس لیے کہ مدینہ پاک میں حلال وحرام کا بیان واضح ہوا۔

لہ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ اور جمیع اشیاءِ مدینہ حتیٰ کہ مد اور صاع کے لیے دعا فرمائی کہ خداوند تونے جتنی برکت مکہ معظمہ کو دی ہے اس سے زیادہ مدینہ طیبہ کو عطا فرما۔ ان دعاؤں کا اثر کا ظہور و مشاہدہ خیر و برکت اس میں اس کے اموال سے ظاہر ہے جو اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

Marfat.com

(٦٥) المجبورة

(جیم کے ساتھ) حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ پاک کے دس اسماء مبارکہ ہیں جنھیں کتب متقدمہ سے نقل کیا گیا ہے یہ اس لیے کہ اس نے خلاصۃ الوجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حیات اور وصال کے بعد بھی اپنے اندر سمویا ہے اور اپنے مکینوں کو سرور و بہجت سے بھرپور فرمایا اور اس کے دبائی بخار کو باہر نکال پھینکا ہے اور انھیں بار بار دعاؤں کا مستحق بنایا ہے۔

(٦٦) المحبۃ

(بالضم والحاء وتشدید الباء) کتب متقدمہ سے مدینہ پاک کا ایک نام یہ بھی منقول ہے۔

(٦٧) المحببہ

محبۃ پر ایک باء زائد ہے۔

(٦٨) المحبوبہ

یہ نام بھی کتب متقدمہ سے منقول ہے اور تینوں اسماء اور حبیبہ کا ایک ہی مادہ ہے حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے محبت اور دعا کرنا سب کو معلوم ہے اور آپ کی محبت اللہ کی محبت کے تابع ہے (یعنی اللہ تعالے کی اس شہر مبارک سے محبت نہ ہوتی تو حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ ہرگز محبت نہ کرتے)۔

(٦٩) المحبورۃ

مشتق حبر سے بمعنی سرور یا حبرۃ سے بمعنی نعمت کے بھی اس بلدہ مبارکہ کے اسماء گرامی میں سے ہے یا مبالغہ ہے کہ اس میں ہر طرح کے اوصاف جمیلہ موجود ہیں۔

Marfat.com

اور محبار اس زمین کو کہتے ہیں جو کافی سرسبز اور بہت زرخیز اور برکت والی ہو۔ یہ دونوں باتیں مدینہ منورہ میں بطریق اتم واکمل موجود ہیں۔

(۷۰) المحرمہ

اس لیے کہ یہ شہر مبارک ہر اعزاز و اکرام اور احترام کا مستحق ہے۔

(۷۱) المحروسہ

حدیث شریف میں ہے:

المدینۃ مشتبکۃ بالملائکۃ علی کل نقب ملک یحرسها — مدینہ پاک فرشتوں کی نگرانی میں گھرا ہوا ہے اس کے ہر راستہ پر فرشتہ ہے جو اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ (رواہ الجنیدی)

(۷۲) المحفوفہ

اس لیے کہ یہ شہر برکات اور آسمانوں کے ملائکہ سے گھرا ہوا ہے اور عنقریب حدیث شریف آئے گی۔

المدینۃ و مکۃ محفوفان بالملائکۃ۔ — مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کو فرشتے گھیرے ہوئے ہیں۔

(۷۳) المحفوظہ

اس لیے کہ یہ طاعون و دجال وغیرہا سے محفوظ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ چار شہر ایسے ہیں جو محفوظ ہیں ان میں ایک مدینہ طیبہ بھی ہے۔

Marfat.com

(۷۴) المختارہ

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پسند فرمایا جو جملہ مخلوق سے مرغوب ترین ہے۔

(۷۵) مدخل صدق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق۔ (الآیہ)[1]

اور کہیے اے میرے پروردگار مجھے سچی جگہ میں داخل کر اور سچی جگہ سے باہر لے جا

فائدہ: مدخل صدق سے مدینہ طیبہ اور مخرج صدق سے مکہ معظمہ مراد ہے جیسا کہ زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(۷۶) المدینہ

قرآن پاک میں اس کا ذکر بار بار آیا ہے اور تورات سے بھی یہی نام منقول ہے یہ "مدن بالمکان" سے ہے بمعنی فلاں مکان میں ٹھہرا۔ یا "دان" بمعنی اطاعت ہے اس لیے کہ اس کے مکینوں کے سامنے بڑے بڑے بادشاہوں کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔

لغت میں چند مجتمع گھروں کو مدینہ کہتے ہیں اور ہر وہ جگہ جو آبادی کی کثرت اور عمارت میں قریہ سے تجاوز کر کے مرتبہ مصریت تک نہ پہنچے وہ مدینہ ہے۔ بعض کے نزدیک

---

[1] الاسراء آیت ۸۰

Marfat.com

ہر شہر مدینہ ہے اسی لیے کہ اس کا اطلاق بہت سے شہروں پر آیا ہے۔ لیکن اب مدینۃ الرسول کے نام سے ملقب ہے اگر صرف مدینہ ہی بولیں تو یہی بلدہ معظمہ مراد ہوگا اور اس وقت یہ معرفہ ہوگا۔ اگر نکرہ ہو تو ہر شہر مراد ہو سکتا ہے۔

فائدہ: اگر کسی شخص کو کسی اور مدینہ کی طرف نسبت دی جائے تو اس کو مدینی کہیں گے یعنی یاء منسوبہ کے ساتھ اگر مدینۃ الرسول کی طرف اس کو نسبت دیں تو مدنی کہیں گے یعنی یاء کے بغیر۔ تاکہ مدنی و غیر مدنی میں فرق ہو۔

(۷۷) مدینۃ الرّسول

حدیث طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من احدث فی مدینتی هذه حدثا او آوی محدثا (الحدیث)	جس نے میرے اس شہر مدینہ پاک میں بُرا کام کیا یا بُرے کام والے کو پناہ دی تو سزا پائے گا۔

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہر مبارک کو اپنی طرف منسوب کر کے فرمایا کیونکہ آپ اسی میں مقیم ہیں اور نیز آپ کے لیے اور آپ کے خلفاء کے سامنے اکثر لوگوں نے سرِ تسلیم خم کیا۔

(۷۸) المرحومہ

تورات سے یہ نام بھی مدینہ طیبہ کے لیے منقول ہے اس لیے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی وجہ سے یہ بھی رحمت کا خزینہ بن گیا اور اس پر ہر وقت رحمتوں کی برسات رہتی ہے۔

Marfat.com

(۷۹) المرزوقہ

جیسا کہ گزرا ہے کہ اس کے مکینوں کو خصوصی رزق نصیب ہوتا ہے۔ یہاں سے جو کوئی بھی روگردانی کر کے قلب مکانی کرتا ہے تو اس سے اور بہتر کو ٹھہرایا جاتا ہے۔

(۸۰) مسجد الاقصیٰ[1]

جناب تادلی نے صاحب المطالع سے نقل کیا ہے کہ شاید اس لیے کہ اس میں بہ نسبت انبیاء علیہم السلام کے لیے آخری مسجد ہے۔

(۸۱) المسکینہ

تورات سے منقول ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ پاک کے دس اسماء مبارکہ ہیں اور دوسری مرفوع حدیث میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک کو کہا۔ یا طیبہ۔ یا طابہ۔ یا مسکینہ لا تقبلی الکنوز ارفع اجاجیرک علی اجاجیر القری الاجاجر بمعنی اس طرح یعنی اے طیبہ۔ اے طابہ۔ اے مسکینہ اپنے خزانے نہ نکال اور اپنی سطح کو دوسرے شہروں پر بلند کر دے اور المسکینہ سے وہ خشوع و خضوع مراد ہے۔ جو اس میں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے یا یہ کہ یہ خشوع و خضوع والوں کا مسکن ہے۔

(۸۲) المسلمہ

المؤمنہ کی طرح ہے اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے انقیاد (فرمانبرداری)

---

[1] دونوں جیم بمعنی بلندی اس طرح عرب کی لغت میں ہے دونوں حاء ہوں اور اس کا معنی بلندی ہو یہ کہیں ثابت نہیں ۱۲۔ حاشیہ۔

Marfat.com

اور انقطاع عما سوی اللہ کا مادہ رکھا ہے یا اس لیے کہ اس کے مکین فرمانبردار ہیں یا اس لیے کہ اس سے ہی قرآنی تعلیم کے ذریعے ممالک اسلامیہ خود بخود فتح ہوئے۔

(۸۳) مضجع الرسول

جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

المدینۃ مہاجری ومضجعی فی الارض۔ مدینہ پاک میری ہجرت گاہ اور اس زمین میں میری آخری آرامگاہ ہے۔

(۸۴) المطیّبہ

المرحبہ کی طرح اس کی تحقیق اسم طائب میں گزری ہے۔

(۸۵) المقدسہ

اس لیے کہ یہ شرک سے مقدس ومنزہ اور گناہوں سے پاک کرتا ہے۔

(۸۶) المقر

قاف کے ساتھ ممر کی طرح جیسا کہ بعض نے ذکر کیا ہے (حدیث شریف میں ہے:

اللھم اجعل لنا بھا قرارا ورزقا حسنا۔ اے اللہ اس شہر میں ہمارا قرار اور رزق بنا دے۔

(۸۷) المکتان

سعد بن ابی سرح نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محصور ہونے

Marfat.com

کے دور میں کہا

وانصارنا بالمکتین قلیل

مکتین میں ہمارے حامی بہت تھوڑے ہیں۔

جب نصر بن حجاج کو مدینہ سے شہر بدر کیا گیا تو کہا ؎

فاصبحت منفیا علی غیر ریبۃ

وقد کان لی بالمکتین مقام

ترجمہ: بیشک میں شہر بدر کیا گیا اور بیشک مکتین میں میری قیام گاہ ہے۔

ظاہر ہے اس سے صرف مدینہ پاک ہی مراد ہے اس لیے کہ اس میں مہاجر و انصار کا انضمام ہوا یا یہ تغلیب کے قبیل سے ہے اس سے مکہ اور مدینہ دونوں مراد ہیں۔

(۸۸) المکینہ

اس لیے کہ مرتبہ اور بلند قدری میں بہت بڑا مرتبہ پایا۔

(۸۹) مہاجر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المدینۃ مہاجری مدینہ پاک میری ہجرت گاہ ہے۔

(۹۰) الموفیہ

(بتشدید الفاء و تخفیفہا) اس لیے کہ ہر آنے والے کا ظاہراً و باطناً حق ادا کرتا ہے اور اس کے مکین عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں۔

Marfat.com

(۹۱) الناجیہ

(جیم کے ساتھ) اس لیے کہ یہ سرکشوں اور طاعون و دجال سے نجات دلاتا ہے یا اس لیے کہ ہر بھلائی میں جلدی کرتا ہے سب سے بڑی بھلائی یہ پائی کہ اشرف المخلوقات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پا لیا اسی بلندی شان کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا۔

(۹۲) نیلاء

نزاع سے منقول ہے گویا یہ النبل سے ہے بمعنی الفضل والنجابۃ

(۹۳) النحر

یہ نحر الظہیرۃ سے ہے بوجہ شدت گرمی کے اس نام سے موسوم ہے اور نحر کا اطلاق اصل پر بھی ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ مدینہ پاک جملہ بلادِ اسلام کا اصل ہے۔

(۹۴) الھذراء

ابن النجار نے العذراء کے بجائے اسے تورات سے نقل کیا ہے یہ ذال کے ساتھ ہے اور روایت میں بھی اسی طرح ہے تو بوجہ شدت حرارت کے اس نام سے موسوم ہے مثلاً کہا جاتا ہے، ھاذو شدید سخت گرم ہے۔

(۹۵) الحر

یا اس لیے کہ اس میں پانی اور جانوروں کی آواز کی کثرت ہے اسی لیے اس نام سے موسوم ہوا۔ اہل عرب ھذ بمعنی کثر لیتے ہیں۔ اگر دال کے ساتھ ہو تو

Marfat.com

ھدر الحمام سے ماخوذ ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب کبوتر اپنی بولی بولے اور کہتے ہیں
ھدد المآء یہ اس وقت بولتے ہیں جب پانی نیچے گرے اور کہا جاتا ہے ارض ہادرۃ
ہر وہ زمین جس میں انگور بکثرت اگیں۔

(۹۶) یثرب

اس کا ذکر ہو چکا ہے مدینہ پاک کا نام ہے اور عرقوب بھی قدمائے یہود یا اوس قبیلہ کے لوگ اسے اسی نام سے یاد کرتے تھے اور یثرب ثار کے بجائے تاء اور راء مفتوحہ یمامہ میں ایک بستی کا نام ہے یا بنی سعد از تمیم کے بلاد سے ہے اور عرقوب انہی میں سے یا عمالیق الیمامہ سے تھا۔

(۹۷) یندد

کراع نے ذکر کیا ہے کہ ند سے ہے بمعنی معروف خوشبو یا ند بمعنی اونچا ٹیلہ یا الناد سے ہے بمعنی الرزق

(۹۸) یندر

بروزن حیدر دال کے بجائے راء حدیث شریف میں مدینہ طیبہ کے دس نام ہیں جیسا کہ بعض کتب میں آیا ہے اور بعض میں تاء اور دو دال کے ساتھ آیا ہے اور بعض میں تاء اور دال اور راء کے ساتھ ہے۔ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ صحیح یندد (دو دال) ہے لیکن اس میں اعتراض

ہے اور حدیث شریف میں بھی اسی طرح ہے جسے ابن زبالہ نے روایت کیا ہے لیکن اس میں مدینہ طیبہ کے نو اسماء کا ذکر ہے ایسے ہی ابن شبہ نے ذکر کیا لیکن اس میں آٹھ اسماء کا ذکر ہے۔ ابن نے الدٰب کا نام نہیں لیا۔ پھر اس نے بھی

Marfat.com

ابن جعفر سے روایت کی کہ مدینہ طیبہ کے اسماء میں سے الدار اور الایمان ہے۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ کو معلوم کہ یہ دونوں ان دس اسماء میں سے ہیں یا نہیں۔

درُدردی فرماتے ہیں مجھے معلوم ہُوا ہے کہ تورات میں مدینہ طیبہ کے چالیس نام ہیں۔[1]

---

[1] اس کے بعد مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بحث چھیڑتے ہیں کہ مدینہ شہر افضل ہے یا شہر مکہ معظمہ اس پر مجھے تو وہ تقریر پسند ہے جو شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمائی وہ یہ کہ اس جگہ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ یہ بحث علماء کے نزدیک ہے ہر عالم اپنے مذہب اور مسلک پر اس کو لکھتے ہیں۔ لیکن عام لوگوں کو چاہیئے کہ نسبت کو لحاظ میں رکھا جائے اور محبت کے مشرب پر قائم رہا جائے۔ ہمیں اس عقیدے پر قائم رہنا چاہیئے کہ جناب احدیت عزّ شانہ کی فضیلت کے بعد ساری فضیلت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اور ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ ہر چیز پر ہر وجہ اور ہر جہت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو فضیلت دے اس میں کچھ لحاظ نہ کرے باقی جتنی چیزیں ہیں ان کی فضیلت نسبتی ہے جتنی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے اتنی ہی اس کی فضیلت ہے مکہ معظمہ ہو خواہ مدینہ منورہ۔ اگر مکہ آپ کی پیدائش ہے تو مدینہ منورہ آپ کا مسکن ہے۔ اس لیے حکم الٰہی کے تابع رہنا چاہیئے اور اس کے حبیب کی محبت میں کوئی جھگڑا نہ کرنا چاہیئے مکہ میں اس کے امر کی سطوت و جلال ہے تو مدینہ میں برکت اس کے دین کے کمال کی۔ ہر جگہ خدا کے امر کا ملاحظہ دیکھ اور ہر جگہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ (جذب القلوب)

امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ نے صرف دو لفظوں میں مسئلہ حل فرما دیا ؎

طیبہ نہ سہی مکہ ہی افضل زاہدا ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

مدینہ طیبہ تمام شہروں سے افضل ہے حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان سے پہلے ابو الولید ناجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"تمام علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے اجماع سے ثابت ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے ملا ہے وہ تمام اجزاءِ زمین یہاں تک کہ کعبہ سے بھی افضل ہے جیسا کہ ابن عساکر نے تحفہ میں کہا کہ تاج الدین سبکی ابن عقیل حنبلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہی حصہ تمام آسمانوں بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ ایسے ہی تاج الدین الفاکہی نے تصریح کی ہے اور فرمایا کہ زمین میں آرام فرما ہیں اور اکثر علماء سے بھی یہ منقول ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اسی سے پیدا ہوئے اور اسی میں مدفون ہوئے (فلہذا زمین آسمانوں سے افضل ہے)۔ لیکن امام نووی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آسمان زمین سے افضل ہے سوائے اسی حصہ کے جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے۔"

شہر مدینہ افضل ہے یا مکہ امام نووی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"تمام ملکوں اور شہروں سے افضل و اشرف مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہیں لیکن ان دونوں کی افضلیت میں ایک دوسرے کی نسبت میں اختلاف ہے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) خلاصہ یہ کہ مکہ اور مدینہ کی افضلیت کے چکر میں پڑنے کے بجائے یہ تصور جائے کہ ہر دونوں شہر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ ہیں۔ دونوں شہر ہمیں محبوب ہیں۔

Marfat.com

مذہب افضلیت مدینہ بر مکہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت امام مالک اور مدینہ طیبہ کے اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت میں امام احمد اور بہت سے علماء مدینہ طیبہ کی افضلیت کے مسئلہ پر متفق ہیں لیکن کعبہ شریف کو یہ بھی مستثنیٰ فرماتے ہیں کیونکہ کعبہ شریف شہر مدینہ سے افضل ہے۔ خلاصہ یہ کہ قبر شریف سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مطلقاً مکہ اور کعبہ سے افضل ہے اور کعبہ معظمہ سوائے قبر شریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باقی شہر مدینہ سے افضل ہے اور باقی مدینہ باقی مکہ سے افضل ہے۔

سوال: ابن عبد السلام نے فرمایا کہ مکہ و مدینہ کی ایک دوسرے سے فضیلت کا یہ معنیٰ ہے کہ ان کے ایک میں عمل کا زیادہ ثواب ہے۔ ایسے ہی زمانوں میں سے ایک دوسرے پر فضیلت کا یہی سبب ہے۔ اگر مان لیا جائے تو حضور علیہ السلام کا جسم مبارک جس جگہ کو ملحق ہے وہ کعبہ سے بھی افضل ہے تو یہ درست نہیں اس لیے کہ وہاں تو عمل کرنا ممکن ہی نہیں پھر قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

جواب ۱: بعض نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ تفضیل کا موجب مجاورت ہے یہی وجہ ہے کہ مصحف کی جلد کو بلا وضو ہاتھ لگانا مکروہ ہے وہ اسی لیے کہ وہ قرآن مجید کو لپٹا ہوا ہے کثرت ثواب علت نہیں ورنہ جلد مصحف سے کثرت ثواب کا کیا معنیٰ بلکہ اسی کو تفضیل کا سبب مانا جائے تو پھر قرآن مجید کو بھی کسی سے افضل ماننا صحیح نہ ہو گا کہ وہاں عمل کرنا بھی ممکن نہیں۔

جواب ۲: امام تقی الدین سبکی قدس سرہ نے فرمایا کہ کبھی کثرت ثواب تفضیل

Marfat.com

کا موجب ہوتی ہے اور کبھی امرِ دیگر اگرچہ وہاں عمل ممکن نہ ہو۔ قبر انور کے لیے تفضیل کے موجبات بکثرت ہیں۔ مثلاً قبر انور پر ہر وقت رحمت و رضوان کی بارش رہتی ہے اور ملائکہ کا نزول اور اللہ تعالیٰ کی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور آپ کے جوار سے پیار۔ یہاں عقل کو دخل ہی نہیں پھر کیونکر مدینہ افضل الامکنہ نہ ہو۔

سوال: یہ قاعدہ مشہور ہے کہ جہاں کا خمیر ہو انسان وہیں پہ مدفون ہوتا ہے مانا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعمال کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ آپ کی ظاہری زندگی اقدس سے مخصوص تھا۔ اب نہ وہ اعمال نہ ان کی وجہ سے فضیلت۔

جواب ۱: یہ عقیدہ مسلّم ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات مقدسہ سے بصفت حیات قائم اور باقی اور ہمیشہ طاعت میں مشغول ہیں اس میں بھی شک نہیں کہ اعمال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمت کی مدد اور طلبِ شفاعت اور مغفرت میں مشغول ہیں تو اُمت کو بھی مدینہ کے قرب و جوار سے مکہ کی نسبت طاعت اور نفع زیادہ حاصل ہے۔

جواب ۲: وہ رحمتیں جو روضۂ اقدس سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت نازل ہوتی ہیں پھر اُمت اس فیضِ عام سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور یہ فیضِ عام غیر متناہی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دائماً ترقی میں ہیں بلکہ آپ ہی سرچشمۂ فیوض و برکات ہیں۔ ہاں کعبہ کی فضیلت سے انکار نہیں لیکن بعض فقہاء نے اس کے اندر نماز پڑھنا مکروہ لکھا ہے (وہاں بھی تو عمل کرنا ممکن نہ رہا پھر اس کی فضیلت کیسی) پھر کعبہ کے گرد مسجد کی تفضیل پر کعبہ کا قول بھی

Marfat.com

صحیح نہیں حالانکہ یہ عمل کا بہترین محل ہے۔ معلوم ہوا کہ صرف کثرت عمل موجب تفضیل نہیں بلکہ تفضیل شے دیگر ہے اور وہ وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کر دیا۔

افضلیت مدینہ پاک کے دلائل

(۱) آیۃ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك (الآیۃ[1]) میں بندوں کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا امر فرمایا ہے تو وہ بھی آئیں گے تو قبر انور پر۔

(۲) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے طلب شفاعت کا حکم ہے تو وہ بھی ہوگا تو قبر انور کی حاضری سے۔

(۳) حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں وسیلہ لانے کا حکم ہے تو وہ بھی عرض پیش کیا جائے گا تو قبرِ انور کے نزدیک۔

(۴) قبر انور کی مجاورت کو افضل القربات مانا گیا ہے۔

(۵) یہاں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں پھر وہ کیوں افضل الامکنہ نہ ہو جبکہ ان جملہ امور خیر وخیرات کا سبب ہے۔

(۶) بہشت کے جملہ مقامات سے بھی یہ مقام بڑھ کر ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

لقاب قوسین احدکم فی الجنۃ خیر من الدنیا وما فیھا۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح)	تمہاری بہشت کا کمان ایک حصہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ اس روایت

---

[1] النساء آیت ۶۴ ۴-۶-۱۲

Marfat.com

کے دیگر شواہد صحیحہ بکثرت ہیں مثلاً:

(۱) رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر سے گزرے تو پوچھا یہ کس کی قبر ہے عرض کی گئی فلاں حبشی کی ہے آپ نے فرمایا:

لا الٰہ الا اللہ سیق من	
ارضه و سمائه الى التربة	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں
التي خلق منها۔ (رواہ ابوسعید)	اسے اس کی اپنی زمین سے نکال کر اُس
	زمین کی طرف بھیجا گیا ہے جس سے
(۲) عن كعب الاحبار لما اراد	جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد
الله عزوجل ان يخلق محمد	مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
(صلى الله عليه وسلم) امر	پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جبریل
جبريل فاتاه بالقبضة	علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ زمین کے
البيضاء التي هي موضع قبره	اس حصہ سے جہاں رسول اللہ صلی اللہ
صلى الله عليه وسلم) فعجنت	تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور ہے ایک
بماء التسنيم ثم غمست	مٹھی مٹی کی لائیں جب وہ مٹی لائے
في انهار الجنة وطيف بها	تو اسے تسنیم سے گوندھ کر جنت کی
في السموٰت والارض فعرفت	نہروں میں ڈبویا گیا پھر اسے آسمانوں
الملائكة محمد (صلى الله	اور زمینوں میں گھمایا گیا جس سے آدم
عليه وآله وسلم) وفضله	علیہ السلام کے تعارف سے پہلے

۵ شرح الصدور میں ہے کہ یہ شخص حبشہ سے آیا تھا اور یہاں فوت ہوا تو اس کی قبر کھودی جا رہی تھی آپ نے پوچھا الخ (رواہ البزار والبیہقی)

Marfat.com

قبل ان تعرف آدم (علیہ السلام) ملائکہ کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی بزرگی و شرافت کا علم ہوا۔ (رواہ ابن الجوزی فی لوفاء)

(۳) حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے:

اذا قضی لعبد ان یموت بارض جعل لہ الیہا حاجۃ انما صار اجلہ ھناک لانہ خلق من تلک البقعۃ وقد قال اللہ تعالیٰ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم[1] وانما یعاد المرء من حیث بدئ منہ۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کے لیے چاہتا ہے کہ وہ فلاں زمین میں مرے تو اسی جگہ کے لیے اس کی ضرورت پیدا کرتا ہے تا کہ وہاں چلا جائے کیونکہ اس کا خمیر اسی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسی زمین سے ہم نے تمھیں پیدا کیا اور اسی میں تمھیں لوٹائیں گے یہی وجہ ہے کہ انسان کو وہاں لوٹایا جاتا ہے جہاں سے اس کی ابتدا ہوتی ہے۔

(۴) عن الجریری قال سمعت ابن سیرین یقول لو حلفت صادقًا بارًا غیر شاک ولا مستثنی ان اللہ ما خلق نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابا بکر ولا عمر الا من طینۃ واحدۃ ثم ردھم الی تلک الطینۃ

جریری نے کہا میں نے ابن سیرین سے سنا فرماتے تھے کہ اگر قسم کھا کر کہوں تو میں قسم میں سچا ہوں گا نہ ان میں مجھے شک ہے اور نہ ہی استثنا کروں گا وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ہی مٹی سے پیدا فرمایا اور پھر انہیں اسی جگہ پر لوٹایا

---

[1] سورہ طٰہٰ آیت ۵۵

Marfat.com

جہاں سے ان کا خمیر تھا۔

(۵) وجاء ان عزرائیل علیه السلام لما قبض القبضة من الارض وطئ ابلیس الارض بقدمیه وصار بعضها بینهما فمن التربة التی لم یصل الیها قدمه الانبیاء والاولیاء وکانت درة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من تلك البقعة موضع نظر الله (کذا فی العوارف)

مروی ہے کہ جب عزرائیل علیہ السلام نے زمین سے مٹی کی مٹھی اٹھائی تو زمین کے ہر ہر حصہ کو ابلیس لتاڑ چکا تھا۔ سوائے ان مقامات کے کہ جہاں انبیاء و اولیاء کا خمیر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نورانی خمیر دہ تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے نظر رحمت سے نوازا۔

(۶) عن ابن عباس رضی الله عنهما اصل طینة صلی الله علیه وآله وسلم من سرة الارض بمکة یعنی الکعبة۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر مبارک زمین کی ناف یعنی کعبہ کی جگہ سے لیا گیا۔

(۷) لما خاطب الله السموٰت والارض بقوله ائتیا طوعا او کرها (الآیة) اجاب من الارض موضع

جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو ائتیا طوعًا او کرھا (آؤ خود بخود یا مجبوراً) کا خطاب[1] فرمایا تو زمین کے اس خطہ نے

---

[1] سورۃ فصلت یعنی حم السجدہ آیت ۱۱

Marfat.com

الکعبة ومن السماء مایحاذیہا فالمجیب من الارض درة صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن الکعبة دحیت الارض۔

جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے اور آسمان کی اسی جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے بالمقابل ہے یعنی کعبہ سے اسی خمیر نے جواب دیا جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جسد تیار ہوا اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔

مدفن مدینہ کیوں؟ روایات مذکورہ کا تقاضا یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن مکہ معظمہ ہو لیکن آپ کے خمیر کو طوفان نوح (علیہ السلام) کی موج سے اس مقام میں پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے (کذا قال المحققین) اسی وجہ سے یہ شہر تمام شہروں سے افضل ہو گیا جیسے مقام کعبہ تمام مقامات سے افضل ہے صرف اسی لیے کہ وہ جوہر خمیر کی پہلی قرارگاہ ہے۔

فائدہ: مکہ سے مدینہ کو اس لیے منتقل کیا گیا تاکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم مکہ معظمہ کے طفیل نہ ہو کیونکہ آپ کسی کے طفیلی نہیں بلکہ کل کائنات آپ کے طفیل ہے۔

(۷) ابن الجوزی نے الوفا میں روایت نقل کی ہے کہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب روح پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبض ہوئی تو صحابہ کرام میں مقام دفن کے متعلق اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روضۂ مبارکہ سے زیادہ مبارک اشرف و افضل دنیا کی کوئی جگہ نہیں کیونکہ جہاں کسی نبی علیہ السلام کی روح مقبوض ہوتی ہے وہیں پر وہ مدفون ہوتے ہیں۔

Marfat.com

فائدہ: میں کہتا ہوں یہی ہے افضلیت پر اجماع کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کے بعد باقیوں نے انکار سے رجوع کر لیا اُس وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا:

سمعت رسول اللہ یقول	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
لا یقبض النبی الا فی احب	علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ہر نبی علیہ
الا مکنتہ الیہ (رواہ ابو یعلی)	السلام کی روح مبارک اس جگہ

مقبوض ہوتی ہے جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

۸۔ جو شے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہے وہی اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کے تابع ہے پھر جو شے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہو وہ کیوں افضل نہ ہو اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ

"اے اللہ مدینہ کو ہمارا بہت محبوب بنا جس طرح مکہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کی بلکہ اس سے بھی اور زیادہ۔"

اسی طرح حدیث میں آیا ہے۔

نبی پاک کی دُعا مستجاب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مذکور مستجاب ہوئی جیسا کہ روایات میں ہے کہ جب آپ سفر سے واپس لوٹتے اور جونہی مدینہ پاک قریب ہوتا تو مدینہ پاک کی محبت سے سواری کو تیز کرتے اور فرماتے

ع یہ بھی ہے پھر چادر مبارک اپنے دوش مبارک سے گرا کر فرماتے هٰذِهٖ اَرْوَاحٌ طَيِّبَةٌ یعنی یہ ہوائیں بھلی لگتی ہیں۔

Marfat.com

ما علی الارض بقعة احب الی من ان یکون قبری بھا منھا۔

۹۔ امام حاکم نے مستدرک میں صحیحین کی شرط پر حدیث پاک روایت کی ہے کہ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے وقت فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسْکِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبُقَاعِ اِلَیْکَ۔

یا اللہ تو نے مجھے اگر محبوب ترین جگہ سے باہر نکالا تو مجھے اس جگہ میں ٹھہرا جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو۔

فائدہ: اس دعا کی قبولیت کی وجہ سے مدینہ پاک سب جگھوں سے محبوب ترین جگہ ٹھہری۔ کیونکہ اس میں دو محبتوں کا اجتماع ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا معنیٰ یہ ہے کہ محبوب کو خیر و بھلائی عطا فرمائے اور آپ کی عزت کو بلند و بالا فرمائے۔ اگر وہ شے پہلے نہ بھی ہو تب بھی مانگنے پر عطا فرمائے۔

سوال: حدیث مذکور ضعیف ہے جسے ابن عبد البر نے ضعیف کہا ہے اگر صحیح ہو بھی تب بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ کو مکہ کے بعد مجھے محبوب بنا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

انّ مکة خیر بلاد اللہ

مکہ اللہ تعالیٰ کے بہترین شہروں میں سے ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

احب بلاد اللہ الی اللہ

مکہ اللہ تعالیٰ کو تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے

لہ مصنف رحمہ اللہ نے الملکة کے بعد لکھا بل اشد کما رُوی۔ یعنی بل کا لفظ بھی مروی ہے۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ مدینہ پاک کی محبت مکہ معظمہ سے زیادہ ہو۔

Marfat.com

جوابِ ۱: ہماری بیان کردہ حدیث شریف کے مضمون کو حقیقت سے ہٹا کر مجاز کی طرف لے جانا اصول کے خلاف ہے کیونکہ مقصد تو صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دُعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرا رہنا سہنا ایسی جگہ پہ مقرر فرما دے جو تیرے نزدیک کل کائنات سے محبوب تر ہو اور وہ ہوگیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں ٹھہرایا۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کے لیے کسی روایت صحیحہ یا غیر صحیحہ کی ضرورت ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی نہیں مانتا تو پھر اللہ تعالیٰ ہی اُسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جوابِ ۲: جو حدیث شریف فضیلت مکہ مکرمہ کے متعلق مروی ہے وہ ہمارے موقف یعنی فضیلت مدینہ طیبہ کے ثبوت سے پہلے ہے۔ پھر مدینہ طیبہ کو جب یہ شرف ملا کہ اسی سے ہی دین نے غلبہ پایا اور کئی ممالک فتح ہوئے یہاں تک کہ خود مکہ معظمہ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک کو ایسے بلند مراتب و مقامات بخشے کہ کسی دوسرے شہر کو نصیب نہ ہو سکے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کی قبولیت کا ثمر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرزو کے مطابق آپ کو

احناف کی مشہور تفسیر
روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن
کے نام سے شائع ہوگیا ہے۔ آج ہی اپنا آرڈر بک کرائیے۔

Marfat.com

مسجد جمعة

مسجد غمامه

Marfat.com

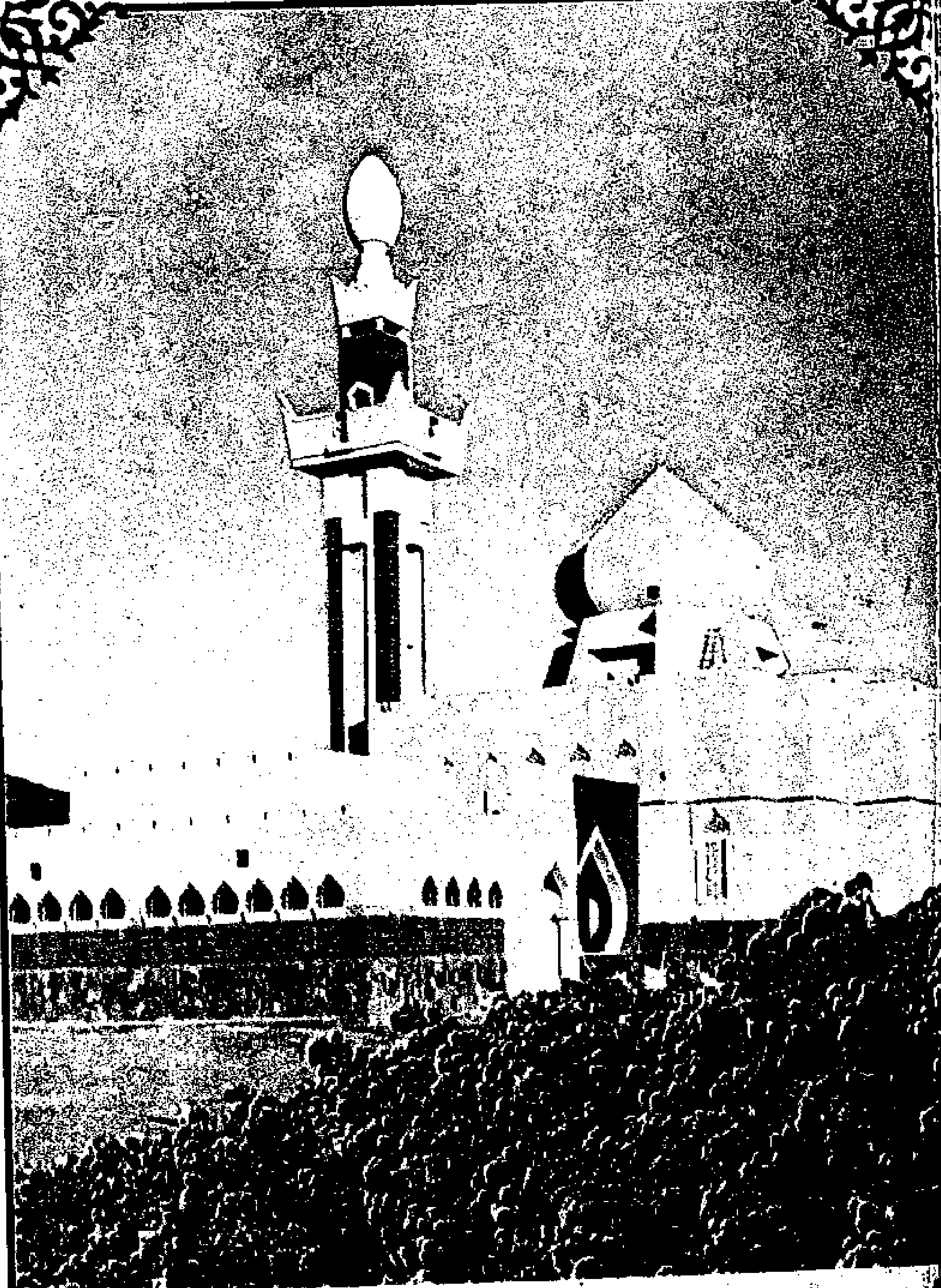

مسجد عائشہؓ، یہ مسجد تنعیم میں ہے

Marfat.com

محبوب ترین شہر میں مقیم بنایا بلکہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا کہ آپ مدینہ طیبہ میں ہی اقامت پذیر ہوں اس میں اعلیٰ درجہ کی ترغیب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اسی شہر کو سکونت کے لیے اختیار کیا جائے اور اسی میں موت آئے تو پھر اس کی فضیلت کا انکار کیوں ؟

جواب[۲] : حدیث "ان مکۃ خیر بلاد اللہ" بے شک مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ کے بہتر شہروں میں سے ہے، کا جواب یہ ہے کہ یہ حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ مقام حزورہ[۱] میں سواری پر تھے۔ اور ہجرت کر کے چھپتے چھپتے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لے جا رہے تھے اور ہمارے دعویٰ ہجرت شریف کی تکمیل کے بعد کا ہے۔

ہجرت کی کیفیت ہجرت کی کیفیت سب کو معلوم ہے کہ اس وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارِ ثور میں تشریف لے جانے کے وقت، ان کافروں کے سروں پر مٹی پھینکتے اور سورہ یٰسین کی اول آیات پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے اور کسی نے بھی آپ کو جاتے وقت نہ دیکھا۔ ابن حبان کی روایت میں ہے کہ وہ دونوں یعنی حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو کر غارِ ثور میں چھپ گئے۔

سوال : مکہ معظمہ میں ایک نیکی لاکھ کے برابر ہے اور یہ فضیلت مدینہ پاک کو

---

[۱] مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں یہ مقام عزورہ کے نام سے مشہور تھا اور آج ہمارے دور ۱۴۰۳ھ میں اس مقام کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور ہجرت کے وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن مقامات سے گزرے اب صرف ینبوع کا نام باقی ہے اور یہ بھی مصنف نے فرمایا کہ آج وہ عزورہ کے نام سے معروف ہے۔ ۱۲

Marfat.com

حاصل نہیں فلہذا مدینہ شریف سے مکہ معظمہ افضل ہے۔

جواب ۱: صرف ثواب کا تضاعف (دوہرا ہونا) افضلیت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ اگر یہی مانا جائے تو پھر منیٰ کو مکہ سے افضل ماننا پڑے گا۔ اگرچہ ایک دن کے لیے جبکہ وہاں آٹھویں ذوالحج کو پانچ نمازیں ادا کرنے کا ثواب تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ مسجد مکہ سے بھی۔ جو شخص مکہ کو مدینہ سے افضل مانتا ہے وہ مذکورہ مسئلہ کو بھی مانتا ہے۔ اگر صرف تضاعف ثواب فضیلت کا موجب ہے تو پھر ایسے قائل کو منیٰ کو مکہ سے افضل کہنا پڑے گا۔ اور یہ ناممکن ہے (ثابت ہوا کہ تضاعف ثواب افضلیت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ تضاعف ثواب یہ ایک ایسی فضیلت ہے کہ کعبہ کو حاصل ہے اور بس۔

جواب ۲: نبی پاک سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے لیے تضعیف برکات کی دعا مانگی تھی اور یہ ایسی خصوصیت ہے جسے ماننا پڑتا ہے کہ صرف مدینہ طیبہ کو حاصل ہے
نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تضعیف برکات کا سوال نہ صرف امور دنیویہ کے متعلق تھا بلکہ امور دینیہ کو بھی شامل تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ کبھی تھوڑی شے اپنے برکات کی وجہ سے کثیر شے سے بڑھ جاتی ہے جیسا کہ بارہا مشاہدات اور تجربے ہو چکے ہیں اس سے ثبوت ملا کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ افضل ہے۔

جواب ۳: منیٰ کی نمازوں کی افضلیت کا انکار کسی کو نہیں باوجودیکہ مکہ پاک کی زیادتی ثواب کا حکم بھی موجود ہے اس سے نتیجہ نکلا کہ یہ فضیلت محض اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصیب ہوئی کہ کثرت اور شے ہے اور برکت و عظمت شے دیگر۔

سوال: تمہاری تقریر بالا سے تو ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ پاک کعبہ شریف سے بھی افضل ہے حالانکہ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے۔

Marfat.com

جوابؐ ، کون کہتا ہے کہ ہماری اس تقریر سے کعبہ شریف پر مدینہ پاک کی افضلیت ثابت ہوئی جب ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ صرف شہر مکہ پر تفضیل مدینہ ہماری مراد ہے نہ کہ خود کعبہ مشرفہ یا چند وہ مخصوص مقامات جو شرع پاک نے مستثنیٰ فرمائے ہیں۔

جوابؐ ؛ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ افضلیت مدینہ کے قائل ہیں لیکن وہ بھی کعبہ معظمہ پر شہر مدینہ کو فضیلت نہیں دیتے۔

حکایت امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عیاش مخزومی سے بطریق انکار کہا کیا تو کہتا ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے اُنھوں نے کہا مکہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے اور اس کا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی بات کچھ نہیں کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینہ سے اُنھوں نے پھر کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور اس کا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی بات نہیں کہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زجر و توبیخ کا اشارہ سمجھ کر حضرت عبداللہ مخزومی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چلے گئے[۱]

مناسک حج اور اعمال مدینہ کا موازنہ مکہ معظمہ میں عمرہ ہے تو مدینہ طیبہ میں مسجد قبا کی حاضری اور دوگانہ عمرہ کا حکم رکھتا ہے۔ مکہ معظمہ میں حج ہے تو مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی و زیارت روضۂ رسول حج کی نعمتیں بخشتا ہے اس لیے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقامت گاہ ہے اور یہاں سے دین کو اعزاز اور غلبہ نصیب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] موطا امام مالک باب فضیلت مدینہ

Marfat.com

تا قیام قیامت اسی شہر میں رونق افروز ہیں۔ اسی لیے مدینہ پاک میں حاضر ہو کر عبادت کرنا حج نہی لیکن حج کے اجر و ثواب سے تو محرومی نہ ہوگی کیونکہ اکثر فرائض کا نزول یہیں پہ ہوا اور دین کی تکمیل مدینہ پاک میں ہوئی اور جبریل علیہ السلام کی حاضری بار بار بالتکرار اور کثیر بار اسی مبارک شہر میں ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت تک یہیں پر قیام فرمانا علاوہ۔

امام مالک کا استدلال حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ آپ کو حرمین میں سے کونسا مقام محبوب تر ہے فرمایا مدینہ طیبہ۔ اس لیے کہ یہاں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں رسول پاک سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک نہ پہنچے ہوں اور جبریل علیہ السلام بارگاہ حق سے لحظہ بہ لحظہ پل بھر کے بعد بار بار حاضر ہوتے اور یہاں کی موت کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور یہاں کی سکونت کے بھی بہت بڑے فضائل منقول ہیں۔

حدیث شریف مع تحقیق السند طبرانی وغیرہ میں ہے المدینۃ خیر من مکۃ۔ مدینہ پاک مکہ شریف سے بہتر ہے اور الجندی کی روایت میں افضل من مکۃ ہے یعنی مکہ شریف سے

بقیہ حاشیہ

۱؎ صاحب منتقی فرماتے ہیں کہ اگر یہ مخزومی مکہ کو مدینہ سے افضل کہتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھیں ازراہ تادیب سرزنش فرماتے۔ ۱۲ جواہر البحار ج ا ص

۲؎ بعض نے اس مکالمہ سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ دونوں میں سے کسی کو ترجیح نہ دی جائے لیکن واقع یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تفضیل مدینہ منوانا چاہتے اور آپ کا مجمع صحابہ میں یہ بات منوانا اور کسی کا انکار نہ کرنا افضلیت مدینہ کثیر اجماع کا ثبوت ہے ۱۲ جواہر البحار ج ا

۳؎ امام مالک نے قیام مدینہ کے دوران کبھی جوتا نہ پہنا کہ مبادا ایسی جگہ آجائے جہاں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک

Marfat.com

مدینہ اقدس افضل ہے۔

فائدہ: اس روایت میں "محمد بن عبد الرحمٰن" راوی ہیں ان کے بارے میں ابن حبان نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں اور فرمایا یخطیٔ (خطا کرتا تھا) اور ابوزرعہ نے فرمایا لین اور ابن عدی نے کہا "روایۃ غیر محفوظۃ" اور ابن ابی حاتم نے کہا "لیس بقوی"۔

حدیث تاکل القریٰ کی تحقیق

ہماری مذکورہ بالا تقاریر اور آنے والی تحقیق پر اگر کوئی غور و فکر کرے گا تو اُسے خود بخود معلوم ہو جائے گا اور اس کا دل گواہی دے گا کہ واقعی مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

صحیحین کی حدیث میں ہے۔

امرت بقریۃ تاکل القری۔ میں ایسی بستی کی طرف ہجرت پر مامور ہوں جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی جسے لوگ تو یثرب کہتے ہیں حالانکہ یہ مدینہ ہے اور اس کا خاصہ ہے۔

تنفی الناس کما تنفی الکیر خبث الحدید[1] مدینہ لوگوں کو ایسے پاک کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل دور کرتی ہے۔

فوائد

(۱) یہ خواب اگر مکہ میں آیا تو پھر امر ہجرۃ الی المدینۃ کا ہے اگر خواب مدینہ میں تھا تو پھر معنیٰ یہ ہوا کہ مامور ہوں کہ میں اہل مدینہ کے ساتھ زندگی بسر کروں۔

(۲) حضرت قاضی عبد الوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] بخاری شریف ص۲۵۲ ج۱ و مشکوٰۃ شریف ص۲۲۹ یعنی ہر کتاب کے فضیلت مدینہ کے باب میں ۱۲

Marfat.com

لامعنی لقولہ تاکل القریٰ	تاکل القریٰ کا قول بتاتا ہے
الا رجوع فضلھا و زیادتھا	کہ مدینہ کو مکہ پر فضیلت حاصل
علی غیرھا۔	ہوئی اور اس کی شرافت سب

پر زائد ثابت۔

(۳) ابن المنیر رحمہ اللہ نے فرمایا: تاکل القریٰ کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ کی فضیلت تمام شہروں کی فضیلت پر غالب آجائے گی یعنی دوسرے شہروں کے فضائل اس کے بالمقابل کالعدم متصور ہوں گے۔

سوال: اس معنی پر مکہ معظمہ کو ام القریٰ کہنا صحیح نہ ہوگا کیونکہ ایک اُم کے ہوتے ہوئے دوسرے کا ہونا کیسا۔

جواب: مکہ کی امومۃ (ام ہونا) کا ہمیں انکار نہیں اس لیے کہ مدینہ طیبہ کے ام القریٰ ہونے سے پہلے یہ لقب اس کے لیے تھا۔ اس کے بعد مدینہ پاک کی اس صفت سے موصوف ہوا تو کیا حرج ہے۔

(۴) اکل سے غلبہ کا احتمال بیان کیا گیا ہے کیونکہ آکل (دکھانے والا) ماکول (کھائی ہوئی شے) پر غالب ہوتا ہے اور یہاں پر غلبہ سے غلبۂ فضل مراد ہے یا اہل مدینہ کا غلبہ دوسرے ملکوں پہ ہے (جیسے تاریخ نے ثابت کیا کہ دور فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اور بعد کو اسلام کو کتنا غلبہ ہوا۔

(۵) حدیث شریف سے یہی فضیلت مراد ہو جبکہ گفتگو اور دلائل اسی کے متعلق دیئے جا رہے ہیں۔

علم غیب نبوی آنے والے وقت کے لیے

صحیح مسلم میں ہے:

یاتی علی الناس زمان یدعو	لوگوں پر ایک وقت آنے والا ہے

Marfat.com

الرجل ابن عمہ وقریبہ هلموا الی رخاء والمدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون والذی نفسی بیدہ لایخرج احد رغبۃ عنھا الا اخلف اللہ فیھا خیرا منہ۔

جس وقت بھائی بھائی کو آرام و عیش کے علاقہ کی طرف بلائیگا حالانکہ ان کے لیے مدینہ پاک بہتر ہوگا اگر انہیں معلوم ہو جاتا تو . . . قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے جو بھی روگردانی کر کے نکل جائے گا اللہ اس سے بہتر شخص اس میں لائے گا۔

فائدہ: اس میں مطلقاً مدینہ پاک سے باہر چلے جانے کی مذمت ہے اور تاقیامت یہی حکم ہے (کذا نقلہ الطبرانی) اور کہا کہ ظاہر لفظ سے علی الاطلاق کا مفہوم ثابت ہوتا ہے۔

ایمان کا ماویٰ مدینہ پاک

صحیحین کی حدیث شریف میں ہے:

ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا۔

یعنی ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف ایسے آئے گا جیسے سانپ اپنی بل کے اندر سمٹ کر گھستا ہے۔

فوائد

(۱) اس سے مراد ہے کہ ایمان کا ملجا مدینہ پاک ہے کہ یہ اگر کہیں جانا چاہے تو سوائے مدینہ پاک کے اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔

(۲) مومن کی نشانی ہے کہ وہ بدل و جان ہر لحظہ اور ہر آن مدینہ پاک کا عشق

Marfat.com

رکھتا اور ان سے پیار کرتا ہے۔

(۲) جنیدی کی روایت میں ہے:

یوشک الایمان ان یارز الی المدینۃ۔	یعنی عنقریب بالآخر ایمان مدینہ پاک میں لوٹ آئے گا جیسے ابتدائے اسلام میں یہاں سے پھیلا تھا۔

(۳) مروی ہے لا تقوم الساعۃ حتی یحاز الایمان الی المدینۃ کما یحوز السیل الدمن

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایمان مدینہ میں جمع ہو کر الیسے آجائے جیسے سیلاب ڈھیر جاتا کا جمع کرتا ہے۔

(۴) ایک اور روایت میں ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ نویں فصل میں آئے گی کہ:

لہ نزد اکثر علماء مضاعف مذکورہ میں فرض دونوں برابر ہیں مگر بعض علماء حنفیہ اور اکثر مالکین حکم کی تخصیص فرائض کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ اس حدیث کی وجہ سے کہ فرمایا اَفْضَلُ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِی بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ آدمی کی بہتر نماز وہی ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض کے" لیکن واضح ہو چکا ہے کہ بغیر مضاعف کے بھی فضیلت پائی جا سکتی ہے۔ ہو سکتی ہے کہ نماز نافلہ مکانات مکہ اور مدینہ میں مضاعف ہو ان نمازوں کی نسبت جو اور ملکوں میں گھروں میں ادا کی جاتی ہیں چنانچہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے جس طرح مضاعف نماز کا حال ہے اسی طرح باقی ساری خیرات عبادات کا بھی یہی حکم ہے۔

لہ یہاں تک مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک کی افضلیت کے دلائل قائم فرمائے ہیں اور آنے والے ابحاث سے اسی بحث کا تتمہ ہیں۔ فقیر نے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا بنام "فضائل مدینہ"۔

Marfat.com

لیعودن ھذا الامر الی المدینۃ کما بدئ منھا — اسلام کا تمام امر مدینہ پاک کو لوٹے گا جیسے یہاں سے آغاز

قاعدہ: ہر شے اپنے منسوب الیہ سے مل کر برتر اور مکرم بن جاتی ہے یہ نسبت ہی اتنی بلند اور قوی ہے کہ منسوب کے مقام کو بام عروج پر پہنچا دیتی ہے چنانچہ کتب سماویہ میں سے جس مقدس کتاب کو نسبتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شرف نصیب ہوا وہ ہدی للعالمین کی شان امتیاز سے اطراف واکناف عالم میں چمکی اور انسانوں سے جس کو شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہونے کی سعادت نصیب ہوئی وہ خیر الامم کا تاجور بن گیا اور بلاد میں سے جو بلد رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متصف کیا گیا وہ خیر البلاد اور احب الارض اللہ کی عظمت کا نشان بن گیا۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے ہے کہ وہ منبع جود وسخا رحمت کائنات فخر موجودات شاہ رسولاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین کا تاج شاہی لے کر منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہر مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ کے شہر سے افضل ہے۔ سوا کعبۃ اللہ کے مگر روضہ منیفہ افضل اور اعلیٰ ہے کائنات کی ہر ایک چیز سے خواہ کعبۃ اللہ ہو یا عرش الٰہی یا کرسی ہو۔ علماء کرام فرماتے ہیں۔ قد انعقد الاجماع علی تفضیل ماضم الاعضاء الشریفۃ حتی علی الکعبۃ المنیفۃ اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ قبر اطہر کو فضیلت اور برتری حاصل ہے ہر چیز پر حتیٰ کہ کعبۃ اللہ پر بھی۔

شارح بخاری امام قسطلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

حتیٰ لا یکون ایمان الا بھا ہو۔ یہاں تک کہ ایمان صرف مدینہ پاک میں ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

اجمعوا علی ان الموضع الذی ضم اعضاء الشریفۃ صلی اللہ علیہ وسلم افضل بقاع الارض حتی موضع الکعبۃ (مواہب لدنیہ صـ۳۹۵ ج ۱)

(ترجمہ) یعنی علماء نے اس پر اجماع فرمایا ہے کہ وہ جگہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء شریفہ مس کیے ہوئے ہیں یعنی قبر انور وہ سارے روئے زمین سے حتی کہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔

اور اس اجماع کو تمام اہل اسلام نے قبول کیا ہے۔ اسی لیے آج ہم اہلسنت نہایت فخر و ناز سے کہہ رہے ہیں کہ کعبہ اگر ہمارا قبلہ ہے تو مدینہ طیبہ یعنی گنبد خضراء کعبہ کا کعبہ ہے۔

کعبہ وہ ہے جسے سجدہ خلق تمام کرے
مدینہ وہ ہے جسے کعبہ خود سلام کرے
کعبے کی طرف منہ ہے نمازوں میں ہمارا
کعبے کا شب و روز ہے منہ سوئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

اور ڈاکٹر علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

طور موجے از غبار خانہ اش
کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

(۵) ابو یعلی سے مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

(بقیہ حاشیہ از صد گزشتہ)

قاعدہ نمبر (۲)

ہر زمان و مکان کی فضیلت حضور علیہ السلام کے طفیل

جب دلائل سے ثابت ہے کہ مکوّنات عادی سفلی اور ساری کائنات کے واسطہ ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور تمام کرنیں آپ ہی کے وحدتِ نور کا پرتو ہیں تو اگرچہ رمضان شریف لیلۃ القدر کی فضیلت سے مختص ہے اور لیلۃ القدر کی بزرگی زبان زد عوام ہے نیز اس کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت کے مساوی اور اس میں آئندہ سال ہونے والے اہم اُمور کا فیصلہ بھی فرما دیا جاتا ہے یونہی علاوہ رمضان کے کسی بھی ماہ میں لیلۃ القدر کی عبادت سے بھی زیادہ مشقت عبادت اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر راہِ خدا میں جہاد کرنا بھی ہے۔ نیز شب برات کی بزرگی ماہِ محرم کی عظمت شب جمعہ اور یوم جمعہ کی فضیلت اپنی اپنی جگہ مسلّم ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ہمیں ان ماہ و ایام کی بزرگیاں کیوں معلوم ہوئیں تو ظاہر بالبداہت یہی ہے کہ ان اوقات کی عظمتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے ہی معلوم ہوتی ہیں اس معنی پر ماہ ربیع الاول اور یوم دوشنبہ اور شب دوشنبہ کی عظمتیں اسی لیے ہیں کہ انہی دن و شب و ماہ مقدس میں حضور علیہ السلام تشریف لائے کہ آپ کے باعث مذکورہ اوقات کو بزرگیاں ملی ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو ماہ رمضان اور اس کی عظمتیں کہاں ہوتیں۔ ایسے ہی کعبہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

Marfat.com

ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کے باہر تھا آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کی عظمت اور حجر اسود کی عزت اور دیگر جملہ مقدس اشیاء و اشخاص کی عزت و عظمت ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے صدقے اور طفیل ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

قاعدہ نمبر (۳)

مقام کی بزرگی اضافی ہوتی ہے

وہ مقامات متبرکہ جن کی بزرگی اس بناء پر ہے کہ وہ کسی کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی شے کو کسی ذات کی طرف نسبت کر کے فضیلت دی ہے اللہ جل مجدہٗ نے ان مقامات کو بھی بزرگ و شرف والا بنا دیا ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کو آتے ہیں اللہ جل شانہٗ نے اگر بیت اللہ شریف کو حرم مقرر فرمایا ہے تو اس کے ساتھ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حرم مقرر کر دیا ہے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ از صہ گذشتہ)

ان دونوں حرم کی فضیلت اور بزرگی منسوب الیہ کی وجہ سے ہے یعنی حرم کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے اور حرم نبوی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے۔

اب انصاف ناظرین کے ہاتھ میں ہے کہ ابراہیم و مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت دیکھ کر فضیلت کو سمجھیں۔

مکہ اس وقت افضل تھا اور مدینہ مبارکہ مفضول جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں رونق افروز تھے۔ جب آپ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ پہنچے تو مدینہ افضل ہو گیا تو مکہ معظمہ مفضول۔ اس لیے کہ فضیلت کا دارو مدار حضور نبی کریم شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا زمانہ جملہ ازمان سے افضل آپ کا مکان تمام امکنہ سے افضل۔ آپ کی بیٹھک جملہ بیٹھکوں سے افضل۔ آپ کا کھانا جملہ عوالم کے کھانوں سے افضل۔ آپ کی آل جملہ عالم کی آل سے افضل۔ آپ کا خاندان جملہ عالم کے خاندانوں سے افضل۔ آپ کا لباس، آپ کی خوراک، آپ کی پوشاک بلکہ آپ کی ہر منسوب شے جملہ اشیاء سے افضل اسی لیے مکہ شریف سے مدینہ شریف افضل۔ کیونکہ ہر دونوں آپ کی جلوہ گاہ میں۔ لیکن ایک فراق میں تو

(بقیہ صہ آئندہ پر)

Marfat.com

من الشرك ۔ سے پاک فرمایا ہے ۔

ایک روایت میں ہے ،

ان اللہ قد طھرھذہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس

(بقیہ حاشیہ از صد گزشتہ)

وصال میں ۔ وصال و فراق کے فرق کو اعلیحضرت امام اہلسنت قدس سرہ نے یوں واضح فرمایا ہے ۔

کعبہ دلہن ہے تربتِ اطہر نئی دلہن
یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

شرح کعبہ شریف ایک دلہن سمجھئے

اور قبرِ انور بھی ایک دلہن ۔ یہ دونوں ہی دلہنیں بڑی شان والی اور حسن وجمال والی ہیں ۔ وہ اگر رشکِ آفتاب ہے تو وہ غیرتِ قمر ۔ دونوں کا جواب نہیں اور ان دونوں دلہنوں کا دولہا کون ہے ؟ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔

اعلیحضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ۔

دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

شرح دونوں ہی دلہنیں سجیلی انیلی اور منبع حسن و جمال ہیں مگر یہ دیکھو کہ دولہا رہتا کس کے پاس ہے ؟ دونوں میں سے زیادہ خوش قسمت وہ ہے جس کے پاس دولہا رہتا ہے ۔ اور وہ دلہن تربتِ اطہر ہی ہے اور دیکھ لو ۔ فراق کا لباس سیاہ ہوتا ہے

(بقیہ حاشیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

القریۃ من الشرک ان لو — گاؤں کو شرک سے بری کیا ہے
تضلھم النجوم — اگر انھیں ستاروں نے گمراہ نہ کیا۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

اور وصال کا سبز۔ یہی وجہ ہے کہ کعبہ کا غلاف کالا ہے۔ اور سبز گنبد کا غلاف سبز۔ ؎

سر سبز وصل یہ ہے سیاہ پوش ہجر وہ
چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

شرح: اس کا دوپٹہ جو کالا ہے۔ اور اس کا سبز۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ دولہا کے فراق میں ہے۔ اور یہ وصال کے مزے لوٹ رہی ہے۔

اس بحث کو شیخ سعدی قدس سرہ کے شعر پر ختم کرتا ہوں ؎

فرقیست درمیاں آنکہ یارش در بر
واں دگر دو چشم انتظارش بر در

چند تصانیف اُویسی

شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ مواعظ اُویسیہ
شیعہ فرقے۔ میلاد النبی عید کیوں؟ کشکول اُویسی

Marfat.com

مدینہ طیبّہ کی تکالیف برداشت کرنے کے فوائد

اَحَادِیث مُبَارَکہ

حدیث نمبر(۱) ابھی حدیث گزری ہے کہ عنقریب ایک وقت آنے والا ہے الخ

موطا و صحیحین میں ہے:

تفتح الیمن فیاتی قوم یبسون فیحتملون باھلیھم ومن اطاعھم والمدینة خیر لھم لو کانوا یعلمون (الحدیث)

"ملک یمن فتح ہوگا تو لوگ وہاں چلے جائیں گے تو اپنے اہل و عیال کو وہاں لے جائیں گے اور ان کے ساتھ وہ بھی جو ان کی طاعت کریں گے حالانکہ ان کے لیے مدینہ پاک بہتر ہے اگر کچھ جانتے۔"

یبسون (بفتح الاول وبضم الباء وبکسر از باب علم وضرب) یعنی اپنے جانوروں اور اہل وعیال کو بھگا کر لے جائیں گے۔

Marfat.com

حدیث شریف (۲) صحیحین میں ہے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَبَرَ عَلٰی لَاْوَاٰئِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(ترجمہ) جس نے مدینہ کی شدت اور ایذا پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔"

حدیث شریف (۳) مسلم شریف میں ہے کہ ابو سعید مولی المہری حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جنگ حرہ کے دنوں حاضر ہو کر شہر کی اور کثرت عیال داری کی شکایت کر کے عرض کی کہ یہاں کی تکالیف و مصائب میری برداشت سے باہر ہیں۔ فلہذا اجازت ہو تو میں مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جاؤں آپ نے اسے فرمایا:

ویحك لا امرك بذلك انی سمعت رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم یقول لا یصبر وفی روایة لا یثبت احد علی لاوائها وجهدها الا کنت له شفیعا او شهیدا یوم القیمه۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

لا تفعل والزم المدینة

" ایسا نہ کر بلکہ مدینہ طیبہ کی سکونت کو لازم پکڑ"

(اس کے بعد وہی مضمون سنایا جو حدیث شریف میں ہے)

Marfat.com

حدیث شریف (۴) مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ ایک کنیز آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کے بعد یوم حرہ کی تکالیف ومصائب کی شکایت کرتے ہوئے عرض کی کہ

انی اردت یا اباعبد الرحمٰن اشتد علینا الزمان

"اے ابوعبدالرحمٰن زمانہ کی سختیاں بڑھ گئی ہیں میرا ارادہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر جاؤں"۔

تو اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اقعدی لکاع فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یقول لا یصبر علی لاوائہا وشدتہا احد الا کنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیمۃ۔

"بیٹھ جا اے بیوقوف میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ جو بھی اس کے شدائد اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو قیامت میں اس کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا"۔

فوائد

(۱) حدیث شریف میں لفظ اَوْ شک کے لیے نہیں اگرچہ اسے بکثرت راویوں نے روایت کیا (جیساکہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے)

Marfat.com

بلکہ یہ تقسیم کے لیے ہے۔ اب معنیٰ یہ ہوگا کہ قیامت میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاصیوں کے لیے شفیع اور مطیعوں کے لیے گواہ ہوں گے یا یہ معنیٰ ہے کہ جو آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں فوت ہوئے اس کے گواہ ہوں گے اور جو آپ کے وصال کے بعد فوت ہوئے اس کے شفیع۔ یا یہ شفاعت وشہادت خصوصی ہوں گی جو عام شہادت وشفاعت سے ممتاز ہوں گی۔

(۲) او بمعنیٰ واو ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے مثلاً بزاز نے رجال صحیح کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے درد کیساتھ روایت کیا ہے اور فاضل جنیدی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لا یصبر احد علی لاواء المدینہ۔ کوئی بھی مدینہ پاک کی مشقتوں پر صبر نہیں کرتا (ایک نسخے میں وحوھا ہے الا کنت لہ شفیعا وشہیداً) مگر ہوں گا میں اس کے لیے سفارشی اور گواہ۔

(۳) اس حدیث میں اس بندۂ خدا کو مژدۂ بہار ہے جو مدینہ میں مشقتوں پر صبر کرتا ہے اور اس پر اسے موت آتی ہے تو اس میں مسلمانوں کو خوشخبری ہے ہی۔ لیکن حدیث کے عموم کا تقاضا ہے کہ اس میں ہر کس مراد ہو جیسا کہ ذیل کا بیان دلالت کرتا ہے۔

Marfat.com

مدینہ پاک میں مرنے کے فوائد

(۱) من مات بالمدينة كنت له شفيعا يوم القيمة

"جو مدینہ پاک میں مرے گا تو قیامت میں میں اس کی شفاعت کروں گا۔"

(۲) من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت بها فانى اشفع لمن يموت بها

"جسے ممکن ہے وہ مدینہ پاک میں مرے اس لیے کہ جو اس میں مرے گا تو میں اس کی شفاعت کروں گا۔"

اور ایک روایت میں ہے:

فانى اشهد لمن يموت بها

"تو اس کے ایمان کی گواہی دوں گا جو اس میں مرے گا۔"

(۳) امام بیہقی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

من استطاع ان يموت بالمدينة فليمت فانه من يمت بها اشفع له واشهد له

"جسے ممکن ہے کہ وہ مدینہ پاک میں مرے تو اس میں آ کر مرے اس لیے کہ جو اس میں مرے گا تو میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔"

ایک اور روایت میں ہے:

Marfat.com

فانه من مات بها کنت له شفیعا او شهیدا یوم القیمة۔

"اس لیے کہ جو بھی مدینہ پاک میں مرے گا تو میں اس کی شفاعت کروں گا یا قیامت میں اس کی گواہی دوں گا۔"

ایک اور روایت میں جو مذکورہ بالا الفاظ کے بعد ہے کہ

وانی اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم آتی اهل البقیع فیحشرون ثم ونتظر اهل مکة۔

"میں پہلا ہوں جس کی قبر کی زمین کھلے گی پھر ابو بکر کی پھر عمر کی پھر میں اہل بقیع کے ہاں تشریف لے جاؤں گا وہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔"

(۴) قبور سے اٹھنے کی ترتیب کے متعلق ابی ذر ہروی نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضور سرور کونین مخدوم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم اتی اهل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اهل مکة حتی احشر بین الحرمین

"میں پہلا ہوں جس کی قبر کی زمین کھلے گی پھر ابو بکر کی پھر اہل بقیع کی تو وہ بھی میرے ساتھ میدان محشر میں چلیں گے

Marfat.com

پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ میں دونوں اہل حرمین کے درمیان میں میدان محشر میں جاؤں گا۔

اور حدیث شریف میں ہے:

اول من اشفع له من اُمتی اھل المدینۃ ثم اھل مکۃ ثم اھل الطائف۔

"میں اُمت کے سب سے پہلے ان کی شفاعت کروں گا جو مدینہ پاک میں مقیم رہے پھر اہل مکہ پھر اہل طائف کی"

موطا شریف میں ہے کہ:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے گورستان میں ایک شخص کی قبر کھودنے میں موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: بئس مضجع المومن لما رہ دھذا انما اردت القتل فی سبیل اللہ "میرا یہ ارادہ نہ تھا بلکہ میری مراد یہ تھی کہ یہ شخص راہ خدا میں شہید ہوتا۔" آپ نے فرمایا لا مثل للقتل فی سبیل اللہ ما علی الارض بقعۃ احب الی ان یکون قبری بہا منہا یعنی المدینۃ ثلاث مرات" یہاں کا مرنا شہادت فی سبیل اللہ کی طرح نہیں۔ میرے نزدیک یہ ہے کہ مجھے مدینہ پاک کے سوا قبر کی کوئی جگہ محبوب ترین نہیں اسے تین بار فرمایا۔"

مکہ کی موت سے مدینہ کو ترجیح

امام احمد نے صحیح کے رجال پر روایت کی ہے کہ جب حضور سرور عالم

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لاتے تو یوں دُعا کرتے:

اللھم لا تجعل منایانا بمکۃ حتی تخرجنا منہ[۱]

"اے اللہ میری موت مکہ مکرمہ میں نہ کر یہاں تک کہ ہمیں اس سے نکال دے۔"

حضرت عمر کی آرزو

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تمنا مشہور ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:

اللّٰھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

"اے اللہ اپنے راہ کی شہادت نصیب فرما اور میری موت تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر پاک میں ہو۔"

فائدہ: مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ آرزو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مذکورہ بالا دُعا کے بعد پیدا ہوئی۔

مدینے میں تھوڑی سی جا مانگتے ہیں

(۱) امام طبرانی کی کبیر میں حدیث شریف ہے۔

من کان لہ بالمدینۃ اصل فلیستمسک بہ ومن یکن

---

[۱] ایک روایت میں ہے کہ روئے زمین پر سوائے مدینہ پاک کے کوئی قطعہ ایسا نہیں کہ جسے میں اپنے مزار کے لیے پسند کروں۔ (جذب)

Marfat.com

له اصل فليجعل له بها اصلا فليأتين على الناس زمان يكون الذى ليس له بها اصل كالخارج منها المجتاز الى غيرها.

"جس کا زمین کا کوئی ٹکڑا مدینہ پاک میں ہے اسے چاہیئے وہ اسے اپنے پاس محفوظ رکھے جس کا نہیں اسے چاہیئے اس میں کچھ حصہ لے عنقریب ایک وقت آئے گا جس کی زمین کا کچھ حصہ مدینہ میں نہ ہوگا تو وہ مسافر کی طرح غیر مدنی متصور ہوگا۔"

(۲) ایک روایت میں ہے:

فليجعل له بها اصل ولو قصرة

"چاہیئے اس میں جگہ لے اگرچہ ایک درخت کی مقدار ہیں۔"

فائدہ: قصرۃ بروزن و بمعنی شجرۃ (درخت)

اور ایسے ہی ابن شبہ نے روایت کی ہے پھر اسے زہری کی سند سے مرفوعًا یوں روایت کی کہ:

لاتتخذوا الاموال بمكة واتخذوها فى دار هجرتكم فان الرجل مع ماله.

"اپنے گھریلو سامان مکہ معظمہ نہ رکھو بلکہ اپنی ہجرت گاہ میں سامان جمع کرو کیونکہ انسان وہاں کا مقیم سمجھا جاتا ہے جہاں اس کا سامان ہو۔"

مکہ والوں کو نبیِ بیان نہ بیا ہو

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعًا مروی ہے کہ

Marfat.com

لا تتخذ وا ور اء الروحاء مالا ولا ترتدوا علی اعقابکم بعد الہجرۃ ولا تنکحوا طلقا اھل مکۃ (الحدیث)

"روحاء کے باہر مال واسباب نہ لے جاؤ اور نہ ہی ہجرت کے بعد پیچھے ہٹو اور نہ ہی اپنی بچیاں اہل مکہ کو بیاہو۔

مدینہ پاک سے خباثتیں دُور

(۱) مسلم شریف میں سابق حدیث کے بعد یہ الفاظ ہیں:

لا یخرج احد رغبۃ عنھا الا اخلف اللہ فیھا خیرا منھا الا ان المدینۃ کالکیر تنفی الخبث لا تقوم الساعۃ حتی تنفی المدینۃ شرارھا کما ینفی الکیر خبث الحدید۔

" مدینہ سے روگردانی کر کے جو بھی یہاں سے نکل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں اس کا نعم البدل بہتر اس میں ٹھہراتا ہے۔ خبردار مدینہ بھٹی کی طرح پلیدی دور کرتا ہے اور قیامت قائم نہ ہو گی جب تک مدینہ پاک فسادیوں اور شرارتیوں کو نہ نکال دے جیسے بھٹی لوہے کی زنگ نکالتی ہے"۔

فائدہ: اس سے پہلی فصل میں "تنفی الناس" کے الفاظ ہیں۔ ایک روایت میں تنفی الرجال ہے کہ اس سے شرارتی لوگ یا ان کی خباثت مراد ہے اسی لیے خبث الرجال کا لفظ بھی مروی ہے۔

Marfat.com

(۲) بخاری شریف میں ہے:

انها طیبة تنفی الذُّنُوبَ کما تنفی الکیرُ خبثَ الفضة۔

"یعنی مدینہ پاک ہے اور گناہوں کی نجاست ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی چاندی وغیرہ کی میل کو دور کرتی ہے۔"

(۳) صحیحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

حکایت "مدینہ طیبہ میں ایک اعرابی آیا اور بیعت کی کہ وہ مدینہ میں ٹھہرے گا۔ دوسرے دن اتفاقاً وہ بیمار پڑ گیا اسے تنگ گیا اس نے حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن جانے کی اجازت چاہی حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا المدینہ کالکیر تخرج خبثها و تنصع۔ مدینہ پاک بھٹی کی طرح ہے وہ اپنی میل کو نکال کر باہر پھینکتا اور صاف کرتا ہے۔"

فوائد: یہی معنیٰ ظاہر ہے کہ اس سے خبیث لوگوں کو وعید سنانا ہے۔

یہ صرف حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس سے مخصوص نہیں جیسا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ابھی گزرا ہے کہ لا تقوم الساعة حتی تنفی المدینة شرارها قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مدینہ پاک اپنے سے شرارتیوں کو دور نہ کر دے۔

Marfat.com

فائدہ: دجّال کے ظہور کے وقت مدینہ پاک میں زلزلہ آئے گا جس سے منافق لوگ یہاں سے نکل جائیں گے اسی لیے امام احمد کی روایت جیسے ہم آگے چل کر تفصیل سے عرض کریں گے میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "وذلك يوم التخليص" وہ صفائی کا دن ہوگا۔ واس لیے کہ اس دن مدینہ طیبہ اپنے سے خباثت کو باہر کر کے دور پھینکے گا۔

حکایت: حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے کہ نخشیٰ اَنْ نَّكُوْنَ فمن نفته المدینة یعنی ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں سے نہ ہوں جن کو مدینہ نے باہر پھینک نکالنا ہے۔

فائدہ: مدینہؔ پاک نے بے شمار کافروں اور نا اہل لوگوں کو باہر پھینک مارا۔

ك اس بلدہ طیبہ کی تمام و کمال خاصیت کی شان اس روز ظاہر ہوگی جب دجال نکلے گا اور وہ مدینہ پاک میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور تمام شرارتی آدمی مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے یہ مقام پاک نجاست شر و فساد سے پاک ہو جائے گا جیسا کہ احادیث میں واقع ہوا ہے۔ اور اب بھی مدینہ منورہ کا وجود مشرکین و مخالفین دین اسلام سے پاک ہونا کچھ اور ہے مگر وہ لوگ جو گناہوں کی خباثت اور ذنوب کی نجاست میں لتھڑ کر مدینہ میں مرتے ہیں تو ممکن ہے کہ ان کے دور کرنے کا اتفاق بعد موت ہو چنانچہ بعض علماء بھی اس طرف گئے ہیں اور حکایت صالحین بھی اس کی مؤید ہیں کہ ملائکہ نقالہ ظلماتی بدنوں کو زمین

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

(۳) غیر کفار و مشرکین یعنی فاسق و فاجر اگر مدینہ پاک میں مرجائے تو اسے ملائکہ وہاں سے منتقل کر دیتے ہیں جیسا کہ اقشہری نے اشارہ فرمایا۔

مدینے کے خبث اور گناہوں کے خبث کی نفی کے معانی

(۱) خبث والوں کو مدینہ سے باہر نکالنا اس سے کامل خبث والے یعنی

(حاشیہ بقیہ) مقدس مدینہ منورہ سے باہر پھینک دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا اہل ہے وہ اس خبث کا اہل نہیں کہ اس کا وجود بعد از موت مدینہ منورہ سے باہر پھینکا جائے بعض اس حدیث سے یہ مراد لیتے ہیں کہ مدینہ اپنے ساکنان کو نفس پرستیوں اور لذات نفسانیہ سے پاک کر دیتا ہے۔ مدینہ طیبہ کی رہائش اور وہاں کی سختیوں کا تحمل نفس کو ایسا پگھلاتا ہے کہ کدورت نفسانی اور شہوات جسمانی کو باہر نکال پھینکتا ہے۔

صرف و نحو کے علم پر حضرت اویسی صاحب کی جامع تصنیف

ابواب الصرف۔ فیض النحو، شرح صرف بہائی

مطالعہ فرمائیں۔ اور علم میں اضافہ فرمائیں

Marfat.com

کفار مراد ہیں کہ وہ چونکہ شفاعت کے مستحق نہیں اسی لیے انھیں مدینہ پاک سے باہر نکال کر پھینکا جاتا ہے۔

(۳) قصہ اعرابی و دجال کو چھوڑ کر اس سے مراد ہے کہ مدینہ پاک نفوس کو شر و ظلمات ذنوب سے پاک کر لیتا ہے۔ مشقتوں اور تکلیفوں میں مبتلا کر کے ایسے ہی اس کے ثواب و رحمت میں اضافہ کر کے کیونکہ قرآنی قاعدہ ہے کہ بہت سی نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

(۴) اس کا مطلب ہے کہ جس دل میں خبث و فساد ہوتا ہے مدینہ پاک اسے صادق القلوب سے علیحدہ کر دیتا ہے بلکہ اس کے اندرونی عقیدۂ فاسد کو بہت جلد ظاہر کرتا ہے جس کا بارہا مشاہدہ ہوا ہے اس کی تائید حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے ہوتی ہے کہ جب منافقین غزوۂ اُحد سے جنگ سے پہلے لوٹ آئے تو آپ نے فرمایا المدینۃ کالکیر (الحدیث) خلاصہ یہ کہ ان چاروں معانی کے اعتبار سے مدینہ ہر طرح کی خباثت کو نکالتا ہے۔

فائدہ: تنصع (بفتح التاء و سکون النون و بالصاد و العین) بمعنی تمیز و تخلص اس کا منصوب ہونا علی سبیل المفعولیۃ ہے اور یہی مشہور ہے

احادیث تحریم المدینہ

(۱) صحیحین میں ہے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فمن احدث فیھا حدثا او آوی محدثا فعلیہ

Marfat.com

لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه يوم القيمة صرفا ولا عدلا۔

"جس نے اس میں کوئی برائی کی یا بُرے کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں نہ اس کے فرائض قبول کرے گا نہ نوافل"۔

اور بخاری شریف میں الفاظ ہیں:

لا یقبل منہ صرف ولا عدل

"اور اس سے کوئی نیکی قبول نہ کرے گا اور نہ کوئی فدیہ"۔

فوائد

(۱) جمہور کے نزدیک صرف سے فرائض اور عدل سے نوافل مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک اس کے برعکس ہے بعض نے کہا صرف سے توبہ اور عدل سے فدیہ مراد ہے۔

(۲) (حدثا) سے گناہ اور آدمی محدثا سے گنہ گار کی حمایت و اعانت مراد ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ جو مدینہ پاک میں کوئی گناہ کرتا ہے یا گنہ گار کی مدد کرتا ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ کرے گا اور نہ ہی اس کے بدلے میں کچھ لے گا۔

(۳) لعنت بمعنی رحمت بعید کرنا یا اسے بہشت میں داخل نہ ہونے دینا مراد ہے اور وہ حساب و کتاب سے پہلے ہو گا بخلاف کفار و مشرکین کے کہ ان کے لیے تو دائمی بُعد ہو گا اس سے ثابت ہوا کہ یہاں پر حدث سے کبیرہ گناہ مراد ہے کیونکہ وعیدات میں لعنت کا اطلاق کبائر پر

Marfat.com

ہوتا ہے۔

اعجوبہ: مدینہ پاک میں صغیرہ گناہ بھی کبیرہ کے حکم میں ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام میں کیا ہے (تاکہ لوگ یہاں گناہوں کے ارتکاب میں جرأت نہ کریں)

حدیث شریف (۲) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء (رواہ البخاری)

"جو بھی اہل مدینہ کے لیے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ایسے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔"

حدیث شریف (۳) من اراد اھل ھذہ البلدۃ بسوء اذابہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء (مسلم)

"جو اس شہر والوں سے برائی کا ارادہ کرے گا تو اسے اللہ تعالیٰ ایسے عذاب دوزخ میں ڈالے گا تو وہ ایسے پگھلے گا جیسے نمک پانی میں۔"

حدیث شریف (۴) لا یرید احد اھل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء۔

"کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ ایسا پگھلائے گا جیسے رانگ آگ میں اور نمک پانی میں۔"

Marfat.com

فوائد

(۱) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فی النار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذاب آخرت میں ہوگا۔

(۲) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایسا ہونا مراد ہے کہ جو بھی آپ کے زمانہ میں مدینہ پر چڑھائی کرے تو وہ ایسے ہوگا رانگ آگ میں یعنی جلد تباہ و برباد ہوگا۔ اس تقریر پر لفظ میں تقدیم و تاخیر ہے اس کی تائید دوسرے جملے او ذوب الملح فی الماء سے ہوتی ہے۔

(۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اہل مدینہ سے دھوکا کے طور ان سے مکر و فریب کرے تو اس کا دھوکہ نامکمل رہے گا یعنی وہ کامیاب نہ ہوسکیگا بخلاف کھلم کھلا تکلیف پہنچانے والے کے کہ وہ اس سے نبٹ لیں گے اور وہ ان سے مغلوب ہو کر ہلاک ہوگا۔

(۴) اس سے مراد یہ ہے کہ جو اہل مدینہ کو مطلقاً برائی پہنچائے تو اس کو دنیا میں سزا مل جائے گی جیسے مسلم[1] بن عقبہ کا انجام برباد ہوا۔ یہی معنی زیادہ موزوں ہے کیونکہ حدیث شریف میں زمانہ کی تخصیص نہیں بلکہ ہر زمانہ کے لیے ہے نیز اس لیے کہ جو اہل مدینہ سے برائی کا پروگرام بناتا ہے تو جلد تباہ و برباد ہوتا ہے جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ اور کبھی اسے

---

[1] یہ یزید کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب اس نے اہل مدینہ کو تہ تیغ کیا اس کی تفصیل آتی ہے ۱۲ اویسی غفرلہ

Marfat.com

آگ میں پگھلانے کی طرف منسوب کر دیتے ہیں تو یہ مجاز ہے

حدیث شریف ۷: حضرت ابن زبالہ سے مروی ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھا کر دُعا کی اَللّٰھُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَھْلَ بَلَدِیْ بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ ھَلَاکَہٗ "خداوندا! جو میری اور شہر والوں کی برائی کا ارادہ کرے اس کو جلد ہلاک کر دے۔"

فائدہ: اس دعا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں ہاتھ مبارک اتنے اُونچے کیے کہ آپ کی بغل مبارک نظر آتی تھی۔

حدیث شریف ۸: امام طبرانی کی اوسط میں ہے جس کے راوی صحیح کے رجال جیسے ہیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی:

اللّٰھم من ظلم اھل المدینۃ واخافھم فاخفہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل منہ صرف ولا عدل۔

"اے اللہ! جو بھی اہل مدینہ پر ظلم کرے یا انہیں ڈرائے تو تو اسے ڈرا اور اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس سے اللہ تعالیٰ نہ فرائض قبول کرے گا نہ نوافل۔"

حدیث شریف ۹: طبرانی وغیرہ کی روایت میں ہے:

من اخاف اھل المدینۃ اخاف اللہ یوم القیمۃ وغضب علیہ ولم یقبل صرفا ولا عدلا۔

"جو اہل مدینہ کو ڈرائے تو قیامت میں اسے اللہ تعالیٰ ڈرائے گا اور اس پر ناراض ہوگا اور اس کے نہ فرائض قبول نہ نوافل کریگا۔

Marfat.com

حدیث شریف ۱۰: نسائی شریف میں ہے :

من اخاف اهل المدينة ظلما لهم اخافه الله
وكانت عليه لعنة الله -

"جو ظلم کے طور اہل مدینہ کو ڈراتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ڈرائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت "۔

حدیث شریف ۱۱: ابن حبان سے بھی ایسے ہی ہے ۔

حدیث شریف ۱۲: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں :

"اُمرائے فتنہ سے ایک امیر مدینہ میں آیا حضرت جابر بھی اس زمانہ میں مدینہ شریف میں تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے بصارت میں قدرے ضعف تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا مصلحت وقت یہی ہے کہ آپ کچھ دن اس ظالم کے سامنے سے الگ رہیں اور اپنے آپ کو اس فتنہ سے بچائیں ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں بیٹوں کے کندھوں پر رکھے ۔ مدینہ مبارک سے باہر چل دیئے ۔ ایک جگہ بسبب ضعف بصارت ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو آپ نے فرمایا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا ۔ ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح ڈرایا جاسکتا ہے حالانکہ آپ دار فانی سے دار باقی میں اقامت فرما چکے ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے : مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظلما

Marfat.com

اَخَافَہُ اللّٰہُ وَکَانَتْ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنی جو شخص اہل مدینہ کو ظلم سے ڈرائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ ڈرائے گا۔ اس پر اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔ اور صحیح روایت میں ہے: من اخاف اھل المدینۃ فقد اخاف ما بین جنبی۔ جو مدینہ والوں کو ڈرتا ہے وہ میرا دل دکھاتا ہے۔

فوائد

(۱) جس امیر نے حضرت جابر کو ڈرایا تھا وہ بُسر بن اُرطاۃ تھا۔ چنانچہ امام ابن عبدالبر نے روایت کی ہے کہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعد قضیہ تحکیم حکمین کے بسر بن ارطاۃ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا کہ مدینہ والوں سے وہ عہد خلافت پر بیعت لے۔ بسر بن ارطاۃ نے بنو سلمہ کے ہاں پیغام بھیجا کہ تمھیں میرے ہاں کوئی امان نہیں اور نہ ہی تمھاری بیعت قبول ہے جب تک تم جابر (رضی اللہ عنہ) کو میرے حوالے نہ کرو[1]۔[2]

---

[1] اس وقت مدینہ طیبہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے امیر مدینہ یا گورنر یا عامل حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے لیکن اس ظالم بسر بن ارطاۃ کے ظلم سے گھبرا کر مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔

[2] حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب یہ خبر سنی تو بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بسر نے ارطاۃ کے ہاں چلے جانے کا مشورہ کیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ بیعت ضلالہ ہے اس میں فلاح کی اُمید نہیں لیکن ترک بیعت

Marfat.com

(۲) اسی ظالم کے آنے پر بہت سے لوگ ڈر کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر بنو سلیم کے حرہ میں جا چھپے۔

حدیث شریف ۱۳: طبرانی کبیر میں ہے:۔

من اذی اھل المدینۃ اذاہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل منہ صرف ولا عدل۔

"جو اہل مدینہ کو ایذا دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت اس سے نہ فرائض قبول ہوں گے نہ نوافل۔"

حدیث شریف ۱۴: ابن النجار نے حضرت معقل بن یسار مزنی سے مرفوعاً روایت کی:

المدینۃ مہاجری فیھا مضجعی ومنھا مبعثی حقیق علی امتی حفظ جیرانی ما اجتنبوا الکبائر ومن حفظھم کنت لہ شفیعا او شھیدا یوم القیمۃ ومن لم یحفظھم سقی من طینۃ الخبال۔

"مدینہ میری ہجرت گاہ و آرام گاہ ہے اسی سے میں اٹھوں گا میری اُمت پر لازم ہے کہ وہ میرے ہمسائیگان کی حفاظت کریں جب تک کہ وہ اہل مدینہ کبائر کا ارتکاب نہ کریں (اس وقت تک شرع کے مطابق جو حکم ہو) اور جو ان کی حفاظت کرے گا قیامت میں

(حاشیہ بقیہ) میں امان بھی نہیں۔ بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو چار و ناچار بیعت کی اجازت دے دی۔ ۱۲۔ جذب)

Marfat.com

میں اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرتا تو اسے طینۃ الخبال پلایا جائے گا۔"

فائدہ : حضرت مزنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ طینۃ الخبال سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا اہل نار کا نچوڑ یعنی جہنمیوں کا خون اور پیپ۔

حدیث شریف ۱۵ : فوائد القاضی ابی الحسن الہاشمی میں حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوعاً مروی ہے کہ :

المدينة مهاجري وفيها مضجعي ومنها مخرجي حق على امتي حفظ جيراني فيها من حفظ وصيتي كنت له شهيدا يوم القيمة ومن ضيعها اورده الله حوض الخبال۔

"مدینہ میری ہجرت گاہ اور آخری آرامگاہ ہے۔ وہاں سے میں قیامت میں اٹھوں گا۔ میری امت پر واجب ہے میرے مدنی ہمسائیگان کی حفاظت کریں صرف میری وصیت کو مدنظر رکھ کر تو میں قیامت میں اس کی گواہی دوں گا اور جو اسے ضائع کرتا ہے یعنی مدنی ہمسائیگان کی حفاظت نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے حوض الخبال میں ڈالے گا۔"

فائدہ : پوچھا گیا حوض الخبال کیا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا وہ جہنمیوں کے خون و پیپ کا حوض ہے۔

حدیث شریف ۱۶ : ابن زبالہ نے روایت کی :

ان الله جعل المدينة فيها مهاجري وفيها مضجعي ومنها مبعثي فحق على امتي حفظ جيراني ما اجتنبوا

Marfat.com

الکبائر فمن حفظ فیهم حرمتی کنت له شفیعنا یوم القیمة ومن منع فیهم حرمتی اورده اللہ حوض الخبال۔

"بیشک اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک کو میری ہجرت گاہ اور آرام گاہ بنایا ہے اور اس میں میرا اُٹھنا ہوگا۔ میری اُمت پر واجب ہے مدنی ہمسائیگان کی حفاظت کرنا جو ان کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے تو میں قیامت میں اس کی سفارش کروں گا اور جو میری وصیت کے خلاف ان کی حرمت کو ضائع کرتا ہے تو اللہ اُسے حوض خبال میں ڈالے گا۔"

حدیث شریف ۱۷: اسی ابن زبالہ سے ہے:-

المدینه مهاجری ولها وفاتی ومنها محشری وحقیق علی امتی ان یحفظوا جیرانی ما اجتنبوا الکبیرة من حفظهم حرمتی کنت له شهیدا او شفیعا یوم القیمة۔

"مدینہ میری ہجرت گاہ ہے اسی میں میری وفات ہوگی اور اسی سے میرا حشر ہوگا۔ میری اُمت پر واجب ہے کہ وہ مدنی ہمسائیگان کی حفاظت کرے جب تک کہ اہل مدینہ کبیرہ کے مرتکب نہ ہوں جو ان کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے تو قیامت میں میں اس کی سفارش کروں گا۔"

حدیث شریف ۱۸: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہدی خلیفہ مہدی کے ہاں گیا تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے میں نے کہا۔

اوصیك بتقوی اللہ وحدہ والعطف علی اهل بلد

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجیرانہ فانہ بلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال المدینۃ مہاجری ومنہا مبعثی ومنہا قبری واہلہا جیرانی وحقیق علی اُمتی حفظ جیرانی فمن حفظہم کنت لہ شفیعا وشہیدا یوم القیمۃ ومن لم یحفظ وصیتی وجیرانی سقاہ اللہ من طینۃ الخبال۔

"میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی وصیت میں شامل ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر والوں اور آپ کے ہمسائیگان پر لطف اور کرم کرو اس لیے کہ مجھے حدیث پہنچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میری ہجرت گاہ ہے وہاں سے میرا اُٹھنا اور اسی میں میری قبر ہے یہاں کے مقیم میرے ہمسائیگان ہیں اور میری اُمت پر واجب ہے کہ میرے ہمسائیگان کی حفاظت کرے تو صرف میری وجہ سے قیامت میں میں اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا اور جو میرے ہمسائیگان کے متعلق میری وصیت کی حفاظت نہیں کرتا تو اُسے اللہ طینۃ الخبال سے پیپ وخون پلائے گا۔"

حضرت مصعب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مہدی خلیفہ مدینہ پاک میں حاضر ہوا تو امام مالک رحمہ اللہ و دیگر بہت بڑے ذی قدر بزرگ چند میل آگے اس کے استقبال کے لیے تشریف لے گئے۔ اس نے امام مالک کو دیکھ کر گلے لگایا اور اپنے ساتھ لے کر چلا حضرت امام مالک نے فرمایا:

Marfat.com

یا امیر المومنین انك تدخل الآن المدینة نتمر بقوم من یمینك ویسارك وھم اولاد المھاجرین والانصار فسلم علیھم فانہ ما علی وجہ الارض قوم خیر من اھل المدینة ولا بلد خیر من المدینة

"اے امیر المومنین ابھی تم مدینہ پاک میں داخل ہو گے وہاں تمھارے دائیں بائیں ایسے لوگ ہوں گے جو مہاجرین وانصار کی اولاد ہوگی ان کو سلام عرض کرنا اس لیے آج روئے زمین پر اہل مدینہ سے کوئی بھی بہتر لوگ نہیں اور نہ مدینہ پاک سے کوئی اور بہتر شہر ہے۔"

خلیفہ مہدی نے پوچھا اگر کوئی دلیل لائیے۔ حضرت امام مالک نے فرمایا:

انہ لا یعرف قبر نبی الیوم علی وجہ الارض غیر قبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن کان قبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عندھم فینبغی ان یعرف فضلھم علی غیرھم۔

"آج روئے زمین پر کسی نبی علیہ السلام کی قبر معروف نہیں جتنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار پاک مشہور ہے اور وہ لوگ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار کے پڑوسی ہیں ان کی فضیلت اور بزرگی کا پہچاننا ضروری ہے۔"

فوائد

(۱) امام مالک کے حکم کے مطابق خلیفہ مہدی نے عمل کیا۔

Marfat.com

(۲) اس سے ثابت ہوا کہ قبر انور کی مجاورت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے اسی لیے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مازال جبریل یوصینی بالخیر۔ مجھے جبریل علیہ السلام ہمیشہ ہمسائیگان کے متعلق وصیت کرتے رہتے ہیں۔

(۳) جس نے غور و فکر کیا تو اس کے لیے سمجھنا مشکل نہ ہے گا کہ مدینہ پاک کے ساکنین اہل مکہ سے افضل ہیں اگرچہ ہم مانتے ہیں کہ وہاں کی نیکی کا ثواب زیادہ ہے لیکن وہاں صرف گنتی کی حیثیت ہے ورنہ برکت و خیر تو مدینہ پاک کو حاصل ہے وہاں بیت اللہ کا جوار ہے تو یہاں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب و جوار ہے جو جملہ مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ترین ہیں۔

(اس سے نتیجہ نکالنا آسان ہو گیا کہ کہاں بیت اللہ کہاں حبیب اللہ اہل مدینہ حبیب اللہ کے ہمسائے ہیں اور اہل مکہ گھر کے ہمسائے اب خود سوچئے عزت گھر کو حاصل ہے یا گھر والے کو)

(۴) حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہونا اچھا ہے یا مدینہ طیبہ میں۔ آپ نے فرمایا جو اس کی مشقتوں پر صبر نہ کر سکے (یعنی مدینہ میں) ایک روایت میں ہے مدینہ کی اقامت اس کے لیے افضل ہے جو اس کی مشقتوں پر صبر کر سکتا ہے آپ سے پھر سوال ہوا کہ آپ نے مدینہ کی سکونت کو کیوں ترجیح دی

لہ اس سے ثابت ہوا کہ بزرگ مقامات کے باشی اور بزرگ شخصیت کی اولاد قابل احترام ہے بشرطیکہ وہ مومن و صالح ہوں ۱۲۔ اویسی غفرلہٗ۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا اس لئے کہ یہاں پر خیر المسلمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قیام فرما ہیں۔ دوسرے ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ مدینہ طیبہ کی سکونت کو پسند فرماتے آئے۔

فائدہ: سائل ابوبکر بن حماد تھے (رضی اللہ عنہا)

مکہ مکرمہ میں سکونت کی کراہت کی وجہ

(۱) ابن شیبہ نے امام شعبی سے روایت کی ہے کہ وہ مکہ معظمہ کے قیام کو مکروہ کہتے اور فرماتے کہ دار اعرابیۃ هاجر منها رسول اللہ یہ تو دیہاتیوں کا گھر ہے اس سے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کر گئے۔ کوئی بھی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر مکہ معظمہ کی مجاورت پسند نہیں کرے گا کیونکہ یہ دار اعرابیہ دیہاتیوں کا گھر ہے۔

(۲) حضرت عامر سے بھی اسی طرح منقول ہے بلکہ وہ تو فرماتے ہیں کہ مجھے ذوران[1] رہنا منظور ہے لیکن یہ گوارا نہیں کہ میں مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کروں۔

فائدہ: ذوران ایک بستی ہے بروزن حوران جو قدید (جگہ) کے کنارے پر واقع ہے۔ اور یہ مکہ معظمہ وہ بستی ہے جہاں سے رسول خدا بھی ہجرت کر گئے تھے۔

---

[1] محشی لکھتا ہے ذوران غلط ہے صحیح وروان ہے یہ ایک محلہ ہے مدینہ طیبہ میں بجانب قبلہ اس کی سکونت سے لوگ گھبراتے تھے کہ یہاں کی اقامت سے صحت پر اثر پڑتا تھا۔

Marfat.com

(۳) مصنف عبدالرزاق میں ہے ؛

ان الصحابہ کانوا یحجون ثم یرجعون ویعتمرون ثم یرجعون ولا یجاورون۔

"بے شک صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حج پڑھ کر واپس لوٹتے ایسے ہی عمرہ کر کے مکہ شریف سے چلے جاتے لیکن وہاں مقیم نہ ہوتے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ مکہ معظمہ میں سکونت رکھنا کراہت سے خالی نہیں۔

فیصلہ حق

مکہ معظمہ میں اقامت کی کراہت کے اقوال آپ سن چکے لیکن مدینہ طیبہ کی اقامت پر کراہت پر کوئی قول منقول نہیں اگرچہ امام نووی رحمہ اللہ نے اس کے برعکس نقل فرمایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجاورت یعنی سکونت نہ مکہ معظمہ کی مکروہ ہے نہ مدینہ طیبہ کی۔ ہاں ہر دونوں شہروں میں سکونت کی کراہت اس وقت ہے جب طبیعت اکتانے اور حزن و ملال کا خطرہ ہو اور یہ کہ ان کے آداب اور تعظیم و تکریم نہیں ہو سکے گی اور زیادہ ٹھہرنے پر ان سے انس و محبت اور عقیدت و پیار میں کمی واقع ہو جائے گی یا یہ کہ وہاں کسی گناہ میں مبتلا ہونے کا یقین یا کم از کم شبہ ہو۔

ازالہ وہم: جملہ علماء اسلام ہر دونوں شہروں میں سکونت کے استحباب کے قائل ہیں۔ مذکورہ بالا صورتوں ملحوظ ہوں جب

Marfat.com

اندیشہ ہو کہ مذکورہ بالا امور لاحق ہوں گے تو پھر اقامت ہر دونوں شہروں کی مکروہ ہے۔[1]

حدیث شریف ۱۹: طبرانی اوسط میں ہے:

من غاب عن المدینۃ ثلاثۃ ایام جاءھا وقلبہ مشرب جفوۃ۔

"جو مدینہ پاک سے تین دن دور رہے گا تو جب وہ واپس آئے گا تو اس کا دل سختی سے بھرپور ہو گا۔"

مدینہ اور اہل مدینہ کو نبوی دعائیں

(۱) صحیحین میں حدیث ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا مانگی:
"اللھم حبّب الینا المدینۃ کحبّنا مکۃ او اشد
اے اللہ ہمیں مدینہ محبوب بنا دے جیسے ہمیں مکہ معظمہ محبوب ہے اس سے بھی سخت تر۔"

فائدہ: رزین اور جنیدی نے واؤ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

سوال: دُعا تو پہلی بار قبول ہو گئی پھر اس سے محبت کی بار بار مانگنے کا کیا فائدہ۔

جواب: واقعی پہلی دفعہ دُعا مانگنے سے دُعا قبول ہوئی لیکن تکرار یعنی بار بار

Marfat.com

دعا مانگنے میں طلب مزید ظاہر کرنا مطلوب تھا۔

نبی علیہ السلام کا مدینہ پاک سے شدید محبت کا نمونہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس لوٹتے جب آپ کو مدینہ پاک کی دیواریں ایک روایت میں مدینہ پاک کے اُونچے اور بڑے درخت ایک روایت میں درجات یعنی مدینہ پاک کو جانے والے راستے نظر آتے تو آپ مدینہ پاک کے شوق سے اپنی سواری کو تیز کر دیتے جیسا کہ صحیح حدیث شریف میں ہے اور ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ مدینہ پاک کی خوشی سے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے واپس مدینہ طیبہ کی طرف لوٹتے تو مدینہ طیبہ کی خوشی اور محبت میں چادر کاندھے سے ہٹا کر کہتے ھذہ ارواح طیبۃ "یہ ہوائیں کیسی بھلی لگتی ہیں۔"

(۲) الدعاء للمحاملی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ پاک کی طرف متوجہ ہوتے وقت خوب تیزی سے چلتے اور فرماتے:

اللّٰھم اجعل لنا بھا قرارًا ورزقًا حسنًا

"اے اللہ مدینہ پاک میں ہمارا قرار اور رزق حسن بنا۔"

(۳) صحیحین کی روایت میں ہے:

اللّٰھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ۔

Marfat.com

"اے اللہ مدینہ پاک میں مکہ مکرمہ کی برکتوں سے دوگنی برکتیں پیدا فرما۔"

(۴) انہی صحیحین میں ہے:۔

اللّٰھم بارک لھم فی مکیالھم و بارک لھم فی صاعھم و بارک لھم فی مدھم۔

"اے اللہ اہل مدینہ کے پیمانہ اور ان کے صاع اور اُن کی مُد میں برکت دے۔"

فائدہ: یہ برکت دین و دنیا ہر دونوں کو مشتمل ہے کیونکہ برکت نمو اور زیادتی کا نام ہے اور مدینہ پاک کے پیمانوں میں سے ایک مد (یا سیر یا کیلو) وغیرہ میں جو برکت ہے وہ دوسرے شہروں کے پیمانوں میں نہیں اور یہ صرف ان کو دیا ہو سکتا ہے جو مدینہ طیبہ کے مکیں ہیں اسی لیے ہم کہہ سکتے ہیں مدینہ پاک کے مکینوں کا ایمان بھی بہ نسبت دوسروں کے زائد ہے۔ (یعنی ان کے ایمان کی نورانیت رونق)

(۵) مسلم شریف میں ہے:

اللّٰھم بارک لنا فی مدینتنا اللّٰھم بارک لنا فی صاعنا اللّٰھم بارک لنا فی مدنا اللّٰھم بارک فی مدینتنا اللّٰھم اجمع مع البرکۃ برکتین۔

"اے اللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے اور اے اللہ ہمارے پیمانے میں برکت دے۔ اے اللہ ہمارے مُد میں برکت دے اے اللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔ اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں جمع فرما۔"

Marfat.com

(۶) نیز مسلم میں ہے:

اللھم بارك لنا فی ثمرنا و بارك لنا فی مدینتنا و بارك لنا فی مدنا اللّٰھم ان ابراھیم عبدك وخلیلك ونبیك وانی عبدك ونبیك وانہ دعاك لمكۃ وانا ادعوك للمدینۃ بمثل ما دعا لمكۃ ومثلہ معہ۔

"اے اللہ ہمارے ثمر میں برکت دے۔ اے اللہ ہمارے مدینہ میں برکت دے۔ اے اللہ ہمارے مُد میں برکت دے اے اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے عبد اور تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں تیرا عبد اور تیرا نبی ہوں۔ اُنھوں نے تجھ سے مکہ معظمہ کے لیے دعا فرمائی اور تیرے سے مدینہ طیبہ کے لیے اس کی طرح مکہ جیسی دعا مانگتا ہوں اور اس کے ساتھ اس جیسی اور"

(۷) مسلم اور ترمذی میں ہے کہ جب لوگ نیا پھل حاصل کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لاتے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر دُعا فرماتے:

اللھم بارك لنا فی ثمرنا و بارك لنا فی مدینتنا (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! اس پھل میں برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت فرما۔

فائدہ: اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر جدید ثمر لگنے پر اسی طرح دُعا فرماتے۔

(۸) طبرانی اوسط میں ہے جن کے راوی بھی ثقہ ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما صلی رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صلی الفجر ثم اقبل علی القوم فقال اللّٰھم بارک لنا فی مدینتنا ۔ (الحدیث)

"حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھا کر مقتدیوں کی طرف منہ کرکے دعا مانگی اے اللہ ہمارے مدینہ میں برکت نازل فرما۔"

(۸) طبرانی کبیر میں ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس سے اسی طرح مروی ہے۔

(۹) ترمذی شریف میں ہے اور فرمایا حسن صحیح ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ شریف سے باہر آئے۔ جب ہم مقام حرّہ جہاں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پر پہنچے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانی طلب فرمایا اور وضو کرکے روبقبلہ ہو کر فرمایا اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور تیرے دوست ہیں انہوں نے تجھ سے مکہ والوں کے لیے دعاء برکت مانگی تھی اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں۔ میں تجھ سے مدینہ والوں کے لیے دعاء خیر و برکت مانگتا ہوں۔ خداوندا ان کے مدّ و صاع میں برکت عطا کر جس طرح تو نے مکہ والوں کو برکت بخشی ہے۔ مدینہ والوں کو مکہ والوں کی نسبت ہر برکت کے ساتھ دوگنی برکت عطا فرما۔"

(۱۰) ابن شیبہ نے روایت کی ہے اس کا مضمون بالا ہے صرف اس میں اتنا اضافہ ہے کہ روبقبلہ ہو کر اللہ اکبر کہا پھر دعا فرمائی۔

Marfat.com

مدینہ پاک سے وبا کو بھگا دیا

(۱) امام احمد رحمہ اللہ نے رجال صحیح کے ساتھ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حرہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کھیتوں میں گھروں کے قریب نماز پڑھ کر دُعا فرمائی:

اللّٰھم ان ابراھیم خلیلك وعبدك ورسولك ونبیك دعاك وانا ادعوك لاھل المدینۃ ادعوك ان تبارك لھم فی صاعھم ومدھم وثمارھم اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ واجعل ما بھا من وباء بخم۔ (الحدیث)

ترجمہ: "اے اللہ ابراہیم علیہ السلام تیرے خلیل اور تیرے عبد اور تیرے رسول و نبی تھے۔ انھوں نے اہل مکہ کے لیے دُعا مانگی تھی اور میں محمد تیرا عبد اور تیرا رسول ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہل مدینہ کے لیے اس سے دوگنی برکت دے اور مدینہ والوں کے صاع میں برکت دے۔ اور ان کے مُدین اور ان کے ثمر میں برکت دے۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ محبوب بنا دے جیسے ہمیں مکہ محبوب تھا اور جو مدینہ کی وبا تھی وہ خم (وادی) میں بھیج دے۔"

(۲) جنیدی کی روایت میں ہے:

اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد وصححھا

Marfat.com

لنا، بارك لنا فی مدها وصاعها وانقل حماها واجعلها بالجحفة۔

ترجمہ: "اے اللہ ہمارے لیے مدینہ محبوب بنا دے جیسے مکہ محبوب تھا یا اس سے بھی زیادہ اس میں صحت بھیج اور مدینہ کے مُد اور صاع میں برکت دے۔ خداوندا آپ اور وبا مدینہ سے نکال کر جحفہ بھیج۔"

(۳) ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدینہ پاک میں تشریف لاتے ہی آپ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) بیمار پڑ گئے۔ آپ نے منبر مبارک پر جلوہ افروز ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی۔ اللھم انقل عنا الوباء۔ خداوندا وبا کو منتقل فرما دے۔ جب صبح کی تو فرمایا:

اُوتیت ھذہ اللیلۃ بالحمی فاذا العجوز سوداء ملببۃ فی یدی الذی جاء بھا۔

اسی شب کو میرے ہاں بخار کو لایا گیا۔ دیکھا تو وہ ایک بڑھیا تھی اس فرشتے کے ہاتھ میں گرفتار تھی جو اسے میرے ہاں لایا۔ تو عرض کی:

ھذہ الحمی مما تری

یہ ہے وبا اب آپ کیا فرماتے ہیں۔

میں نے کہا:

اجعلوھا نجم۔ "اسے وادیٔ میں پہنچا دو۔"

(۴) ابن زبالہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ ابوبکر اور ان کے دو غلاموں (بلال و عامر) رضی اللہ

Marfat.com

عنہم) کا پتہ کیجئے بی بی فرماتی ہے کہ میں نے واپس آکر حال سُنایا تو آپ کو ناگوار گزرا آپ نے بقیع الخیل جو مدینہ کی ایک بازار تھی (بعد کو سوق المناخہ کہا جاتا) میں تشریف لاکر قبلہ رُخ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی:

اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللّٰھم بارك لاھل المدینۃ فی سوقھم و بارك لھم فی صاعھم و بارك لھم فی مدھم وانقل ما کان بالمدینۃ من وباء الی مھیعہ۔

ترجمہ" اے اللہ ہمیں مدینہ محبوب بنا دے جیسے مکہ محبوب تھا اور اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ اہل مدینہ کے بازار میں برکت دے اور ان کے صاع میں برکت دے اور ان کے مد میں برکت دے اور وہ جو مدینہ کی وبا ہے اسے مہیعہ کی طرف منتقل فرما دے۔"

(۵) مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تھے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاروں کی تکلیف دیکھی تو دعا مانگی:

اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کما حببت مکۃ او اشد وصححھا و بارك لنا فی صاعھا ومدھا وحول حماھا الی الجحیفہ۔

ترجمہ" اے اللہ ہمیں مدینہ محبوب بنا دے جیسے مکہ محبوب تھا اور اس سے بھی سخت تر اور اسے تندرستی کا مرکز بنا اور اس کے صاع میں اور اس کے مد میں برکت دے اور اس کے بخار کو

Marfat.com

جحفہ کی طرف منتقل فرما۔"

(٦) بخاری شریف میں ہے جب حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف لائے تو ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما بیمار پڑ گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار زور پکڑتا تو پڑھتے ؎

كُلُّ امْرَءٍ مُصَبَّحٌ فِیْ اَهْلِهٖ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ترجمہ: "ہر آدمی اپنے اہل میں صبح کرتا ہے۔ موت اس کی جوتی کے تسمے کے قریب ہوتی ہے۔"

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بخار کا حملہ ہوتا تو پکارتے ؎

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ
بواد و حوالی اذخر و جلیل
وھل اردن یوما میاہ مجنۃ
وھل یبدون لی شامۃ[1] وطفیل

ترجمہ" کاش مجھ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میں کسی رات وادی مکہ میں ایسے حال میں رہا ہوں کہ میرے اطراف اذخر جو خوشبودار گھاس ہے اور جلیل (جو نازک گھاس) رہی ہو یعنی عیش سے میں نے رات گزاری ہو کیا میں کسی وقت مجنہ کے چشموں پر وارد ہوں گا اور کیا شامہ اور طفیل میرے لیے ظاہر ہوں گے۔"

---

[1] شامہ اور طفیل مکہ معظمہ کے دو چشمے ہیں اور خطابی نے کہا کہ شامہ اور طفیل ہیں دو پہاڑوں کو گمان کرتا ہوں میں ان پہ ٹھہرا ہوں (مواہب وحاشیہ)

Marfat.com

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں مکہ معظمہ سے چھ گنا زائد برکت ہے۔

(۱۲) ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک کی کسی جگہ پر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے روبقبلہ ہو کر ہاتھ مبارک دعا کے لیے اٹھائے یہاں تک کہ میں آپ کے کاندھے مبارک کے نیچے سے سفیدی دیکھ رہا تھا اور آپ کہہ رہے تھے:

اللّٰهم بارك لهم فى مدهم وصاعهم وقليلهم وكثيرهم ضعفى ما باركت لاهل مكة اللّٰهم من هاهنا وهاهنا وهٰهنا۔

ترجمہ: "اے اللہ اہل مدینہ کو برکت دے ان کے مُد میں اور ان کے صاع میں اور ان کے قلیل وکثیر میں دوگنی وہ برکت دے جو اہل مکہ کو حاصل ہے اے اللہ ادھر سے ادھر سے وغیرہ"

یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے تمام علاقہ کی ہر طرف اشارہ فرمایا۔ پھر یہ دعا فرمائی:

اللّٰهم من اراد هم بسوء فاذبه كما يذوب الملح فى الماء۔

ترجمہ: "اے اللہ جو اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے جہنم میں پگھلا دے جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔"

لہ اگر ہر سال کی پھلوں کی تجدید پر نئی دعا کو ملایا جائے تو پھر کوئی حساب ہی نہیں ۱۲ (اویسی غفرلہ)

Marfat.com

اور کہتے اے اللہ شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور اُمیہ بن خلف پر لعنت بھیج جیسے اُنھوں نے ہمیں اپنے شہر سے نکال کر وبائی علاقہ میں بھیجا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی؛

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اللھم بارک لنا فی صاعنا و فی مدنا و صححھا لنا وانقل حماھا الی الجحفۃ۔

ترجمہ" اے اللہ ہمیں مدینہ مکہ کی طرح محبوب بنا اور اس سے بھی زیادہ اے اللہ ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت دے اور ہمیں تندرستی بخش اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما"

بی بی فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو یہ تمام شہروں سے زیادہ وبائی تھا اور اس کی وادیاں بدبودار نیل بہاتی تھیں۔

ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما کی بیماری کا حال

ابن اسحاق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے اور یہ علاقہ تمام علاقوں سے زیادہ وبائی تھا۔ اسی بناء پر آتے ہی آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیمار پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ اس بیماری میں حضرت ابوبکر و عامر بن فہیرہ و بلال (رضی اللہ عنہم) (جو دونوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے) مبتلا تھے اور سب کے سب ایک ہی گھر میں سو رہے

Marfat.com

انکی طبع پرسی کے لیے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور یہ واقعہ نزول حجاب سے پہلے کا ہے اور انھیں تو بخار وغیرہ کی شدت تھی۔ اللہ ہی جانے وہ کتنا تکلیف میں تھے۔ بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو ان سے حال پوچھا تو اُنھوں نے وہی شعر پڑھا جو اُوپر مذکور ہوا۔ میں حیران تھی کہ میرے والد کیا فرما رہے ہیں اس کے بعد میں عامر بن فہیرہ کے قریب ہوئی ان سے حال پوچھا تو اُنھوں نے کہا ؎

لقد وجدت الموت قبل ذوقہ
ان الجبان حتفہ من فوقہ
کل امرأ مجاھد بطوقہ
کالثور یحمی جلدہ بروقہ

میں نے موت کے آنے سے پہلے اس کا مزہ چکھ لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حیران ہو گئی کہ عامر کیا کہہ رہا ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اسے بخار مہلت دیتا تو مذکورہ بالا دو بیت پڑھتے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع پرسی

ابن زبالہ نے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بیمار پڑ گئے آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طبع پرسی کے لیے تشریف لے گئے ان

تشریح: میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے مزہ چکھ لیا بزدل تو گلا گھونٹ گیا اور ہر مرد اپنی وسعت کے مطابق کوشش کرتا ہے اور بیل کو آخر اپنا چمڑا اچھا لگتا ہے تو اس کی حفاظت کرتا ہے۔

Marfat.com

نے سُنا تو اس کے بعد بلال رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ الالیت شعری الخ (مذکورہ بالا اشعار پڑھ رہے تھے اس کے بعد آپ احمد بن حجش کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ بھی بخار میں مبتلا پائے گئے۔ اس کے نزدیک بیٹھے تو وہ شعر پڑھنے لگے۔

واجندا مکۃ من وادی
ارض بھا تکثر عوادی
ارض بھا تقرب اوتادی
ارض بھا اھلی وادادی
ارض بھا امشی بلا ھادی[1]

واہ مکہ کی وادی وہاں تو میری طبع پرسی کرنیوالے بکثرت تھے۔

وباء کی جلاوطنی

یہ حال دیکھ کر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وباء کی نقل کے لیے دُعا مانگی جسے وادی خم میں نکال کر پہنچا یا گیا اور خم جحفہ کے نزدیک وادی ہے اس کا ذکر آئے گا۔ اسے مہیعہ بھی کہا جاتا ہے۔

سوال: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وباء کو اس وادی میں جانے کی دعا کیوں کی۔

جواب: یہ وادی اہل شرک کی تھی اور اس دن سے یہ وادی تمام علاقہ جات سے زیادہ وبائی ہو گئی ہے۔

---

[1] ترجمہ: وہ زمین جہاں میری طبع پرسی والے بہت تھے وہ زمین جہاں میرا سامان قریب تھا اور میرے دوست بھی بہت تھے۔ لیے وہ وادی جس میں بغیر رہبر کے چلتا تھا۔

Marfat.com

نقد بیماری(۱): بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ چشمۂ خم سے پانی نہ پیا جائے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس نے بھی یہاں سے پانی پیا وہ بیمار ہو گیا۔

(۲) بیہقی کی سابق کی طرح حدیث ہے ہشام بن عروہ نے کہا کہ جحفہ میں جو بچہ پیدا ہوتا وہ بلوغت کے بعد بیمار پڑ جاتا۔

پرانا مدینہ: بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ پاک میں تشریف لائے تو یہ تمام علاقہ تمام شہروں میں زیادہ وبائی تھا اس کی وادیوں سے بدبودار تیل کی طرح پانی بہتا تھا۔ ہشام کہتے ہیں کہ مدینہ کی وبا رجاہلیت میں بہت بڑی مشہور تھی۔ اس کی شہرت کی ایک وجہ یہ تھی کہ جب کوئی اس میں باہر سے آتا تو اسے کہا جاتا کہ گدھا کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کیجئے جب وہ ایسے کرتا تو اس کو وادی سے کسی قسم کا نقصان نہ ہوتا۔

ثنیۃ الوداع کی وجہ تسمیہ اور عروہ کا قصہ: ثنیۃ الوداع کی کی وجہ تسمیہ ایک یہ ہے کہ اس وادی میں جو بھی داخل ہوتا اسے دس بار گدھے کی طرح دس بار ڈھینچوں ڈھینچوں کرنا پڑتا ورنہ وہ وادی سے باہر نکلنے سے پہلے مرجاتا۔ ایک دفعہ عروہ بن الورالعبسی (شاعر عرب) مدینہ میں آیا اس نے گدھا کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں نہ کہا تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔

اس کا لفظی معنی ہے "جدائی کی گھاٹی" چونکہ مدینہ پاک میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی ڈھینچوں ڈھینچوں نہ کرتا تو اُسے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑھتے۔ گویا اس نے اپنی زندگی سے جدائی کر لی۔ ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ اہل مدینہ اپنے مہمان کو وہاں تک الوداع (رخصت کرنے کے لیے جاتے)۔

یہ چونکہ عوام کا وہم تھا اور اسلام نے ایسے اوہام سے نجات دی ہے اور

Marfat.com

یہ شاعر بہ زمانہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں حاضر ہوا تو عوام نے حسب عادت اسے ڈھینچوں ڈھینچوں کہنے پر مجبور کیا تو اس نے یہ شعر پڑھا ؎

لعمری لئن عشرت من خشیة الردیٰ
نھاق الحمیر اننی لجزداع ۱۵

قسم ہے مجھے اپنی زندگی کی گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے پر زندہ رہنے سے مر جانا بہتر ہے۔

چنانچہ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور کوئی آفت (جو عوام کے ذہن میں تھی) اس کو نہ پہنچی اس کے بعد سے یہ عادت بد بھی متروک ہو گئی (ثنیۃ الوداع احادیث مبارکہ و کتب سیر کا ذکر بکثرت آیا ہے) چنانچہ ہجرت کے موقع پر مدینہ کی چھوٹی بچیوں کا مشہور اشعار میں ہے) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مبارکہ کے دوران جب آپ قبا سے مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے تو قبا سے شہر مدینہ تک ہر قبیلے کے معزز لوگ سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس قبیلہ کے آگے سے گزرتے وہ عرض کرتا کہ خدا کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارا گھر، ہمارا مال اور ہماری جان حاضر ہے۔ آپ شکریہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے۔ شہر قریب آیا تو مسلمانوں کے جوش و خروش کا ایک عجیب سماں تھا۔ مدینہ کی بچیاں یہ گیت گا کر استقبال کر رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثنیات الوداع
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا ما دعا للہ داعٍ

ترجمہ: "چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل آیا۔ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں"!!

Marfat.com

بنو نجار کی لڑکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ننھیالی رشتہ دار تھیں۔ وہ خوشی میں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارِ

ترجمہ: "ہم نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں۔ اے ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس بسیں گے۔"

معجزہ: ایسی وباء کا مدینہ طیبہ سے منتقل ہونا بہت بڑے معجزات سے ہے۔

حدیث شریف ۸: بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک کالی سیاہ اجڑے بالوں والی عورت کو دیکھا کہ وہ مدینہ طیبہ سے نکل کر مہیعہ میں چلی گئی ہے اس سے میں نے یہی تعبیر کی کہ وہ وباء تھی۔

بخار بڑھیا بن کر بھاگی: ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صبح کے وقت ایک شخص حاضر ہوا وہ مکہ معظمہ سے آیا تھا آپ نے اس سے پوچھا کیا تو نے راستہ میں کسی کو دیکھا عرض کی ہاں ایک ننگی اجڑے بالوں والی عورت کو دیکھا تھا آپ نے فرمایا وہ وبا تھی جو آج کے بعد یہاں واپس نہیں آئے گی۔

(۱۲) نیز اسی کی روایت میں ہے کہ مدینہ طیبہ مابین حرۂ بنو قریظہ وعریض کا بخار سے پاک ہو گیا۔

(۱۳) حدیث شریف میں ہے:

اللّٰھم حبب الینا المدینۃ وانقل وباءھا الی مھیعہ وما بقی منه فاجعله تحت ذنب مشعط

Marfat.com

ترجمہ: "اے اللہ ہمیں مدینہ محبوب بنا دے اور اس کی وبا دجحفہ کی طرف منتقل فرما اور اس کا بقایا مشعط کے آخری حصہ کے نیچے کر دے۔"

(۱۴) حدیث شریف میں ہے:

ان کان الوباء فی شیٔ من المدینۃ فھو فی ظل مشعط۔

ترجمہ: "اگر وبار کا کچھ حصہ مدینہ میں ہے تو وہ مشعط کے سایہ میں ہے۔"

فوائد

(۱) مشعط (شین معجمہ کے ساتھ بروزن مرفق بنو ھدیلہ کے ٹیلوں میں سے ایک ہے اور وہ بنو ھدیل کی مسجد کے غربی جانب جنۃ البقیع[1] کے قریب ہے۔

(۲) آج مدینہ طیبہ میں جو بخارات ہیں یا اسی کا بقایا ہیں۔

(۳) وبار منتقل ہوئی لیکن اس کے اثرات بخارات کی صورت میں موجود ہیں۔

بارگاہِ رسالت میں بخار کی حاضری

(۱) امام احمد وغیرہ نے برجال الصحیح حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بخار نے حاضری چاہی آپ نے فرمایا کون ہے یہ عرض کی ام ملزم ہوں۔ آپ نے فرمایا قبا میں چلی جا۔ سنا گیا کہ قبا والے سخت بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اہل قبا حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

---

[1] آج نہ وہ مسجد رہی نہ وہ مشعط یہ سب جنت البقیع یا سڑکوں کی نذر ہو گئی۔

Marfat.com

میں حاضر ہوئے اور بخار کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا چاہو تو دعا مانگوں تمہیں بخار چھوڑ جائے چاہو تو رہ جائے تاکہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو۔ عرض کی ایسے ہو گا آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہو گا۔

(۲) امام احمد سے رجال ثقات سے مروی ہے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے ہاں جبریل علیہ السلام حاضر ہو کر بخار اور طاعون لائے۔ میں نے بخار کو مدینہ پاک میں رہنے کی اجازت بخشی ہے اور طاعون کو شام میں چلے جانے کا کہا اور یہ میری اُمت کی شہادت اور رحمت اور کافروں کے لیے عذاب ہے۔

فوائد

(۱) مدینہ طیبہ کا موجودہ بخار وبا نہیں بلکہ رحمت ربانی اور دُعائے نبی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حدیث شریف میں ہے جو شرجیل بن حسنہ وغیرہ رضی اللہ عنہ ہے طاعون رب کی رحمت اور نبی علیہ السلام کی دُعا ہے انھوں نے یہ استدلال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کیا ہے وہ یہ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ آپ کی اُمت قحط میں مبتلا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو گیا۔ پھر عرض کی ان پر غیر مسلط نہ ہو فرمایا ہو گیا۔ پھر عرض کی آپس میں خانہ جنگی نہ ہو فرمایا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ نہ مانگیے اس کے بعد عرض کی ہی اور طاعون ہو تین بار کہا یعنی جہاں بخار ہو وہاں طاعون نہ ہو۔

طاعون و بخار کا اجتماع نہیں ہو سکتا، وجہ یہ ہے کہ طاعون اور بخار سے ابدان میں ضعف پہنچتا ہے تو ابدان کی تطہیر ہو جاتی ہے اور آگ کا ایک

Marfat.com

حصہ انھیں مل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں طاعون ہوگا وہاں بخار نہ ہوگا۔ مجھے احادیث مبارکہ سے یہی سمجھ آیا ہے جو یہاں لکھ دیا ہے۔

مدینہ میں دجّال کا داخلہ بند

(۱) صحیحین کی روایت سے ثابت ہے کہ مدینہ منورہ کی حفاظت کی خاطر ہر کوچہ کے سرے پر جماعت ملائکہ کھڑی کی گئی ہے تاکہ دجال کو مدینہ منورہ کے داخلہ سے منع کرے اور نہ ہی اس میں طاعون کو داخل ہونے دے۔

(۲) بخاری شریف وغیرہ میں ہے کہ مدینہ پاک میں دجال آنا چاہے گا تو دیکھے گا کہ اس کی نگرانی ملائکہ کر رہے ہیں تو وہ اس میں داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی اس میں انشاء اللہ طاعون داخل ہوگا۔

سوال: انشاء اللہ کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس مسئلہ میں شک تھا۔

جواب: یہ انشاء اللہ تبرک کے لیے ہے جیسا کہ دوسری احادیث مبارکہ سے اس کے متعلق حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یقین مروی ہے۔

سوال: طاعون کو دجال کے ساتھ شامل کیا گیا ہے حالانکہ طاعون کو تو اُمت کے لیے شہادت و رحمت کا درجہ عطا فرمایا ہے۔

جواب: ہمہ گیر طاعون ایک عذاب ہے اس کو تو وہی درجہ حاصل ہے جو دجال کو جیسے جن ہمارے دشمن ہیں لیکن وہ جو حد سے زائد سرکش ہیں سو ایسے سرکش جنات کا مدینہ میں داخلہ بند ہے ایسے ہی حد سے زائد سرکش انسان بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی طاعون کو سمجھئے کہ جو عذاب کی کیفیت رکھتا ہے اس کا داخلہ بند ہے ہاں معمولی کا داخلہ

Marfat.com

ہو سکتا تھا اور وہی اُمت کی شہادت و رحمت کا موجب ہے لیکن مدینہ پاک میں اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اس کے عوض بخار (معمولی) کو اجازت دی گئی۔

جواب نمبر۲: مدینہ طیبہ میں ضرر رساں طاعون کا داخلہ بند ہے۔ ضرر رساں طاعون سے مراد وہ طاعون ہے جیسے عمواس میں آیا تھا لیکن یہ جواب مردود ہے اس لیے کہ مدینہ طیبہ ہمیشہ سے ایسے طاعون سے محفوظ رہا اور رہے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) جیسے ابن قتیبہ نے فرمایا اور اسی کو جم غفیر نے مانا اور اس پر اتفاق کیا یہاں تک کہ امام نووی نے بھی اسی کو قبول کیا۔

ازالۂ وہم: اس قائل کی طاعون سے عام موت مراد ہے یہ غلط ہے بلکہ طاعون سے جنّی شرارت مراد ہے جو اس کی شرارت سے خون جسم میں جوش مارتا ہے۔

حکایت: طبرانی وغیرہ سے برجال ثقات مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ ایک وباء زدہ آدمی کہیں سے مدینہ طیبہ آ رہا ہے۔ اہل مدینہ گھبرا گئے ہیں کہ کہیں ہم بھی وباء میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

انی لارجوا ان لایطلع علیہا انقابہا (یعنی طرق المدینۃ)

ترجمہ: "مجھے اُمید ہے وہ یہاں نہ آئے گا اس لیے کہ مدینہ طیبہ کے راستوں پر نگران (ملائکہ) موجود ہیں وہ اسے یہاں نہیں آنے دیں گے۔"

Marfat.com

فائدہ: اس حکایت سے ثابت ہوا کہ یہاں طاعون سے وبا مراد ہے اور طاعون اپنے محلات میں مشہور و معروف ہے اور ظاہر ہے کہ ایک آدمی کی موت سے نہ گھبراہٹ ہوتی ہے اور نہ ہی اسے وبا کہا جاتا ہے۔

سوال: ابوالاسود کا قول صحیح روایت سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا تو لوگ موت کے گھاٹ اتر رہے تھے۔ طاعون بھی تو اسی کو کہتے ہیں۔ پھر تم کیوں کہتے ہو کہ مدینہ طیبہ میں طاعون نہیں آسکتا۔

جواب: اس وقت کی یہ موت وبا کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی دوسری وجہ سے تھی اور وہ طاعون نہ تھا۔

(۲) ابن شبہ نے رجال صحیح کے ساتھ روایت کی ہے،

علی کل نقب منها ملك لا يدخلها الدجال ولا الطاعون۔

"مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ ہر دونوں ملائکہ کی حفاظت میں ہیں۔ مدینہ کے ہر راستہ پر فرشتہ مقرر ہے اس میں نہ دجال داخل ہو سکے گا نہ طاعون۔"

مکہ معظمہ کا طاعون: ھا کا مرجع صرف مدینہ طیبہ کا محتمل ہے اگرچہ دوسری روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ دجال مکہ معظمہ میں داخل نہ ہوگا لیکن طاعون کے متعلق عدم داخلہ کی تصریح نہیں بلکہ ۷۴۹ھ میں

Marfat.com

مکہ معظمہ میں طاعون آنا منقول ہے لیکن مدینہ پاک کے متعلق کسی صدی میں آنا منقول نہیں۔ ہاں یہ بھی محتمل ہے کہ ۷۴۹ھ کی بیماری طاعون نہ ہو بلکہ کوئی اور بیماری ہو جسے ناقل نے طاعون سمجھا ہو۔

حدیث شریف ۴: صحیحین کی روایت میں ہے کہ:

لیس بلد الا سیطؤہ الدجال الا مکۃ والمدینۃ لیس نقب من انقابھا الا علیہ ملائکۃ صافین یحرسونھا فینزل السبخۃ ثم یرجف المدینۃ باھلھا ثلاث رجفات۔

ترجمہ: "کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال نہ پہنچے سوائے مکہ و مدینہ کے اس کی کوئی ایسی گلی نہیں جس پر نگران فرشتے نہ ہوں جو اس کی نگرانی کر رہے ہوں تو مقام سنجہ پر اترے گا پھر فرشتے اہل مدینہ کو تین بار زور سے حرکت دے گا"

فائدہ: اس زلزلہ کی وجہ سے تمام کافر و منافق مرد و عورت مدینہ پاک سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے:

فیاتی سبخۃ الجرف[1] فیخرج الیہ کل منافق و منافقۃ۔

ترجمہ: "وہ جرف کے کنارے پر اترے گا تو اس کے ہاں ہر منافق مرد و عورت پہنچ جائیں گے"

---

[1] جرف کے شمالی جانب یعنی شعبہ و زہرہ کے چشمہ کی طرف ۱۲

Marfat.com

حدیث شریف ۵ : بخاری شریف میں ہے :

لایدخل المدینة رعب المسیح لھا یومئذ سبعة ابواب علی کل باب ملکان۔

ترجمہ: "مدینہ پاک میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہوگا اس وقت مدینہ پاک کے سات دروازے ہوں گے اس کے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے (جو اس کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔"

فائدہ : مسیح سے دجال مراد ہے۔

حدیث شریف ۶ : مسلم شریف میں ہے :

یاتی المسیح من قبل المشرق وھمتہ المدینة حتی[1] ینزل دبر احد ثم تصرف الملائکة وجھہ قبل المشرق وھنالک یھلک

ترجمہ: "دجال مشرق کی طرف سے نکلے گا اس کے بعد وہ مدینہ کا رخ کرے گا جب جبل احد کے پیچھے آکر اترے گا تو ملائکہ اس کا منہ شام کی طرف پھیر دیں گے اور شام ہی میں ہلاک ہو جائیگا۔"

فائدہ : مسیح سے دجال اور مشرق سے شام کا ملک مراد ہے۔

حدیث شریف ۷ : صحیحین میں ہے کہ مدینے کے بہترین لوگوں میں سے ایک نیک مرد دجال کی طرف نکلے گا اور اس سے کہے گا کہ تو وہی دجال ہے جس کے نکلنے کی خبر رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔ (الحدیث) یہ حدیث طویل ہے۔

فائدہ : اس قصہ سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث بالحق ہیں۔

---

[1] ابو حاتم معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ وہ نیک ترین مرد حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اویسی غفرلہ۔

Marfat.com

حدیث شریف ۸: امام احمد رجال الصحیح سے روایت کرتے ہیں کہ:

"ہم حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے ایک حرہ کے دہانے پہ کھڑے ہو کر فرمایا کیسا اچھا شہر ہے جب دجال آئے گا تو اس کے راستہ پر فرشتہ ہے جو دجال کو اس میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ جب ایسے ہو گا تو مدینہ پاک میں تین زلزلے آئیں گے جن کی وجہ سے یہاں سے ہر منافق مرد و عورت نکل جائے گا ان نکلنے والوں میں سے اکثر عورتیں ہوں گی اور یہی یوم التخلیص (صفائی) کا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے جس میں مدینہ طیبہ خبث کو ایسے باہر پھینک مارے گا جیسے بھٹی لوہے کو میل کچیل سے صاف کرتی ہے اس وقت دجال کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے ان کے ہر مرد کے پاس ساگوان کا ڈنڈا زیوروں سے آراستہ و پیراستہ تلوار ہو گی مجتمع السیول کے نزدیک اپنا خیمہ ڈالے گا۔"

فائدہ: یہ حدیث طویل ہے۔

حدیث شریف ۹: طبرانی شریف میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

"اے مدینہ والو یوم الخلاص کو یاد کرو۔ تمھیں کیا خبر وہ دن کیسا

لہ وہ جگہ جہاں سیلاب اور شہر کا پانی جمع ہوتا ہے ۱۲

Marfat.com

ہوگا اس دن دجال ذباب میں آکر قیام کرے گا۔ اس کے بعد مدینہ میں مشرک و مشرکہ اور کافر و کافرہ اور منافق و منافقہ اور فاسق و فاسقہ میں سے کوئی بھی نہ رہے گا یہ سب کے سب مدینہ پاک سے نکل جائیں گے۔ یہاں صرف اہل ایمان بچ رہیں گے یہ ہے یوم الخلاص "

فائدہ ۸: ذباب مجمع السیول کے سامنے کی جگہ کا نام ہے۔

حدیث شریف ۱۰: طبرانی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ:

ینزل الدجال خذ و المدینۃ فاول من یتبعہ النساء والاماء۔

ترجمہ: "دجال مدینہ کے سامنے اترے گا سب سے پہلے اس کی پیروی کرنے والی عورتیں اور لونڈیاں ہوں گی۔"

حدیث شریف ۱۱: احمد اور حاکم کی روایت میں ہے:

"جب دجال مدینہ منورہ میں آئے گا تو جبل احد پر چڑھ کر نگاہ کرے گا اور اپنے ماننے والوں کو کہے گا کہ تم کو سفید محل جو دکھائی دے رہا ہے کونسا ہے؟ یہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے اس کے بعد مدینہ منورہ آنے کا قصد کرے گا تو ہر راہ کے سرے پر ایک ایک فرشتہ کو مدینہ منورہ کی حراست و حفاظت ننگی تلوار لیے دیکھے گا اس کے بعد جرف میں اپنا خیمہ ڈالے گا۔"

حدیث شریف ۱۲: احمد کی روایت میں ہے:

"دجال اسی کیچڑ والی جگہ کی گزرگاہ پر خیمہ ڈالے گا یعنی قناۃ

Marfat.com

کی گزرگاہ پر۔"

حدیث شریف ۱۴: ابن ماجہ کی روایت میں ہے:

"دجال اسی کیچڑ والی جگہ کے اختتام پر طریق احمر کے نزدیک خیمہ ڈالے گا۔"

حدیث شریف ۱۴: زبیر بن بکار کی روایت میں ہے:

"حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ سوار ہو کر مجتمع الاسیول کے مقام پر پہنچ کر اپنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ دجال کہاں اترے گا پھر فرمایا کہ یہ اس کے اترنے کی جگہ ہے وہ مدینہ طیبہ کا ارادہ کرے گا لیکن وہ نہ آسکے گا اس لیے کہ مدینہ پاک کے ہر راستہ پر فرشتہ ننگی تلوار لے کر کھڑا ہو گا اسی لیے مدینہ پاک میں دجال داخل ہو سکتا ہے نہ طاعون۔ اس وقت مدینہ پاک میں دجال کے ساتھیوں کو نکالنے کے لیے زلزلہ آئے گا۔ اس پر ہر منافق مرد و عورت مدینہ پاک سے نکل کر دجال کے ساتھ جا ملے گا۔ اکثر اس کی اتباع کے لیے مدینہ پاک سے عورتیں بھاگیں گی۔ یہاں تک مرد اپنی پاگل عورت کو روک نہ سکے گا۔"

حدیث شریف ۱۵: ابو یعلی کی روایت میں ہے:

"جساوہ مسیح دجال ہے جس کے لیے چالیس دن میں تمام روئے زمین لپیٹی جائے گی سوائے اس کے جو پاکیزہ جگہ ہے اس سے مدینہ پاک مراد ہے اس لیے کہ اس کے ہر دروازے پر فرشتہ ننگی تلوار لٹکائے کھڑا ہے جو اسے مدینہ میں داخل ہونے سے روکے گا۔ ایسے ہی مکہ مکرمہ کے متعلق ہے۔"

Marfat.com

مدینہ پاک کی مقدس مٹی کے فضائل

(۱) ابن النجار اور ابن الجوزی الوفاء نے روایت کی ہے:

غبار المدینة شفاء من الجذام

ترجمہ "مدینہ پاک کی غبار کوڑھ کی شفاء ہے۔"

(۲) جامع الاصول میں اور رزین و ابن الاثیر سعد (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ کو اہل ایمان میں سے وہ لوگ ملے جو جنگ سے رہ گئے تھے۔ ان کی آمد پر غبار اُڑی صحابہ میں سے کسی نے گرد و غبار سے منہ ڈھانپا یا ناک چھپایا تو آپ نے اس کے منہ وغیرہ سے کپڑا اٹھا کر فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داءٍ"

ترجمہ: "اس مالک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بے شک مدینہ پاک کی غبار ہر مرض کی شفاء ہے۔"

فائدہ: میرے خیال میں ہے اس کے آگے الفاظ یہ بھی تھے کہ کوڑھ

Marfat.com

اور برص کے لیے بھی شفاء ہے۔

(۳) رزین کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرو وغیرہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر ہاتھ بڑھا کر اس کا کپڑا خود ہٹا کر فرمایا:

ما علمت ان عجوة المدينة شفاء من السقم وغبارها شفاء من الجذام۔

ترجمہ: "کیا تمھیں معلوم نہیں کہ مدینہ پاک کی عجوہ کھجور میں ہر بیماری کی شفاء اور مدینہ پاک کی غبار کوڑھ کی شفا ہے۔

(۴) ابن زبالہ کی روایت میں صیفی بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ:

والذی نفسی بیدہ ان تربتھا المؤمنة وانھا شفاء من الجذام۔

ترجمہ: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک مدینہ پاک کی مٹی امن دیتی ہے اور وہ کوڑھ کی شفاء ہے۔"

(۵) اسی سے مسلمہ رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں مجھے حدیث پہنچی کہ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

غبار المدینة یطفی الجذام۔

ترجمہ: "مدینہ پاک کی غبار کوڑھ کی گرمی کو بجھاتی ہے۔"

ل شارحین حدیث ہذا لکھتے ہیں کہ یہاں حرف استفہام محذوف ہے۔ اویسی کہتا ہے کہ "روایت" ما احدثوا بعدک "سے پہلے ما تدری ہے یہاں بھی استفہام محذوف ہے ۱۲۔

Marfat.com

فائدہ: امام سمہودی مصنف "وفاء الوفاء" رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

قد شاهدنا من استشفی به وکان قد اضر به فنفعه جدا۔

ترجمہ: "ہم نے بہت سے ان خوش بختوں کو دیکھا جنھوں نے اس سے شفا پائی اور اس مٹی کو استعمال کیا تو لازماً نفع پایا۔

فضائل خاک شفاء

یحییٰ بن الحسن نے جعفر الحجۃ العلوی وابن نجار سے ابن زبالہ کے طریق سے روایت کی کہ:

ایک دفعہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبیلۂ بنو الحارث کے ہاں تشریف لے گئے وہ بیمار تھے آپ نے فرمایا تمھیں کیا ہے۔ عرض کی حضور! ہم بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے پاس صعیب[1] نہیں عرض کی، ہم اسے کیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی مٹی کو لیکر پانی میں ڈال کر یہ دعا پڑھ کر لعاب ڈالو:

بسم اللہ تراب ربنا بریق بعضنا شفاء لمریضنا باذن ربنا۔

---

[1] ایک جگہ کا نام ہے جو وادی بطحان میں ہے۔ ہمارے دور میں اسے وادی خاک شفا سے یاد کرتے ہیں لیکن افسوس آج وہ وادی نوحہ کناں ہے اس کی اب وہی حالت ہے جو ہمارے ہاں جوہڑ کی۔ بلکہ عنقریب اس کا نام ونشان تک مٹا کر رہائشی مکانات اور کارخانوں کی تعمیرات کا منصوبہ ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: اللہ کے نام کی برکت سے مٹی ہمارے رب کی تھوک ہمارے بعض کی اللہ تعالیٰ کے اذن پر ہمارے بیمار کی شفاء کے لیے ہے۔

چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انھیں بخار چھوڑ گیا۔

خاک شفاء کا مقام

جناب طاہر بن یحییٰ سلوی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ صعیب بطحان کے نام سے ایک وادی ہے جو بلدشونیہ کے قریب ہے یعنی اس باغ کے قریب ہے جو آج کل بلدشونیہ کے نام سے مشہور ہے یہاں ایک چھوٹا سا گڑھا ہے جہاں سے لوگ مٹی بخار والے کے لیے لے جاتے ہیں۔

تجربہ خاک شفاء

ابن نجار نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ میں وہی گڑھا دیکھا ہے لوگ اس سے مٹی لے جاتے ان سے سنا گیا ہے کہ انھوں نے بیماریوں پر آزمایا اور مجرب پایا جس سے بیماروں کو شفا ملی ہیں نے وہاں سے مٹی اٹھائی تھی۔

صاحب وفاء الوفاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ گڑھا تا حال موجود ہے جس کی مٹی تمام اسلاف و اخلاف اٹھاتے اور بیماروں کی شفا کے لیے لے جاتے ہیں اور مجد الدین نے فرمایا کہ علماء کرام رحمہم اللہ نے ذکر کیا کہ انھوں نے بخاروں کے لیے آزمایا اور مجرب پایا کئی بیمار اس سے شفا پا گئے۔

فیروز آبادی کے غلام کو شفاء: شیخ مجد الدین فیروز آبادی نے فرمایا کہ میں نے بھی اسے آزمایا ہے کہ میرا ایک غلام تھا جو مسلسل ایک سال سے تپ میں مبتلا چلا آ رہا

Marfat.com

تھا میں نے اس جگہ سے مٹی لے کر پانی ڈال کر پلائی تو اُسی دن اُسے بخار چھوڑ گیا۔

خاکِ شفا کے استعمال کا طریقہ: مطری کی طرح انھوں نے ایک جگہ پر لکھا کہ مٹی کو پانی میں ڈال کر بخار والے کو نہلایا جائے۔

فائدہ ۸: علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ مدینہ پاک کی مٹی پانی میں ڈال کر پہلے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا دعا دم کی جائے پھر اس سے بیمار کو پلایا جائے اور نہلایا بھی جائے (تاکہ دونوں طریقے یکجا جمع کرنے سے مزید برکت ہو)۔

حدیث شریف ۷: صحیحین کی حدیث میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتکی الانسان او کانت بہ قرحۃ او جرح قال باصبعہ ھکذا۔

علمائے کرام کہتے ہیں مٹی کھانا حرام (مکروہ) ہے لیکن اس مٹی پاک کو اس عموم سے خاص کرتے ہیں بلکہ ہمارے حریف مخالفین اہلسنت غیر اللہ سے نفع و نقصان کی اُمید پر شرک کا فتویٰ لگانے کو توحید اور دین کی بہت بڑی خدمت سمجھتے ہیں وہ بھی اس پاک مٹی سے شفایابی پر زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ بھی بڑے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں ان کی مثال اہل کوفہ کی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد فتویٰ پوچھتے پھرتے تھے کہ مکھی کو مارنے کا کتنا گناہ ہے۔ یہ لوگ بھی ادھر تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان اور ملک الموت سے گھٹایا اور اپنے جیسا انسان بشر کہا اور ان کے علم مبارک کو جانور ن۔ پاگلوں سے تشبیہ دی غرضیکہ توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرہ برابر کسر نہ چھوڑی لیکن یہاں آپ کے شہر

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی انسان کو بیمار پاتے یا زخم دیکھتے تو اپنی اُنگلی مبارک سے مذکورہ بالا طریقہ پر عمل کرتے۔

اور حضرت سفیان اپنی شہادت کی دو اُنگلیاں زمین پر رکھ کر پھر اُٹھا کر کہتے:

بسم اللہ تربۃ ارضنا و بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا۔

ترجمہ: "اللہ کے نام پر ہماری مٹی اور ہمارے بعض کی تھوک سے ہمارا بیمار بیماری سے شفا پائے گا۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اُنگلی مبارک پر لب اطہر لگا کر زمین پر لگاتے تاکہ مٹی لگ جائے پھر یہ دُعا پڑھ کر اسے اس جگہ پر لگا دیتے تھے۔

حدیث شریف ۸: ابن زبالہ کی روایت میں ہے ایک شخص حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے پاؤں پر زخم تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چٹائی کا ایک حصہ ہٹا لیا اور اُنگلی شہادت کو مٹی لگا کر اپنی لب اطہر اس پر رکھ کر پڑھا: بسم اللہ ریق بعضنا بتربۃ ارضنا یشفی سقیمنا باذن

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

مبارک کی مٹی اور گرد و غبار کو آسمان سے اوپر چڑھا دیا۔ ہماری تو اس سے خوشی ہے کہ اس سے اور آگے بڑھائیں تاکہ کلمہ پڑھانے کا احسان ادا ہو۔ (ان کے بڑوں کی سوانح عمریوں اور حج کے سفرنامے پڑھیے ۱۲)

Marfat.com

دبنا۔ پھر آپ نے مٹی تھوک مبارک پر ڈال کر شہادت کی انگلی اس شخص کے زخم پر لگائی تو وہ فوراً شفایاب ہو گیا ایسے معلوم ہوا گویا اس کے پاؤں سے رسی ہٹا لی گئی ہے۔

ا؎ اس قسم کی حکایت حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ سے بھی منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس علاج کے تجربہ اور مشاہدہ سے مشرف ہوا جس زمانہ مدینہ منورہ کا قیام میرے لیے باعثِ شرف ہوا۔ میرے پاؤں پر ایسا شدید ورم ہو گیا کہ اطباء نے بالاتفاق اس کو ہلاکت یعنی موت کی علامت تجویز کی مگر میں نے اس پاک مٹی سے اپنا علاج شروع کر دیا اور تھوڑے ہی دنوں میں آسانی اور سہولت کے ساتھ اس مہلک بیماری سے صحتیاب ہو گیا۔
(جذب القلوب)

دیگر تصانیفِ اویسی

وہابی دیوبندی کی نشانی۔

تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ

فیصلہ ہفت مسئلہ

زیارت ۔ شیعہ فرقے

Marfat.com

مدینہ پاک کی کھجوروں کی برکات

عجوہ(۱) ابن زبالہ کی روایت ہے کہ :

من تصبح بسبع تمرات من العجوۃ لم یضرہ یومئذ سم
ولا سحر۔

ترجمہ: جو روزانہ صبح کو سات دانے عجوہ کھجور کے کھائے اسے اس
دن نہ زہر نقصان دے گی نہ جادو۔

فائدہ : راوی کہتے ہیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ "من العالیۃ"

(۲) مسلم شریف میں ہے :

من اکل سبع تمرات مما بین لابتیھا حین یصبح
لم یضرہ شئی حتی یمسی۔

ترجمہ: درمیان پتھریلی زمین کے کھجوروں سے صبح کے وقت جس نے
سات کھجور کے دانے کھالیے تو شام تک اُسے کوئی شے نقصان
نہ دے گی۔

؎ عجوہ مدینہ پاک کی مشہور کھجور ہے ویسے تمر کی بے شمار قسمیں ہیں کہ جن کا شمار نا ممکن ہے
"تاریخ کبیر" میں ایک سو انتالیس لکھی ہیں۔

Marfat.com

(۳) امام احمد رجال الصحیح میں روایت کرتے ہیں:

من اکل سبع تمرات عجوۃ مما بین لابتی المدینۃ علی الریق لم یضرہ شیٔ حتی یصبح۔

ترجمہ: مدینہ پاک کے دو پتھریلے کناروں سے عجوہ کھجور کے سات دانے منہ نہار جو بھی کھائے تو اگلی صبح ہونے کوئی شے نقصان نہ دے گی۔

(۴) صحیحین میں ہے:

من تصبح تمرات عجوۃ لم یضرہ ذلک الیوم سم و سحر۔

ترجمہ: جو صبح کے وقت سات عجوہ کے دانے کھاتا ہے تو اسے اس دن نہ زہر نقصان دے گی نہ جادو۔

(۵) مسلم شریف میں ہے:

ان فی عجوۃ العالیۃ شفاء او انہا تریاق اول البکرۃ۔

ترجمہ: بے شک عجوہ عالیہ شفاء ہے اور بے شک وہ تریاق ہے جبکہ صبح کے وقت کھائی جائے۔

عجوہ اور کھمبی

(۱) امام احمد نے برجال الصحیح روایت کی:

اعلموا ان الکماءۃ دواء العین و ان العجوۃ من فاکھۃ الجنۃ۔

Marfat.com

ترجمہ: یقین کرو کہ کھمبی آنکھوں کی دوا ہے اور عجوہ بہشت کا میوہ ہے۔

(۲) طبرانی شریف (صغیر۔کبیر۔اوسط) وغیرہ میں سند جید کے ساتھ مروی ہے کہ:

الکمأۃ من المن وماؤھا شفاء للعین والعجوۃ من الجنۃ وھی شفاء من السم۔

ترجمہ: کھمبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا اور عجوہ بہشت سے آئی ہے اور یہ زہر کے لیے شفاء ہے۔

(۳) ابوداؤد[1] میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوگیا تو طبع پرسی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے سینہ پر ہاتھ رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی اور فرمایا تم دل کے مریض ہو حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ وہ طب کا ماہر ہے وہ سات دانے عجوہ کے لے[2] اور چھان کر کھلائے۔

فوائد: ثم لیلدک بھن ای یسقیک یعنی تجھے پلائے۔ یلدہ سے ہے اس وقت بولتے ہیں جب منہ کے ایک جانب سے دوائی پلائی جائے۔

(۴) کامل ابن عدی میں مرفوعاً مروی ہے کہ مداومت کرنے پر عجوہ سر کے چکر

---

[1] رواہ المشکوٰۃ ۱۲۔

[2] فیلجأھن بمعنی یدقھن اور مجمع البحار میں ہے یدقھن بع النوی حتی یکسر ویعجن یعنی انہیں کوٹ کر آٹے کی طرح کردے یعنی آٹا بنادے ۱۲ حاشیہ۔

Marfat.com

کو فائدہ دیتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ نہار سات کھجوریں عجوہ سات دن تک بلا ناغہ کھائی جائیں۔

(۵) خطابی کی غریب الحدیث میں ہے کہ:

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوام و دوار (سر کے چکر وغیرہ) کے لیے عجوہ کھانے کا یوں طریقہ بتاتی تھیں کہ منہ نہار صبح کو روزانہ سات کھجوریں سات دن تک کھائی جائیں۔"

فوائد (۱) دوام۔ دوار یہ ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ تمام چیزیں گھوم رہی ہیں حتیٰ کہ اپنا جسم۔ دماغ بھی چکراتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ تدویم الطائر اسی سے ہے کہ وہ پرندہ اڑتے وقت چکر کاٹتا ہے۔

(۲) اس بیماری کے لیے عجوہ اور پھر سات کی تخصیص کی حکمت کو اللہ ہی جانے۔ ہمارا کام ہے ایمان لانا اور اس کے فضل و برکت پر سچا اور پکا اعتقاد رکھنا (الحمد للہ ہم اہلسنت کو یہی سچا اور پکا عقیدہ نصیب ہے اور نجدی وہابی محروم)

(۳) عجوہ کو برکت سمجھنا قدیم سے طریقہ چلا آ رہا ہے اور اس کے برکات احادیث سے ثابت ہیں اور وہ مشہور و معروف کہ عجوہ سمجھتے چلے آ رہے ہیں اب اس کی طرف کان نہ دھریں جو اس کے خلاف کہتا ہے[1]۔

---

[1] دورِ حاضرہ کا نجدی لکھتا ہے کہ یہ مصنف کے دور میں ہوگا ہمارے دور میں وہ غیر معروف ہے کیونکہ اب لوگ مختلف نام مثلاً بناتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ حلیہ ہے بعض کہتے ہیں جادی ہے وغیرہ اب قلیل الوجود ہے اپنے

Marfat.com

(۴) ابن الاثیر کہتا ہے عجوہ ایک بہتر کھجور ہے جو صیحانی سے بڑی اور سیاہی مائل ہے اور فرمایا کہ یہ وہی کھجور ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے مدینہ پاک میں اپنے ہاتھ مبارک سے بویا۔ اس قول کی تائید بزار نے بھی کی ہے۔

(۵) ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

كَانَ اَحَبَّ التَّمْرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلّى الله عليه وسلّم العجوة۔

ترجمہ "سب کھجوروں سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قسم عجوہ زیادہ محبوب تھی"۔ [۲]

فائدہ: عجوہ شریف وغیرہ کے متعلق فقیر اویسی کا حاشیہ پڑھیئے۔

(حاشیہ بقیہ) ہم عقیدہ معتزلی زمخشری سے ثبوت دیتا ہے کہ قال الزمخشری فی ربیع الابرار الخ یعنی لوگوں نے اسے بونا چھوڑ دیا ہے اس لیے کہ وہ چالیس سال کے بعد پھل دیتی ہے۔ یہ سب غلط ہے۔ اس لیے کہ مدینہ پاک میں یہ کھجور مشہور ہے بخدی مذکور کا ایک ہم نوا لکھتا ہے کہ عجوہ جو مدینہ کی کھجوروں میں سے بہت ہی مشہور قسم ہے۔ ۱۲

[۲] حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا ظاہر ہے کہ اس کی مذکورہ بالا تاثیر حضور علیہ السلام کی محبت کی وجہ سے حاصل ہو گی۔ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کھجوروں کی اس قدر زیادہ قسموں میں سے حضور علیہ السلام کا صرف چند کو مخصوص فرمانا اس کا بھید سوائے شارع علیہ السلام کے کوئی نہیں جانتا۔ یہ از قسم اسرار ہے ہمیں اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ لیکن تاثیر زمین

Marfat.com

برنی کھجور: امام احمد کی روایت میں ہے کہ:

خیر تمرکم البرنی یخرج الداء ولا داء فیہ

ترجمہ: "تمہاری کھجوروں میں بہتر برنی ہے وہ بیماری نکالتی ہے اور خود اس میں کوئی بیماری نہیں۔"

ابن شبہ اور حاکم کی روایت میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عبدالقیس کا وفد حاضر ہوا تو آپ نے ان کے پھلوں کے بارے میں مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔

(حاشیہ بقیہ) از مین مخصوص یا بسبب کیفیت ہوائے خاص یا خاصیت زبان فیض نشان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے یا یہ کہ ایسے امور اکثر واقع ہوتے ہی رہتے ہیں اتفاقی ہوتے ہیں سب دائمی نہیں ہوتے یا یہ خاصیت کچھ خاص کھجور ہی تھی جس کا وجود اب نابود ہے وغیرہ وغیرہ یہ لکھ کر شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ احتمال ایک فضول لچر اور ناقص خیال سے کم نہیں ہیں مجھے اس شخص کی ایمانداری پر تعجب ہے کہ جو شے کہ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس خاص قسم کو دوست رکھتے ہیں اور رغبت سے تناول فرماتے اور پھر اس کی خاصیت شفا بخشی ہیں باطل تاویلیں کرتا پھرے۔ افسوس یہ بات اس کی بے نسبتی کی آئینہ دار ہے (نعوذ باللہ منہ) یہی حال دورِ حاضرہ کے نجدی کا ہے اس کے خلاصۃ الوفا کے حاشیہ پر یہی لکھا ہے ہم تو کہتے ہیں

چو لب بکوزہ نہی کوزہ نبات شود ۔۔۔ ز کوزہ قطرہ چکد چشمہ حیات شود

؎ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ عجوہ کی اصلیت اس درخت سے ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگایا۔

Marfat.com

مدینہ پاک کے نئے پھلوں پر خوشی

طبرانی صغیر میں رجال الصحیح مروی ہے کہ،

کان رسول اللہ اذا اتی بالباکورۃ من الثمار

وضعھا علی عینیہ۔

ترجمہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب "تازہ پھل لایا جاتا تو آپ اسے آنکھوں پر رکھتے۔

اس کے بعد فرماتے:

اللھم کما اطعمتنا اولہ فاطعمھا اخرہ

"اے اللہ جیسے تو اس کا پہلا پھل کھلایا ہے اس کا آخری پھل بھی کھلا"

اس کے بعد ان کے کسی بچے کو عطا فرمادیتے۔

مدینہ پاک کے نئے پھل کو چوم کر آنکھوں پر لگانا

(۱) طبرانی کبیر میں ہے،

کان اذا اتی بالباکورۃ من التمر قبلھا وجعلھا علی

عینیہ۔

ترجمہ، جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نیا پھل آتا تو آپ اسے چوم کر آنکھوں کو لگاتے۔

(۲) نوادر الاصول میں ہے:

اذا اتی بالباکورۃ من کل شئ قبلھا ثم وضعھا

علی عینیہ الیمنی ثم الیسری ثلثا۔ الحدیث

Marfat.com

ترجمہ: جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر قسم کا نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ اسے چوم کر پہلے دائیں آنکھ کو پھر بائیں کو لگاتے۔

مدینہ پاک کے نئے پھل پر مبارک بادی

(۱) بزار میں مرفوعاً مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

یا عائشۃ اذا جاء الرطب فھنّئنی

اے عائشہ جب تازہ کھجور آجائے تو مجھے مبارکباد کہا کرو۔

(۲) الغیلانیات میں ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تر کھجور کے روزہ افطار سے خوش ہوتے تھے ورنہ پھر خشک کھجور سے اور کھجور پہ ہی روزہ ختم فرماتے اور کھجور طاق عدد ہو یعنی تین یا پانچ یا سات۔

مدینہ پاک کی کھجور کی اقسام: مدینہ پاک میں کھجور کی بہت سی قسمیں ہیں ان سب کو میں نے بیان کیا ہے میری تحقیق پر اس وقت مدینہ پاک ایک سو تیس[1] کے قریب ہیں۔

---

[1] تاریخ کبیر میں بھی اس کی ایک سو انتالیس قسمیں شمار کی ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے رنگ مزہ وضع وغیرہ جدا جدا ہیں اور ہر ایک قسم کی علیحدہ علیحدہ فرحت پائی جاتی ہے۔ اویسی غفرلہٗ۔

Marfat.com

کھجور صیحانی اور معجزہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

فضل اہل بیت لابی مؤید حموی میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعض باغات میں جا رہے تھے ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی هٰذَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاء وهٰذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ الْأَوْلِيَاءِ أَبُو الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ یعنی یہ محمد صلی اللہ آئی هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيْفُ اللهِ یعنی یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا ہیں اور یہ علی تلوار خدا ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا اس کا صیحانی نام رکھ دو اسی وجہ سے اس کو صیحانی کہتے ہیں (کیونکہ لغت میں صیحہ بمعنی آواز ہے) یا اسی باغ کے تمام کا نام صیحانی رکھا گیا اور ہمارے دور میں یہ جگہ صیحانی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

ف لیکن آج کا نجدی کہتا ہے۔ هذا النوع الصيحاني غير معروف اليوم۔

احناف کی مشہور و معروف تفسیر

روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن

کے نام سے شائع ہو گیا ہے آج ہی طلب فرمائیے۔

Marfat.com

حرم مدینہ پاک کا بیان

(۱) صحیحین میں ہے کہ:

ان ابراهیم حرم مکة ودعالها.

بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم مقرر کیا اور اس کے لیے دُعا کی۔
اور ایک روایت میں ہے کہ:

ودعا لاهلها وانی حرمت المدینة کما حرم ابراهیم مکة.

اور ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لیے دعا کی اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کی طرح مدینہ کا حرم مقرر کیا

(۲) بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِن اللہ

حرم ما بین لابتی المدینة علی لسانی

بیشک مدینہ دو کناروں کے درمیانی حصہ کو میری زبان سے حرم مقرر فرمایا۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو حارثہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ تم مدینہ حرم سے باہر چلے گئے ہو اس کے بعد غور فرمایا نہیں بلکہ تم حرم میں ہو۔

Marfat.com

(۳) امام احمد سے ہے:

ان اللہ حرم علی لسانی ما بین لابتی المدینۃ۔

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری زبان سے مدینہ کے دو کناروں کے درمیان کو حرم مقرر فرمایا۔

(۴) اسماعیلی سے اسی طرح ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مذکورہ بالا اشارہ کے بعد قبیلہ بنو حارثہ میں تشریف لائے اور ان کے مکانات حرہ کے اونچے کنارے پر تھے یعنی جب اسلام آیا تو وہ اس وقت حرہ شرقیہ کے اس کنارے پر تھے یہاں سے حرہ شرقیہ کو مشہد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف راستہ جاتا ہے۔

غلطی کا اظہار: یہاں پر مطری نے غلطی کھائی ہے اُنھوں نے لکھا ہے کہ بنو حارثہ کے مکانات یثرب میں مشہد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے غربی جانب واقع تھے۔ ہم نے اس کی مزید توضیح اصل (وفاء الوفاء) میں لکھ دی ہے۔

فائدہ: گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرہ سے اُونچی جگہ پر دیکھ کر فرمایا کہ تمھارے مکانات (بین الحرتین) میں نہیں یعنی حرم مدینہ طیبہ میں ہماری مقررہ کردہ حد میں واقع نہیں۔ اس کے بعد غور فرمایا تو وہ جبلین (مقرر کردہ حد کے درمیان) میں واقع تھے پھر فرمایا (بل انتم فیہ)۔ بلکہ تم مقررہ کردہ حد میں ہو۔

(۵) مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی:

اللھم انی احرم ما بین جبلیھا مثل ما حرم ابراھیم مکۃ۔

Marfat.com

ترجمہ: اے اللہ میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی حصہ کو حرم مقرر کرتا ہوں جیسے ابراھیم علیہ السلام نے مکہ کا حرم مقرر فرمایا۔

(۶) نیز مسلم شریف میں دعا یوں مروی ہے:

اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ فجعلھا حرامًا وانی حرمت المدینۃ حرامًا ما بین مازمیھا ان لا یراق فیھا دم ولا یحمل فیھا سلاح لقتال۔ ولا تخبط فیھا شجرۃ الا لعلف۔

ترجمہ: "اے اللہ ابراھیم علیہ السلام نے مکہ کا حرم مقرر کر کے اس کی عزت بڑھائی تو میں مدینہ کے دو پہاڑ کے درمیان کو حرم مقرر کرتا ہوں کہ یہاں نہ خون بہایا جائے اور نہ اس میں جنگ کے لیے ہتھیار اٹھائے جائیں اور نہ گھاس کے سوا کوئی درخت کاٹا جائے۔"

فائدہ: مدینہ پاک کی زمین سے دو پہاڑ مراد ہیں جس کی تصویب امام نووی نے کی ہے اور وہ عیر اور ثور ہیں۔

(۷) ابوداؤد میں اسی طرح ہے انھوں نے یہ الفاظ زائد کیے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یختلی خلاھا ولا ینفر صیدھا ولا یلتقط لقطھا الا من اشار بھا ولا یصلح الرجل ان یحمل فیھا السلاح لقتال ولا ان یقطع منھا شجرۃ الا ان یعلف رجل بعیرہ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حرم مدینہ کا نہ گھاس کاٹا جائے اور نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ اس کا لقطہ اٹھایا سوائے جو اس کا اعلان کرے اور کسی کو یہاں پر جنگ

Marfat.com

کے لیئے ہتھیار اُٹھانے کی اجازت ہے اور نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے سوائے اس شخص کے جو اونٹ کے لیئے گھاس کاٹتا ہے۔

(۸) بخاری میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لورأیت الظباء بالمدینة ترتع ماذعرتها۔

ترجمہ: اگر میں مدینہ میں ہرنی کو چرتا دیکھوں تو اسے ہرگز نہ ڈراؤں گا۔

قال رسول اللہ ما بین لابتیها حرم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان حرم ہے۔

(۹) مسلم شریف میں ہے:

حرم رسول اللہ ما بین لابتی المدینة۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی حصہ کو حرم مقرر فرمایا۔

فائدہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم ان دو پہاڑوں کے درمیان میں کسی ہرنی کو دیکھو تو اسے مت ڈراؤ اس لیے کہ حضور سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے اردگرد بارہ میل تک حرم مقرر فرمایا۔

(۱۰) ابوداؤد شریف میں ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ طیبہ کے اردگرد بارہ میلوں تک حرم مقرر فرمایا اسی لیے یہاں کے نہ درخت کاٹے جائیں اور نہ ہی کانٹے سوائے ان کے جو پہلے اُونٹوں کے گھاس کے لیے استثناء کیا گیا ہے۔

Marfat.com

(۱۱) امام احمد کی حدیث صحیفہ میں ہے اور وہ صحیح ہے فرمایا:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم ما بین حراتیھا و حماھا کلہ لا یختلی خلاھا ولا ینفر صیدھا ولا ملتقط بقطتہا ولا یقطع منہا شجرۃ الا ان یعلف رجل بعیرہ ولا یحمل فیہا السلاح لقتال۔

ترجمہ: بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرم مقرر فرمایا اور میں مدینہ طیبہ کے دو پہاڑوں کے درمیانی حصہ کو حرم مقرر کرتا ہوں۔ اسی طرح اس کی چراگاہوں کو نہ مدینہ کا گھاس کاٹا جائے اور نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے اور نہ اس کا لقطہ اٹھایا جائے اور نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے۔ سوائے اس کے جو اونٹ کے لیے گھاس کاٹتا ہے اور نہ اس میں جنگ کے لیے ہتھیار اُٹھائے جائیں۔

(۱۲) بیہقی نے معرفہ میں روایت کی ہے کہ:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم المدینۃ ما بین حرتیھا وحماھا (الحدیث)

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ شریف کو حرم مقرر فرمایا۔ میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان اور اس کی چراگاہوں کو حرم مقرر کرتا ہوں۔ اور فرمایا:

لا یلتقط لقطتھا الا من اشاد بھا۔

ترجمہ: اور نہ اس کا لقطہ اُٹھایا جائے سوائے اس کے جو اس کا اعلان کرے۔

فائدہ: اشاد بمعنی انشد، خبر دی تشہیر کی۔

Marfat.com

ازالہ وہم: امام احمد کی روایت کا تقاضا ہے کہ مدینہ طیبہ کا حرم صرف دو پہاڑوں کے درمیان ہے اور اس کے درمیان کی تمام چراگاہ حرام ہے لیکن بیہقی کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دو پہاڑوں اور تین پہاڑوں کے درمیان مقرر فرمایا ہے اور وہ تین پہاڑ حرہ غربیہ کے متصل واقع ہیں (تفصیل آئے گی)

(۱۳) مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا لا یقطع عضاھا ولا یصاد صیدھا۔

ترجمہ: بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں۔ یہاں کے نہ کانٹے کاٹے جائیں اور نہ شکار کیا جائے۔"

(۱۴) امام احمد نے روایت کی ہے:

وانی احرم ما بین حرتیھا۔

"میں دو پہاڑوں کے درمیان حرم مقرر کرتا ہوں۔"

فوائد

(۱) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "ما بین لابتیھا" یعنی حرتین سے حرہ شرقیہ وحرہ غربیہ مراد ہیں اور مدینہ پاک کے درمیان ہیں۔ اور مدینہ پاک کے مشرق ومغرب کی طرف سے حرم کی یہی حد ہے اور شمال وجنوب سے دو پہاڑ حرم کی حد ہیں۔

(۲) بین لابتین کا معنیٰ ہے دو پہاڑوں کے درمیان۔

Marfat.com

(۳) مذکورہ بالا قول کی تصدیق بنو حارثہ قبیلہ کی منازل کا حرم میں داخل ہونے سے ہوتی ہے۔

(۴) مدینہ پاک سے ایک حرہ قبلہ کی جانب ہے اور ایک شام کی طرف لیکن ان دونوں کا مرجع مشرق و مغرب ہے کہ یہ دونوں اُن پہاڑوں سے متصل ہیں[1]۔

(۵) حرم مدینہ پاک کی حد بندی کے متعلق بے شمار روایات ہیں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے اور صحیح روایات سے ثابت وہی ہے جو ہم نے بیان کر دیا ہے ان کے علاوہ لوگوں سے بہت سی باتیں سنی جاتی ہیں وہ سب کی سب نامعتبر ہیں اور وہ تمام روایات صحیح بھی نہیں۔

ازالہ وہم:

(۱) وہ جو ابوداؤد وغیرہ میں برید (بارہ میل) ذکر آیا ہے اور اس میں حفاظت کا بیان بھی ہے وہ حرم سے باہر ہے اسی لیے ہمارے علمائے کرام نے برید اور حرم کے درمیان میں نہایت حفاظت کے احکام صادر نہیں فرمائے۔ اور وہ روایات جو برید تک حرم میں داخل ہونے کے متعلق مروی ہے وہ قوی نہیں۔

(۲) ابن زبالہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے اردگرد بارہ میل تک درختوں کے کاٹنے کو حرام فرمایا ہے۔

مسئلہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کی رسیوں اور اونٹوں کے کجاوے وغیرہ اور اونٹوں کے ہانکنے کے لیے ڈنڈوں کی لکڑی لیں

---

[1] ایک اور حرہ ابھی اسی صدی میں مقرر ہوا جسے حرہ پاکستانی کہتے ہیں یہ احد شریف کے مغربی جانب سے مشہد امیر حمزہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں اکثر ہمارے پاکستانی رہتے ہیں۔

Marfat.com

کے کاٹنے کی اجازت بخشی۔

(اویسی کہتا ہے یہی ہے تصرف و اختیار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ چاہیں تو غیر حرم کو حرم بنا دیں پھر جو چاہیں مستثنیٰ فرما دیں)

حکایت: فاضل جندی مرحوم نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کو وادی عقیق میں درخت گھاس کاٹتے دیکھا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ مدینہ پاک کے ارد گرد بارہ میل کے اندر جو کوئی کسی کو درخت یا گھاس کاٹتے دیکھے تو جو اس سے چھین لے وہ چھیننے والے کا ہے اب میں تجھے شے کیسے دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔

(۴) بزاز کی روایت میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ارد گرد بارہ میل حرم مقرر فرمایا۔

(۵) طبرانی شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ارد گرد بارہ میل کے اندر درخت کاٹنے کو حرام فرمایا بلکہ مجھے فرمایا ذات الجیش اور شریب اور مخیص کی چوٹیوں پر کھڑے ہو کر حرم کی حدود کا یونہی اعلان کر دو۔

(۶) ابن النجار نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے ارد گرد بارہ میل حرم مقرر فرمایا اور مجھے (حضرت جابر رضی اللہ عنہ) حکم فرمایا کہ ذات الجیش اور مشیرب اور محتہر اور تیم کی چوٹیوں پر اعلان کر دو کہ مدینہ طیبہ کا یہ حرم ہے۔

(۷) ابن زبالہ کی روایت میں بھی اسی طرح ہے لیکن انھوں نے مجتہر کی

Marfat.com

چوٹیوں کا ذکر نہیں کیا اور تیم کے بجائے ثیب کا ذکر کیا ہے اور ان کی روایت میں حفیاء اور ذوالعشیرہ کا اضافہ ہے۔

(۸) ان کی ایک روایت میں ہے کہ مدینہ پاک کے درخت محفوظ رکھنے کا حکم ہے جن کی حدود یہ ہیں۔ مدینہ سے وغیرہ اور ثنیۃ المحدث اور مخیض کے ٹیلوں اور ثنیۃ الحفیاء اور مضرب القبہ اور ذات الجیش تک اور فرمایا کہ اونٹوں کے لیے ساز و سامان کے لیے ضرورت ہو تو ان حدود سے درخت وغیرہ کاٹنا روا ہے۔

(۹) انہی کی روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مضرب القبہ کے مقام پر نزول اجلال فرمایا اور فرمایا یہاں سے مدینہ طیبہ کے درمیان کی جگہ حرم ہے۔ اسی لیے
اس کے درمیان میں نہ گھاس کاٹا جائے وغیرہ وغیرہ۔ لوگوں نے عرض کی حضور! اگر جانوروں کی رسیوں کے لیے کچھ ضرورت پڑے تو فرمایا تمھیں اجازت ہے۔

(۱۰) حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ طیبہ سے مضرب القبہ کے درمیان حرم ہے۔

(۱۱) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مدینہ طیبہ سے مضرب القبہ بارہ میل ہے۔

(۱۲) حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں میری پھوپھی نے مجھے بھیجا کہ حرم سے رسیوں کے لیے ضرورت کی اشیاء لینے کی اجازت چاہوں۔

Marfat.com

میں نے حاضر ہو کر استدعا کی تو آپ نے فرمایا پھوپھی کو میرے سلام کے بعد کہنا کہ اگر آج میں تمھیں حرم سے رسیوں کی اجازت نہ دوں تو کل تم مجھ پرنالے کی لکڑیاں مانگو گے پھر پرنالے کی اجازت دے دوں گا تو پھر مجھ سے بڑی بڑی لکڑیوں کی اجازت مانگو گے پھر فرمایا میرا حرم یہاں تک ہے جہاں سے بنو فزارہ میری اونٹنیاں ہانک کر لے گئے تھے۔[1]

---

[1] یہ واقعہ ذی قرد کی طرف اشارہ ہے موضع غابہ میں جو مدینہ طیبہ سے چار میل ملک شام کی طرف واقع ہے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں اونٹنیاں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا لڑکا چرایا کرتا اور شام کو ان کا دودھ دوھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا کرتا تھا۔ ایک رات قبیلہ غطفان کے چالیس سواروں نے بسرکردگی عیینہ بن حصین فزاری چھاپا مارا وہ حضرت ابوذر کے صاحبزادے کو قتل کر کے بیس اونٹنیاں لے گئے اور حضرت ابوذر کی بیوی کو بھی گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ دوسرے روز فجر کی اذان سے پہلے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جو مشہور تیر انداز اور تیز رفتار صحابی تھے۔ کمان حمائل کیے مدینہ سے غابہ کی طرف جو نکلے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف کے غلام نے ان کو اس ماجرا کی خبر دی۔ انھوں نے کوہ سلع یا ثنیۃ الوداع پر کھڑے ہو کر مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے تین بار زور سے یا صباحاہ پکارا۔ یہاں تک کہ وہ آواز رسول تک پہنچ گئی پھر وہ پیادہ دشمن کی طرف دوڑے اور ان کو جا لیا اور تیر اندازی سے وہ اونٹنیاں یکے بعد دیگرے چھڑا لیں ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

Marfat.com

مدینہ پاک کے پہاڑ

عیر (عین کی فتحہ و یا کی سکون) حمار (گدھا) کے مترادف ہے اسے عایر بھی کہتے ہیں۔ مدینہ طیبہ سے قبلہ کی جانب ذی الحلیفہ کے قریب یہ پہاڑ مشہور ہے اس کے اُوپر اور پہاڑ ہے وہ بھی اس کا ہم نام ہے۔ ان کے درمیان مدینہ پاک میں آتے جاتے فرق واضح ہو جاتا ہے (پہلا مدینہ سے آنے والے کو نظر آتا ہے دوسرا مدینہ سے جانے والے کو)۔

(حاشیہ بقیہ) پانچ سو کی جمعیت کے تعاقب میں نکلے۔ غطفان ذو قرد کے قریب ایک تنگ درہ میں پہنچے۔ جہاں علینیہ ان کی مدد کو آیا۔ یہاں مقابلہ ہوا۔ غطفان بھاگ گئے۔ آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ ذی قرد میں پانی پینے لگے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہما نے دوڑ کر ان پر پتھر برسانے شروع کیے اور ان کو پانی نہ پینے دیا۔ وہ بھاگ کر اپنے علاقہ میں جو ذو قرد سے ملحق تھا چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے چلے۔ سوار و پیادہ سب آپ سے آملے۔ حضرت سلمہ نے عرض کیا کہ میں نے ان کو پانی نہ پینے دیا۔ اگر مجھے سوار مل جائیں تو میں ان کو ایک ایک گرفتار کر لاتا۔ ہوں مگر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اذا ملکت فاسجح جب تو قابو پا جائے تو نرمی سے کام لے۔ ذو قرد میں ایک دن رات قیام کر کے واپس آئے حضرت ابو ذر کی بیوی اسکے بعد ناقہ پر آ پہنچی۔

Marfat.com

ثور : (ثار کے ساتھ گائے نر (بیل) کا مترادف ہے ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جو جبل اُحد کے پیچھے واقع ہے۔

مدینہ کا جبل ثور : مکہ معظمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں ننھا سا جبل ثور اب بھی ہے لیکن بعض لوگ مدینہ پاک میں ثور جبل کے منکر ہیں اس کے لیے تحقیق حاضر ہے)۔

سوال : مشارق الانوار میں ہے کہ زبیر بن بکار نے فرمایا کہ عیر مدینہ پاک میں ایک پہاڑ ہے۔ ان کے چچا مصعب الزبیری نے فرمایا کہ مدینہ پاک میں نہ کوئی عیر ہے نہ ثور۔

جواب ۱ : مصعب الزبیری کے انکار پر اعتراض ہے اس لیے کہ اسی زبیر بن بکار نے اپنے چچا کے اشعار بیان کئے ہیں جن میں انھوں نے مدینہ طیبہ کے چند مقامات کا ذکر کیا ہے ان میں انھوں نے عیر کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے

وعلی عیر فما حاذ الفرار
وابل مار علیها واکتنح

جواب ۲ : عبداللہ بن مصعب کے ابیات ہیں ان میں یہ شعر ہے جس میں عیر کا ذکر ہے

بالوصتین فسفح عیر فالرباء
من بطن خاخ ذی المحل الاسهل

جواب ۳ : عامر بن صالح زبیری نے فرمایا

قل للذی رام هذا الحی من اسد
اصت الشوامخ من عیر و من غطم

Marfat.com

(۴) ابن اذینہ و دیگر شعراء نے عیر کا اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے اور بیان کیا کہ وہ پہاڑ جرڑ دان ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اسے ابن زبالہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عیر کے متعلق قدیم سے اور اب بھی کسی کو انکار نہیں البتہ ثور کا انکار ہے۔ فلہذا ہم تفصیل سے عرض کرتے ہیں۔

مدنی جبل ثور کی تحقیق

(۱) جناب ابو عبید القاسم بن سلام فرماتے ہیں:

"عیر و ثور مدینہ پاک میں دو پہاڑ ہیں۔ بعض اہل مدینہ کو بھی علم نہیں کہ مدینہ پاک میں بھی ایک پہاڑ ہے جس کا نام ثور ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ثور صرف مکہ معظمہ میں ہے اور وہ حدیث جو حرم مدینہ کی حد بتاتی ہے۔ اس میں بھی "ما بین عیر الی احد" ہے اور امام بیہقی المعرفتہ میں مذکورہ بالا بات نکال کر پھر فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابی علیدۃ نے کتاب الجبال میں فرمایا کہ مجھے یہ قول پہنچا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک پہاڑ ہے جسے ثور کہا جاتا ہے۔"

(۲) مجدالدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے عیر کی تحقیق میں لکھا کہ:

وہ پہاڑ ہے جو شعب الجوز کی گھاٹی کے بالمقابل واقع ہے اور جبل ثور جبل احد کے قریب ہے۔ یہ وہ قول ہے جسے محب طبری وغیرہ نے ابن مزیع سے نقل کیا ہے اور طبری کی سند

Marfat.com

یوں ہے۔ اخبرنی الثقۃ الصدوق الحافظ العالم المجاور مجرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد السلام الخ یعنی مجھے جناب عبد السلام حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجاور نے بتایا ہے کہ جبل اُحد کے بائیں جانب میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جسے ثور کہا جاتا ہے اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ میں نے مدینہ کے مقامات اور پہاڑوں کو جاننے والے بہت سے اہل عرب سے اس کے متعلق بار بار سوال کر کے تحقیق سے ثابت کیا ہے اور ان سب کے منہ سے یہی سُنا ہے کہ یہی وہ پہاڑ ہے جس کا نام ثور ہے۔

حکایت: قطب حلبی مرحوم نے فرمایا کہ ہمیں ہمارے شیخ امام ابو محمد عبد السلام مزروع بصری رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا کہ امیر مدینہ نے عراق کے قاصد کو مدینہ طیبہ کے مقامات دکھانے کے لیے ایک واقف کار کو بھیجا جب ہم اُحد شریف کے قریب پہنچے تو ایک چھوٹے سے پہاڑ کے متعلق میں نے پوچھا تو اس نے کہا یہ جبل ثور ہے اس سے مجھے مذکورہ بالا روایت کی صحت کا یقین ہوا۔

(۳) جمال مطری نے جبل ثور کے منکرین کا خوب رد فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ جبل اُحد کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ چھوٹا سا مدور ہے اسے اہل مدینہ کا ہر فرد جانتا ہے۔

(۴) میں کہتا ہوں کہ اب تو بہت مشہور ہے جو نہیں جانتا تو اس پر اتنا حجت کافی ہے کہ وہ خود جا کر دیکھ لے۔

فائدہ: اس سے واضح ہو گیا کہ اُحد شریف حرم میں ہے۔

Marfat.com

فائدہ وہ جو روضہ (کتاب) وغیرہ میں حد بندی اُحد شریف تک بتائی گئی اس کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ کی تحقیق

حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے حازمی کا قول نقل کر کے فرمایا۔ روایت صحیح یہ ہے کہ حرم عیر سے اُحد تک ہے۔ اور فرمایا یہ احتمال بھی ہے کہ یہاں ایک جبل ثور ہے وہ اُحد ہے یا اس کا غیر۔ جبکہ لوگوں سے اس کا نام پوشیدہ ہے۔

ازالۂ وھم: امام نووی کے قول ثانی کا رد کرتے ہوئے ایک بزرگ کہتے ہیں جب روایت میں لفظ ثور پایا جاتا ہے۔ تو عدم عرفان کو درمیان میں لانے کے کیا معنی کیونکہ شے کے اسماء مرور زمانہ پر بدلتے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض ذہنوں سے ان کے نام بھی اُٹھ جاتے ہیں۔ (فلہذا ماننا پڑے گا کہ جبل ثور بھی مدینہ منورہ میں ہے۔)

ذات الجیش: ابن زبالہ نے فرمایا کہ مکہ معظمہ کے راستہ پر کنوئیں کے موڑ پر ایک غار ہے۔ الہجری نے فرمایا یہ ایک غار ہے جو مکہ شریف کو جاتے ہوئے راستہ کے دائیں جانب کنوئیں کے بالمقابل واقع ہے اور کنواں وادی ابو بکر کے ابتداء اور مسجد حرام کے اوپر واقع ہے۔ المعرس و ذات الجیش دونوں کا پانی وادی ابی بکر میں گرتا ہے۔ جب بارشیں ہوتی ہیں اور اس کی بڑی بڑی وادی عزبی کا حصہ ذات الجیش میں پانی گرتا ہے اور صلعین کا اگلا حصہ ابی عاصیہ

Marfat.com

کے کنوئیں پھر وہ ذات الجیش میں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ذات الجیش یعنی بیدار کے اوپر بہت بڑے پہاڑ کے بائیں جانب صلعین کے قریب ہے۔

نزول آیۃ التیمم : اس مقام کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش۔ "یہاں تک کہ ہم بیداء یا ذات الجیش میں تھے۔" تو یہاں پر بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا اور اس کی تلاش میں صحابہ کرام کو مشغول رکھا گیا جس پر آیۃ التیمم کا نزول ہوا۔

فائدہ : مدینہ طیبہ کے مشہور مقامات کے اسماء کے تعارف میں مزید تحقیق کریں گے اور بتائیں گے کہ ان کے درمیان کتنی مسافت ہے۔

شریب : ظاہر یہ ہے کہ شریب مشرب کی تصغیر ہے جیسا کہ دوسری روایت میں مشیرب بھی آیا ہے اور وہ ذات الجیش کے بائیں جانب پہاڑوں کے مابین واقع ہے۔

اشراف مخیض[1] : مخیض اللبن یہ مخیض کے پہاڑ ہیں بلکہ یہ شام سے آنے والوں کو دائیں جانب پڑتا ہے۔ جب وہ پہاڑوں کو عبور کر کے مدینہ شریف کی موٹر پر تالاب سے گزرتے ہیں۔

اشراف المجتہر : یہ ابن نجار کی روایت میں ہے (جیم اور ہاء مفتوحہ) اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ جگہ اب موجود نہیں یا یہ مخیض کے بجائے غلطی سے لکھا گیا ہے جیسے بعض روایات میں مجتہر کے بجائے مخبض آیا ہے۔

الحفیاء : مدینہ پاک کے بائیں جانب چھ میل کے فاصلہ پر ایک جنگل میں ہے۔

---

[1] آج کل یہ محیط (طاہر) کے نام سے مشہور ہے (حاشیہ خلاصۃ الوفاء) ع۔

Marfat.com

ذی العشیرہ: عشرہ کی تصغیر ہے حفیاء کے شرقی جانب ایک غار ہے۔

ثیب (بفتح الثاء پھر یاء ساکن پھر باء) اسی طرح میں نے تہذیب ابن ہشام وغیرہ میں دیکھا ہے۔ ابن زبالہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدینہ پاک کے مشرقی جانب ایک پہاڑ ہے۔

فائدہ: ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان قناۃ کے اول حصہ میں ثیب نامی پہاڑ کے قریب اُترا۔ اور یہ پہاڑ مدینہ طیبہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

فائدہ: الہجری نے کہا کہ اس کا نام ثیاب ہے ہمزہ زائد کہ کے اس کی تائید حضرت عباس بن مرداس کے ابیات سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں۔ ع

سلکن علی وادی الشظاۃ فثیابا

ترجمہ: وہ وادی الشظاۃ اور ثیاب پر چلیں۔

الشظاۃ: وادی قناۃ ابن نجار کی روایت میں اس کے بجائے تیم ہے۔ تیم (بالفتح پھر یاء) اور تیم۔

فائدہ: مجدالدین فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے صحیح تیب ہے۔ ہے (تاء کے ساتھ پھر تاء) تاب کا مضارع بمعنی رجع۔)

وعیرہ: بفتح الاول وعوزہ سے ہے جبل ثور سے مشرقی جانب واقع ہے۔ یہ ثور سے بڑا اور جبل اُحد سے چھوٹا ہے۔

ثنیۃ المحدث: اس کے متعلق کوئی تحقیق نہیں ہوتی نہ ہی کسی نے اس کے متعلق کچھ لکھا ہے۔

Marfat.com

مضربۃ القبۃ: ہجری نے فرمایا یہ مدینہ طیبہ سے چھ میل دور جبل اعظم الشائم کے درمیان واقع ہے۔

امام مالک کا مذہب: بنو فزارہ کی اُونٹنیاں جنگل اور اس کے ارد گرد رہتی تھیں۔ اسی لیے اس کا نشان بنایا اور ابن زبالہ نے چونکہ مدینہ طیبہ کا حرم بارہ میل بتایا ہے اسی لیے اپنے دعویٰ میں یہی قول لاتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی بارہ میل حرم کا احاطہ ہے اور حرم کو دو حصوں پر منقسم فرمایا ہے۔

۱۔ حرم الصید

۲۔ حرم الشجر

حرم صید یعنی حرم الطیر والوحش کا احاطہ حرۂ وقم یعنی حرہ شرقیہ سے حرۂ عقیق یعنی حرہ غربیہ تک اور حرم الشجر ۱۲ × ۱۲ میل ہے۔

امام مالک کے مذہب کی تردید: ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے ۱۲ × ۱۲ میل کی حد بندی کو غیر معتبر بتایا ہے کیونکہ اس حد بندی کی جملہ روایات صحیح نہیں۔ اگر صحیح ہوں تو پھر یہ حرم مطلق ہو نہ کہ صرف حرم الشجر۔

غلط فہمی کی وجہ: دراصل امام مالک رحمہ اللہ نے لفظ حمیٰ (چراگاہ) سے ایسے سمجھا ہے جو کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر حمیٰ کے لفظ سے حرم مراد ہے تو اس کا حکم حرم مطلق کا ہونا چاہیئے۔ ایسے ہی امام مالک رحمہ اللہ سے طبرانی کبیر کی روایت رجال ثقات سے مروی ہے وہ یہ کہ:

عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال ما بین

Marfat.com

عیر واحد حرام حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ماکنت اقطع بہ شجرۃ ولا اقتل بہ طائرًا۔

ترجمہ: عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ عیر و احد کے درمیان حرم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے یہاں سے نہیں درخت کاٹوں گا اور نہ ہی پرندہ ماروں گا۔

فائدہ: اس روایت کے لفظ حرام اور حرمہ سے تحریم ہر دونوں کی برابر سمجھی ہے حالانکہ حرم کی حد بندی اور شے ہے اور اشیاء کا حرام ہونا شے دیگر۔

دوسری غلطی: ابن زبالہ (مالکی) نے ایک روایت کی ہے اگرچہ اس کا محل ضعف سے خالی نہیں وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کے دو پہاڑوں کے درمیان شکار کرنا حرام بتایا۔ یہ روایت صحیح ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عام حکم ہے
۔ اور ظاہر ہے کہ تحریم شکار سے حرم کی حد بندی ثابت نہیں ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ حرم کی حد بندی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے باقی ۱۲×۱۲ میل تک جن اشیاء کو استعمال کرنے سے روکا گیا ہے وہ محض محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مبارک کی تعظیم و تکریم کے طور ہے۔

حرم مدینہ پاک کے متعلق اسرار و رموز

(۱) حرم پاک کی حد بندی سے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم

Marfat.com

ذکر یہ مطلوب ہے کہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ اس کی ہر شے محبوب ہے۔

(۲) جیسے حرم مکہ معظمہ کے حرم کی حد بندی تک انوار الٰہی منتشر ہوئے تو جہاں تک پھیلے وہاں تک حرم قرار دیا گیا ایسے ہی محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تشریف آوری سے جہاں تک حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے انوار کا پھیلاؤ ہوا وہ حرم بن گیا۔ اور اسی احاطہ تک وہ خیر و برکت اور انوار و تجلیات ہیں جو دوسرے مقامات کو نصیب نہیں۔

(۳) اس حد تک حرم مقرر کرنا اسرار ربانی اور امر رحمانی ہے ہم اپنے عقل و ادراک کو دخیل نہ بنائیں۔

(۴) تا حال حرم نبوی کے احاطہ پر انوار کی بارش ہو رہی ہے جس کا مشاہدہ صرف عارفین کاملین کو نصیب ہے اور بس۔

(۵) وہ نار حجاز جو غیب سے حجاز میں تباہی مچاتی ہوئی آئی وہ بھی اس حد تک نہ صرف ٹھہر گئی بلکہ یہاں پہنچ کر بجھ گئی۔

(۶) حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو اضاء منہا کل شئی کما رواہ انس (نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار سے مدینہ شریف کی ہر شے منور ہو گئی جیسے انس نے روایت کیا) تو یہ انوار جہاں تک پہنچے وہ حرم کا احاطہ مقرر ہوا۔

(۷) وہ ملائکہ کرام جو مدینہ پاک پہ پہرہ دے رہے ہیں وہ انہی حدود کے ارد گرد کھڑے ہیں۔

Marfat.com

(۸) اس حد بندی کو خدا جانے یا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

(۹) تحریم حرم کا حکم الٰہی ہے جو اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اطہر سے دوسرے خطابات کی طرح صادر ہوا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ امر قدیم ہے اگرچہ اس کا تعلق و تکلیف حادث جیسا کہ اکثر علماء کرام فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ کا حرم اس وقت سے ہے جب سے زمین و آسمان کی تخلیق ہوئی لیکن اس کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے ہوا اسی لیے وہ

تحریم ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے بعض نے کہا کہ پہلے حرم نہیں تھا یہ اس وقت سے ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے بنایا یا اللہ تعالیٰ کا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کے حرم کی تحریم ملائکہ کرام کے سامنے ظاہر فرمائی اگرچہ وہاں امر تکلیفی کی نفی ہے لیکن مدینہ طیبہ کے حرم کی تحریم کو مؤخر رکھا تاکہ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اطہر سے بیان ہو۔ تاکہ اس طرح سے آپ کی خصوصیت اور کمال ظاہر ہو۔

انتباہ: برید چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ تین میل کا اور ایک میل تین ہزار پانچسو ہاتھ کا جیسا کہ ابن البر نے تصحیح فرمائی اس کو مسافات بیان کرنے والوں نے پسند کیا۔

فائدہ: امام نودی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے یہ صحیح نہیں۔ بعض نے کہا میل دو ہزار ہاتھ ہوتا ہے اور ہاتھ چوبیس انگلی کا اور ہر انگلی چھ جو کے برابر ہوتی ہے جب جو ایک دوسرے کے متصل ہوں۔

Marfat.com

فائدہ: یہ ذراع وہی ہے جو تجارتی کاروبار میں مصر میں مروج ہے جیسا کہ تقی فاسی نے تحقیق فرمائی ایسے ہی ہم نے بھی متقدمین محققین کی تحقیق سے آزمایا۔

حرم نبوی کے احکام

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ وغیرہم متفق ہیں کہ مدینہ شریف کے حرم کا شکار اور اس کے درخت کاٹنا حرام ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حرمت تعظیم تو ضروری ہے لیکن حرام نہیں جیسے مکہ شریف کے حرم کا شکار وغیرہ حرام ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دلائل:

(۱) وہ روایات صحیحہ جو ہم نے ابھی بیان کیے ہیں وہ سب امام ابو حنیفہ کے خلاف ہیں۔

(۲) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان "کما حرم ابراھیم مکۃ" عام ہے اس سے حرم نبوی اور حرم مکی کا فرق کرنا اصولِ فقہ کے خلاف ہے۔ اس عموم کی تخصیص پر کوئی دلیل نہیں۔

(۳) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے عقیق والے مکان کی طرف سوار ہو کر جا رہے تھے۔ حرم مدینہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ درخت یا گھاس کاٹ رہا ہے۔ آپ نے اس سے اس کا سامان چھین لیا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس آئے تو غلام کا آقا آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام یا اس کا

Marfat.com

سامان واپس کردیں۔ آپ نے فرمایا (معاذ اللہ) وہ شے میں کیسے واپس کروں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غنیمت کے طور پر مجھے عطا فرمائی ہے۔

(۴) فاضل جندی کی روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف کے چند غلاموں کو حرم کے درخت کاٹتے پایا۔ آپ نے انھیں پکڑ لیا اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جس نے اس حرم سے کچھ کاٹا تو کاٹنے والے کا سامان پکڑنے والے کی ملکیت ہے۔

(۵) حضرت ابن زبالہ کی روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عاصیہ سلمیہ کی لونڈی کو (حرم شریف کے احاطہ سے کوئی شے لے رہی تھی) مارا بھی اور اس کی چادر اور کلہاڑا چھین لیا اور عاصیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درخواست کی۔ آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے ابو اسحاق ان کا سامان واپس دے دو۔ عرض کی بخدا میں یہ غنیمت کا مال واپس نہیں کر سکتا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ ہے کیونکہ میں نے آپ سے سنا تھا کہ جسے دیکھو کہ وہ حرم سے کچھ کاٹ رہا ہے تو اسے مارو اور اس کا سامان چھین لو چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کلہاڑے سے چمٹا بنا لیا جو تادم زیست آپ کے استعمال میں رہا۔

(۶) اسی کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غلام دیکھا کہ وہ حرم مدینہ (عقیق) میں درخت کاٹ

Marfat.com

رہا ہے آپ نے اس سے سامان چھین کر فرمایا یہ غنیمت مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہے اس لیے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جسے تم حرم مدینہ سے سبز درخت کاٹتے دیکھو تو اس سے اس کا سامان چھین لو۔

(۷) حضرت جندی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کے غلام کو فرمایا کہ حرمِ مدینہ میں جب تم مدینہ کے دو پہاڑوں کے احاطہ میں جن کو لکڑیاں کاٹتے دیکھو ان کے کلہاڑے اور رسیاں اور کپڑے چھین لو اور وہ سب تمہاری ملکیت ہیں اور یہی سزا ان کے لیے کافی ہے۔

حکایت

(۸) ابوداؤد کی روایت میں ہے اور وہ صحیح یا حسن ہے جیسا کہ امام نووی نے کہا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقرر کردہ مدینہ پاک کے حرم سے شکار کر رہا ہے۔ آپ نے اس کا تمام سامان چھین لیا آپ کے پاس اس غلام کے آقا حاضر ہوئے اور غلام کے سامان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حرم مقرر فرمایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جسے دیکھو کہ یہاں سے کوئی شکار کر رہا ہے تو اس کا سامان چھین لو وہ سامان تمہارا ہے وہ عطیہ جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اب میں وہ کیوں واپس کروں ہاں چاہو تو میں اس کی قیمت دے دوں۔

Marfat.com

حکایت

(۹) موطا کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند غلاموں کو دیکھا کہ وہ حرم کی لومڑی کو ایک گوشہ میں پھنسانے کی تاک میں ہیں۔ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ نے انہیں فرمایا کہ تمہیں حیا کرنا چاہیئے۔ حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسا کام (شکار) نہیں چاہیئے۔

(۱۰) طبرانی میں رجال الصحیح کے ساتھ اس طرح ہے صرف یہاں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

(۱۱) اسی طبرانی میں ہے کہ حضرت شرحبیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چڑیا[ل] شکاری پرندوں کو پکڑ کر بازار میں بیچنے کے لیے آیا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے چھین کر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو پہاڑوں کے احاطہ کو حرم مقرر فرمایا ہے۔

(۱۲) طبرانی کبیر میں رجال ثقات سے حضرت عبداللہ بن عباد الزرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیر اہاب میں چڑیوں کا شکار کرتا تھا ایک دن مجھے عبادہ بن صامت نے چڑیاں پکڑتے دیکھ لیا

[ل] عربی میں اسے نہس کہتے ہیں۔ مجمع البحار میں ہے کہ وہ چڑیا کا ہم شکل ایک پرندہ ہے ہمیشہ سر اور دم ہلاتا رہتا ہے وہ صرف چڑیوں کا شکار کرتا ہے مدینہ پاک کے مقابر اور باز انسان میں رہتا ہے۔ ۱۲ اویسی غفرلہ

Marfat.com

تو مجھ سے چڑیا لے کر چھوڑ دی ۔ میں نے کہا حضرت یہ کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا بیٹا حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے دو پہاڑوں کے احاطہ کو حرم مقرر فرمایا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کا حرم متعین فرمایا تھا۔

(۱۳) بزاز میں حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے ہے فرماتے ہیں کہ میں نے قلیلہ میں ایک پرندہ شکار کیا تو میرے ماں باپ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے میرا کان پکڑا اور مجھ سے پرندہ چھین کر اسے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے دو پہاڑوں کے احاطہ کا شکار حرام فرمایا ہے[1]۔

سوال : احناف کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ننھے صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا یا ابا عمیر ما فعل النغیر (اے ابو عمیر تیرے بلبل کو کیا ہوا) یہ مر گیا تھا اس لیے آپ نے بچے سے مزاحاً فرمایا) اگر حرم کا شکار ہوتا تو بچے کو اسے اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہ ہوتی کیونکہ شکار کو قید رکھنا بھی حرام ہے۔

جواب[1] : وہ حرم کا پرندہ نہ تھا بلکہ حل کا تھا اور حل کے پرندے کو نہ صرف شکار کرنا حلال ہے بلکہ اسے حرم میں ذبح کرنا بھی جائز ہے۔

جواب[2] : بتقدیر تسلیم یہ شکار حرام کا تھا تو ہمارا دوسرا جواب یہ ہے

---

[1] یہ تمام روایات امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تردید میں ہیں ان کے ہمارے جوابات فتح القدیر وغیرہ میں ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

کہ یہ مدینہ پاک کے احاطہ کو حرم بنانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

سوال: بعض احناف نے کہا کہ جب مسجدِ نبوی تیار کی گئی تو حرم سے کھجوریں کاٹ کر مسجد تیار کی اور یہ کھجوریں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کٹوائیں۔

جواب ۱: مسجد نبوی ہجرت کے ابتداء میں تیار ہوئی اور تحریم کا حکم خیبر کی واپسی کے بعد ہوا (جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی ہے)۔

جواب ۲: کھجوروں کی لکڑیاں کام آئیں اور یہ انسان کے کام کی چیزیں ہیں اور یہ خود انسان بوتا ہے اور حرم کی وہ اشیاء حرام ہیں جو قدرتی پیدا شدہ ہوں۔

مسئلہ: مالکیہ کی طرح حنفیہ کے نزدیک بھی حرم مکہ سے کھجوروں کی لکڑیاں کاٹنا جائز ہے لیکن ہمارے (شافعیہ) کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ صرف تعمیرات وغیرہ کی ضرورت کے لیے جائز ہے جیسا کہ امام غزالی رحمہ اللہ کا بیان عنقریب آئے گا بلکہ امام الماوردی[1] نے فرمایا کہ یہ خلاف اس صورت میں ہے کہ جب یہ حرم میں قدرتی طور پر پیدا ہوں اگر کسی نے انہیں اپنی ملکیت میں بویا اور ان کی تربیت کی تو اسے کاٹنا بالاتفاق جائز ہے ایسے ہی وہ کھیتیاں (علاوہ درختوں کے) جو لوگ اُگاتے ہیں انہیں بھی بلاخلاف کاٹنا جائز ہے جیسے گندم

---

[1] صاحب اعلام النبوۃ المتوفی ۴۵۰ھ ۱۲ اویسی غفرلہٗ

Marfat.com

اور سبزیاں اور گھاس وغیرہ۔

سوال: امام بیہقی نے فرمایا کہ احناف نے جس حدیث سلمہ سے بھی اتفاق کیا ہے اس کا واقعہ یوں ہے کہ سلمہ کو کہا گیا کہ اگر عقیق سے تم اپنے دوستوں کے لیے شکار کرو تو جائز تم جب واپس آؤ گے تو اس وقت میں نہیں ملوں گا مجھے عقیق پیارا ہے۔

جواب[۱]: یہ حدیث ضعیف ہے احادیث صحیحہ کا معارضہ نہیں کر سکتی۔

جواب[۲]: ممکن ہے کہ جہاں شکار کی اجازت دی گئی وہ حرم کے احاطہ سے خارج ہو کیونکہ عقیق کا علاقہ نقیع تک پھیلا ہوا ہے اس کا بیان آئے گا اور یہ سب کو یقین ہے کہ عقیق کے بعض حصہ حرم سے باہر ہے بخلاف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مکان و دیگر مکانات کے کہ وہ حرم کے احاطہ میں ہیں۔

جواب[۳]: ممکن ہے یہ اجازت تحریم سے پہلے ہو۔

سوال: امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ یہ تحریم اس لیے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس شہر میں تشریف لائے اور یہاں کی زینت و سنگار ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ کی بہار درختوں اور جنگلوں سے ہے کہ ان کے ہونے سے علاقہ کی زینت میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پاک کے ٹیلوں اور پہاڑیوں کو مسمار کرنے سے روکا[ل] اس لیے کہ

ل لیکن آج کل تو مدینہ پاک کے ٹیلوں اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں بلکہ آثار یادگار بلکہ مساجد تک ڈھائے جا رہے ہیں۔ قبۃ جات تو پہلے ہی مسمار ہو چکے ۱۲ اویسی غفرلہ

Marfat.com

مدینہ پاک کی زینت ہیں جب یہ نہ رہیں تو مدینہ پاک کی زینت میں کمی آ جائے گی۔

جواب: اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ احادیث کی وارد نہی تحریم کے لیے نہیں تو یہ مقتضائے نہی کے خلاف ہے جب تک اس کی دلیل مضبوط نہ ہو اس وقت تک نہی کو اپنے مقتضیٰ سے نہیں ہٹایا جا سکتا یا پھر نسخ مراد لیں اور نسخ بھی دلیل کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

فوائد

(۱) جن ائمہ نے نہی تحریم کے لیے ثابت کی ہے ان میں بھی اختلاف ہے امام احمد رحمہ اللہ کی اس میں دو روایتیں ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی دو قول ہیں۔ جدید قول یہ ہے کہ اس نہی کے خلاف پر جزاء (کفارہ) وغیرہ کچھ نہیں۔ یہی امام امالک رحمہم اللہ فرماتے ہیں لیکن ان کے اصحاب میں ابن المنذر و ابن نافع نے وجوب جزاء (کفارہ) کو اختیار فرمایا ہے۔

(۲) قاضی عبدالوہاب فرماتے ہیں یہی قول قیاس کے قریب تر ہے اس کو ایک جماعت نے پسند کیا ہے یعنی حرم مدینہ کا حکم حرم مکی جیسا ہے۔

(۳) بعض فرماتے ہیں حرم مدینہ کی خلاف ورزی پر اس کا سامان چھین لو اور بس یہ اصح ہے جیسا کہ قدیم زمانہ میں صحابہ کرام کا طریقہ تھا اسی کو امام نووی نے اختیار فرمایا اس لیے کہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ اس بارہ میں صحیح ہے

اس قول کا جواب بنانا مشکل ہے

Marfat.com

اس قول پر حکم یہ ہے کہ خلاف ورزی کرنے والے کا جملہ سامان چھیننا چاہیے جیسے جنگ میں کفار کے مقتول کا جملہ سامان قاتل کے حوالہ کیا جاتا ہے یہاں تک اس کا گھوڑا (سواری) اور ہتھیار وغیرہ بھی۔

(۵) بعض ائمہ کہتے ہیں کہ خلاف کرنے کے والے کے صرف کپڑے لینے چاہئیں اور وہ چھیننے والے کے حوالے کرنا ہوگا یہی صحیح تر ہے۔

(۶) بعض نے کہا کہ خلاف کرنے والے کا سامان مدینہ پاک کے فقراء کو دیا جائے اور خلاف کرنے والے صرف اتنا کپڑا دیا جائیں جتنا وہ ستر ڈھانپ سکے۔

(۷) شکار کرنے والے کی کیفیت میں بھی دو وجوہ ہیں:
(۱) جب بھی شکار کرے خواہ وہ اسے ضائع بھی نہ کرے۔
(۲) اگر اس کے کپڑے سلب کا مال ہے تو بلا خوف اس سے کپڑے نہ چھینے جائیں۔ (شرح المهذب)

(۸) امام بلقینی نے فرمایا لیکن ان کے قول محل نظر ہے وہ یہ کہ غلام کا مال سلب نہ کیا جائے کیونکہ وہ اس کا اپنا نہیں بلکہ اس کے آقا کا ہے ایسے ہی اگر اس کے کپڑے کرایہ کے ہیں یا مانگے ہوئے۔

(۹) تحقیق یہ ہے کہ ایسے غلام کو آقا یا اس جیسے کسی نے حکم فرمایا ہے یا نہ اگر اس کا حکم ہے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے طریقہ اسی پر محمول ہوگا۔

(۱۰) جو چیزیں انسان اگاتا ہے اور غذا کے کام آتی ہیں وہ حرم شریف سے لینا جائز ہے جیسے گھاس (خاص) وغیرہ (کذا قال المحب الطبری) یہی ظاہر اور اولیٰ ہے کیونکہ یہ جانوروں کے گھاس میں

Marfat.com

کام آتی ہے۔

(۹) مطری ابن نجار وابن الجوزی حنبلی کے اتباع میں حرم نبوی و حرم مکہ میں فرق کیا ہے وہ حرم نبوی کے درختوں سے جو ضروریات انسانی کے کام آتی ہیں جیسے کجاوے اور تکیے اور گھاس جانوروں کے لیے کاٹنا جائز ہے بخلاف حرم مکہ کے کہ اس سے ایسی اشیاء کا لینا ناجائز ہے جیسے گزشتہ احادیث میں مذکور ہوا۔

سوال: ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ چند لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کھیتی باڑی کرنے والے ہیں ہمیں حرم کی زمین میں بار بار آنا پڑتا ہے وہاں سے ضرورت کی اشیاء لینی پڑتی ہے۔ آپ ہمارے لیے ان کی اجازت بخشئے۔ آپ نے انھیں تلوار کے قبضوں کی ضروریات اور دروازوں کی پشتیبانوں اور کپڑے صاف کرنے والی گھاس کی اجازت بخشی۔

فائدہ: اس سے حرم کی اشیاء بوقت ضرورت لے جانے کی اجازت کا ثبوت ملا۔

جواب: ایسے واقعات قابل حجت نہیں۔ علاوہ اس کے معارض روایات بیان ہو چکی ہیں بلکہ اس کے خلاف صحیح روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ بہ اسناد صحیح سے مروی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کی زمین سے رسی بھی منع فرمایا۔

مسئلہ: حرم سے جانوروں کے گھاس کی اجازت ہے ایسے ہی حرم مکہ سے بھی چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم

Marfat.com

شریف کی مذکورہ بالا روایت سے درختوں کے پتّے جانوروں کے لیے حرم سے لینا جائز لکھا ہے بخلاف ٹہنیوں، جھاڑیوں کے کہ ان کا کاٹنا حرام ہے۔ امام نووی وغیرہ نے مکّہ معظمہ کے درختوں کے پتّے لینا جائز بتایا ہے لیکن درخت کو جھاڑنا نہیں چاہیے تاکہ کھال نہ اُتر جائے اس لحاظ سے حرمت میں برابر ہوگا۔

امام غزالی: حضرت امام غزالی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر حرم مکہ کی چیزیں اس ضرورت کے لیے کاٹی جائیں کہ جن ضرورتوں کو اذخر پورا کرتی ہے جیسے مکانات کی چھتوں کو لیپ دینا وغیرہ وغیرہ تو اس میں اختلاف ہے لیکن دوا کے لیے کسی کو اختلاف نہیں یعنی صحیح تر یہ ہے کہ ایسی صورت میں جائز ہے۔ صاحب الحاوی الصغیر نے امام موصوف کی اتباع میں فتویٰ دیا ہے لیکن اُنھوں نے مطلقاً جائز فرمایا ہے دوا کی قید بھی نہیں لگائی۔

مسئلہ: حرمت میں دونوں حرم برابر ہیں بہت سے تھوڑے لوگ اس مسئلہ کی تحقیق کے در پے ہوئے ہیں ہاں دوا کی ضرورت پورا کرنے کے لیے سب نے لکھا ہے اگرچہ کوئی سبب قائم نہ ہو امام ماوردی کے اطلاق سے اسی طرح معلوم ہوتا ہے۔

سنامکی: بعض نے علاج کے لیے اشیاء حرم لے جانے کو سنامکی پر قیاس کیا ہے۔ لیکن الروضہ کی عبارت میں صراحت ہے کہ سنامکی بھی بوقت ضرورت جائز ہے اور شرح مہذب میں ہے کہ اسے گھاس کے لیے لے جانا بھی جائز ہے ہاں اگر اسے خرید و فروخت کے لیے لے جائے تو ناجائز ہے۔

Marfat.com

مسئلہ: گزشتہ فصل میں گزرا ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ولا ینفر صیدھا ولا تلقط لقطھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حرم شریف کے شکار کو ڈرانا دھمکانا حرام ہے یعنی وہاں ایسی آواز نہ نکالی جائے جس سے اسے نفرت ہو جیسے حرم مکی کے متعلق حکم ہے یہاں بھی ایسے ہی ہے۔ ہمارے اصحاب میں سے صاحب الانتصار نے دونوں حرمتوں کا ایک حکم بتایا ہے کہ ملکیت میں لینے کے لیے لقطہ کا لے جانا حرام ہے۔ ہاں حفاظت اور تربیت کے لیے جائز ہے حدیث یونہی ہے لیکن امام دارمی نے فرمایا ہے کہ دونوں حرمین شریفین کا حکم ایک نہیں۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ملکیت میں لینے کے لیے عام مقامات کی طرح حرمین طیبین کا لقطہ جائز ہے۔

مسئلہ: ولا یحمل فیھما سلاح القتال (حدیث پاک) کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ حکم عام ہو لیکن مکہ میں ہتھیار لے کر جانا حرام ہے اور دوسرے مقامات پر بوقت ضرورت یعنی جنگ کی ضرورت کے وقت جائز ہے۔ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ:

لا یحل لاحد ان یحمل السلاح بمکۃ

"کسی کو روا نہیں کہ وہ مکہ معظمہ میں ہتھیار اٹھائے۔"

مسئلہ: امام نووی، امام ماوردی رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص حرم کے پتھر پر ریشم یا سونا لگا کر اس سے استنجا کرے جائز ہے یا نہ۔ اس میں دونوں وجہیں مذکور ہیں۔ بعض کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز) اس سے وہ پتھر

Marfat.com

مراد ہے جو حرم سے اٹھا کر غیر حرم میں لے جایا جائے ورنہ حرم میں پیشاب وغیرہ جائز ہے ایسے ہی حرم کے پتھروں سے استنجا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: حرم سے پتھر اور مٹی اٹھا کر لے جانا مکروہ ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے ایسے ہی تصحیح فرمائی کہ پتھروں اور مٹی سے بنی ہوئی اشیاء کا یہی حکم ہے۔ ایسے ہی امام نووی نے اکثر علماء سے نقل کیا ہے اور اس کی تصحیح بھی فرمائی ہے۔

مسئلہ: امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پتھروں اور مٹی وغیرہ کے لے جانے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: حل کے پتھر اور مٹی حرم میں لے جانا خلاف اولیٰ ہے۔ (شرح المھذب)

الروضہ اور المناسک میں مکروہ بتایا ہے۔ یہ اس وقت ہے جب بلا ضرورت ہو۔ جب ضرورت پیش ہو کہ حل کی مٹی وغیرہ حرم میں ضرورت ہوگی یا حرم کی مٹی حل میں ضرورت ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً مسافر حرم کی مٹی کے برتن باہر لے جاتے ہیں یا حل کے لوگ مٹی وغیرہ کے برتن حرم میں لاتے ہیں بلکہ اس سے اولیٰ ہے کہ حرم کی اشیاء دوا کے لیے لے جانا جائز ہے اس سے اولیٰ ہے کہ ضرورت کے وقت سونے چاندی کے برتن استعمال کیے جائیں۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار کی خاک

حرم کی مٹی لے جانے کی کراہت سے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار کی مٹی کو مستثنیٰ سمجھا جائے[1] یاد رہے کہ یہ مٹی مبارک آپ کی شہادت گاہ

---

[1] یہ تھا اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ اور اب نجدی شریعت میں یہ

Marfat.com

کے بالے سے اُٹھائی جاتی ہے جو تمام اسلاف علماء و مشائخ وغیرہم سر کے درد کے علاج کے لیے اُٹھاتے تھے [۱]

بقیہ حاشیہ: شرک ہے حرام ہے اور خود امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار سے جو سلوک کیا گیا وہ شورش کاشمیری کی زبانی سنیئے وہ اپنی کتاب شب جائیکہ من بودم (سفرنامہ حجاز) کے صفحہ ۲۵ پر لکھتا ہے: اُحد کے دامن میں زمین سے دو زینے بلند پہاڑ سے ڈھیر وں نیچے حضرت امیر حمزہ۔ عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہم) کی قبریں ہیں۔ لیکن ابن سعود کی شرعی یلغار نے ہموار کر دی ہیں۔ ہندہ نے تو حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا لیکن انھوں نے حمزہ کی قبر چبا ڈالی ہے۔

[۱] یہ نالہ اُحد شریف کی جہت پر واقع تھا بعض اسے قبلہ کی جانب سے سمجھتے تھے لیکن افسوس کہ اب وہ نالہ رہا اور نہ مٹی مبارک اُٹھانے کا دستور رہا۔ اب نجدی شریعت نے اسلاف کو مشرک و بدعتی قرار دے کر تمام متبرکات کا قلع قمع کر دیا۔ اویسی غفرلہ۔

اویسی غفرلہ کا جی چاہتا ہے کہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مختصر تعارف لکھ دوں تاکہ ناظرین کو ان کی ذات سے وابستگی ہو۔

تعارف سیّد الشہدا سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

تولد: سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے دو جہان تاجدار کون و مکان رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے عم بزرگوار ہیں۔ آپ کا اسم گرامی حمزہ اور والد کا نام عبد المطلب تھا۔ لقب ابو عمارہ ابو یعلیٰ ہے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے غیر معمولی ذہانت و فطانت کے مالک تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

فائدہ

صعیب (وادی خاک شفاء) سے مٹی اٹھانا بطریق اولیٰ جائز ہے جیسا کہ گزرا۔

مسئلہ: امام دمیری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب ایک حرم کی دوسرے حرم میں مٹی وغیرہ لے جائیں تو کیا حرمت ختم ہو جاتی

(بقیہ حاشیہ) آپ نے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی ہر دو نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا اس طرح آپس میں رضاعی بھائی بھی تھے۔

حلیہ مبارک: سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت خوبصورت حسین وجمیل تھے۔ بڑی بڑی اور خوبصورت پیشانی۔ اوسط درجہ کا قد۔ بدن چھریرا۔ بازو گول۔ کلائیاں چوڑی اور تمام اعضاء متناسب۔ آواز گرجدار بارعب، رنگ سرخ وسفید۔ اگرچہ آپ تنومند نہیں تھے مگر شجاعت وبسالت اور عزم واستقلال کے پیکر مجسم تھے۔

عادات: سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نہایت خلیق، شیریں زبان، بردبار اور نرم دل تھے۔ ہر شخص سے نہایت خلوص ومحبت اور متانت سے بات چیت کیا کرتے تھے۔ آپ کے خلق ایثار پسندی کا ہر شخص پہ بڑا کامل اثر تھا جو شخص آپ سے ایک مرتبہ ملاقات کا شرف حاصل کر لیتا تھا وہ تمام عمر آپ کا مداح رہتا۔

قبل اسلام: اسلام لانے سے پیشتر اگرچہ آپ اسلام کے مخالف تھے لیکن اپنے بھتیجے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت رکھتے تھے۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کرتے تھے کہ میں اگرچہ اسلام کا مخالف ہوں لیکن اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک راست باز اور پاک طینت انسان ہیں۔ اُن کے نزدیک دنیاوی وجاہت

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

ہے یعنی اس کے واپس لوٹانے کا وجوب ختم ہو جاتا ہے یا کچھ فرق ہے کہ اشرف حرم غیر اشرف کا کوئی فرق ہے (اس میں نظر ہے)

مسئلہ: دونوں حرمین شریفین میں قتل خطا کی دیت کی تغلیظ کا وہی خلاف ہے جو ان کے شکار کی ضمانت کا حکم تھا اسی کو

(بقیہ حاشیہ از صہ گذشتہ)

کوئی چیز نہیں۔ اس کی سادگی انکسار پسندی و صداقت شعاری اس کا صبر و استقلال انسانی اخلاق کا ایک محیر العقول اور عدیم النظیر کارنامہ ہے۔ ان محاسن واخلاق کے ساتھ ہی وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نہایت ہمدرد و غم گسار تھے۔

قبولِ اسلام: آپ شکار کیلئے تشریف لے گئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بیت اللہ شریف میں مصروف عبادت تھے کہ ابوجہل نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آکر آپ کی شان میں نازیبا اور سخت وسست الفاظ کہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کنیز اس واقعہ کو دیکھ رہی تھی۔ جب آپ شکار سے واپس آئے تو اس نے ابوجہل کی گستاخی کا ذکر کیا۔

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ سے بے تاب ہو گئے اور کمان ہاتھ میں لے کر بیت اللہ شریف میں تشریف لے گئے۔ وہاں ابوجہل موجود تھا۔ آپ نے اس زور سے اپنی کمان اس کے پیٹ میں ماری کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اس کے بعد حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ

(بقیہ حاشیہ صہ آئندہ پر)

Marfat.com

سراج بلقینی نے اختیار کیا ہے کہ حرم مدینہ میں بھی قتل خطا ہو تو اس کی دیت مکّہ کے حرم کی طرح سخت ہے۔ یہی ان کا مختار مذہب ہے جیسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خوشی اُس وقت حاصل ہوگی جب آپ اسلام لے آئیں گے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسی وقت کلمۂ شہادت پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے اسلام لانے سے بڑی مسرت ہوئی۔

انقلاب: سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پیشتر اگرچہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ آزادی کے ساتھ مذہبی فرائض ادا نہ کر سکتے تھے مگر آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد دفعتاً حالت بدل گئی۔ مسلمانوں نے بے باکانہ اسلام کا اظہار کیا اور آزادی کے ساتھ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔ اسی اعتبار سے آپ کو اسد اللہ واسد رسول کا لقب ملا۔

پہلی تقریر: اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسی روز شام کو بیت اللہ شریف میں جاکر قریش کے سامنے ایک زوردار پُرزور تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا:

"مجھے یہ دیکھ کر رنج ہوتا ہے کہ آپ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے پاک اور مقدس انسان کے مخالف ہیں۔ محمد کے تم پر اور تمہاری قوم پر بڑے احسانات ہیں۔ تمہاری قوم کو جس پر جہالت کی حکمرانی تھی، فسق و فجور، قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ محمد نے ہی اپنی پاک تعلیمات سے امن و سکون کے راستہ پر لگایا۔ اسی کی با اخلاق زندگی سے تمہاری اخلاقی حالت درست ہوئی۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے آئندہ)

Marfat.com

کہ امام نووی وغیرہ کے بیانات گزرے ہیں (اس کے شکار پر مجرم کا سامان چھین لیا جائے یہی موزوں ہے)۔

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)

اور تمہیں معلوم ہے کہ محمد بے لوث امین اور صادق ہیں ان کی آواز قابل تعریف ہے۔ وہ نہایت خلوص کے ساتھ غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کرتے ہیں۔ ان کی ذات سرچشمہ خیر و برکت ہے اُن کے خیالات نہایت پاکیزہ ہیں۔ رحم و کرم کے بادشاہ ہیں۔ عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ وہ مغرور و متکبر نہیں۔ کبھی ظالموں کے آگے عاجزی کا اظہار نہیں کرتے۔ کیا ایسا شخص لائق احترام نہیں ہے؟"

اس تقریر کو سن کر اہل قریش بے حد مشتعل ہو گئے۔ آپ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی مگر کامیاب نہ ہو سکی۔

ابوجہل کا قتل: حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا قریش کے لیے موت تھا۔ آپ کی مجاہدانہ سعی و کوشش کو دیکھتے ہوئے قریش نے مجلسِ شورہ منعقد کی۔ ابوجہل لعین نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"بھائیو! تم دیکھ رہے ہو کہ حمزہ جیسا بہادر آدمی جو پکا دشمن اسلام تھا وہ بھی اسلام کی آغوش میں پہنچ گیا۔ اسلام روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے ایسی حالت میں میری رائے ہے کہ بنو ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا جائے اور پوری قوت سے اسلام کا قلع قمع کر دیا جائے۔"

(بقیہ حاشیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

مسئلہ ۹ : روبانی نے دونوں چیزیں طیبین کا حکم برابر بتایا ہے
حرمین طیبین میں کافر مر جائے تو اسے حرمین طیبین سے

(بقیہ حاشیہ از صہ گذشتہ)

ابوجہل کی اس تقریر سے سب لوگوں نے اتفاق کیا اور با اتفاق رائے یہ معاہدہ تحریر میں آیا کہ :

"کوئی شخص نہ خاندان بنو ہاشم سے قرابت کرے گا نہ ہی ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا۔ نہ ان سے ملے گا۔ نہ سلام و کلام کرے گا۔ اور نہ کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ جب تک وہ محمد کو قتل کے لیے ہمارے حوالہ نہ کردیں۔"

بائیکاٹ : یہ معاہدہ ۱۱ اپریل ۶۱۸ء کو لکھا گیا اور بیت اللہ شریف کے دروازے پر آویزاں کیا گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ابوطالب کو اس معاہدہ کا علم ہوا تو وہ خاندان بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوگئے۔ بنو ہاشم نے ۲ سال تک اسی احاطہ میں زندگی بسر کی یہ ایسا نازک اور صبر آزما دور تھا کہ بنو ہاشم کو درختوں کے پتے وغیرہ پر وقت گزارنا پڑا۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھوک پیاس کی وجہ سے تڑپتے تھے مگر ان کی مائیں رو دھو کر دل مسوس کر رہ جاتی تھیں۔ آخر خدا نے ان اشقیاء کے قلوب میں رحم ڈالا۔ ۳ سال گزرنے کے بعد اس معاہدہ کو توڑنے کی خود ان کی طرف سے تحریک ہوئی۔

غزوہ احد : وحشی کا بیان ہے کہ ایک جنگ کے آغاز پر سباع نے جب مبارز کو طلب کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے مقابل سباع کو ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔ میں ایک پتھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

باہر دفن کیا جائے۔ ایک قول میں ہے کہ یہ حکم حرم مکہ سے خاص ہے اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ کفار مکہ نے اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے نکالا تو اب ان کو یہی سزا ہے کہ وہ مکہ معظمہ میں مدفون بھی نہ ہوں۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

کی اوٹ میں چھپا ہوا اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا۔ جس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے قریب آئے تو میں نے ایسا نیزہ مارا کہ آر پار ہو گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ ہندہ زوجہ ابو سفیان نے آپ کی لاش کی بے حرمتی کی اور آپ کا کلیجہ نکال کر چبایا۔

آخری کلمہ: جس وقت آپ کی روح مقدس قفس عنصری سے جدا ہو رہی تھی۔ آپ کی زبان مبارک پر تھا میں خوش نصیب ہوں کہ اسلام کی حفاظت میں نشانہ تیغ وسنان بنا اور میرے خون کا آخری قطرہ اسلام کی سرسبزی وشادمانی میں صرف ہوا۔ آپ کو فرشتوں نے غسل دیا۔ آپ کی کرامات بہت مشہور ہیں۔

حضرت علامہ اُویسی صاحب کی بے مثل و بے نظیر کتاب
شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ فرمائیے۔

Marfat.com

مدینہ طیبہ کے خصوصیات

مدینہ طیبہ کے خصوصیات ایک سو سے زائد ہیں۔ بعض مکہ معظمہ کے ساتھ مشترک ہیں بعض ابھی گزشتہ اوراق میں گزرے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ سرسبز درخت اور گھاس کاٹنا ممنوع۔

۲۔ شکار کرنا۔

۳۔ شکار کو ڈرانا دھمکانا۔

۴۔ جنگ کی خاطر ہتھیار اٹھانا۔

۵۔ لقطہ لے جانا۔

۶۔ مٹی وغیرہ اٹھا کر لے جانا۔

۷۔ باہر کی مٹی وغیرہ حرم میں لانا۔

۸۔ کافر کو نہ دفنانا مدفون ہو گیا ہو تو نکال کر باہر لے جا کر دفن کرنا وغیرہ وغیرہ۔

خصوصیات مخصوصہ:

وہ خصوصیات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو خود عطا فرمائے وہ صرف اسی سے خاص ہیں کسی دوسرے شہر کو نصیب نہیں۔

(۱)۔ اس کے شکار کرنے اور گھاس وغیرہ کاٹنے والے کا سامان چھین لیا جائے جیسے قتیل کافر کا حکم ہے۔ غور فرمائیے یہ خصوصیت (زجر و توبیخ)

Marfat.com

اتنا جاری ہے کہ مکہ معظمہ کو بھی نصیب نہیں۔

۱۰۔ اس پر کسی جرمانہ کا مقرر نہ ہونا بھی عظیم خصوصیت ہے کہ یہ شہر جابر ظالم نہیں (یہ اس قول پر ہے جنھوں نے جرمانہ کی معافی کا کہا ہے جیسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

۱۱۔ علاج کے لیے یہاں کی مٹی مبارک لے جانا۔

۱۲۔ اس شہر مبارک میں ایک ایسا قطعہ مقدس ہے جو عرش معلی اور قبلۂ اسلام سے بھی افضل و اشرف ہے۔

۱۳۔ اس شہر کو افضل الخلق حبیب الخالق صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے مدفن کا شرف حاصل ہے۔

۱۴۔ افضل الامۃ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہاں مدفون ہیں۔

۱۵۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا مدفن یہی مقدس شہر ہے۔

۱۶۔ وہ اسلاف جو خیر القرون کے لقب سے ملقب ہیں یعنی تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالی عنہم اکثر یہیں پر مدفون ہیں۔

۱۷۔ ان قدسی صفات کا خمیر اسی شہر سے اُٹھایا گیا تبھی تو وہ یہیں مدفون ہوئے۔

۱۸۔ قیامت میں اُمت کے برگزیدہ اشخاص کا اٹھنا مدینہ شہر سے ہوگا جیسا کہ مدارک میں امام مالک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا گیا ہے۔ ان کا یہ قول اپنی جانب سے نہیں لامحالہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہوگا۔

۱۹۔ مدینہ طیبہ کو فرشتے گھیرے ہوئے ہیں یہ بھی حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

Marfat.com

۲۰۔ اسی شہر میں وہ افضل الشہدا مدفون ہیں جنھوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے راہِ خدا میں اپنی جانیں قربان کیں اور جن کی شہادت پر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عینی گواہی دیں گے۔

۲۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس شہر کو اس ہستی کی قرارگاہ پسند فرمائی جو اس کی جملہ مخلوق سے علی الاطلاق نہ صرف افضل بلکہ محبوب ترین ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

۲۲۔ یہاں ان لوگوں کو منتخب فرمایا جو اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے محبوب دوستوں کی مدد کریں۔

۲۳۔ جنگ وجدال کے لیے اسی شہر مقدس سے قرآن مجید نے آغاز فرمایا (یعنی جہاد کا حکم مدینہ طیبہ میں ہی صادر ہوا)

۲۴۔ تمام اسلامی شہروں میں اسلام کے پھیلنے کا آغاز اسی پاک شہر سے ہوا۔

۲۵۔ مدینہ طیبہ کو ہی اللہ تعالیٰ نے دین کا مظہر بنایا۔

۲۶۔ فتح مکہ سے پہلے اسی شہر کی طرف ہجرت اور قیام واجب فرمایا تاکہ اس کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد کی جا سکے اور آپ مکہ معظمہ سے آنے والے مسلمانوں سے مانوس ہوں جیسا کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ یہ قول متفق علیہ ہے اور فرمایا یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی اور جمہور نے کہا کہ فتح مکہ کے بعد مکہ میں اقامت حرام ہوئی۔ تین دن تک اجازت دی جب مناسک ادا کر لیے گئے تو اس کے بعد کوئی اجازت نہ تھی۔

۲۷۔ یہاں پر ملکیتی زمین اور مکان وغیرہ بنانے کا حکم فرمایا۔

Marfat.com

۲۸۔ یہاں مرنے کی ترغیب و تحریص دلائی۔

۲۹۔ یہاں پر مرنے کی شفاعت کا وعدہ خصوصی فرمایا۔

۳۰۔ اس کی مشقت اور تکلیف برداشت کرنے کی شفاعت کا وعدہ فرمایا اور اس کے ایمان کی خصوصی گواہی۔

۳۱۔ مکہ معظمہ پر زائد برکت کی دعا فرمائی گئی۔

۳۲۔ اس سے محبت کرنے کا حکم ہے۔

۳۳۔ اسی میں قرار گاہ بنانے کا حکم ہے۔

۳۴۔ اسی میں ہی رہنے کی دعا فرمائی۔

۳۵۔ اس کی محبت سے قریب پہنچ کر سواری کو بھگانا ہے۔

۳۶۔ اسی کے اشتیاق میں کاندھے پر سے چادر کا اُتر جانا ہے۔

۳۷۔ اس کا طیبہ و دیگر پیارے نام چن کر نام رکھا۔ (جیسا کہ گزرا)

۳۸۔ اس کی ہوا خوشبودار ہے۔

۳۹۔ اس کے عطر میں ایسی بہتر خوشبو ہے جو دوسروں میں نہیں۔

۴۰۔ اس میں خوشگوار زندگی بسر ہوتی ہے۔

۴۱۔ اس کے اسماء بکثرت ہیں۔

۴۲۔ تورات میں اس کا نام مؤمنہ لکھا ہوا ہے۔

۴۳۔ اسی میں اس کا نام محبوب و مرحومہ وغیرہ لکھا ہوا ہے۔ (جیسا کہ گزرا)

۴۴۔ اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا شہر کہا۔

۴۵۔ اسے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا شہر اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود فرمایا۔ کما قال اللہ۔ واخرجک ربک من بیتک

Marfat.com

۴۶۔ اسی شہر کی اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی کما قال اللہ لا اقسم بھذا البلد۔
۴۷۔ اس میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے داخلے کا ذکر پہلے فرمایا کما قال اللہ ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق۔
۴۸۔ اس شہر کے لیے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برکت کی خصوصی دعائیں فرمائیں۔
۴۹۔ اس کے ثمرات کے لئے دعا فرمائی۔
۵۰۔ اور پیمانوں میں برکت کی دعا فرمائی۔
۵۱۔ اس کے بازاروں کے لیے دُعا فرمائی۔
۵۲۔ اس کے مکینوں کی برکت کے لیے دعائیں فرمائیں۔
۵۳۔ مدینہ طیبہ اپنی خباثتوں کو دور پھینکتا ہے۔
۵۴۔ گناہوں کی نجاستوں سے صاف کرتا ہے۔
۵۵۔ جو بھی اس سے روگردانی کر کے یہاں سے چلا جاتا ہے اس کا اور نعم البدل لایا جاتا ہے۔
۵۶۔ جو اس شہر کے لئے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ تباہ ہو جاتا ہے۔
۵۷۔ جو اس کے مکینوں کے لیے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اللہ تباہ و برباد کر دیتا ہے۔
۵۸۔ اس میں صرف برائی کے ارادہ پر وعید فرمائی جیسا کہ حرم مکہ معظمہ کے لیے فرمایا ومن یرد فیہ بالحاد بظلم الآیۃ

ا؎ سورہ لا اقسم رکوع ۱، پ ۳۰ ؎ سورہ اسرائیل

Marfat.com

۵۹۔ اسے وعید شدید سنائی جو اس شہر میں جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔

۶۰۔ اسے بھی وعید شدید سنائی جو اس میں برائی کرنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

۶۱۔ اسے بھی وعید شدید سنائی جو اس کے مکینوں کی تعظیم و تکریم نہیں کرتا۔

۶۲۔ تمام امت پر اس کی تعظیم و تکریم واجب فرمائی۔

۶۳۔ جو اس کے مکینوں کی حفاظت کرتا ہے اس کے لیے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خصوصی شفاعت اور اس کے ایمان کی گواہی کا وعدہ فرمایا۔

۶۴۔ جو اہل مدینہ کو ڈراتا ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا دل دکھاتا ہے۔

۶۵۔ یہیں پر ایمان ہے۔

۶۶۔ حیاء کے فرشتوں کا بسیرا ہے۔

۶۷۔ ایمان بھاگ کر (بالآخر) یہاں پناہ لے گا۔

۶۸۔ اسی مقدس شہر کو ہر طرف سے فرشتے لپٹے ہوئے ہیں۔

۶۹۔ اسی شہر کے ملائکہ پہرے دار ہیں۔

۷۰۔ یہی شہر مبارک ہمیشہ اسلام کا گہوارہ رہے گا۔

۷۱۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اس شہر سے شیاطین ناامید ہو چکے ہیں کہ پھر ان کی پرستش ہو۔

۷۲۔ قیامت کے قرب میں سب سے آخر میں صرف یہی شہر ویران ہو گا۔ (رواہ الترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے)

Marfat.com

۷۳۔ یہی شہر مبارک طاعون سے محفوظ ہے۔

۷۴۔ دجال اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔

۷۵۔ دجال کے ساتھ صرف اسی شہر میں وہ شخص آئے گا جو لوگوں سے بہتر اور افضل ہے۔ (یعنی حضرت خضر علیہ السلام)

۷۶۔ اس کی وبا کو باہر نکال دیا گیا۔

۷۷۔ اس کے ضرر رساں بخارات کو باہر کر دیا گیا۔

۷۸۔ اس شہر مبارک کی مٹی پاک میں شفا ہے۔

۷۹۔ اس کے پھلوں میں شفا ہے۔

۸۰۔ ہر مسلمان پر اس شہر کی حاضری واجب کر دی گئی ہے۔

۸۱۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پاک کے قریب کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا جائے تو خود بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں۔ جو اس مبارک شہر میں آپ کے مزار مبارک کی زیارت کو حاضر ہو اس کے لیے شفاعت واجب ہے اسی طرح دیگر فضائل جو زیارت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں احادیث بیان کی جائیں گی (انشاء اللہ)

۸۲۔ یہی وہ شہر ہے جس میں اہل اسلام کے لیے سب سے پہلی مسجد بنائی گئی۔

۸۳۔ اسی شہر کی وہ مسجد مبارک ہے جس کی سنگ بنیاد خود رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔

۸۴۔ یہی وہ مبارک مسجد ہے جس کی تعمیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کام کیا۔

Marfat.com

۸۵۔ یہی وہ مسجد ہے جس میں خیر الامۃ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تعمیر میں ہاتھ بٹایا۔

۸۶۔ یہی وہ مسجد ہے جس کے لیے اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا لمسجد اسس علی التقوی۔

۸۷۔ یہی مسجد مساجد الانبیاء میں سے آخری ہے۔

۸۸۔ یہی مسجد ان مساجد میں سے ایک ہے جس کے لیے رخت سفر باندھ کر جانے کا حکم ہے۔

۸۹۔ یہی مسجد ہے جس کی زیارت اہل اسلام پر واجب ہے۔

۹۰۔ یہی مسجد ہے جس میں نماز پڑھنے پر کئی گنا زیادہ ثواب ہے۔

۹۱۔ یہی مسجد ہے جس میں چالیس مسلسل نمازیں ادا کرنے پر دوزخ اور منافقت سے برأت لکھی جاتی ہے۔

۹۲۔ یہی مسجد ہے جس کے لیے گھر سے وضو کر کے صرف نماز پڑھنے کے لیے حاضری دی جائے تو حج کا ثواب نصیب ہوتا ہے۔

۹۳۔ اسی شہر کی مسجد قباء ہے جس میں نفل پڑھنے سے عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے (دیگر فضائل آگے آئیں گے انشاء اللہ)

۹۴۔ اسی مسجد میں وہ جگہ پاک ہے جس کے لیے فرمایا کہ میرے حجرہ اور منبر کے درمیان بہشت کے باغیچوں سے ایک باغ ہے۔

۹۵ بعض کا یہ قول ہے کہ آپ کی ساری ہی مسجد بہشت کا باغ ہے۔

۹۶ دنیا میں بہشت کے کسی ٹکڑے کے لیے بہشت کی خبر نہیں دی گئی سوائے اس مسجد مبارک کے اسی حصہ کے

۹۷۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا منبر بہشت کے دروازہ پر ہے۔

Marfat.com

۹۸۔ آپ کے منبر کے پائے بہشت میں ہیں۔

۹۹۔ آپ کا منبر آپ کے حوض کوثر پر ہے۔

۱۰۰۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منبر شریف اور مصلیٰ مبارک بہشت کے باغات میں سے ہیں۔

(عنقریب ہم عرض کریں گے۔ یہاں پر مصلیٰ سے عید کا مصلیٰ مراد ہے اور یہ مدینہ طیبہ میں عید کا ایک بہت بڑا میدان ہے۔)

۱۰۱۔ اُحد شریف کے بارے میں فرمایا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس سے۔

۱۰۲۔ اُحد شریف بھی بہشت کے دروازوں میں سے ایک ہے۔

۱۰۳۔ اس شہر میں ایک وادی بطحان ہے اس کے متعلق بھی فرمایا کہ وہ بھی بہشت کے ایک دروازہ پر ہے۔

۱۰۴۔ اسی وادی کو عقیق سے موصوف فرمایا۔

۱۰۵۔ اسی کو مبارک کہا۔ فرمایا وہ مجھ سے محبت کرتی ہے میں اس سے۔

۱۔ مدینہ پاک کے ثمرات کے بارے میں فرمایا کہ عجوہ بہشت سے ہے۔

۱۰۶۔ بیرِ غرس کے متعلق روایت ہے جس کے متعلق فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بہشت کے کنوئیں پر صبح کو آیا ہوں پھر صبح کو اسی کنوئیں پر تشریف لائے۔ اور قاعدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔

۱۰۷۔ مدینہ پاک کی مسجد کے ادب و تعظیم کا حکم ہے۔

۱۰۸۔ اس میں آہستہ بولنے کا حکم ہے۔

۱۰۹۔ اس میں پڑھنے پڑھانے کی تاکید ہے۔

۱۱۰۔ اسی مسجد کے لیے خصوصی حکم ہے کہ اس مسجد سے اذان سن کر چلا جانا

Marfat.com

منافق کا کام ہے (ضرورت مند اس سے مستثنیٰ ہے)

۱۱۱۔ اس مسجد کے لیے خصوصی حکم یہ ہے کہ پیاز وغیرہ کھا کر اندر نہ آنا چاہیئے۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ وحی کے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

۱۱۲۔ اس شخص کو سخت وعید ہے جو یہاں کے منبر کے ساتھ کھڑے ہو کر جھوٹی قسم کھائے۔

۱۱۳۔ اس شہر میں ہر نیک عمل پر کئی گنا زیادہ ثواب ملتا ہے جیسا کہ امام غزالی وغیرہ نے تصریح فرمائی ہے۔

۱۱۴۔ عنقریب حدیث آئے گی کہ رمضان المبارک کے روزے مدینہ طیبہ میں رکھے جانے کا ثواب دوسرے شہر میں ہزاروں مہینے رمضان کے روزے رکھے جانے کے برابر ہے۔

۱۱۵۔ سب سے پہلے یہاں کے مکینوں کو شفاعت نصیب ہوگی۔

۱۱۶۔ یہاں کے مکینوں کو ایک خصوصی شفاعت نصیب ہوگی اور مزید احترام و اکرام بھی۔

۱۱۷۔ حدیث شریف میں ہے جو قیامت کے دن مدینہ طیبہ سے اٹھے گا اسے امن و سلامتی ہوگی۔

۱۱۸۔ بقیع شریف سے ستر ہزار ایسے خوش قسمت قبور سے اٹھیں گے جن کے چہرے چاند کی طرح چمکیں گے اور وہ بہشت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔

۱۱۹۔ بنو سلمہ[1] کے گورستان کا بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] یہ گورستان جرف کے تھوڑا سا پہلے یا پیچھے دونوں پہلوؤں کے غربی جانب ہے ۱۲۔ ادیبی غفرلہ

Marfat.com

۱۲۰۔ بقیع میں چند ایسے ملائکہ مقرر ہیں کہ جب وہ آدمیوں سے پر ہو جاتا ہے تو انھیں بہشت میں لے جاتے ہیں پھر اور پھر اور۔

۱۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی شہر سے ہی (دولہا بن کر) میدانِ محشر میں تشریف لے جائیں گے۔

۱۲۲۔ اسی شہر کے لوگ ہی سب سے پہلے اپنی قبور سے اُٹھیں گے۔

۱۲۳۔ اس شہر کے ان مقامات پہ دعا مانگنا مستحب ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ ان کا بیان آئے گا۔

۱۲۴۔ مخلق ستون کے ساتھ دعا مستجاب۔

۱۲۵۔ منبر نبوی کے ساتھ دعا مستجاب۔

۱۲۶۔ دارِ عقیل کے کناروں پہ دعا مستجاب۔

۱۲۷۔ مسجد فتح میں دعا مستجاب ہوتی ہے۔

۱۲۸۔ یہاں پر مساجد بکثرت ہیں۔

۱۲۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یادگاریں بھی بکثرت ہیں۔

۱۳۰۔ آپ کے تبرکات بکثرت ہیں (ان کا مفصل بیان آئے گا انشاء اللہ)

۱۳۱۔ مدینہ طیبہ کی مٹی مبارک پر عیب لگانے سے تعزیر ہے۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس شخص کو کہ جس نے مدینہ پاک کی مٹی مبارک کو ردی کہا تیس کوڑے مارے جائیں کا حکم فرمایا اور فرمایا اسے قید کردو حالانکہ وہ شخص اپنے علاقہ میں بہت بڑی قدر و منزلت رکھتا تھا اور فرمایا مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ اگر میں اس کی گردن اڑا دوں کیونکہ اس نے اس مٹی مبارک کو ردی کہا ہے جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔

Marfat.com

۱۳۲۔ یہ اسی شہر مبارک کا خاصہ ہے کہ جس راہ سے آؤ۔ جاتے وقت دوسرا راہ بدل لو۔

۱۳۳۔ اس شہر کے داخلہ سے پہلے غسل کر لیا جائے۔

۱۳۴۔ صرف اسی شہر والوں کا میقات تمام مواقیت سے بعید تر[1] ہے۔

۱۳۵۔ بعض فقہاء کا حکم ہے کہ حج سے پہلے مدینہ کی حاضری دی جائے۔ ہم نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات پڑھے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم وہاں سے احرام باندھیں گے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا۔ اسی لیے وہ حج پڑھنے آتے تو پہلے مدینہ طیبہ حاضر ہوتے اور حضرت علقمہ و حضرت اسود و حضرت عمرو بن میمون نے بھی مدینہ طیبہ سے حاضر ہو کر احرام باندھ کر حج کیا۔

۱۳۶۔ جناب عبدی مالکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار پاک کی زیارت کے لیے چل کر جانا مکہ معظمہ کی طرف جانے سے افضل ہے۔

۱۳۷۔ عنقریب تصریح آئے گی کہ اگر کوئی نذر مانے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مزار پر زیارت کے لیے جاؤں گا تو ایک قول میں اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جو کوئی مسجد نبوی کی زیارت کی منت مانے پھر قبر انور کی

---

[1] یہ ہے ذو الحلیفہ جو مدینہ پاک سے چھ میل اور مکہ سے دو سو کئی میل دور ہے۔

Marfat.com

زیارت کرے تو سنت ادا ہو گی جیسا کہ شیخ ابو علی نے فرمایا اور اس پر تفریع ہے کہ مزار پر حاضری ایسے لازم ہے جیسے آپ کی مسجد میں (کذا فی البویطی) اور یہ مسئلہ حق ہے کہ آپ کے مزار کی حاضری قرب الٰہی کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ صحیح ترین مذہب یہی ہے) ہاں یہ مسئلہ بھی ہے کہ حاضری براہِ راست واجب ہے۔

۱۳۸۔ مدینہ پاک کے بازاروں کے متعلق روایات میں آیا ہے کہ ان میں ساز و سامان بیچنے اور خرید و فروخت والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔

۱۳۹۔ مدینہ طیبہ میں ذخیرہ اندوزی کرنے والا ایسے ہے جیسے ملحد فی کتاب اللہ یعنی بے دینی پھیلانے والا۔

۱۴۰۔ نار حجاز جہاں سے ظاہر ہوئی جس سے اہل ایمان کو ڈرایا گیا۔ لیکن مدینہ پاک کے حرم تک پہنچ کر بجھ گئی جس کی تفصیل آئے گی انشاء اللہ۔

۱۴۱۔ حدیث حاکم وغیرہ جس کی انھوں نے تصحیح بھی فرمائی کہ مدینہ پاک میں ایک ایسا عالم دین پیدا ہو گا جس کے فیض یاب ہونے کے لیے لوگ دور دور سے سفر کر کے آئیں گے۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں اس سے امام مالک مراد ہیں بعض نے ان کے علاوہ اوروں کے لیے بھی کہا ہے۔

۱۴۲۔ امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ خبر واحد سے اہل مدینہ کا اجماع مقدم ہے اس لیے کہ وہ نزول وحی کے مرکز میں ہیں اور انھیں ناسخ و منسوخ کی زیادہ پہچان ہے۔

۱۴۳۔ اہل مدینہ ہی تراویح کی چھتیس رکعات پڑھتے ہیں (وتروں کے علاوہ)

Marfat.com

یہی شوافع کے ہاں مشہور ہے۔

فائدہ

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اہل مدینہ انتالیس رکعات (رمضان میں) پڑھتے ہیں تین ان میں وتر ہیں۔

فائدہ

رویانی وغیرہ نے امام شافعی سے نقل کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ اہل مدینہ اہل مکہ کے ساتھ نیکی کو برابر بنانا چاہتے ہیں وہ اس طرح کہ اہل مکہ ہر ترویحہ کے بعد طواف کر کے دو رکعت پڑھتے ہیں پھر انھوں نے سات پھیرے طواف کو ایک ترویحہ علیحدہ مقرر کر لیا اس طرح سے چھتیس رکعات ہو گئیں۔

۱۴۵ اصرف اہل مدینہ کو حق پہنچتا ہے کہ وہ مکہ والوں سے شک و شبہ یا ان سے نفرت کا اظہار کریں کیونکہ صرف انھیں اللہ کے تمام شہروں پر فضیلت ہے یہ امام شافعی نے فرمایا اور ہم نے مسئلہ ہذا کو تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب مصابیح القیام فی شہر الصیام میں لکھا ہے۔

فائدہ: آج کل اہل مدینہ صرف بیس تراویح علاوہ وتروں کے پڑھتے ہیں۔ یہ اول وقت میں پھر آخری رات کو سولہ رکعات پڑھتے ہیں لیکن اس کی تحقیق نہ ہو سکی کہ یہ تفریق انھوں نے کب سے شروع کی اور ہر دونوں نمازوں کا علیحدہ علیحدہ امام ہوتا ہے۔ اور وتروں کی جماعت پہلی بیس رکعات کے بعد ہی کرتے ہیں اور جو آخری شب کو اٹھ کر قیام اللیل کا ارادہ رکھتا ہے وہ اٹھ کر قیام اللیل پڑھے بھی تب بھی اس سے وتر آخر میں ادا کرنے کی سنت ترک ہو گئی۔ جب میں نے

Marfat.com

انھیں متنبہ کیا تو اتنا ترمیم کر لی کہ ہر امام اپنے گروپ کو وتر پڑھاتا۔ اگر دونوں اوقات کا امام ایک ہوتا تو پھر دوسرے وقت میں کسی دوسرے کو امام بنا لیتا لیکن افسوس کہ بعد کو ان پر نفسانیت کا غلبہ ہوا تو چند سالوں کے بعد اسے ترک کر دیا۔

فائدہ: تمام امور بالا خصوصیات کے بعض میں مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ کے ساتھ شریک ہے۔

مسئلہ: مسجد نبوی اور مسجد حرام دونوں میں سے ہر ایک مسجد اقصیٰ کے قائم مقام ہو سکتی ہیں جبکہ کوئی منت مانے کہ میں مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھوں گا یا اعتکاف بیٹھوں گا۔

مسئلہ: اگر کسی نے دونوں کی منت مانی تو مسجد اقصیٰ میں سے کسی کی کفایت نہ کر سکے گی۔ اگر مسجد حرام کی منت مانی تو مسجد نبوی کفایت کر سکتی ہے کیونکہ مسجد نبوی میں تضاعف ثواب کی صلاحیت موجود ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے (دونوں مسجدوں مدینہ و مکہ) کی طرف چل کر نماز ادا کرنے کی منت مانی تو اس پر منت کا پورا کرنا لازم ہے۔ اگر منت مانی کہ بیت المقدس چل کر نماز ادا کروں گا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف چل کر نماز پڑھنے سے منت پوری سمجھی جائے گی۔ اگر بیت المقدس میں نہیں جا سکتا تو ... لیکن بغوی سے سمجھا جاتا ہے کہ ترجیح اسی کو ہے کہ صرف مسجد حرام کو جانے سے منت پوری ہو سکے گی۔

مسئلہ: کسی نے منت مانی کہ وہ مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کو خوشبو سے معطر کرے گا تو اس مسئلہ میں امام الحرمین کو تردد ہوا۔ امام غزالی

Marfat.com

رحمہ اللہ نے اسے یوں حل کیا کہ اگر ان کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اسے کعبہ کے حکم میں لاحق کریں گے کہ جیسے اسے معطر کرنا جائز ہے انھیں بھی لیکن کعبہ کو ممتاز رکھنا ملحوظ ہو تو پھر نہیں۔

مسئلہ: اگر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مزار شریف کے لیے اس طرح کی منت مانی جائے تو پھر ضروری ہے کہ منت پوری کی جائے (واللہ تعالیٰ اعلم) اس لیے کہ آپ کے مزار کی تعظیم کعبہ کی تعظیم سے بڑھ کر ہے۔

ے یہ صدیوں پہلے ائمہ اسلام کا عقیدہ ہے اب موجودہ دور کے ایک امام (اہلسنت) کی آواز سنئے جو فقیر ان کے منظوم اشعار کو مع شرح یہاں درج کرتا ہے ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

یعنی روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کا کعبہ ہے اور یہ حق ہے اس لیے کہ ولادت کے وقت کعبہ معظمہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے وقت سجدہ ریز ہوا اور حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کل کائنات کے نبی و رسول ہیں اور ہر رسول اپنے امتی کا معنوی کعبہ ہے۔ اور فقیر نے دلائل سے ایک رسالہ "القول الجلی" میں ثابت کیا ہے کہ مومن کامل (ولی اللہ) کعبہ سے افضل ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ نظر یوم اِلَی الْکَعْبَۃِ فَقَالَ مَا اَعْظَمُکَ وَمَا اَعْظَمَ حُرْمَتَکَ وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَۃً عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْکَ۔ (اخرجہ الترمذی)

Marfat.com

مدینہ طیبہ کی تخلیق

۱۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ ایک عظیم شہر ہے اسے اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت بخشی ہے اور اس کی عزت و عظمت کو خوب بڑھایا ہے اس لیے کہ زمین کی تخلیق سے ایک ہزار سال پہلے مکہ معظمہ کو پیدا کر کے اس کے ارد گرد ملائکہ کو پھیلا دیا پھر اسے مدینہ طیبہ

حاشیہ پچھلے صفحہ کا

ترجمہ:۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضور نے ایک دن کعبہ شریف کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری بڑی شان ہے اور تیری بڑی حرمت ہے اور مومن اللہ کے نزدیک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص۲۷۲)

اور یہ روایت ابن ماجہ میں مرفوعاً بھی مروی ہے عن ابن عمر ولفظہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبۃ ویقول ما اطیبک واطیب ریحک واعظم حرمتک والذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ المؤمن اعظم عند اللہ حرمۃ منک الخ رواہ ابن ماجہ ص۲۹۰ (اصح المطابع)

اسی کو مولانا روم رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا ہے

Marfat.com

سے ملایا اس کے بعد مدینہ طیبہ کو بیت المقدس سے ملایا۔ اس کے ایک ہزار سال بعد تمام زمین کو یک لخت بچھایا۔ (یہ حدیث واہِ غیر معتبر ہے)۔

۲۔ سیدنا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ زمین کی جگہ پر پانی ہی پانی تھا اللہ تعالیٰ نے اس پر ہوا چلائی جس

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزار کعبہ یک دل بہتر است

کیونکہ کعبہ کا مرکز تجلیات حق ہے اور دل کا مرکز تو مرکز ذات ہے اور تجلیات اور ذات میں فرق است از کجا تا کجا۔ اس مسئلہ کو فقیر نے اپنے رسالہ مذکورہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

سوال: جب کعبہ کا کعبہ ہے تو پھر سجدہ کعبہ کو نہ ہو۔

جواب: یہ کعبۂ دل ہے اور دل والے دل سے ادھر ساجد ہیں اور عاشق صادق وہ ہے جو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا پابند ہو کیونکہ جب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ کی سمت کعبہ ہے تو سر تو سوئے کعبہ جھکے اور دل اس کا مکلف نہیں اسی لیے امام اہلسنت اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

اور فرمایا:

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

Marfat.com

نے زمین کو پانی سے صاف کیا تو اُس سے ایک جھاگ کا ٹکڑا ظاہر ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے چار حصوں پر تقسیم فرمایا۔ ایک حصہ سے مکہ معظمہ۔ دوسرے سے مدینہ طیبہ۔ تیسرے سے بیت المقدس چوتھے سے کوفہ۔ (یہ اثر بھی واہ (غیر معتبر) ہے۔

۳۔ طبرانی کبیر میں (مرفوعاً) مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل مدینہ کو آگاہ فرمایا جبکہ یہ ایک پتھریلی زمین تھی اور نہایت ویران۔ نہ یہاں پر کوئی جھونپڑہ اور نہ انسان اور فرمایا:

یا اهل یثرب انی مشترط علیکم ثلاثاً وسائق الیکم من کل الثمرات لا تعصی ولا تعلی ولا تکبری فان فعلت شیئاً من ذالك ترکتك کالجزور ولا یمنع من اکله۔

ترجمہ: "اے یثرب والو! میں تم سے تین شرطیں کرتا ہوں اور تمھیں ہر قسم کے پھل اور ثمرات عطا کروں گا وہ شرائط یہ ہیں:

۱۔ نافرمان نہ ہونا۔

۲۔ بڑائی نہ کرنا۔

۳۔ تکبر نہ کرنا۔

اگر ان میں کوئی شرط پوری نہ ہوگی تو میں تمھیں مردار کی طرح چھوڑ دوں گا

۴۔ رزین وغیرہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے طور سینا پر تجلی ڈالی تو اس سے چھ پہاڑ پھٹ کر علیحدہ ہوئے تین مکہ معظمہ میں آترے:

۱۔ حرا ۲۔ ثبیر ۳۔ ثور

اور تین مدینہ طیبہ میں:

Marfat.com

۱۔ اُحد ۲۔ عیر ۳۔ ورقان

ایک روایت میں عیر کے بجائے رضوی ہے۔ رضوی ینبع میں مدینہ کے حدود میں شمار ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں عیر۔ ثور۔ رضوی ہے۔ ان سے حرم پاک کی حدبندی کی حکمت مضمر تھی۔

شب معراج اور مدینہ پاک

(۱) حدیث اسراء طبرانی اور بزاز میں مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شب اسریٰ ایک کھجوروں والی زمین سے گزرے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اُتر کر یہاں دوگانہ پڑھیئے۔ آپ نے اُتر کر دوگانہ پڑھا اور فرمایا میں نے یثرب میں نماز پڑھی۔

(۲) نسائی شریف میں ہے کہ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں دوگانہ پڑھ لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے۔ طیبہ میں آپ نے دوگانہ پڑھا ہے اور آپ یہاں ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ سے حدیث مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ایسی زمین میں قیام فرمائیں گے جب بہت کم بارشوں والی ہے اور یہ آسمان کے دو چشموں کے درمیان ہے۔ دو چشموں سے چشمہ شام و چشمہ یمن مراد ہے۔

(۴) ابن زبالہ میں حدیث کو آگے بڑھایا وہ یہ

فاتخذوا الغنم علی خمس لیال من المدینۃ

Marfat.com

ترجمہ: "مدینہ کی بکریوں سے پانچ راتوں کے لیے بکریاں لو۔"

(۵) ایک دیگر روایت ابن زبالہ کی مرویہ ہے وہ یہ کہ جانوروں کو بہت کم رکھو کھیتی بہت زیادہ اگاؤ اور یہاں پانی زیادہ پہنچاؤ۔

(۶) امام شافعی سے مروی ہے کہ عنقریب مدینہ پاک میں بہت بارشیں ہوں گی لیکن لوگوں کے مکانات نہ ہوں گے وہ بالوں کے خیموں کے سایہ میں وقت بسر کریں گے۔

(۷) ایک روایت میں ہے کہ ان پر چالیس دن تک بارش ہوتی رہے گی اہل مدینہ کا مٹی کا مکان بھی نہ ہوگا کہ جس میں وہ سر چھپائیں۔

(۸) اخبار المدینہ للمرجانی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ:

لیعودن ھذا الامر الی المدینۃ کما بدأ منھا حتی لا یکون ایمان الا بھا۔

ترجمہ: یہ امر واپس مدینہ آئے گا جیسے ابتداء ہوئی یہاں تک کہ ایمان سوائے اس کے اور کہیں نہ ہوگا۔

(۹) امام احمد کی روایت میں رجال ثقات سے مروی ہے کہ:

یوشك ان یرجع الناس الی المدینۃ حتی تصیر مسالحھم بسلاح

ترجمہ: قریب ہے کہ لوگ مدینہ طیبہ کو کوچ کر آئیں گے یہاں تک کہ ان کے جھونپڑے مقام سلاح تک پہنچ جائیں گے۔

ل یہ بھی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اگرچہ محشی لکھتا ہے کہ یہ کب ممکن ہے جبکہ یہ شہر شام

Marfat.com

(۸) ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

کیف بک یا عائشہ اذا رجع الناس بالمدینۃ وکانت المدینۃ کالرمانۃ المحشوۃ۔

ترجمہ: اے عائشہ وہ وقت کیسا ہوگا جب لوگ سمٹ کر مدینہ میں آجائیں گے اور مدینہ انار کی طرح بھر جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

فمن این یاکلون یا نبی اللہ قال یطعمھم اللہ من فوقھم ومن تحت ارجلھم ومن جنات عدن۔

ترجمہ: اے نبی اللہ پھر کھائیں گے کہاں سے آپ نے فرمایا انھیں اللہ اُوپر نیچے اور جنات عدن سے کھانا کھلائے گا۔

حاشیہ پچھلے صفحے کا

کے ساحل پر ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ممکن ہے یہ "الحفیاء" سے محرف ہو اور الحفیاء حرم مدینہ طیبہ کے حدود میں ہے پھر المناسک کا حوالہ دے کر لکھتا ہے کہ یہ جگہ مسجد نبوی شریف سے چار میل دُور نجد کی طرف ہے جہاں سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشہد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرف چشمہ جاری کیا۔

عہ سلاح بروزن قطام ۱۲ مجمع البحار۔ محشی کا رد آنے والی روایت سے ہوتا ہے۔

ل مسالح مسلحہ کی جمع ہے بمعنی سوراخ یہاں غار اور انتظار گاہ ہے وہ مقام جہاں چھپکر دشمن کی تاک میں بیٹھا جائے اور سلاح ایک جگہ کا نام ہے جو خیبر کے قریب ہے یعنی مدینہ پاک کی تعمیراتی آبادی تک پہنچی اس پیشگوئی کا آغاز ہے۔

Marfat.com

(۹) ایک روایت اور ابن زبالہ سے مروی ہے کہ:

ولیوشکن ان یبلغ بنیانهم هیفاء

ترجمہ: قریب ہے عنقریب ان کی تعمیرات ہیفا تک پہنچ جائے گی۔

(۱۰) ابن زبالہ نے شجرۃ ذوالحلیفہ کے ذکر کے بعد مرفوعاً روایت کی ہے کہ:

لاتقوم الساعة حتی یبلغ البناء الشجرة

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تعمیر مدینہ شجرہ تک نہ پہنچ جائے۔

(۱۱) اسی کی روایت میں ہے کہ:

ارہیتك شرف السیالة وشرف الروحاء فانه منازل اهل الاردن اذا حیز الناس الی المدینة۔

ترجمہ: میں تمھیں سیالہ اور روحاء کی منزلوں تک دیکھتا ہوں کیونکہ وہ اُردن والوں کے مکانات ہیں لیکن اُس وقت لوگ مدینہ کی طرف منسوب ہوں گے۔

(۱۲) مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ:

لیبلغ المساکن اهاب او یهاب

ترجمہ: مکانات اہاب یا یہاب تک پھیل جائیں گے۔

فائدہ: یہاب بکسر الیاء

(۱۳) احمد کی روایت میں ہے کہ:

انه صلی اللہ علیه وآله وسلم خرج حتی اتی بئر الاهاب قال یوشك البنیان ان یأتی هذا المکان۔

Marfat.com

ترجمہ: حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے باہر نکل کر یہاب تشریف لائے اور فرمایا مدینہ کی تعمیرات یہاں تک پہنچ جائیں گی۔

فائدہ: عنقریب بحث آئے گی اور بتایا جائے گا کہ بڑا اہاب حرہ غربیہ مدینہ طیبہ کے ویران ہونے سے پہلے یہاں تک مکانات تعمیر ہو چکے تھے۔

(۱۴) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جب مکانات جبل سلع تک پہنچ جائیں تو تم ملک شام کو چلے جانا۔ چنانچہ جب سلع تک مکانات تعمیر ہوئے تو حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کو چلے گئے (یہ روایت ابو یعلیٰ کی ہے)۔

(۱۵) طبرانی کبیر میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

یبلغ البناء سلعا ثم یاتی علی المدینة زمان یمر السفر علی بعض اقطارها فیقول قد کانت مدة بیدة عامرة من طول الزمان وعفو الاثر۔

ترجمہ: عنقریب جبل سلع تک تعمیرات پہنچیں گی پھر مدینہ پر ایک ایسا وقت آرہا ہے کہ لوگ دور کا سفر کر کے واپس آکر کہیں گے اتنی مدت میں یہ ہوا اور نہ ہوا۔

(۱۶) اسناد حسن کے ساتھ احمد کی روایت ہے کہ:

لیسیرن الراکب فی جنب وادی المدینة فلیقولن

Marfat.com

لقد کان فی ھذہ مرۃ حاضرۃ من المومنین۔

ترجمہ: سوار مدینہ پاک کی وادی میں سیر کرتا ہوا کہے گا ایک وقت یہاں اہل ایمان آباد تھے۔

(۱۷) نسائی شریف میں ہے کہ:

آخرۃ قریۃ من قری الاسلام خرابًا بالمدینۃ

ترجمہ: اسلام کی سب سے آخری آبادی میں سے مدینہ پاک ویران ہوگا۔

(۱۸) ترمذی وغیرہ میں اور اسے حسن کہا اور ابن حبان اور ابوداؤد میں ہے:

عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمہ وخروج الملحمہ فتح القسطنطنیہ وفتح القسطنطنیہ خروج الدجال

ترجمہ: یثرب کی ویرانی پر بیت المقدس کی آبادی پر ہوگی اور یثرب کی ویرانی جنگوں سے ہوگی اور جنگوں کا ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہوگی اور فتح قسطنطنیہ پر دجال کا خروج ہوگا۔

(۱۹) ابوداؤد شریف میں ہے:

الملحمۃ الکبری وفتح القسطنطنیہ وخروج الدجال فی سبعۃ اشھر۔

ترجمہ: سب سے بڑی جنگ و فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال صرف سات ماہ میں ہوگا۔

(۲۰) صحیحین میں ہے:

لیترکون المدینۃ علی خیر ما کانت مذللۃ ثمارھا الا العوافی وآخر من یحشر منھا راعیان من مزینۃ

Marfat.com

یریدان المدینۃ ینعقان بغنمہا فیجدا نہا وحوشا۔

ترجمہ: مدینہ پاک کو لوگ چھوڑ جائیں گے حالانکہ اس وقت مدینہ پھلوں سے بھرپور ہوگا پھر اسے درندے گھیرلیں گے۔ سب سے آخر میں مدینہ میں مزینہ کے دو چرواہے مریں گے جو اپنی بکریاں چرانے کے لیے آئیں گے لیکن اس میں وحشیوں کو پائیں گے۔"

(۲۱) مسلم شریف میں وحوشًا کے بجائے وحشًا ہے اس کے بعد مروی ہے کہ:

حتی اذا بلغا ثنیۃ الوداع خرا علی وجوھہما

ترجمہ: "یہاں تک کہ ثنیۃ الوداع میں پہنچ کر منہ کے بل گر پڑیں گے۔"

(۲۲) المؤطا میں ہے:

لتترکن المدینۃ علی احسن ما کانت بید خل الکلب والذئب فیغذی علی بعض سواری المسجد او المنبر[1]۔

ترجمہ: مدینہ پاک کو اس حال میں چھوڑیں گے جبکہ وہ پہلے سے حسین تر ہوگا یہاں تک کہ اس میں کتے اور بھیڑیے داخل ہو جائیں گے اور وہ مسجد نبوی کے بعض ستونوں یا منبر نبوی پہ پیشاب کریں گے۔

---

[1] اس کے بعد محشی لکھتا ہے یشیر الی واقعۃ الحرۃ من یزید واھل اللہ اس سے وہ لوگ سوچیں جو یزید کی طرفداری میں واقعہ حرہ سے اسے بری الذمہ قرار دے کر اسے امام وقت اور متقی زمانہ ثابت کرتے ہیں۔ اویسی غفرلہٗ۔

Marfat.com

(۲۳) احمد کی روایت میں رجال ثقات کے ساتھ مروی ہے کہ:

المدینۃ یترکھا اھلھا وھی مرطبۃ قالوا فمن یا کلھا

قال السباع والعائف۔

ترجمہ: مدینہ پاک کو لوگ چھوڑ جائیں گے حالانکہ وہ اس وقت سرسبز اور شاداب ہوگا۔ عرض کیا گیا تو پھر اس کے پھل اور میوے کون کھائے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے درندے کھائیں گے۔

(۲۴) اسی کی روایت رجال الصحیح سے ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُحد شریف پر چڑھ گئے اور مدینہ طیبہ کو دیکھ کر فرمایا:

ویل امھا قریۃ یدعھا اھلھا کاینع ما تکون

ترجمہ: افسوس اس بستی پر اس کے اہل اسے چھوڑ جائیں گے۔

(۲۵) ایک روایت میں ہے:

ویل امك قریۃ یدعك اھلك وانت خیر ما

تکونین۔

ترجمہ: اے بستی تجھ پر افسوس کہ تیرے اہل تجھے چھوڑ جائیں گے حالانکہ تو اُس وقت پہلے سے بہتر ہوگی۔

(۲۶) ابن شیبہ کی روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ:

لیخرجن اھل المدینۃ من المدینۃ خیر ما کانت

نصفھا زھو ونصفھا رطب قیل من یخرجھم منھا

Marfat.com

يا ابا هريرة قال امراء السوء۔

ترجمہ: اہل مدینہ یہاں سے نکل جائیں گے حالانکہ اس وقت یہ حال ہوگا کہ اس کا ایک حصّہ پھولوں سے اور ایک حصّہ پھلوں سے بھرپور ہوگا۔ عرض کی گئی اے ابو ہریرہ انھیں کون نکالے گا آپ نے فرمایا بُرے حاکم۔

مناظرہ ابو ہریرہ و ابن عمر رضی اللہ عنہم

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: مذکورہ بالا روایت سُن کر حضرت ابن عمر نے حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو کہا کہ آپ نے "خیر ما کانت" کا لفظ صحیح نہیں کہا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: کیوں کیا تمھیں یاد نہیں یہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فلاں مکان میں بیان فرمائی اس میں میں اور آپ دونوں موجود تھے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما: ہاں درست ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیر ما کانت کے بجائے "اعمر ما کانت" فرمایا یعنی حالت موجودہ سے مدینہ بہتر نہ تھا بلکہ زیادہ آباد تھا۔ بہتر اس وقت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور آپ صحابہ رضی اللہ عنہم ظاہر زندگی میں زندہ موجود تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔

(۲۷) احمد نے رجال ثقات سے روایت کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

اما انهم سيد عونها احسن ما تكون

ترجمہ: بہر حال وہ مدینہ پاک چھوڑ جائیں گے حالانکہ وہ اس وقت پہلے سے احسن ہوگا۔"

مدینہ پاک کو لوگ کب چھوڑ جائیں گے

اس میں اختلاف ہے کہ مدینہ پاک کو چھوڑنے کا وقت کونسا ہے:

(۱) قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ وقت گزر گیا جیسا کہ مورخین لکھتے ہیں کہ یہاں ایسے واقعات ہو گزرے ہیں جن میں مدینہ پاک کی مذکورہ حالت ہو گئی کہ اکثر اہل مدینہ یہاں سے کوچ کر گئے اور ان کے باغات کے پھل صحرائی جانوروں نے کھائے پھر جب امن قائم ہوا تو لوگ واپس آکر مدینہ میں آباد ہوئے۔

(۲) بدر بن فرحون قاضی عیاض کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ بہت سے لوگوں نے مدینہ کی یہی حالت آنکھوں سے دیکھی کہ مسجد نبوی کے پاک ستونوں پر کتے دوڑتے پھرتے تھے۔

فیصلہ

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا مختار یہ ہے کہ مدینہ پاک کی مذکورہ بالا کیفیت قرب قیامت میں ہوگی چنانچہ مندرجہ ذیل دلائل اسی کے موئید ہیں:

۱۔ مسلم کی روایت کے الفاظ تو مجتمع راعیان پھر دو چرواہے

Marfat.com

محشور ہوں گے۔

۲۔ بخاری کی روایت میں ہے ، انھما آخر من یحشر یہی دونوں آخر میں محشور ہوں گے۔

فیصلہ نبوی

(۱) ابن شبہ کی روایت ہے ۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ،

لیخرجن اهل المدينة من المدينة ثم ليعودن اليها ثم ليخرجن منها ثم لا يعودون ۔

ترجمہ : اہل مدینہ مدینہ سے نکل کر لوٹ آئیں گے لیکن ایک مدت کے بعد جب نکلیں گے تو پھر نہیں لوٹیں گے۔

(۲) يخرج اهل المدينة ثم يعودون اليها فيعمرونها حتى تمتلئ و تبنى ثم يخرجون منها فلا يعودون اليها ابدا ۔

ترجمہ : یہاں سے اہل مدینہ نکل کر واپس لوٹیں گے اور اسے آباد کریں گے یہاں تک کہ مدینہ خوب آباد ہوگا اور مکانات تعمیر ہوں گے اس کے بعد نکل جائیں گے تو ہمیشہ تک واپس نہ آئیں گے۔

تطبیق

ترک ثانی ابھی واقع نہیں ہوا ۔ یہی امام نووی رحمہ اللہ کی مراد ہے چنانچہ

Marfat.com

ابن شبہ کی روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ:

آخر من یحشر رجلان رجل من جھینہ و اٰخر من مزینہ فیقولان این الناس۔

ترجمہ: آخر میں دو مرد محشور ہوں گے ایک قبیلہ جہینہ کا دوسرا مزینہ کا تو وہ کہیں گے لوگ کہاں گئے۔

فیأتیان المدینۃ فلا یریان الا الثعالب فینزل الیھما الملکان فیسحبانھما علی وجوہ الناس حتی یلحقانھما بالناس۔

ترجمہ: پھر وہ مدینہ پاک میں آئیں گے تو لومڑیوں کے سوا کچھ نہ پائیں گے پھر انھیں فرشتے منہ کے بل کھینچ کر لوگوں کی طرف لائیں گے۔

(۳) ایک اور روایت میں ہے:

اٰخر الناس محشورًا الرجلان من مزینۃ یفقدان الناس فیقول احدھما لصاحبہ قد فقد الناس منذ حین۔

ترجمہ: آخر میں دو مرد محشور ہوں گے وہ دونوں مزینہ کے قبیلہ سے ہوں گے مدینہ کو لوگوں سے خالی پا کر آپس میں کہیں گے کہ لوگ یہاں سے عرصہ سے غیر موجود ہیں۔

اس میں اور روایت ہے:

ثم یقول انطلق بنا الی المدینۃ فینطلقان فلا یجدان بھا احدًا ثم یقول انطلق بنا الی منزل

Marfat.com

قریش ببقیع الفرقد فینطلقان فلا یریان الا السباع والثعالب فیتوجهان نحو البیت الحرام۔

ترجمہ: پھر کہے گا ہمیں مدینہ پاک لے چلو پھر وہ مدینہ میں پہنچ کر مدینہ کو لوگوں سے خالی پاکر کہیں گے ہمیں قریش کے مکانات بقیع میں لے چلو وہاں پہنچ کر سوائے لومڑیوں اور درندوں کے کچھ نہ پائیں گے پھر وہ حرم کی طرف متوجہ ہوں گے۔

فوائد

(۱) ان روایات سے واضح ہے کہ یہ قیام قیامت کے قریب ہوگا گویا وہ دونوں موت کے لحاظ سے سب سے آخر ہوگا اور قیامت میں اٹھنے کے لحاظ سے بھی آخری۔

(۲) ایک روایت میں ہے وہ دونوں جبل ورقان میں اتر کر رہیں گے۔

(۳) فیصلہ مذکورہ کی تائید نووی کی بیان کردہ روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابن شبہ سے سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ:

۱۔ اما واللہ لندعنھا مذللۃ اربعین عاما للعوافی اتدرون ما العوافی (الطیر والسباع)

ترجمہ: بخدا مدینہ کو سرسبز اور شاداب درندوں کے لیے چھوڑ دیں گے تمھیں معلوم ہے کہ العوافی کیا ہیں (وہ ہیں چرندے درندے)

۲۔ اسی کی روایت میں ہے:

لا تقوم الساعۃ حتی یجئی الثعلب فیربض علی منبر النبی

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینہضہ احد۔

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ لومڑی آکر منبر نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) چڑھے گی تو اُسے ہٹانے والا کوئی نہ ہو گا۔"

(۳) اسی کی روایت میں ہے،

لیجئین الثعلب حتی یقبل فی خلل المنبر ثم یروح لا ینہضہ احد۔

ترجمہ: لومڑی آکر منبر نبوی کے سایہ کو متوجہ ہو کر منبر پر چڑھ جائے گی تو اُسے ہٹانے والا کوئی نہ ہو گا۔

(۴) اسی کی روایت میں ہے کہ شریح بن عبید نے حضرت کعب کی کتاب سے پڑھا کہ:

لیغشین اهل المدینة امر یفرعهم حتی یترکوها وهی مذللة وحتی تبول السنانیر علی قطائف الخز ما یروعها شیٔ وحتی تخرق الثعالب فی اسواقها ما یروعها شیٔ۔

ترجمہ: اہل مدینہ کو ایسا امر چھا جائے گا انھیں مدینہ پاک کو چھوڑنے پر مجبور کر دیگا یہاں تک کہ وہ اُس وقت سر سبز ہو گا یہاں تک کہ بلیاں ریشمی قالینوں پر پیشاب کریں گی تو انھیں ہٹانے والا کوئی نہ ہو گا اور یہاں تک کہ لومڑیاں بازار میں دندناتی بھاگتی نظر آئے گی۔ انھیں کسی سے کوئی خطرہ نہ ہو گا۔

) ابن زبالہ کی روایت میں ہے؛

Marfat.com

لا تقوم الساعة حتی تغلب علی مسجدی هذا الکلاب والذئاب والضباع فیمر الرجل ببابه فیرید ان یصلی فیه فما یقدر علیه۔

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ میری مسجد پر کتے، بھیڑیئے اور درندے غالب ہو جائیں گے۔ ایک مرد مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے دروازے پر آئے گا تو مسجد میں نماز نہ پڑھ سکے گا۔

فائدہ: ان تمام امور کا وقوع نہیں ہوا اس پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے۔

قاضی عیاض کے قول کا جواب

ترکِ اول (جسے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے) وہی ہے جس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ان سے سوال ہوا کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کو کون نکالیں گے آپ نے فرمایا "امراء السوء" برے (ظالم) حاکم۔

ابن شبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مدینہ میں ایک ایسی جنگ ہو گی جس کی وجہ سے دین یہاں سے اس طرح صاف نکل جائے گا جس طرح سر کے بال مونڈنے سے صاف ہو جاتے ہیں اس دن تم لوگ مدینہ سے

Marfat.com

سے باہر نکل جانا اگرچہ ایک منزل کا فاصلہ ہی ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے یا اللہ مجھے دنیا کے حادثوں اور لڑکوں کی حکومت سے بچا اور ان کے آنے سے پہلے مجھے دنیا سے اُٹھا لینا۔"

یہ اشارہ یزید کی طرف تھا کیونکہ وہ بدبخت ۶۰ھ میں تخت شقاوت پر بیٹھا تھا اور واقعہ حرہ اس کے زمانہ شقاوت نشان میں واقع ہوا تھا۔

یہی مدینہ طیبہ سے ترکِ اول کا سبب بنا جسے امام قرطبی نے قاضی عیاض رحمہ اللہ کی اتباع میں بیان فرمایا۔ جب مدینہ طیبہ اپنے کمال اور حسن و جمال کی انتہا کو پہنچے گا تو اس کے معاملات متناقض ہوں گے یہاں تک کہ پھر ہر سو ویرانی چھا جائے گی اور مسلسل فتنے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اہل مدینہ طیبہ خوف زدہ ہو کر یہاں سے کوچ کر کے چلے جائیں گے۔

فتنۂ یزید اور واقعہ حرّہ

مورخین نے لکھا ہے کہ یزید خبیث نے مسلم بن عقبہ مزنی کو ایک عظیم شامی فوج دے کر اہل مدینہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا۔ ان بدبختوں نے ان حضرات کو اسی مقام "حرّہ" میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ شہید کر ڈالا اور تین دن تک مسجد نبوی کی ہتک حرمت کی اس لیے اسے واقعہ "حرّہ زہرہ" کہتے ہیں (یہ مقام مسجد شریف سے قریب ہے)

Marfat.com

انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک میل کی دوری پر واقع ہے) یہ جگہ واقم کے نام سے مشہور تھی۔ اس فتنہ میں ایک ہزار سات سو مہاجرین انصار وعلماء تابعین اخیار کو قتل کیا گیا سوائے بچوں اور عورتوں کے دس ہزار عوام الناس کو قتل کیا گیا۔ سات سو حافظ قرآن شریف ستانوے قوم قریش کے آدمی درجۂ شہادت کو پہنچے[1] نقشہ ذیل ملاحظہ ہو:

نمبر شمار	شہداء	تعداد
۱	مہاجرین وانصار علماء تابعین	۱۷۰۰
۲	عوام الناس	۱۰۰۰۰
۳	حفاظ	۷۰۰
۴	قریش	۹۷
	کل میزان	۱۲۴۹۷

[1] طبرانی نے ایک طویل خبر میں عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ بعد انتقال حضرت معاویہ، عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) نے بیعت واطاعت یزید سے انکار کر دیا اور اس کے حق میں گالی گلوچ شروع کر دی گئیں۔ یزید نے یہ سن کر قسم کھائی کہ واللہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن میں طوق ڈالوں گا۔ اس کے بعد اس نے ایک شخص بھیجکے ذریعہ انھیں بلوایا اور انھوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ ایک چاندی کا طوق بنا کر اپنی گردن میں ڈال لیں اور اوپر سے اپنے کپڑے پہن لو تو یقیناً اس کے ہاتھ سے سلامت رہ سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس کو اس قسم میں سچا نہ کرے گا اور میں ہرگز غیر حق پر نرم نہیں ہوں

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

سوائے میدانِ کربلا اور بچوں اور عورتوں کے علاوہ مدینہ طیبہ میں بارہ ہزار چار سو ستانوے قدسی نفوس کو یزید کے حکم سے تہ تیغ کیا گیا۔ میرا سوال ہے اس قوم سے جو یزید کو امام مانتے ہیں کہ یہ ظلم اور شر و فساد تمھیں پسند ہے تو پھر ضرور مانیئے یزید کو امام

حاشیہ پچھلے صفحہ کا

گا جب تک سخت پتھر دانتوں میں نرم نہ ہو جائے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی دعوت شروع کی اور لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا۔ یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک جرار لشکر شامی کے ہاتھ مدینہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ مدینہ طیبہ کے قلع قمع کے لیے مکہ کی طرف جانا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا جب مسلم بن عقبہ مدینہ طیبہ میں آیا تو سب صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے۔ مسلم بن عقبہ وہاں کے باقی لوگوں کو قتل کر کے مکہ کی طرف گیا اور راستہ میں مر گیا اور مرتے وقت حصین بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ بنا کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کرنے منجنیق مارنے آگ لگانے کی وصیت کی حصین بن نمیرہ ابھی راستے ہی میں تھا کہ اسے یزید پلید کی موت کی خبر ملی لہذا وہیں سے بھاگ گیا۔

Marfat.com

حرّہ کی جنگ سے پہلے

ابن جوزی کہتے ہیں کہ سنہ ۶۲ھ میں یزید نے اپنے چچیرے بھائی

یزید کی فوج کا دیگر کارنامہ

اس کے علاوہ ان بدبختوں نے فسق و فساد اور زنا مباح قرار دے دیا۔ یہاں تک۔ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورت نے اولادِ زنا کے بچے جنے) ان ازلی شقیوں نے مسجدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گھوڑے دوڑائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرہ اور منبر کے مابین (جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے "رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ") گھوڑے لید اور پیشاب کرتے رہے اور لوگوں سے یزید کی جانب سے اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے تو تم کو بیچے۔ چاہے آزاد کرے۔ چاہے خدا کی عبادت کی طرف بلائے چاہے معصیت کی طرف۔ جب حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یزید سے کہا کہ بیعت تو کم از کم قرآن شریف اور سنت پر لینی چاہیئے تو ان کو یزید نے اسی وقت شہید کر دیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ ان دنوں آدمیوں سے بالکل خالی ہو گیا تھا وہاں کے پھل پھول نصیب جانوراں صحرا ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ مسجد نبوی میں کتوں نے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشین گوئی کا ظہور ہوا۔

Marfat.com

عثمان بن ابی سفیان کو وفد دے کر مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ وہ اہل مدینہ سے اس کے حق میں بیعت لے۔ اس نے مدینہ طیبہ کی ایک جماعت یزید کی طرف بھیجی تاکہ اس کے حالات کا جائزہ لیں۔ جب وہ لوگ یزید سے واپس مدینہ لوٹے تو انھوں نے یزید کو گالی گلوچ اور برا کہنا شروع کر دیا اور کہا کہ وہ بے دین۔ شرابی۔ گانے۔ باجے کا عاشق۔ کتے پالتا ہے۔ ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے اس جماعت میں منذر بھی تھے انھوں نے کہا واللہ یزید نے مجھے لاکھ درہم دیئے ہیں اور احسان کیا ہے مگر میں سچائی کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔ بیشک وہ شرابی تارک الصلوٰۃ ہے یہ سنتے ہی باقی لوگوں نے بھی بیعت توڑ دی اور عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ اور عبداللہ بن مطیع کے ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد (یزید کے فرستادہ) کو مدینہ سے نکال دیا۔ عبداللہ بن حنظلہ کہتے ہیں کہ واللہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلتے اور ہم اس کے مقابلے کا ارادہ نہ کرتے۔ اگر نہ ڈرتے کہ آسمان سے پتھر برسیں گے۔

لہ ابن جوزی ایک روایت ابوالحسن مدائنی سے نقل کرتے ہیں کہ مدینہ والوں نے یزید کے فسق و فجور ظاہر کرنے کے بعد منبر پر چڑھ کر فسخ بیعت کا اعلان کیا عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے اپنی پگڑی اپنے سر سے اتار کر پھینک دی اور کہا اگرچہ یزید نے مجھ پر احسان کیا صلہ اور انعام دیا ہے لیکن وہ دشمن خدا اور ایک ڈھیٹ شرابی یعنی دائم السکر ہے میں نے اپنی بیعت اس سے اس طرح الگ کی جس طرح یہ پگڑی۔ چند دوسرے شخص کھڑے ہوئے انھوں نے اپنی جوتیاں اتار لیں اور یزید کی بیعت

Marfat.com

امیر معاویہ کے دور میں مدینہ طیبہ کی آمدنی

کتاب واقدی میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ابن

حاشیہ پچھلے صفحہ کا

سے الگ ہو گئے یہاں تک کہ مجلس پگڑیوں اور جوتیوں سے بھر گئی۔ اس کے بعد عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے ہی بنو امیہ تھے سب کو دارِ مروان میں محصور کیا۔ جتنی جماعت اس کے ساتھ تھی ان سبھوں نے یزید کو اپنا سارا حال کہلوا بھیجا اور اپنی مدد کو لشکر مانگا تو اس نے مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کے قتال پر روانہ کیا۔ یہ بدبخت اگرچہ بوڑھا تھا مگر اہل مدینہ کی خونریزی پر تل کھڑا ہوا۔ پھر یزید نے منادی کرائی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کرے گا اس کو گورنمنٹ کی جانب سے اسباب سفر جنگ کے علاوہ سو دینار بطور انعام ملیں گے اس پر بارہ ہزار آدمی تیار ہو گئے۔ ان سب کو روانہ کر کے ابن مرجانہ کو حکم بھیجا کہ تم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جا کر لڑو ابن مرجانہ نے حکم میں تامل کیا۔ اس نے کہا واللہ میں ایک فاسق کی خاطر فرزند پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہرگز مقابلہ نہ کروں گا۔ اس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور وصیت کی کہ اگر تم کو کوئی حادثہ ہو تو حصین بن نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کرنا اور کہا کہ جن پر تمہیں بھیج رہا ہوں تین بار ان کو دعوت دینا اگر قبول نہ کریں تو اُن سے لڑائی کرنا۔ یہاں تک کہ تو اُن پر غالب آ جائے تو اس روز حرم مدینہ کو مباح کر دینا اور جو کچھ وہاں کا مال اسباب ملے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

مینا مدینہ طیبہ کے چشموں کا عامل تھا۔ اس وقت مدینہ پاک میں چشمے بکثرت تھے۔ یہاں سے امیر معاویہ کو کافی آمدنی پہنچتی تھی۔ ڈیڑھ لاکھ وسق تو گندم کا سالانہ محصول تھا۔ باقی آمدنی کو خود سمجھئے۔ جب یزید نے پایۂ تخت سنبھالا تو اہل مدینہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

لشکریوں پر حلال کر دینا۔ پھر تین دن کے بعد ان کے قتل سے باز رہنا اور علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کچھ تعرض نہ کرنا کیونکہ انھوں نے اس جماعت سے اتفاق نہیں کیا۔ جب یہ خبر اہل مدینہ کو پہنچی تو سب کے سب اس فساد کو دفع کرنے پر تیار ہو گئے اور جماعت بنی امیہ سے جو لوگ دار مروان میں محصور تھے کہ اگر تم لوگ ہم سے اس بات کا عہد کرو کہ تم مکر و فساد جاری نہیں کرو گے اور دشمنوں کی مدد بھی نہیں کرو گے تو ہم تم کو چھوڑ دیتے ہیں ورنہ ہم تم کو اسی وقت قتل کر دیتے ۔بنو امیہ کے یہ لوگ منافقانہ اقرار کرکے اہل مدینہ کے ہمراہ شامل ہو کر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے۔ مروان بن حکم نے خفیہ طور پر اپنے بیٹے عبد الملک کو مسلم بن عقبہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یہاں پہنچ کر تین روز جنگ موقوف رکھیں اور تین روز کے بعد اہل مدینہ سے مشورہ کیا کیا تدبیر ہے اور کیا کر رہے ہو۔ اہل مدینہ نے کہا سوائے لڑائی کے اور چارہ نہیں ہے مروان نے کہا لڑائی مناسب نہیں اس سے فساد زیادہ بڑھے گا۔ مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔

اہل مدینہ کو یہ بات ناپسند آئی وہ سب کے سب لڑائی کے لیے مدینہ سے باہر آ گئے ادھر عبد اللہ بن غسیل سوار ہو کر میدان جنگ میں اترے ادھر سے مسلم بن عقبہ کمزوری بڑھاپے کی وجہ سے ایک چوکی پر بیٹھ کر اپنے لشکریوں کو لڑنے کی رغبت دیتا رہا۔ عبد اللہ بن مطیع بھی اپنے سات بیٹوں سمیت خوب مقابلہ کر کے درجہ شہادت حاصل کیا۔ مسلم بن عقبہ نے ان کا سر مبارک یزید

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

خلاف ہو گئے۔ ایک دفعہ ابن مینا حرہ کے راستہ سے محصول کا مال لے جا رہا تھا جب قبیلہ بنو الحارث سے گزرا تو انھوں نے راستہ روک لیا۔ اس نے امیر مدینہ عثمان کو مطلع کیا اُس نے تین دن تک راستہ کھولنے کا موقعہ دیا لیکن انھوں نے اس کے حکم کی پرواہ نہ کی ابن مینا کو پھر بھی روکے رکھا۔ ابن مینا نے پھر عثمان کو مطلع کیا اس نے چند لشکری ساتھ دیئے لیکن وہ ماننے والے کب تھے بلکہ اُلٹا قریش کو بھی خراب کرتے۔ ان کے ساتھ ہو گئے اس سے معاملہ اور سنگین ہو گیا۔ عثمان نے یزید کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ یزید نے کہا میں اہل مدینہ کو نہ چھوڑوں گا ان کے مقابلہ کے لیے بہت بڑا لشکر اور ساز و سامان، اور گھوڑے بھیج رہا ہوں۔ اہل مدینہ کے قلع قمع کے لیے مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بھیج کر کہا پہلے اہل مدینہ کو تین دن تک صلح کی دعوت نہ مانیں تو ان سے جنگ کرنا۔ جنگ میں تمھیں غلبہ ہو تو مدینہ کے حرم کی اشیاء تین دن لشکر کو مباح کر دینا۔ ان کے زخمیوں کی دیکھ بھال کرنا لیکن اہل تدبیر کو قتل کر دینا اگر یہ لوگ صلح کر لیں تو پھر مکہ جا کر ابن زبیر سے لڑنا۔

بقیہ حاشیہ: کی طرف بھیجا خلاصہ یہ کہ یزیدی غالب آئے پھر بحکم یزید پلید تین دن حرم کو مباح کیا مال و اسباب لوٹا زنا کیا (معاذ اللہ)

۱؎ ابن ابی خیثمہ سند صحیح سے بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے بوڑھے لوگ باتیں کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت یزید پلید کو اپنے پاس بلوا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمھیں اہل مدینہ سے ایک دن نپٹنا پڑے گا تمھیں ضروری ہے کہ تم مسلم بن عقبہ کے ذریعہ اس کا علاج کرنا کیونکہ اس سے زیادہ ناصح اس معاملہ میں مجھے معلوم نہیں ہوتا جب یزید پلید باپ کی وفات کے بعد تخت امارت پر بیٹھا تو اسے اس طرح کا واقعہ جس طرح

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

امیر معاویہ کی یزید کو وصیّت

ابن ابی خیثمہ نے بسند صحیح کے ساتھ جویریہ بن اسماء سے روایت کی ہے کہ میں

(بقیہ حاشیہ از صدگذشتہ)

ہم نے بیان کیا ہے پیش آیا اور اس نے باپ کی وصیت پر عمل کیا اور ہم اہل مدینہ منورہ کو سرانجام دیا۔ (تفصیل آئے گی انشاء اللہ)

ظلم کی انتہا ، ایک بوڑھی عورت مسلم بن عقبہ کے پاس اپنے قیدی بیٹے کی فریاد لے آئی اور اس کی رہائی کے لیے گریہ وزاری شروع کی کہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اس نے حکم دیا کہ فوراً اس کے بیٹے کو رہا کر کے اس کی گردن اڑا کر اس کے ہاتھ میں دے دی جائے چنانچہ اسپر عمل کیا گیا اور اس عورت کو کہا گیا کہ تو اپنی خیر مانگ۔ بچوں کی سفارش کرنے چل پڑی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس بدبخت نے اہل مدینہ کو تین روز تک قید میں رکھا ان کو کھانا پینا کچھ نہ دیا۔ (جذب القلوب)

محبوب خدا حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ (کبار تابعین میں سے تھے) کو مسلم بن عقبہ کے سامنے لایا گیا۔ مسلم بن عقبہ نے انھیں کہا کہ یزید کی بیعت کیجئے تو انھوں نے کہا کہ میں نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ پر بیعت کی ہے اس پر اس نے ان کی گردن مار دینے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر ان کے جنون کی گواہی دی تو اس نے انھیں چھوڑ دیا۔

مسلم بن عقبہ کی مدینہ سے دشمنی ، واقدی کتاب الحرہ میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن یزید پلید مسرف کے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج میں گرفتار ہے اور بستر ہلاکت پر پڑا ہوا ہے تو کہا کہ اگر تجھ پر یہ مرض نہ ہو تو میں اس امر (جنگ مدینہ)

(بقیہ صفحہ آئندہ)

Marfat.com

نے مدینہ پاک کے بوڑھوں سے کہتے سنا کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وفات کے آثار نمودار ہوئے تو آپ نے یزید کو بلا کر فرمایا کہ ایک دن اہل مدینہ سے تو نے

(بقیہ حاشیہ از صہ گذشتہ)

کا حاکم اور والی تمھیں بناتا کیونکہ میں تجھے زیادہ اپنا مخلص اور صالح کسی دوسرے کو نہیں جانتا کیونکہ میرے والد بزرگوار معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی مرض موت میں وصیّت کی تھی کہ اگر تجھے اہل حجاز کی بابت کوئی واقعہ پیش آئے تو اس کا علاج مسلم بن عقبہ سے ڈھونڈھنا مسرف یہ بات سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے امیرالمؤمنین تجھ کو قسم ہے یہ کام میرے سوا کسی سے نہ کرانا کیونکہ اہل مدینہ کا مجھ سے زیادہ کوئی اور دشمن نہ ہوگا میں نے اس کے بارے میں ایک خواب دیکھا ہے کہ غرقد کے درختوں میں سے ایک درخت اپنی شاخوں سمیت بقیع میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے انتقام میں فریاد کر رہا ہے۔ میں نے اس درخت کے قریب جاکر دیکھا تو وہ درخت کہہ رہا ہے یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے ہوگا۔ اس روز سے میں نے قتال اہل مدینہ کی فال اوران کے قتل کی تمنا اور اپنے دل میں قاتلانِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کا انتقام کا ارمان نکالنے کی تسلّی دے رکھی ہے۔ یزید نے جب اس کی یہ مستعدی اور کمال رغبت دیکھی تو کہا جلدی کرو اور مدینہ کی جانب متوجہ ہوجاؤ کیونکہ تو ان کا حریف ہے۔ اگر وہ لوگ تمہارے مدینہ کے دخول قبول بیعت اور اطاعت میں سدّراہ ہوں تو بے دریغ تیغ سے چھوٹے بڑے کو قتل کرتا جا اور تین روز تک ایک کو بھی نہ چھوڑنا اور ان کا سب مال و متاع لوٹ لینا اور اگر وہ بیعت اور اطاعت قبول کرلیں تو ان سے تعرض نہ کرنا اور پھر وہاں سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف جانا اور ان کا کام تمام کرنا۔

(بقیہ صہ آئندہ پر)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

مدینہ کا دشمن نادان: صرف ناعاقبت اندیش شہدائے حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگوں کے قتل کرنے کے اب بھی میں دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے زیادہ اور کوئی بدبخت نہ ہوگا۔

دشمن کا جی خوش: ذکوان مولیٰ مروان سے روایت کرتا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مرض کی دوائی کھا کر کھانا طلب کیا۔ طبیب نے منع کیا اور کہا کہ ابھی دوائی کھائی ہے غذا ابھی نہ کھایئے ورنہ دوا اثر نہ کرے گی اس نے کہا کہ اب میں جینے کی تمنا کس لیے کروں؟ میں نے قاتلانِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا ہے میری تمنائے دل پوری ہو چکی ہے اب سوائے موت کے مجھے کوئی چیز محبوب نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاکوں کے قتل کرنے سے مجھ کو سب گناہوں سے پاک کر دیا ہے۔ (معاذ اللہ)

بدبخت بدبختی پہ خوش: یہ اس بدبخت کی نہایت کمال حماقت، جہالت اور شقاوت پر مبنی ہے اس لیے کہ ایک ایسی مرحومہ جماعت کا قتل ایک ایسا جرم اور گناہ ہے کہ اس کے وبال اور نکال سے ان نالائق کو چھوٹنا محال اور مشکل ہوگا بخشا جانا تو ایک امر محال یا خواب و خیال ہے۔

چیدہ چیدہ صحابہ شہید: صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جنھیں جبراً قتل کیا گیا۔ ایک تو عبداللہ بن حنظلہ غسیل رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے سات بیٹوں سمیت شہید ہوئے اور عبداللہ بن زید حاکی وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

میں سمجھتا ہوں وہ تیرا خیر خواہ ہے۔ جب یزید نے خلافت سنبھالی تو اہل مدینہ

(حاشیہ گزشتہ صفحہ سے)

جو فتح مکہ کے وقت حاضر تھے اور اپنی قوم کا جھنڈا ان ہی کے ہاتھوں میں تھا۔

مروان یزید کا مقرب ؛ مسرف شقی اور مروان بن الحکم شہدائے حرم کی لاشوں کے گرد بطور سیر و تماشا پھرتے پھراتے جا رہے تھے اچانک ان کی نگاہ عبداللہ بن حنظلہ غسیل رضی اللہ عنہ پر پڑی جو اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ مروان نے کہا واللہ تو نے بعد موت اگر انگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہے تو ہم نے کس قدر انگلیاں اپنی حیات میں تمہارے ہاتھوں سے (ظلم سے) آسمان کی طرف اٹھائی تھیں اور خدا کی درگاہ میں کتنی عاجزی اور زاری کی اور کتنی دعائیں مانگیں۔ ایک آدمی نے جب باتیں سنیں تو کہا اگر اس جماعت کا حال ایسا ہے جیسا تو کہہ رہا ہے تو ہم سب کی دعائیں اہل جنت کے حق میں تھیں۔ وہ بولا یہ لوگ مخالف دین تھے انھوں نے عہد دین توڑ دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد مروان یزید کے پاس گیا۔ یزید نے اس کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنا خاص مقرب بنا دیا۔

یزیدیوں کی صحابی رسول سے بدسلوکی ؛ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان ناعاقبت اندیشوں نے گستاخی کی تھی۔ مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کی ریش مبارک جڑ سے نوچی ہوئی ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا صورت ہے کیا آپ اپنی داڑھی سے کھیلا کرتے یا اسے نوچا کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا نہیں یہ مجھ پر اہل شام کا ظلم ہوا ہے۔ واقعہ "حرہ" میں ایک

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

کا وفد آیا جن کا سربراہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ تھا یزید نے ان کی عزت و تکریم کی لیکن

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)
جماعت شامیوں کی میرے گھر گھس آئی اور جو کچھ مال متاع اور اسباب تھا سب لوٹ لے گئی۔ اس کے بعد دوسری جماعت گھسی۔ انھوں نے جب میرے گھر میں کچھ نہ پایا تو غصہ میں آ کر ساری بار ہی میری داڑھی اکھیڑ کر اس حال میں کر دی جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ خلاصہ یہ کہ اس واقعہ میں ظالموں نے خارج کیا۔ اذیتیں پہنچائیں۔ ان بدبختوں سے اور بہت سے ایسے واقعات جگر سوز واقع ہوئے

مسلم بن عقبہ کو قبر کا عذاب: جب مسلم بن عقبہ مسرف بدکردار جبر و اکراہ سے اہل مدینہ کی بیعت یزید پلید کے حق میں لے رہا تھا۔ اکثر لوگوں نے تو خوف سے بیعت کی اور اطاعت قبول کر لی۔ ان میں ایک شخص جو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا تھا نے کہا کہ میں نے بیعت اطاعت پر کی ہے معصیت پر نہیں کی مسرف نے اس کی بیعت قبول نہ کی اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ جب وہ قتل ہو گئے تو ان کی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس پر قدرت دلوائے تو واللہ میں اس کو مردہ یا زندہ جلوا دوں۔ جاننا چاہیئے کہ جب مسرف قتل اور لوٹ مار مدینہ سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ و مقاتلہ کے لیے روانہ ہوا۔ وہ مکہ کے راستہ میں تین روز کے بعد جس مرض میں مبتلا تھا اسی سے واصل جہنم ہوا وہ نیک بی بی اپنے عہد کے مطابق چند غلام لے کر تین روز بعد اس کی قبر پہ گئی کہ اس کو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرے جب اس کی قبر کھودی دی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن سے لپٹا ہوا ہے اور اس کے ناک کی ہڈی چوس رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھ کر خوف سے ڈر گئے اور اس بی بی کو کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے اعمال کی سزا دی ہے اور تمہاری طرف سے انتقام لے ہی لیا بس

(بشکریہ ...)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

یہی عذاب اس پر کافی ہے۔ اُنھوں نے کہا نہیں واللہ جب تک میں اپنا عہد جو خدا سے کیا ہے پورا نہ کر دوں گی ہرگز درگزر نہ کروں گی۔ پھر کہا اسے پاؤں سے نکالو مگر اس طرف بھی اژدہا پایا۔ پھر اس بی بی نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھ کر حق تعالیٰ سے دُعا کی! الٰہی تو جانتا ہے کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے لیے تھا۔ مجھے فرصت دے کہ میں اس کو نکال کر گڑھے میں جلا دوں اس کے بعد ایک لکڑی لے کر سانپ کی دم پر ماری وہ گم ہو گیا پھر اس کی لاش نکلوائی اور جلوادی۔ واقدی کہتے ہیں کہ وہ بی بی میری تحقیق میں یزید بن عبداللہ بن زمعہ کی ماں تھیں جب مسرف مدینہ سے مکہ کی طرف حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے نکلا یہ بی بی اپنی قوم کے ساتھ الگ الگ مسرف کے دو تین منزلوں تک پیچھے رہی مگر جب اس نے اس کی موت کی خبر سُنی آپہنچیں اور اس کو قبر سے نکلوا کر سولی پر رکھ دیا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے مسرف کو دار پر دیکھا ہمیں بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے اس کو دار پر سنگسار بھی کیا اور جلانے کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے۔ شاید سولی پر رکھنے کے ایک دو دن بعد جلا دیا گیا ہو اور جس شخص نے جلانے کا حال بیان نہیں کیا غالباً اس نے جلانے سے پہلے سولی پر دیکھا ہوگا۔

یہ وہی حرہ ہے جس میں صحابہ و تابعین کے علاوہ بہت بڑے محبوبانِ خدا شہید ہوئے اور مدینہ طیبہ کی بے حرمتی بلکہ مسجد نبوی کی بے ادبی وگستاخی کا سیاہ داغ ایسا ہے کہ یزید کے دامن کو لاکھوں بار دھونے سے نہ اُترے لیکن یزید پرست اس کی شان کے قصیدے پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے۔ فقیر

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

توڑ ڈالی۔ اہل مدینہ اس کے کہنے پر چلے۔ یزید کو اہل مدینہ کی خبر پہنچی تو اس نے

(بقیہ حاشیہ از صد گزشتہ)

صرف یہاں ان دو بزرگوں کی تحریریں معرض وجود میں لاتا ہے جو ہمارے دور سے سینکڑوں سال پہلے گزرے ہیں۔ مخالفین تو نہیں مانیں گے لیکن اہل انصاف کو ضرور فائدہ ہوگا۔

۱۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

حدیث پاک کی مشہور کتاب "مشکوٰۃ شریف" ہے۔ اس کتاب کا فارسی ترجمہ مختصر شرح کے ساتھ اشعۃ اللمعات کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے مترجم اور شارح حضرت شیخ دہلوی کی شخصیت بھی محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے اشعۃ اللمعات کی چوتھی جلد کے "باب مناقب القریش وذکر القبائل کی ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے یزید پر روشنی ڈالی ہے پہلے اس حدیث کو پڑھیے پھر ان کی رائے کا مطالعہ کیجیے۔

حدیث: عن عمران بن حصین قال بات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت عمران مرد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء و حالانکہ آنحضرت ناخوش میداشت سہ قبیلہ را۔ ثقیف کہ حجاج بن یوسف ظالم مشہور از آں جا است۔ بنی حنیفہ کہ مسیلمہ کذاب ازاں جا بود۔ وبنی امیہ کہ عبیداللہ بن زیاد کہ مباشر قتل امام شہید حسین ابن علی علیہما السلام از ایشاں بود کذا قیل۔

مروان بن حصین سے مروی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس حال میں وصال فرمایا کہ آپ تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ ایک قبیلہ ثقیف ہے جس قبیلہ میں مشہور ظالم حجاج بن یوسف گزرا ہے۔ دوسرا قبیلہ بنی حنیفہ جس قبیلہ کا مسیلمہ کذاب فرد تھا اور تیسرا بنی امیہ کا قبیلہ ہے جس قبیلہ سے ابن زیاد کا تعلق

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

ان کے مقابلہ کے لیے مسلم بن عقبہ کو تیار کر کے روانہ کیا۔ ادھر اس کے مقابلہ کے لیے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

ہے جو امام شہید حسین بن علی علیہما السلام کی شہادت کا مرتکب ہے۔

علم غیب: لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تین قبیلوں کے ناپسند فرمانے کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ مذکورہ بالا تینوں افراد ایسے گزرے ہیں جن کے سیاہ کارناموں کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تین قبائل سے ناخوش تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے کردار کا علم اللہ کے دیئے ہوئے علم سے قبل ہی معلوم ہو چکا تھا۔ اس لیے آپ کے قلب مبارک پر یہ قبائل گراں تھے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کا ثبوت بہم ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق کو بنی امیہ کی ناپسندیدگی کی علت محض ابن زیاد کو قرار دینی پسند نہیں ہے چنانچہ اس توجیہہ پر اس طرح تنقید فرماتے ہیں:۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تنقید: و عجب است از ایں قائل کہ یزید را نگفت کہ عبیداللہ ابن زیاد بود وہر چہ کرد بامر وے و رضائے وے کرد و باقی بنی امیہ ہم در کارہائے شنیع تقصیر نہ کردہ اند یزید و عبیداللہ را چہ گوید و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت در خواب دید کہ بوزنہ ہا بر منبر شریف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بازی می کنند و تعبیر آں بہ بنی امیہ کردہ دیگر چیز ہا بسیار است چہ گوید۔ (رواہ الترمذی و قال ہذا حدیث غریب)

ازالہ وہم از احادیث: اس قائل کے حال پر تعجب ہے کہ یزید کا نام نہ لیا حالانکہ ابن زیاد کا بھی امیر یزید ہی تھا۔ ابن زیاد نے جو کچھ بھی کیا یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا۔ ایک ابن زیاد اور یزید ہی کیا باقی بنی امیہ نے بھی اپنے اپنے سیاہ کارناموں میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ صرف یزید و ابن زیاد کو کیا کہا

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

اہل مدینہ نے بہت بڑی جماعت کو تیار کر لیا۔ جب جنگ شروع ہوئی تو خوخاں

(بقیہ صد گذشتہ سے)

جائے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ نے منبر شریف پر بندر کھیل رہے ہیں۔ آپ نے اس خواب کی تعبیر بنی اُمیہ ہی کو قرار دیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں بنی اُمیہ کے متعلق حدیثوں میں ہیں۔ ان کے متعلق کیا کہا جائے۔

آپ نے دیکھا حضرت شیخ نے یزید اور دوسرے اُموی حضرات کے حالات کس تاسف و اندوہ کے ساتھ بیان فرمائے ہیں اور بنی اُمیہ کے کردار کے متعلق دوسری حدیثوں کی جانب "دیگر چیزہا بسیار است" فرما کر اشارہ فرمایا ہے۔ کیا کسی متقی اور عادل خلیفہ برحق کے خلاف ایسی شہادتیں موجود ہیں وہ بھی صرف مورخ محض کی گواہی نہیں ہے۔ یہ تنقید محض تاریخی زیب داستان کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ حدیث کی جملہ احتیاطوں کی بنیاد پر مبنی ہے۔ یہ اس کا قلم چل رہا ہے جو محقق علی الاطلاق ہے جو فن حدیث میں بلند پایہ ہے جس کی علمی نگاہ سے علم کلام فقہ، عقائد، حدیث اور کوئی بھی فن اوجھل نہیں۔ پھر مذکورہ بالاحدیث کے مخرج بھی امام ترمذی ہیں جنھوں نے اپنی جامع ترمذی میں اس کو نقل کیا۔

۲۔ علامہ جلال الدین سیوطی

محدث اعظم، مفسر اکبر علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب "تاریخ الخلفاء" دیکھئے کہ یزید کی کیا بھیانک شکل نظر آرہی ہے۔ کیا ایسے جلال الملۃ والدین کی جلیل القدر شہادت کے ہوتے ہوئے کسی کے غلط قول سے یزید کا تقویٰ اور اس کی عدالت ثابت ہوسکتی ہے چنانچہ لکھا ہے:

واخرج الرویانی فی مسندہ عن ابی الدرداء سمعت النبی

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

کی طرف شامی لشکر کی طرف سے نعرہ تکبیر کی آواز آئی۔ اس سے اہل مدینہ کا نور

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول اوّل من یبدل سنتی رجلٌ من بنی اُمیّۃ یقال لہٗ یزید۔

رویانی نے حضرت ابو درداء سے اپنی مسند میں تخریج کی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میری سنت کا بدلنے والا پہلا شخص بنی اُمیہ سے ہوگا جس کو لوگ یزید کہا کریں گے

(ف) کیا متقی اور عادل اسی کو کہتے ہیں جو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بدل ڈالے تقویٰ و عدالت تغیر و تبدل سنت کا نام ہے؟

۲۔ وقال نوفل ابی الفرات کنت عند عمر بن عبد العزیز تذکر رجل یزید فقال امیر المومنین یزید ابن معاویہ فقال تقول امیر المومنین و امر بہ فضرب عشرین سوطا۔

نوفل بن ابی الفرات نے فرمایا کہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس حاضر تھا۔ پس ایک شخص نے یزید کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کو امیر المومنین یزید ابن معاویہ کہا۔ یہ سننا تھا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا پارہ گرم ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے اور پھر آپ کے حکم سے اس قائل کو بیس ۲۰ کوڑے مارے گئے۔

عمر بن عبد العزیز: حضرت عمر ابن عبد العزیز بنی اُمیہ کے چشم و چراغ ہیں مگر دیکھیں پرویں غالب ہے تو یزید کو امیر المومنین کہنا بھی برداشت نہ کر سکے اور تعزیراً بیس کوڑے کی سزا دی۔ اس دور کے دینی ملیں یزید کو امیر المومنین خلیفہ برحق متقی اور عادل کہنے والے کو کون سزا دے۔ کاش! آج بھی وہ دور ہوتا ہے نہ معلوم ان الفاظ کی توہین کے سلسلہ

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

ٹوٹا۔ انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مسلم بن عقبہ نے بیعت لی اور کہا کہ اب تم یزید کے غلام ہو اب وہ چاہے تو تمھیں بیچ ڈالے یا مفت آزاد کر دے۔

لشکر یزید کی خباثتیں

مجدالدین وغیرہ نے فرمایا کہ اہل مدینہ کی اولاد کو قید کر دیا اور زنا مباح کیا اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ عورتیں جو اس دوران حاملہ ہوئیں انھیں اولاد حرہ سے یاد کیا جاتا۔

فائدہ: ابن جوزی نے ہشام بن حسان سے روایت کی ہے فرمایا کہ حرہ کی جنگ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے زنا سے بچے جنے۔

صحابہ شہید ہوئے

اس دن چیدہ چیدہ صحابہ ظلماً شہید ہوئے ان میں عبداللہ بن حنظلہ آٹھ صاحبزادوں سمیت اور عبداللہ بن زید جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضوء کا بیان کرتے تھے اور معقل بن سنان اشجعی جو فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے اور ان کے ہاں اپنی قوم کا جھنڈا تھا انہی کے حق میں شاعر نے کہا

الا تلکموا الانصار تبکی سراتہا
و اشجع تبکی معقل بن سنان

ترجمہ "وہ انصار جن پر سب سردار روئے ان میں معقل بن سنان اشجعی بھی تھے جن پر بہت لوگوں نے گریہ کیا۔"

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

میں کتنے کوڑے لگوائے جاتے اسلام کے اس مجدد اول نے مخالفین کے مدح کی کچھ قدر نہ کی، نہ معلوم ان کو یہ کیا کہیں گے جس طرح یزید کے مبدل سنت ہونے کی پیشگوئی لسان نبوت سے ثابت ہے۔ اس طرح عمر بن عبدالعزیز کے مجدد و محی سنت

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات حقیقی ہے

ابن الجوزی سعید ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حرہ کی راتیں میں نے مسجد نبوی میں گزاریں وہاں میرے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اہل شام ٹولیاں بنا کر آتے اور مجھے دیکھ کر کہتے اس بڈھے پاگل کو دیکھو۔ (کیا کر رہا ہے) مسجد نبوی میں ہر نماز کے وقت میں اذان کی آواز مزار پاک سے سنتا تھا پھر نماز کی اقامت ہوتی میں بھی آگے بڑھ کر نماز باجماعت میں شامل ہو جاتا حالانکہ وہاں مسجد نبوی میں میرے سوا بظاہر اور کوئی نہیں تھا۔

فائدہ: اہل مدینہ مسلم بن عقبہ کو مسرف (حد سے بڑھنے والا) کے نام سے یاد کرتے اس لیے کہ اُس نے اہل مدینہ کی خونریزی میں حد سے تجاوز کیا اور اسے مجرم بھی کہا کرتے اس لیے کہ جس طرح کا جرم اس سے ہوا کسی کو ایسی بدقسمتی بہت کم نصیب ہوگی۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مسلم بن عقبہ کے ہاں

مروی ہے کہ حضرت علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسلم بن عقبہ کے ہاں تشریف لائے تو دیکھ کر کانپ گیا بلکہ اعزاز کرتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور اپنے قریب بٹھایا اور عرض کی کیا حکم ہے۔ آپ نے ان تمام کی سفارش فرمائی جنھیں اس نے قتل کرنے کے لیے قید میں رکھا ہوا تھا یہ کہہ کر اُٹھ کر چلے آئے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کیا پڑھتے رہے جب کہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

ہونے کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ یہ سب غیب دانی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی واضح علامات ہیں۔

مزید یزید خبیث کے متعلق تصانیف علمائے اہلسنت پڑھیے۔

Marfat.com

ہم آپ کے لب مبارک ہلتے دیکھتے تھے آپ نے فرمایا میں یہ دعا پڑھتا رہا

اللّٰھم رب السمٰوٰت السبع وما اظللن والارضین السبع وما اقللن ورب العرش العظیم ورب محمد وآلہ الطیبین الطاھرین اعوذبک من شرہ وادرء بک فی نحرہ اسئلک ان ترینی خیرہ وتکفینی شرہ[1]

ترجمہ: اے ساتوں آسمانوں اور وہ جو سایہ کرتی ہیں اور ساتوں زمینوں اور وہ ساتوں زمینیں اور وہ اس پر چلتی ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کی آل پاک کے رب کی قسم میں تیرے سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری قدرت سے اس کے سینہ میں مارتا ہوں میں تیرے حضور سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اس کی خیر دکھا۔ اس کے شر سے میری کفایت کر۔"

مسلم بن عقبہ سے پوچھا گیا کہ پہلے تو تم اس نوجوان کو گالی دیتے تھے بلکہ اس کے بزرگوں کو بھی برا بھلا کہتے لیکن وہ جب تشریف لایا تو تم نے اس کی بہت بڑی تعظیم کی اس نے کہا میں نے از خود تھوڑا کیا تھا قدرتی طور پر اس کا میرے قلب پر رعب چھا گیا تھا۔

مسلم بن عقبہ کی موت

جب مسلم بن عقبہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کے لیے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں مر گیا۔ اس کے پیٹ میں خون اور پیپ

---

[1] اس میں اشارہ ہے کہ ظالم کے ظلم سے بچنے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اویسی غفرلہٗ

Marfat.com

بھر دیا جس کی وجہ سے وہ بدبخت قدید (جگہ کا نام) میں واصل جہنم ہوا۔ بعض نے کہا ہرشی کے مقام پر مرا۔ یہ حرہ سے تین دن بعد کی بات ہے۔ اور اس بدبخت نے مرتے وقت حصین بن نمیر کو کہا کہ میرے بعد امیر المومنین (یزید خبیث) نے تجھے امیر اور حاکم بنایا ہے۔ فلہذا تم فوراً مکہ معظمہ میں پہنچ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی سرکوبی کیلئے منجنیق نصب کر کے پتھروں سے مارو اور وہ کعبہ میں پناہ لے تو کوئی پرواہ نہ کرو منجنیق چلاتے رہو۔ حصین بن نمیر نے اس کی وصیت کے مطابق چوبیس روز کعبہ مکرمہ کو گھیرے رکھا اور خوب جنگ کی اور منجنیق کعبہ معظمہ کی طرف کر کے برابر پتھر پھینکتا رہا۔ اس کے لشکر میں ایک شخص تھا جس نے اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگا دی۔ یک لخت تیز ہوا چلی جس سے کعبہ معظمہ کو آگ لگ گئی۔ اندریں اثناء یہ خبر پہنچی کہ یزید واصل جہنم ہو گیا ہے۔ اس کی موت کی خبر ربیع الآخر کی پہلی تاریخ کو پہنچی حرہ اور یزید کی موت میں کم و بیش تین ماہ کا عرصہ ہے وہ ربیع الاول کے نصف میں گلے کے درد اور ذات الجنب کے عارضہ سے مر گیا۔ یزید کے دور میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور واقعہ حرہ اور کعبہ معظمہ پر منجنیق کے ذریعے پتھر پھینکنے جیسے شنیع امور ہوئے جو یزید کی بدقسمتی کا بین ثبوت ہے۔ع

ع ہماری بدقسمتی یا کچھ اور کہ ہمارے دور میں ایک فرقہ یزید کی عقیدت میں اتنا غالی ہے کہ اسے امام برحق اور قطعی بہشتی و دیگر بڑے اعلیٰ عہدے کا حقدار سمجھنے سمجھانے میں مصروف ہے لیکن ساتھ یہ بھی ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ابھی اسے خدا نہیں کہا ورنہ اسے خدا ماننے والے بھی گزرے ہیں۔ دیکھئے امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تطہیر الجنان واللسان صفحہ

Marfat.com

واقعہ حرہ کی غیبی خبریں

۱۔ واقدی نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے جب حرہ زہرہ سے گزرنے تو ٹھہر کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ یہ بات آپ کے ساتھیوں کو ناگوار گزری سمجھا یہ کہ شاید سفر کی وجہ سے ایسا ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

حاشیہ بقیہ گزشتہ

میں فرماتے ہیں:

طائفة سیمون الیزیدیة یبالغون فی مدح یزید

ایک ٹولہ خارجیوں کا ایسا بھی ہے جو یزید کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں۔

اس کے حاشیہ پر لکھا کہ:

الیزیدیة . . . . . فرقة من اهل البدع ینسبون الی الاسلام ولیسوا من زمرة المسلمین و یقال لهم یزیدیة الخوارج . . . . . وظهر فیها الغلو فی شیخهم ثم لقبوا بالیزیدیة ایضا لقولهم بالوهیة یزید بن معاویة۔

اہل بدعت کا ایک ٹولہ یزیدیہ بھی ہے جو خود کو مسلمان کہتے ہیں حالانکہ وہ مسلمان نہیں ہیں وہ خارجی یزیدی کہلاتے ہیں انھیں اپنے شیخ یزید کے بارے میں اتنا غلو تھا کہ وہ یزید بن معاویہ کو الوہیت کا مرتبہ دیتے ہیں۔

لہ لیکن قسمت کے مارے اسے امام وقت نا معلوم کن کن درجات کا مالک مانتے ہیں

Marfat.com

عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ما الذی ما رأیت ۔ آپ نے کیا دیکھا

آپ نے فرمایا:

اما ان ذلك ليس من السفر کم ھذا۔

تمہارے اس سفر کی وجہ سے نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی:

فما ھو ۔ تو پھر کیا ہوا

آپ نے فرمایا:

یقتل فی ھذہ الحرۃ خیار اُمتی

اس حرہ میں میری اُمت کے پسندیدہ لوگ شہید ہوں گے

۲۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم تورات میں پڑھتے تھے کہ حرہ میں بہت قتل و غارت ہو گی اور اس حرہ شرقیہ میں ایسے لوگ شہید ہوں گے جن کے چہرے چمکتے دمکتے ہوں گے اس حرہ کو حرہ واقم کہا جاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) نے فرمایا ؎

حاشیہ بقیہ صفحہ گزشتہ

یاد رہے کہ یزید کی موت کی خبر پہنچتے ہی اہل شام اور بنو اُمیہ میں اضطراب پھیل گیا جس کی وجہ سے بری طرح شکست کھا کر بھاگے۔ واقعہ حرہ بروز بدھ ۲۷ یا ۲۸ ذوالحجہ ۶۳ھ میں اور مسلم کی موت یکم محرم ۶۴ھ میں اور قتال کعبہ اور اس پر پتھراؤ بروز ہفتہ ۳ ربیع الاول کو اور یزید پلید کی موت نصف ربیع الاول میں ہوئی۔

Marfat.com

فان تقتلونا یوم حرۃ واقم
فنحن علی الاسلام اول من قتل
ونحن قتلناکم ببدر اذلۃ
انبا باسلاب لنا منکم نفل
فان ینجو منہما عائذ البیت سالما
فکل الذی قد نالنا منکم بطل

حاشیہ از صفحہ گذشتہ

یزید پرست

ہمارا دور نہایت تاریکی میں چلا جا رہا ہے۔ آج آنکھوں نے ان تحریروں کو دیکھا جن میں یزید کے ایسے ظلم و ستم کے باوجود اسے امام برحق کہنے لگ گئے ہیں کاش آج ہماری قسمت جاگ اٹھے کہ ایسے تاریک دور میں سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا دین کا حامی پیدا ہو پھر میں دیکھوں کہ یہ لوگ یزید کو کس طرح امام مانتے ہیں۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ و دیگر ائمہ اسلام و علماء اعلام نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ :

رجلا نال من معاویۃ تجفرتہ فضربہ ثلاثۃ
اسواط مع ضربہ لمن مسمی انبہ یزید امیرالمؤمنین
عشرین سہا۔ الصواعق المحرقہ ص ۲۱۱)

ترجمہ: "ایک شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے سامنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شکوہ کیا تو آپ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اور دوسرے شخص کو بیس کوڑے مارے جس نے یزید کو امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا۔"

Marfat.com

ترجمہ: اگر تم ہمیں حرۂ واقم میں شہید کرو گے تو ہم اسلام میں سب سے پہلے شہید شمار ہوں گے۔ ہم نے تمھیں بدر میں ذلیل کر کے قتل کیا جو ہمیں انعامات ملے تھے وہ ہمیں خبر دے رہے ہیں۔ اگر کعبہ کا پناہ گزین بچ گیا تو سامان ہماری طرف سے تمھیں ملے گا وہ تمھارے لیے باطل یعنی لینا ناجائز ہے۔

فائدہ: عائذ البیت سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مراد ہیں

نار حجاز: یہ وہ آگ ہے جو قدرتی طور حجاز میں ظاہر ہوئی لیکن حرم نبوی کے قریب آ کر بجھ گئی۔

غیبی خبریں

(۱) صحیحین میں ہے

لا تقوم الساعة حتى تظهر نار الحجاز۔

قیامت قائم نہ ہو گی جب تک حجاز کی آگ ظاہر نہ ہو گی۔

ا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر احادیث میں مذکور ہے چنانچہ ابن زبالہ سے روایت ہے کہ ایک روز زمانہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ میں خوب بارش ہوئی۔ آپ اپنے دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے گرد سیاحت کے لیے گئے۔ جب مقام "حرہ" پر پہنچے تو اس کے ہر طرف آپ نے پانی کی ندیاں بہتی دیکھیں تو حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت آپ کے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہا جس طرح پانی کی بلبلیں یہاں چل رہی ہیں اسی طرح خون کی بھی یہاں بلبلیں چھلیں گی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے آگے بڑھ کر پوچھا کعب یہ کس زمانہ میں ہوگا آپ نے فرمایا اے زبیر کے بیٹے تو اس بات سے ڈر کہ یہ شاید تیرے ہاتھ پاؤں سے نہ ہو۔

Marfat.com

(۲) بخاری شریف میں ہے،

تخرج نار من ارض الحجاز تضئ اعناق الابل ببصری

ارض حجاز سے آگ ظاہر ہو گی جس سے بصری میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔

(۳) مسند الفردوس میں ہے ایسے ہی کامل بن عدی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً راوی ہے کہ،

لا تقوم الساعۃ حتی یسیل وادمن اودیۃ الحجاز بالنار تضئ لہ اعناق الابل ببصری۔

" قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ حجاز کی وادی آگ سے رواں ہو گی اس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔

ے حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ واقعہ نار حجاز بھی اس شہر مبارک کی کرامت پہ دلالت کرتا ہے اس کے وقوع کی ایک حکمت یہ تھی کہ یہ سرزمین رحمت وشفاعت کی جگہ ہے۔ باوجود اینکہ ظاہر ہوئی اور بجھ گئی اور ظاہر اس لیے ہوئی کہ اس دور میں شریر لوگوں نے لڑائیاں اور دنگا فساد برپا کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عبرت دلانے کے لیے ایسے کیا تا کہ وہ اپنی شرارتوں اور فسادات سے باز آجائیں۔ اور رحمت بھی ظاہر ہے کہ باوجود ہمہ گیر عذاب بن جانے اہل مدینہ بلکہ حرم مدینہ کے لیے امن وسلامتی والی تھی۔ اویسی غفرلہ

ے مجمع البحار میں واو کے بغیر جس بیل ہے

Marfat.com

(۴) احمد کی رجال ثقات کے ساتھ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ذوالحلیفہ نظر آیا تو لوگ مدینہ طیبہ کو جلدی کر کے چلے گئے اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ذوالحلیفہ میں ٹھہر گئے اور ہم بھی وہاں ٹھہر گئے۔ آپ نے صبح کے وقت ان صحابیوں کے لیے پوچھا جو مدینہ پہلے عجلت کر کے چلے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اب تو مدینہ پاک اور عورتوں کی طرف عجلت کر رہے ہیں لیکن ایک وقت آ رہا ہے جب اس وقت آج اچھی گھڑیاں سمجھیں گے پھر فرمایا:

"لیت شعری متی تخرج نار بارض الیمن من جبل الوراق تضئ اعناق الابل ببصری ضوءہ کضوء النھار۔"

ترجمہ: کاش جبکہ ارض یمن میں جبل وراق سے آگ نکلے گی جس کی روشنی سے بصری میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی اور وہ روشنی دن کی طرح روشن ہو گی۔

سوال: مدینہ کی نار تو حجاز سے مشہور ہے۔ حدیث مذکور میں یمن کا لفظ ہے۔

جواب: اگرچہ مدینہ طیبہ حجازیہ ہے لیکن امام شافعی نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ یمانی بھی ہے جیسا کہ امام بیہقی نے ان سے نقل کر کے اس پر ایک حدیث بھی روایت کی ہے۔

(۵) طبرانی شریف میں حذیفہ بن اسد سے مروی ہے کہ:

لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من رومان او رکوبۃ تضئ منھا اعناق الابل ببصری۔

Marfat.com

ترجمہ: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ آگ رومان یا کوہ سے نکلے گی جس کی وجہ سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔

(٦) انہی کی روایت عاصم بن عدی انصاری سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبس وسیل کہاں ہے ہم نے لاعلمی ظاہر کی۔ اس کے بعد ہمارے ہاں سے ایک شخص گزرا ہم نے پوچھا کہاں رہتے ہو۔ اس نے کہا حبس وسیل میں۔ میں سنتے ہی فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچ گیا اور عرض کی ہم سے آپ نے حبس وسیل کے متعلق پوچھا تھا ہم نے لاعلمی ظاہر کی آج ایک شخص وہاں کا مقیم ہمارے ہاں سے گزرا ہے وہ یہ ہے آپ اس سے اس کے متعلق جو چاہیں آپ نے اس سے پوچھا تو کہاں رہتا ہے عرض کی "حبس وسیل" میں۔ آپ نے فرمایا:

اخرج اھلک منھا فانہ یوشک ان تخرج منھا نار تضئ اعناق الابل ببصری۔

ترجمہ: اپنے اہل کو یہاں سے لے جا کیونکہ عنقریب آگ نکلے گی

چند تصانیف اویسی

١- ابواب الصرف	٥- شدہ ترک
٢- فضل الٰہی شرح صرف بہائی	٦- وہابی دیوبندی اتحاد
٣- نعم الحامی شرح شرح جامی	٧- کشکول اویسی
٤- زیارت	٨- شہد سے میٹھا نام محمد

Marfat.com

جس سے اُونٹوں کی گردنیں بصریٰ میں نظر آئیں گی۔

(۷) رافع بن بشر سلمی نے اپنے والدین سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ:

یوشک نار تخرج من حبس وسیل تسیر سیر مطیئة الابل تسیر النہار و تقیم اللیل (الحدیث)

ترجمہ: قریب ہے کہ آگ حبس وسیل سے نکلے گی اس کی سیر اونٹ کی رفتار کی طرح ہوگی وہ دن کو چلے گی اور رات کو ٹھہری رہے گی۔

فوائد

(۱) حافظ ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام احمد کی روایت کے راوی صحاح کے ہیں سوائے رافع کے۔

(۲) حبس (بالضم پھر سکون) یہ جگہ حرہ بنی سلیم اور سوارقیہ کے درمیان واقع ہے اور نصر نے فرمایا کہ وہ فتحہ کے ساتھ ہے۔ بنو سلیم کے دو حرّوں کا ایک ہے۔

(۳) احادیث مذکورہ بالا میں جس آگ کا ذکر ہے وہ واقع ہو چکی جو مدینہ طیبہ کو قبلہ کی جانب مشرق سے سواریہ کے طریق سے آئی جس کا بیان تفصیلی آئے گا (ان شاء اللہ) اور یہ بنو سلیم کے بلاد کی جانب ہے۔

(۴) بدر بن فرحون نے فرمایا ۔ احلیتین کی وادی سے بہتا ہے چلی۔

(۵) قطب قسطلانی نے فرمایا یہ آگ مشرق کی جہت سے آٹھ مرحلہ پر

Marfat.com

ظاہر ہوئی جو مدینہ طیبہ کے قریب ہے جس کا نام الھیلاد کا میدان ہے جو قرابطہ کے گھروں کے قرب میں ہے یعنی مدینہ طیبہ اور احلیین کے درمیان واقع ہے پھر مشرق کی جانب بڑھتی ہوئی احلیین کے قریب پہنچ گئی۔

سوال: کبھی کسی جگہ کا نام لیا جاتا ہے کبھی کسی کا اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب: اس کا ابتدائی ظہور اسی جگہ سے ہوا جس کا اشارہ حدیث شریف

میں ہے۔ جسے لوگوں نے محسوس نہ کیا یہاں تک کہ محل مذکور تک پہنچی جو کہ یہی انذار کا مقام ہے۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئی۔

(۶) نارِ حجاز کے ظہور سے چند روز ہیبت ناک زلزلے آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما نرسل بالآیات الا تخویفًا۔

سوال: یہ عذاب بھری آگ اس مقدس شہر کے قرب میں کیوں واقع ہوئی۔

جواب: اگر کسی دوسرے علاقہ میں ایسی ہیبت ناک آگ کا ظہور ہوتا تو عذاب بن کر امت کو ضرر رساں ہو جاتی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے منافی تھا۔ آپ کے شہر کے قریب میں وقوع ہوا تاکہ انذار بھی ہو جائے اور شہر کی برکت کا ظہور بھی۔

(۷) جب آگ کا زور پھیلا تو اہل مدینہ کا یہ حال تھا کہ

التجئوا فی امرھا الی نبیھم المبعوث بالرحمۃ فصرفت عنھم ذات الشمال وقابلتھما الرحمۃ فکانت بردًا وسلامًا وظھرت برکۃ تربتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی امتہ۔

Marfat.com

ترجمہ، آگ کے معاملہ میں اپنے نبی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پناہ مانگی جس سے وہ آگ بائیں طرف چلی گئی اور اہل مدینہ کو رحمت نصیب ہوئی ان پر آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی اس سے اہل مدینہ پر بلکہ تمام امت پر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی برکت ظاہر ہوئی۔

(۸) امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جمیع اہل الشام کی متواتر اطلاع دینے سے (کہ اس نار کا خروج ہوا تھا) ہمیں اس کا علم یقینی ہے۔

سوال: یہ نار حجاز مشہور ہے امام نووی نے شام والوں کی شہادت کیوں بتائی۔

جواب: یہ آگ ان کے زمانہ کی کوئی اور ہوگی۔

(۹) زلزلہ کا آغاز مدینہ پاک میں یکم جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ میں ہوا لیکن وہ معمولی جھٹکے تھے باوجود مکرر ہونے کے ایک دوسرے کو نہیں پہنچ سکتے تھے۔

ؔ اہل مدینہ قدیم سے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ اور پناہ عالم مانتے چلے آرہے ہیں اب بھی اہل حق آپ کو زندہ اور پناہ کائنات مانتے ہیں۔ اعلیحضرت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ نے کہا۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ایک جگہ مسلمانوں کو سمجھایا کہ ۔ مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں ہے نہ منگتا ہے یہ کہنا کیا ہے

Marfat.com

پھر منگل کے دن شدت اختیار کر لی یہاں تک کہ ان کا کامل ظہور ہو گیا پھر تیسری تاریخ بدھ کی رات کو تہائی شب کے بعد سخت جھٹکے لگے جس سے لوگ گھبرا گئے اور پھر اسی رات سے مسلسل جمعہ تک جاری رہے۔ ان کی آواز بادل کی گرج سے بھی سخت تھی اور زمین گھومتی تھی اور در و دیوار ہلتے تھے یہاں تک کہ ایک دن میں اٹھارہ بار جھٹکے لگے جیسا کہ قطب قسطلانی نے اپنی ایک کتاب میں بیان کیا جبکہ اس نار کے لیئے ایک مستقل کتاب[1] لکھی ہے اور وہ اس وقت مکہ معظمہ میں تھے۔

(۱۰) ابو شامہ نے یہ واقعہ قاضی مدینہ سنان کی کتاب سے ان کا مشاہدہ نقل کیا۔

(۱۱) قاشانی وغیرہ نے اس کے عجائبات بیان فرمائے ہیں۔

(۱۲) قاشانی نے کہا کہ جمعہ کے دن اتنا شدید جھٹکا تھا کہ مسجد شریف کے مینار ہل گئے اور مسجد کی چھت سے سخت آوازیں سنائی دیتی تھیں۔

(۱۳) قسطلانی نے کہا کہ جمعہ کے دوپہر کے وقت یہ آگ ظاہر ہوئی اس کے ظہور کی جگہ سے لے کر خلائے آسمان میں دھواں پھیل گیا جس کی سخت سیاہی نے افق کو ڈھانپ لیا، اور زمین پر اندھیرا چھا گیا گویا رات ہو گئی اور دن کی روشنی بالکل ختم ہو گئی اور مشرق سے آگ کا ایک بہت بڑا شہر نظر آتا تھا۔

آگ کا طول و عرض

قرطبی نے فرمایا کہ بدھ کی شب تیسری جمادی الآخرۃ جمعہ کی چاشت

---

[1] جمل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز

Marfat.com

تک مدینہ منورہ میں بڑے بڑے زلزلے آئے پھر تھم گئے۔ پھر تین ماہ کے بعد آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ گویا ایک برج دار قلعہ یا وسیع شہر کی مانند تھی جیسے آدمیوں کی جماعت اس کو کھینچ رہی ہے جس پہاڑ سے گزرتی اسے راکھ کر دیتی۔ را نگ کی طرح پگھلاتی، بادل کی طرح گرجتی، دریا کی طرح جوش مارتی اور گویا اس سے سرخ اور نیلی نہریں نکلتی ہیں اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتی ہے اور اس کے ساتھ ایک ٹھنڈی ہوا بھی مدینے کی طرف آتی ہے۔

فوائد

(۱) مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ اس کی لمبائی آسمان کی طرف پانچ دن کے سفر کے برابر تھی اور میں نے سُنا ہے کہ وہ مکہ معظمہ اور بُصریٰ کے پہاڑوں سے دیکھی گئی۔

(۲) عارف قسطلانی[1] رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آگ کی روشنی کا ظاہر و باطن پر غلبہ تھا۔ مدینہ طیبہ اور حرم پاک میں سورج اس کی روشنی سے متاثر ہوا یہاں تک کہ سورج کی روشنی زمین پر زرد اور سورج کا رنگ سُرخ نظر آتا تھا اور چاند کی چاندنی ماند پڑ گئی۔

---

[1] یہ وہ امام قسطلانی نہیں جو بخاری شریف کے شارح ہیں اس لیے کہ یہ تو ۹۲۲ھ میں فوت ہوئے یعنی امام سمہودی مصنف وفاء الوفاء و خلاصہ کی موت سے گیارہ سال بعد۔ بلکہ یہ قسطلانی قطب الدین ابو بکر محمد بن احمد المکی القسطلانی المتوفی ۶۸۶ھ ہیں (حاشیہ خلاصۃ الوفاء) اویسی غفرلہ

Marfat.com

(۳) ابو شامہ نے فرمایا مجھے ایک معتمد علیہ بزرگ نے فرمایا کہ میں نے اس بزرگ سے سنا جس نے مدینہ طیبہ میں اس کا مشاہدہ کیا وہ یہ کہ اس کی روشنی پر تیمار میں کتاب لکھی جا سکتی تھی حالانکہ اس وقت سورج اور چاند کی روشنی تو بالکل ماند پڑ گئی یعنی وہ تو کسوف و خسوف کی زد میں تھے اور ہم نے ان کے کسوف و خسوف کا اثر دمشق میں محسوس کیا اس لیے کہ ان کی روشنی دیوار دن پر دھیمی دھیمی محسوس ہوتی تھی ہم اس واقعہ کی خبر پہنچنے تک حیران تھے کہ واللہ اعلم یہ کیا ماجرا ہے۔

(۴) عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے سنا ہے جس نے خود آنکھوں سے دیکھا کہ وہ آگ جبال سایہ تک نظر آتی تھی اور بعض نے کہا ہے کہ ہم نے اسے تیماو بصری میں ایسے قریب دیکھا جیسے اہل مدینہ کو قریب نظر آئی۔

(۵) عماد ابن کثیر نے کہا مجھے قاضی القضاۃ صدرالدین حنفی نے بتایا انہیں ان کے والد گرامی شیخ صفی الدین مدرس مدرسہ بصری نے فرمایا کہ مجھے آنکھوں سے دیکھنے والے بہت سے دیہاتیوں نے خبر دی کہ اس آگ کی روشنی سے رات کے وقت اونٹوں کی گردنیں دکھائی دیتی تھیں۔ اس سے ہمیں یقین ہوا کہ جس آگ کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ وہ حجاز سے ظاہر ہو گی وہ ظاہر ہو گئی اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزے کا ظہور ہوا جسے آپ نے صدیوں پہلے خبر دی تھی۔

نکتہ۹: اس کی روشنی دور سے دکھائی گئی تاکہ لوگوں کو خوف خدا پیدا ہو۔
نکتہ: جمعہ کے دن اس لیے ظاہر ہوئی تاکہ معلوم ہو کہ یہ نعمت ہے۔

Marfat.com

اگرچہ بظاہر عذاب محسوس ہوتی ہے اس سے خوفِ خدا رکھنے والے قلوب کو واقعی خوفِ خداوندی کی نعمت نصیب ہوئی چنانچہ امیر مدینہ کے متعلق منقول ہے۔

حکایت (۱)

امیر المدینہ عزالدین منیف بن شیحہ نے تمام غلام آزاد کر دیئے اور شب جمعہ وہفتہ میں تمام اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہو کر خدا تعالیٰ کی درگاہ میں گریہ و زاری میں مشغول ہوئے اور رد مظالم اور ادائیگی حقوق میں کوشش کی تاکہ دریائے مغفرت الٰہی جوش میں آوے۔ شب جمعہ اور شنبہ کو سب مدینے والے اور دیہاتی عورتیں چھوٹے بڑے جمع ہو کر حرم شریف میں رہائش کی اور حجرہ شریفہ کے گرد برہنہ سر ہو کر گریہ و زاری حق سبحانہ بجالائے حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اس آگ کا منہ شمال کی طرف پھیر دیا گیا اور اس بلدہ شریفہ والوں کو آگ کی لپٹیں جو سارے جنگلوں میں پھیلی تھیں وہ وادی اجیلین کی طرف پھیر گئی۔

فائدہ: مورخین اس آگ کے قیام کی مدت تین ماہ بیان کرتے ہیں۔

نکتہ: طویل مدت اس لیے اختیار کی تاکہ اس کے وقوع کا شہرہ دور دور تک پھیلے اور عوام غلط کاریوں سے باز آجائیں اور اس کی عظمت و شدت کو دیکھ کر نار جہنم کو یاد کریں (وغیرہ وغیرہ)

حکایت (۲)

عارف قسطلانی ایک معتبر بزرگ سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المدینہ

Marfat.com

نے چند سواروں کو آگ کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے بھیجا لیکن وہ آگ کی گرمی و تمازت کی شدت سے قریب جانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر وہ سواریوں کو چھوڑ کر پیدل چل پڑے ان کا بیان ہے کہ جب ہم قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ پہاڑوں جیسی چنگاریاں پھیلا رہی ہے۔ اس کی تیز روشنی کی وجہ سے آگ کی حقیقت سے آگاہی نہ پا سکے۔ واپس لوٹے تو امیر المدینہ خود جانے کے لیے کمربستہ ہوئے۔ جب وہ ہمت کر کے آگ کے قریب پہنچنے کی جرأت کی تو دو تیروں کی مقدار تک حرارت نے آگے نہ آنے دیا بلکہ آگے زمین بھی آگ بنی ہوئی تھی اور اس کے پتھر آگ کی میخیں محسوس ہوتی تھیں اور ان کے نیچے آگ تھی اور ان سے آگ کے شعلے پہاڑوں کی مانند اٹھ رہے تھے۔ وہاں کے ریت کے ٹیلے آگ سے تبدیل ہو چکے تھے جو بحر مواج کی طرح موجیں مارتے ہوئے پتھر کے ٹکڑے تو دے آگ میں گرا رہے تھے اور اس کے شعلوں نے افق آسمان کو تاریکی سے بدل دیا۔ ایسے گمان ہوتا تھا کہ سورج اور چاند کسوف وخسوف کی لپیٹ میں ہیں اور ان کی روشنی آفاقِ دنیا سے چھین لی گئی ہے۔

(۳۲)

حکایت

جمال مطری اور عارف قسطلانی کی نقل میں تضاد ہے وہ یہ کہ جمال مطری علم الدین سنجر جو عز الدین منیف امیر المدینہ کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں ان کے آقا امیر المدینہ مذکور نے ایک شخص عربی کے ساتھ بھیجا ہم دونوں سواریوں پہ سوار تھے ہمیں امیر کا حکم تھا کہ تم آگ کو قریب سے دیکھنا

Marfat.com

ہم نے سن رکھا تھا کہ آگ کسی کو اپنے قریب پھٹکنے نہیں دیتی۔ لیکن جب ہم پہنچے تو ہمیں اس کی کوئی گرمی محسوس نہ ہوئی۔ میں سواری سے اُتر پڑا اور بالکل قریب چلا گیا دیکھا کہ وہ نوہی چھوٹے بڑے پتھروں کو نگل رہی ہے میں نے ترکش سے تیر نکال کر تیر کے نیزے کو آگ میں ڈالا لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی یہاں تک کہ گرمی کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔ البتہ اتنا ہوا کہ نیزے کو آگ کھا گئی لیکن تیر کی لکڑی کو محفوظ رکھا۔

فائدہ: مطری فرماتے ہیں آگ، پتھروں اور پہاڑوں کو ہڑپ کر جاتی لیکن درختوں کو چھوڑ دیتی تھی۔[1]

حرم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام

مطری فرماتے ہیں اس سے میری سمجھ میں یہ آیا ہے کہ آگ کو حرم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احترام تھا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام مخلوق کے ہر ذرہ پر فرض ہے۔

قسطلانی کا دوسرا بیان: عارف قسطلانی فرماتے ہیں کہ جب آگ جلتی تھی تو ہر شے کو پیستی اور ہر

---

[1] شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ آگ کے متعلق مختلف اوقات و مختلف احوال کے ساتھ ظاہر ہونا بھی نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے ایسے ہی اس کا کبھی سرد ہونا اور کبھی گرم ہونا وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

شک وتر درخت اور پتھروں پہاڑوں کو راکھ بناتی چلی گئی ۔ اس کا کنارہ مشرقی (پہاڑوں کے مابین) تھا۔ پہاڑ حائل ہوئے تو ٹھہر گئی اور دوسرا کنارہ شامی تھا وہ حرم کے متصل تھا یعنی جبل وغیرہ اس کی شرقی جانب جبل اُحد کے متصل تھی ۔ اور وہ وادی شفاۃ جس کے کنارے میں وادی حمزہ (رضی اللہ عنہ) ہے ۔ سے چلی تو حرم نبوی کے سامنے آکر نہ صرف ٹھہری بلکہ بجھ گئی ۔

حرمِ مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا مشاہدہ

(۱) حضرت عارف قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک معتبر آدمی سے سُنا ہے کہ :

وادی میں ایک بڑا پتھر پڑا تھا جس کا نصف حصہ تو حرم کے اندر اور نصف باہر کا حصہ تو آگ میں خاکستر ہو گیا مگر نصف اندر کے حصہ تک جب آگ پہنچی تو بجھ گئی ۔

(۲) ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں کہ :

آگ علاقہ شام سے بڑھتی چلی آئی یہاں تک کہ قرب احد شریف میں قرین الارنب میں آکر نہ صرف رک گئی بلکہ بجھ گئی ۔

فائدہ : یہی زیادہ معتمد علیہ اور یہی معجزہ ہونے کے اعتبار سے موزوں تر ہے ۔

(۳) ابو شامہ نے قاضی سنان کی کتاب سے مشاہدہ نقل کیا ہے وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ آگ وادی شظاۃ سے گزر کر

Marfat.com

جبل اُحد کے بالمقابل ٹھہر گئی اور حرہ عریض کے قریب ٹھہرنے کو تھی (یہانتک کہ قتیرہ جو کہ حرم مدینہ کو متصل ہے) کے قریب ٹھہری اور حرہ عریض کے قریب پہنچ کر بجھ گئی اور مشرق کو چلی گئی۔

آگ کی روانی وجولانی

مورخین لکھتے ہیں کہ وہ آگ وادی میں سیلاب کے ریلے کی طرح رواں دواں تھی۔ اس کا طول چار فرسنگ (۱۲ میل) اور عرض چار میل اور گہرائی آدمی کے ڈیڑھ قد کے برابر تھی۔ جب وہ رواں دواں تھی تو پتھر چونے کی طرح پگھلتے چلے جاتے یہاں تک کہ منتہائے حرہ میں مشرق کی جانب وادی کے نزدیک جمع ہوتے رہے اور جبل وغیرہ کی طرف وادی شظاۃ کے وسط میں آگ سے پگھلے ہوئے پتھروں کی ایک مضبوط دیوار بن گئی۔

فوائد

(۱) وہاں پر تا حال دیوار کے آثار موجود ہیں جو جبس کے نام سے مشہور ہے۔
(۲) عارف قسطلانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے معتبر بزرگوں سے فرماتے سنا ہے کہ اسوقت میں نے اس دیوار کو ناپا تو ایک پتھر اُوپر سے

---

[1] یہ آگ ۳ جمادی الآخرۃ جمعہ کو شروع ہو کر ۲۷ رجب کو ختم ہوئی۔

[2] اس دیوار کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مفسد لڑاکو اس راستہ سے ساکنان شہر خوبان یعنی مدینہ طیبہ کو تنگ کرتے تھے اس دیوار نے ان کے داخلے بند کر دیئے۔

پندار کہ ہر کار خداوند خطا ست ... نزد انکہ اُو ہر چہ کند عین صلاح ست

(جذب القلوب)

Marfat.com

سے نیچے پھینکا۔ زمین اصلیہ تک پہنچنے تک ایک طویل تیر کے برابر محسوس ہوا۔

(۳) اسی وجہ سے وادی شظاۃ کے دو حصے محسوس ہوتے تھے اور آج اس وادی کی دیوار کے پیچھے سیلاب کا پانی رک جاتا ہے بارشوں کے دوران تاحدنگاہ لمبا چوڑا دریا نظر آتا ہے اس دیوار کے ٹوٹنے کی غیبی خبر کا بیان آئیگا۔ (انشاء اللہ)۔

---

۱ دورِ حاضرہ میں اس کا نام عاقول ہے (حاشیہ خلاصۃ الوفاء)

۲ ۔ نارِ حجاز نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ امت کے ہر فرد نے مانا اور یہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت اور ما فی الغد میں داخل ہے جبکہ مخالفین کہتے ہیں کہ "خمس لا یعلمھن الا اللہ" پانچ علم وہ ہیں جنھیں خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صدقے بہت سے اولیاء کرام ان پانچوں علوم میں سے بہت سے جزئیات سے نوازا۔ منجملہ ان کے ایک یہی واقعہ یعنی نارِ حجاز بھی ہے جسے سیکڑوں سال پہلے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا جس کا وقوع ۶۵۴ھ میں المستعصم باللہ (بادشاہ عباسی) کے دور ظاہر ہوئی چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء" خلیفہ مذکور کے حالات میں لکھا کہ ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابو شامہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس مدینہ منورہ سے جو خطوط و مکاتیب آئے ان میں تحریر تھا کہ شب چہار شنبہ ۳ جمادی الآخر کو یہاں بہت زبردست گرج سنائی دی اور اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفے سے زلزلے آتے رہے اور زلزلے

Marfat.com

نارِ حجاز کیا ہے؟

یا کاشف الضر صفحا عن جرائمنا
لقد احاطت بنا یا رب باسأ

حاشیہ گزشتہ صفحہ

کے جھٹکوں کی یہ حالت ۵ جمادی الآخر تک قائم رہی۔ اس کے بعد مقام حرہ میں قرنطہ بن امر کے پاس آگ لگ گئی۔ یہ آگ اتنی شدید تھی کہ مدینہ منورہ میں ہم گھروں میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم کو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آگ بالکل ہمارے پاس کسی جگہ لگی ہے۔ اس کے بعد تمام وادیوں میں سیلاب آگیا اور پانی وادی شطا تک پہنچ گیا ہم لوگ ڈوبنے والوں ________ کی مدد کرنا چاہتے تھے کہ پہاڑ سے لاوا اُبلنے لگا۔ میسر النار اور آنا فانا یہ پہنچا اس لاوے سے آگ کے پہاڑ بلند ہو رہے تھے اور اس سے اس طرح شرارے نکل رہے تھے جیسے آگ کے مینارے کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ اس آگ کی روشنی مکہ معظمہ اور اس کے قرب و جوار تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس موقع پر تمام لوگ جمع ہو کر روضہ مقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے اور توبہ استغفار کی آگ اور روشنی کا یہ سلسلہ ایک ماہ سے کچھ زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ آگ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ خبر متواتر کے اعتبار سے بالکل درست ہے اور یہ وہی آگ تھی جس کی خبر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

نشکو الیک خطوبا لا نطیق لہا
حملا ونحن بہا حقا احقاء

(بقیہ صد گذشتہ سے)
تک سرزمین حجاز سے ایسی آگ بلند نہیں ہو گی جس کی روشنی میں بصریٰ والے اپنے اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔ متعدد لوگوں نے بیان کیا کہ جو اس زمانہ میں بصریٰ میں موجود تھے جو اس آگ کی روشنی میں رات کے وقت اونٹوں کی گردنیں ہم کو اچھی طرح نظر آتی تھیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

انتباہ: ایسے روشن دلائل کے باوجود کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی غیب کا علم نہیں اگرچہ عطائی اور نہ ہی آپ کو علوم خمس سے کچھ عطا ہوا تو اس جیسا بدبخت دنیا میں کوئی نہ ہو گا۔

حضرت خالد بن سنان علی نبینا وعلیہ السلام کا تفصیلی واقعہ صاحب روح البیان نے پارہ نمبر ۶ تحت آیت "علی فترۃ من الرسل" لکھتے ہیں کہ قوم نے انھیں کس طرح ضائع کیا۔

خالد بن سنان علی نبینا وعلیہ السلام کا واقعہ عجیبہ

مروی ہے کہ حضرت خالد بن سنان علی نبینا وعلیہ السلام علاقہ عدن میں اپنی قوم کے ساتھ قیام پذیر تھے کہ ایک غار سے ایک بہت بڑی آگ نکلی جس نے کھیتیاں جلا دیں اور جانوروں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ قوم حضرت خالد بن سنان علی نبینا وعلیہ السلام کے ہاں حاضر ہوئی اور اس بلا سے نجات کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے اپنا عصا اٹھایا اور اس کے پیچھے پڑ گئے اور ہٹاتے ہوئے اسی غار میں اسے دھکیل دیا (جس سے وہ آگ نکلی تھی) آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا کہ میں اس آگ کے پیچھے اس غار میں داخل ہو کر اسے

(بقیہ صد گذشتہ سے آئندہ پر)

Marfat.com

ثم لا نلا تختع الصم العلاب لها
وكيف تقوى على الزلزال شماء

(بقیہ از صد گذشتہ)

بچھاتا ہوں تاکہ مکمل طور پر سمجھ سکے۔ لیکن تین دن مکمل گزر جانے سے پہلے مت بلانا اگر پہلے بلاؤ گے تو میں اس غار سے باہر آ تو جاؤں گا لیکن اس کے بعد جلد مر جاؤں گا۔ چنانچہ یہ فرما کر غار کے اندر تشریف لے گئے۔ دو دن گزرے تو ان سے رہا نہ گیا۔ اودھر شیطان نے بھی انہیں پکارنے پر اکسایا۔ چنانچہ شیطان کے کہنے پر حضرت خالد بن سنان کو پکارا۔ آپ باہر تشریف لائے لیکن سر پہ زخم خوردہ تھے اور فرمایا یہ تمہارے جلد تر بلانے کی نحوست ہے۔ اگر تم جلد تر نہ بلاتے تو میں یہ صدمہ نہ دیکھتا۔ تم نے مجھے اور میری وصیت کو ضائع کر دیا۔ لیکن یاد رکھو کہ اب میں مر جاؤں گا۔ مجھے قبر میں دفن کر دینا لیکن چالیس دن تک میری قبر کی نگرانی کرنا۔ چالیسویں دن میری قبر پر ایک بکریوں کا ریوڑ آئے گا۔ اُن کے آگے ایک کان کٹا گدھا ہو گا۔ جب دیکھو قبر پر آ گیا ہے تو تم قبر کو کھودنا۔ میں تمہیں قبر کے تمام حالات منکشف کروں گا۔ تمہیں اُن کے متعلق ایسا یقین ہو جائے گا گویا تم نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے حضرت خالد کی مزار پہ چالیس یوم تک پہرہ دیا۔ یہاں تک کہ چالیسویں دن وہی بکریوں کا ریوڑ آ پہنچا۔ اور اُن کے آگے آگے وہی کان کٹا گدھا بھی تھا اور وہ گدھا آ کر آپ کے مزار کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اہل ایمان نے چاہا کہ آپ کی مزار کو آپ کے حکم کے مطابق کھودیں۔ لیکن آپ کی اولاد کو جاہلیت کی عار آڑے آئی۔ اور مزار نہ کھودنے دی۔ اور کہا کہ ہمیں لوگ کہیں گے کہ قبر کھودے ہوئے کی اولاد ہیں۔ اس طرح آپ کی دوسری وصیت کے خلاف کیا اور آپ کے ارشادات گرامی کے استفادہ سے محروم ہو گئے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

اقام سبعا یرج الارض فانصدعت
عن منظر منه عین الشمس عشواء

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)

حکایت

حضور سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت خالد بن سنان علیٰ نبینا علیہ السلام کی صاحبزادی حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا مرحبا (خوش آمدید) یہ ایک نبی کی صاحبزادی ہے جن کی قوم ان کے استفادہ واستفاضہ سے محروم ہوئی۔

سوال: حضرت خالد علیٰ نبینا علیہ السلام نے یہ حکم کیوں دیا کہ ان کی قبر کھود دیں تاکہ وہ انھیں برزخ (قبر) کے حالات سے آگاہ کریں۔

جواب ۱: تاکہ عوام کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارشادات پر یقین ہو کہ جو کچھ وہ قبر کے ثواب وعذاب کو فرما گئے وہ یقیناً حق ہیں۔

جواب ۲: حضرت خالد علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی اصلی غرض یہ تھی کہ دنیا کے باشی انبیاء علیہم السلام کے تمام احکام کو حق مان کر ایمان لائیں اور ان پر ثابت قدم رہیں بالخصوص قبر کے حالات جو کہ ان کی آنکھوں سے اوجھل ہیں لیکن جب انبیاء علیہم السلام نے بتائے ہیں تو ان دیکھی بات پر یقین کر لیں۔ اس طرح وہ اہل دنیا پر رحمت کرنا چاہتے ہیں۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ انھیں حضور علیہ السلام کے زمانہ کے قرب کا شرف نصیب ہوا۔

فائدہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دنیا والوں کے لیے رحمت ہی رحمت تھے۔

حضرت تمیم بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے نصرانی تھے پھر سنہ ۹ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بہت ہی عبادت گزار تھے۔ ایک ہی رات میں قرآن مجید پڑھا کرتے

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

Marfat.com

بحر من النار تجری فوقہ سفن
من الھضاب لھا فی الارض ارساء

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)

تھے اور کبھی کبھی ایک ہی آیت کو رات بھر صبح تک بار بار پڑھتے رہتے۔ حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک رات سوتے رہ گئے اور نماز تہجد کے لیے نہ اٹھ سکے تو انھوں نے اپنی اس کوتاہی کا کفارہ اس طرح ادا کیا کہ مکمل ایک سال تک رات بھر نہیں سوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ملک شام میں چلے گئے اور آخیر عمر تک ملک شام ہی میں رہے۔ مسجد نبوی میں سب سے پہلے انھوں نے قندیل جلائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دجال کے جساسہ کا واقعہ اُن سے سُن کر صحابہ کرام کو سنایا۔ (اسد الغابہ ج ا ص ۲۱۵)

چونکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اگلے اوراق میں روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے متعلق کچھ بتانا چاہتے ہیں اسی لیے فقیر بھی مختصر حاشیہ پر لکھ دینا مناسب سمجھتا ہے کیونکہ آج کل زیارت روضۂ رسول کے متعلق حج کے موقع پر عوام کو روکنے کے لیے بہت بُرے طریقے سے رد کیا جا رہا ہے چنانچہ حکومت نجدیہ سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا ہے اس کے صفحہ ۴۹/۵۰ پر یوں لکھا گیا ہے کہ بعض عوام اپنی دعا میں دفع ضرر اور طلب منفعت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کرتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کا یہ فعل شرک اکبر ہے جسے روئے زمین سے محو کرنے کے لیے اللہ جل شانہٗ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ لوگ انھیں پکاریں اور ان سے استغاثہ کریں اور نہ اس لیے بھیجا ہے کہ وہ قضاء حاجات اور دفع کربات کے لیے خدا اور

(بقیہ حاشیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

ترمی بھا شررا کالقصر طائشۃ
کانھا دیمۃ تنصب ھطلاً

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)

اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوں۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو ایک عظیم الشان رسالت اور ایک مہم امانت دے کر اسے پہنچانے اور ادا کرنے پر مامور فرمایا۔ حق تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ نے رسالت کی تبلیغ کی اور امانت کو پہنچایا اور اُمت کو نصیحت کی اور لوگوں کو شرک کی ظلمت اور کفر کی تاریکی سے نکال کر اسلام کے نور ہدایت سے فیض یاب فرمایا۔

اللہ جل شانہ کی ربوبیت اور الوہیت اسی کی مقتضی ہے کہ دعا اور ندا اور نذر اور قربانی وغیرہ تمام عبادتیں محض حق تعالیٰ ہی کے لیے ہوں کسی دوسرے کے لیے خواہ وہ ولی ہو یا نبی یا فرشتہ ہو۔ کیونکہ سب اسی کے پیدا کیے ہوئے بندے ہیں۔ اور اُسی کے مملوک ہیں۔ اور وہ سب کا مالک اور پروردگار ہے لہٰذا ہم تمام مسلمان فرزندانِ توحید کا یہ فرض ہے کہ ان خطراتِ اعمال سے بچتے رہیں جن کو شیطان نے گمراہی کے ہتھیار بنا کر جسمِ توحید کو زخمی کر دیا اور خون آلودہ کر دیا ہے۔ ایسے اعمال سے ہمیں متنبہ اور باخبر رہنا بہت ضروری بلکہ واجب ہے تاکہ ہم اپنی قضاء حاجات کے لیے بجز خدا جل شانہ کے کسی کی طرف رجوع نہ کریں کیونکہ جس کی وفات ہو چکی ہو اس سے کسی مطلب یا حاجت کا سوال کرنا اس قسم کا شرک ہے جو اس کے مرتکب کو ہمیشہ کے لیے عذابِ جہنم کا سزاوار بنا دیتا ہے خواہ جس سے طلب کیا وہ نبی ہو یا ولی ہو یا فرشتہ۔

احادیث کا انکار

اور وہ احادیث جن سے شفاعت کا اثبات ہوتا ہے اس کے انکار میں یوں ہاتھ پاؤں

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

تنشق منها الصخران زفرت
ثم عبّاد ترعد مثل السعف أضواء

مارا جاتا ہے۔ حدیثوں کے لیے لکھا ہے کہ جیسے حدیث:

من حج ولم یزرنی فقد جفانی

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی

اور جیسے حدیث:

من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی

جس نے وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ اور جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کے لیے میرا شفاعت کرنا روا ہے۔

یہ احادیث اور دیگر اس قسم کی تمام احادیث ضعیف اور ان میں سے بعض موضوع بھی ہیں، قابل اعتماد۔ کتب سنت میں ان کا کہیں ذکر تک نہیں اور نہ ائمہ اربعہ اور نہ ہی دیگر ائمہ مسلمین نے انھیں نقل کیا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس قسم کی احادیث پر اعتماد نہ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ:

میری قبر کو موسم اجتماع نہ بنا دینا اور نہ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح کر دینا اور جس مقام پر بھی ہو وہیں سے مجھ پر درود بھیجنا۔ تمھارا درود مجھ تک پہنچے گا۔

مسجد نبوی کی زیارت کرنیوالوں کا فرض

جو لوگ مسجد نبوی کی زیارت کرانے کی خدمت انجام دیتے ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ اپنے تمام اعمال و اقوال میں خدا کا خوف مدنظر رکھیں۔ زائرین کی خدمت کے

(بقیہ حاشیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

منها تكاثف فى الجو الدخان اى
ان عادت الشمس منه وهى دهماء
قد أثرت سفعة فى البدر لفحتها
فليلة التم بعد النور عمياء
تحدث النيرات السبع السنها
بما يلاقى بها تحت الثرى الماء
و قد احاط لظاها بالبروج الى
ان صار تلفحها بالارض اهواء
فبا سمك الاعظم المكنون ان عظت
ضار الذنوب و ساء القلب اسواء
فاسمع رهب و تفضل بالرضى كرمًا
وارحم فكل الفرط الجهل خطاء

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)
سلسلے میں انھیں ایسی ہدایات اور مخلصانہ مشورے دیں جو زائرین کے حق میں مفید اور موجب منفعت ہوں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھاتے وقت زائرین کو ایسے اعمال واقوال سے منع کریں جن کا کرنا یا کہنا شرک یا بدعت ہو، اسی طرح بقیع اور شہداء احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کے وقت بھی ان امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ دیکھیے شرک و بدعت کے خطرات کی آڑ دے کر روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت سے محروم کرنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں۔
اسی لیے فقیر چند معروضات، پر عرض کرتا ہے۔

Marfat.com

فقوم یونس لما آمنوا کشف التعذیب
عنهم و عم القوم نعماء
و نحن أمة هذا المصطفیٰ و لنا
منه الی عفوك المرجو دعاء
هذا الرسول الذی لولاه ما سلکت
محجة فی سبیل الله بیضاء
فارحم وصل علی المختار خطبت
علی تملا منبر الارواق ورقاء

ہم نے اس کا ترجمہ عمداً چھوڑ دیا ہے کیونکہ یہ دعا ہے۔ ترجمہ سے اسے کوئی تعلق نہیں تبرکاً لکھ دی گئی ہے۔

احناف کی مشہور تفسیر
روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن
شائع ہوگیا ہے۔ آج ہی آرڈر دے کر طلب فرمایئے (ادارہ)

Marfat.com

عجائبات

۱۔ اسی سال عجائبات میں سے ایک عجوبہ یہ بھی ہوا کہ پہلی مسجدِ نبوی کو آگ لگی جبکہ مذکورہ بالا آگ حرم کے حدود پر بجھ گئی۔

۲۔ اسی سال دجلہ (دریا) میں زبردست طغیانی آئی جس نے بغداد کے اکثر حصے کو ڈبو دیا اور وزیر کی عالی شان عمارت زمین بوس ہو گئی۔

۳۔ آگ مذکور کے ظہور کے دو سال بعد تاتاریوں نے بغداد میں قیامت صغریٰ برپا کی اور آخری عباسی خلیفہ (معتصم باللہ) اور اس کے اہل و عیال اور دیگر بے شمار اہلِ اسلام مارے گئے یہاں تک کہ ایک ماہ چند دن تک تاتاریوں کی تلوار ظلم میں ڈوب کر مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوتی رہی اور اسلامی کتب جانوروں کے پاؤں کے نیچے بچھائی گئیں اور مدرسے (دار العلوم) مستنصریہ کے ملبے سے جانوروں کی ناندیں بنائی گئیں۔ بغداد انسانوں سے بالکل خالی ہو گیا تو اس پر آگ نے چڑھائی کر دی جس نے دار الخلافہ کے اکثر اعلیٰ مقامات اور والیانِ بغداد کے مقبرہ جات کو جلا کر راکھ بنا دیا۔ بعض دیواروں پر مندرجہ ذیل اشعار عبرت کے لیے کندہ پائے گئے۔

ان مترد عبرة فهذى بنو العباس

دارت عليهم الدائرات

Marfat.com

التبیح الحریم اذا قتل الاحیاء
منھم و احرق الاموات

ترجمہ: عبرت والو عبرت پکڑو یہ بنو العباس ہیں جن پر زمانہ کی گردش ہے۔ ان کے حرم مباح ہو گئے جبکہ ان کے زندہ مارے گئے تو ان کے مردے جلائے گئے۔

اس علاقہ میں موت وفناہ نے ڈیرے جما دیئے۔ خلافت کا بچھونا اُٹھا لیا گیا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ بغداد کا غرقابہ اور نار مذکورہ کا ظہور ایک ہی سال میں ہوا۔

ابو شامہ نے بھی ایک سال لکھا ہے وہ فرماتے ہیں:

سبحان من اصبحت مشیتہ
جاریۃ فی الوری بمقدار
فی سنۃ اغرق العراق
قد احرق ارض الحجاز بالنار

وہ پاک ذات جس کی مشیت مخلوق پر جاری ہے ایک ہی سال میں عراق کو ڈبو دیا اور ارض حجاز کو آگ سے جلا دیا۔

مسجد نبوی آگ کی لپیٹ میں

اسی سال آگ مذکورہ کے بجھ جانے کے بعد کسی سبب کے بغیر مسجد

---

[1] حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ بھی قدرت خداوندی

Marfat.com

مسجدِ نبوی شریف کو آگ لگ گئی ۔ اور مسجدِ نبوی شریف کو آگ لگنے کا یہی سبب پہلا واقعہ ہے (اس کے بعد بھی آگ لگی ہے اس کی تفصیل آتی ہے)

خالد بن سنان علی نبینا وعلیہ السلام کی آگ کا بیان

خالد بن سنان عبسی (علی نبینا وعلیہ السلام) کے واقعہ میں ابن شبہ نے ایک آگ کا ذکر کیا ہے وہ بھی اسی آگ کی طرح ہے ۔

حدیث شریف میں ہے :

نبی ضیعہ قومہ وکانت سالت علیھم نار من حرۃ النار فی ناحیۃ خیبر وکانت الابل تعشی بضوئھا من مسیرۃ ثمانی لیال وان خالد اطفأ عنھم

ترجمہ: نبی (علیہ السلام) کو اپنی قوم نے ضائع کیا ان کے زمانہ میں ایک آگ خیبر کی طرف سے نمودار ہوئی ۔ اونٹوں کی آنکھیں اس کی روشنی سے چندھیا جاتیں جبکہ وہ آٹھ راتوں کے سفر سے روشن تھی لیکن اسے خالد نے بجھا کر ان لوگوں کو عذاب سے بچایا ۔

فائدہ : ہم نے یہ واقعہ اصل کتاب (وفاء الوفاء) میں تفصیل سے لکھا ہے ۔

حاشیہ گزشتہ صفحہ

کے عجائبات سے ہے کہ بلا سبب کہ یہ شہر پاک بالخصوص مسجد نبوی شریف کو آگ لگی اور پھر اسے محفوظ بھی رکھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ شہر امتیازی شان رکھتا ہے اسی لیے یہ دنیا کے تمام شہروں سے افضل ہے ۔ (جذب)

Marfat.com

تمیم داری رضی اللہ عنہ کی آگ بجھانے کی کرامت

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ معاویہ بن حرمل مدینہ پاک میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اذهب الى خير المؤمنين وانزل عليه

اہل ایمان میں سے بہتر آدمیوں کے پاس جا کر اُتر۔

حضرت معاویہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن ان کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک آگ نمودار ہوئی اندریں اثنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا:

قم الى هذه النار

"اس آگ کی طرف جایئے۔"

اُنھوں نے عرض کی اے امیر المومنین میں کون اور کیا ہوں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اصرار فرمایا بلکہ اُٹھ کر ان کو ساتھ لیا اور میں ان کے پیچھے ہو لیا اور وہ دونوں آگ کے قریب پہنچ گئے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ آگ کو اپنے ہاتھوں سے ہٹاتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آگ ایک غار میں داخل ہوئی تو حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے ہو لیے۔ یہ[1] حضرت خالد بن سنان کے واقعہ کے عین مطابق ہے۔

---

[1] حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ جب آگ بجھا کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے تمیم ہم نے تجھے اسی دن کے لئے چھپا رکھا تھا۔

Marfat.com

زیارتِ روضۂ رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے فضائل!

احادیث شریف

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔

ترجمہ "حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری قبر انور کی زیارت کرے اس پر میری شفاعت واجب ہے۔"

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حیثیت

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق آخر کسے نہ ہوگا۔ موسمِ حج ہی نہیں اس شہرِ آرزو کی جانب عشق و ایمان کے قافلے ہمیشہ سے چلتے رہے ہیں۔ دیگر ایام میں بھی زائرین طیبہ کا ہجوم گنبدِ خضریٰ کے شوق دیدار میں رواں دواں ہی نظر آتا ہے۔ عصرِ حاضر کے فکری انداز نے جہاں مثبت رجحانات کو جنم دیا ہے وہیں انحراف و ارتداد کی منفی قوتیں بھی تیزی سے سر اٹھا رہی ہیں کل جس چیز کا تصور بھی ناممکن تھا آج شعوری طور پر اس کے اظہار کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے مثلاً گنبد

Marfat.com

Marfat.com

فوائد الحدیث

۱۔ سند۔ روی الدارقطنی فی السنن وغیرہا والبیہقی وغیرہما من طریق ابی ہلال العبدی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)
خضریٰ کی زیارت کو دیکھیے کہ دورِ سابق میں جب ابن تیمیہ نے عدم جواز پر آواز اٹھائی تو عالمِ اسلام اس کے خلاف ہوگیا اور اس پر گردن زدنی کا حکم صادر کیا گیا لیکن آج اسے عین اسلام گردانا جا رہا ہے اور اب تو اس موضوع پر مستقل تصانیف چھاپ کر ہر زبان میں ترجمہ کرکے مفت تقسیم کی جا رہی ہیں اور جن روایات میں گنبدِ خضریٰ کی زیارت کے فضائل ہیں انھیں موضوع اور ضعیف کہہ کر جان چھڑائی جاتی ہے حالانکہ ان روایات کو موضوع کہنے والوں کے اپنے ایمان موضوع منگھڑت اور ضعیف اور کمزور ہیں ورنہ تحقیق اس میں ہے کہ ان روایات میں بہت سی احادیث مبارکہ سنداً صحیح اور معتبر ہیں جن پر تفصیلی بحث حضرت علامہ تقی الدین السبکی قدس سرہ نے شفاء السقام میں فرمائی ہے اور پھر شفاعت کا وعدہ جن احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پانچ جلیل القدر صحابہ اس کی روایت کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت فاروقِ اعظم ۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمر ۳۔ حضرت عبداللہ ابن عباس ۴۔ حضرت انس بن مالک ۵۔ حضرت بکیر بن عبداللہ (رضوان اللہ علیہم)

ان احادیث مبارکہ کو بیس ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے:

۱۔ امام ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی
۲۔ علامہ سلیمان بن احمد طبرانی۔
۳۔ امام ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ
۴۔ امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی
۵۔ امام ابوجعفر عقیلی
۶۔ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد المعروف بابن ابی الدنیا۔

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

(بقیہ صہ گزشتہ سے)

۷۔ امام احمد بن عمرو بن عبد الخالق بزار

۸۔ امام ابو الشیخ

۹۔ امام ابو عبد اللہ حسین بن اسمٰعیل محاطی

۱۰۔ علامہ ابو احمد ابن عدی

۱۱۔ علامہ حافظ ابن عساکر

۱۲۔ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی

۱۳۔ امام سلیمان بن داؤد طیالسی

۱۴۔ حافظ ابو علی سعید بن السکن بغدادی

۱۵۔ حافظ ابو طاہر

۱۶۔ علامہ ابو بکر مقری

۱۷۔ محدث ابو الحسن یحییٰ بن حسن جعفری حسینی

۱۸۔ امام ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی ابن جوزی

۱۹۔ امام ذہبی

۲۰۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

اور جن احادیث مقدسہ میں بعد وفات زیارت کرنے والوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عالم حیات ظاہری میں زیارت کرنے والوں کی مثل بتایا ہے اس کی روایت چھ مقدس صحابہ فرماتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(بقیہ صہ آئندہ پر)

Marfat.com

۲۔ اس روایت میں ابن سمرہ کے متعلق اختلاف ہے وہ کبھی عبید اللہ العمری

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ بدری رضی اللہ عنہ

ان صحابہ کرام کی روایت کو چودہ ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے جن کی شہرت درج ذیل عرفیون کے ساتھ مسلم ہے۔

۱۔ دارقطنی ۲۔ عقیلی ۳۔ طبرانی ۴۔ بیہقی

۵۔ ابو یعلی ۶۔ ابن عدی ۷۔ ابن عساکر ۸۔ سعید بن منصور

۹۔ یعقوبی ۱۰۔ محاطی ۱۱۔ ابن النجار ۱۲۔ ابن جوزی ۱۴۔ ابو سعید

انتباہ

یہ وہ محدثین کرام ہیں جن کے بالمقابل ابن تیمیہ جیسے کروڑوں طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پھر کوئی بدقسمتی سے ابن تیمیہ کی خطا، (جس پہ عالم اسلام متفق ہے) کو اپنا دین سمجھ کر روضۂ رسول کی حاضری کو شرک اور بے ایمانی سمجھے اسے اپنی بے ایمانی اور شوخ بختی پہ ماتم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جن احادیث میں زائر طیبہ کے لیے عرصۂ محشر کی ہولناکی میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے شفاعت وبشارت کا وعدہ کرم ان کی مرضی کو ظاہر کر رہا ہے اور اس بات کی دلیل فراہم کرتا ہے کہ گنبد خضریٰ کی زیارت وفادار رسول کی زندگی کا ایک اہم فریضہ محبت ہے ساتھ ہی ساتھ شرف زیارت سے محروم رہنے والوں کو مصطفےٰ کی بولی میں "جفا کار" کہا جا رہا ہے۔ راہ محبت کا مسافر حجاز پہنچ کر اگر محروم جلوہ نالاں رہا تو اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ ظلم کیا۔ اس

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

سے بصیغہ تصغیر روایت کرتے ہیں جیسے دوسرے راویوں کا طریقہ

(بقیہ صد گزشتہ سے)

نے انھیں اذیت پہنچائی اور جس نے اذیت پہنچائی اسے قہار وجبار خدا کا یہ حکم بھی پڑھ لینا چاہیئے۔ ان الذین یوذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاٰخرۃ ط بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا و آخرت میں۔

استدلال: حقیقت تو یہ ہے کہ اندیشہ سود و زیاں سے قطع نظر عشق و آرزو کی فراوانی شوق کو گنبد خضریٰ کی زیارت کے بغیر قرار ہی کب آسکتا ہے۔ صحابہ کرام کا دستور وفا تو اپنی جگہ پر (جن کے واقعات کتاب ہذا میں بکثرت ہیں) ہم تو جذبات واحساسات کی انسانی تپش سے آشنا فرشتوں کی انجمن کو صبح و شام ستر ستر ہزار کی تعداد میں مسلسل روضۂ انور پر حاضری دیتے ہیں۔

اور دربار رسالت میں ملائکہ کی حاضری کا یہ اہتمام مشیت خداوندی کے بغیر محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے لا یعصون اللّٰہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان نہیں بلکہ وہی کرتے ہیں جس کا انھیں حکم فرماتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ مشیت پروردگار یہی ہے کہ روضہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر روزانہ درود و سلام کی پیش کش کا باقاعدہ نیت وارادہ کے ساتھ اہتمام کیا جائے تو بالکل درست ہوگا۔ مشکوٰۃ وشفاء السقام اور تفسیر ابن کثیر و دیگر معتبر حوالوں کی روشنی میں روضۂ اطہر پر فرشتوں کا ہجوم شوق ملاحظہ ہو۔

ہر صبح ستر ہزار ملائکہ روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور روضۂ مبارک پر اپنے پروں کو ملتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں پھر شام کو واپس چلے

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

ہے اور کبھی بکسر ایعنی عبداللہ العمری کے لفظ سے اور اس طریقہ کو

(بقیہ صد گذشتہ سے)

جاتے ہیں اور انھیں کے مثل شام کے وقت آکر صبح تک درود کی مجلس میں۔ یوں ہی یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا جس کو ایک بار نصیب ہوا تاقیامت ترستا رہے گا۔ چنانچہ اعلحضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا خاں رحمہ اللہ نے فرمایا ؎

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود
بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رُخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
تڑپا کریں بدلی کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم مجال پرندے کو پر کی ہے

پھر معصوم فرشتوں اور امت محمدیہ کے عاصی و گنہ گاروں کی حاضریوں کا فرق ظاہر فرماتے ہیں کہ معصوم فرشتوں کو تو عمر میں صرف ایک ہی مرتبہ بارگاہ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کی اجازت ملتی ہے۔ مگر امتِ محمدیہ کے گناہگاروں و عاصیوں کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے (بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

یحییٰ بن علی القرشی نے تمریض سے تعبیر کیا ہے اور تصغیر کو صواب بتایا۔

زندہ رہیں تو حاضری بارگہ نصیب
مر جائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے

اسی لیے ہم عزیبوں کو روضہ پاک کی حاضری سے روحانی سکون ملتا ہے بلکہ ہمیں تو وہاں کی گلیاں بھی جنت الفردوس سے بڑھ کر محسوس ہوتی ہیں۔

نہ جنت نہ جنت کی گلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ؎

ہیں چتر و تخت سایہ دیوار و خاکِ در
شاہوں کو کب نصیب یہ دھج کر و فر کی ہے
اس پاکِ کو میں خاک بسر سر بخاک ہیں
سمجھے ہیں کچھ بھی جو حقیقت بسر کی ہے
کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے
جارو کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

Marfat.com

اور تاریخ ابن عساکر میں ابن سمرہ کی روایت عبد اللہ سے محفوظ ہے
اور ابن عدی نے عبد اللہ کی روایت کو اصح کہا ہے (فیہ نظر اگرچہ صحیح
بھی ہو) اسے یوں محمول کیا جائے جیسے سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا
ہے وہ یہ کہ موسیٰ بن ہلال نے دونوں سے روایت کی ہو گی اور بکر
(عبد اللہ) کی روایت مسلم میں ہے اگرچہ وہ دوسرے طریقہ سے
ہے۔ ابو حاتم نے فرمایا کہ میں نے امام احمد کو اس راوی کی
تعریف کرتے دیکھا اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں لیس بہ باس
یکتب حدیثہ اگر اس کی حدیث لکھ لی جائے تو کوئی حرج
نہیں۔ اور فرمایا انہ فی نافع صالح اور موسیٰ بن ہلال کے بارے
میں ابن عدی نے فرمایا "ارجو انہ لا باس بہ" مجھے امید ہے

حضرت علامہ اویسی صاحب کی عمدہ
اور بے مثل کتاب
شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ
کا مطالعہ فرمائیے!

Marfat.com

کہ اس سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں اس لیے صحاح ستہ نے روایت لی ہے۔ انہیں سے امام احمد بھی ہیں اور وہ صرف ثقہ راویوں سے روایت کرتے ہیں۔ حاتم کا کہنا انہ مجہول اسے نقصان دہ نہیں۔ اور عقیلی کا کہنا لا یتابع علیہ بھی ضرر رساں نہیں۔

(۴) حدیث ثالث میں مسلمۃ الجہنی کی متابعت میں اس کی بحث آئے گی۔

(۵) امام عبدالحق نے اس حدیث کو احکام وسطی و صغری میں نقل کیا ہے اور اس پر بحث کرنے سے خاموشی اختیار کی۔ و صغری میں "صحیحۃ الاسناد و معروفۃ عند النقاد و نقلہا الاثبات و تداولہا الثقات" کہا۔ ایسے ہی الوسطی میں ذکر کیا اور ابن السکن نے حدیث ثالث کی تصحیح کی ہے

شرح الحدیث

وجبت کا معنی ہے کہ شفاعت ثابت ہے اور شفاعت وعدہ صدق پر ہونی ہی ہے۔

سوال: حدیث شریف کے لفظ لَہٗ سے ثابت ہوتا ہے کہ شفاعت صرف زائر قبر انور سے خاص ہے حالانکہ حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت تو عام ہے۔

جواب ۱: زائر کو یہ ایک خصوصی شفاعت نصیب ہو گی۔ اس میں دوسروں کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔

جواب ۲: اس کو اس شفاعت کے طفیل دوسروں کی شفاعت کا حق حاصل

Marfat.com

ہوگا یعنی مرتبہ اسے زیارت قبرِ انور کی وجہ سے نصیب ہوگا۔

جواب ۲: شفاعت کا یقینی وعدہ ہے اور اسے مژدہ بہار ہے کہ اس زیارت کی برکت سے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

شفاعتی میں اشارہ ہے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود بنفسِ نفیس فرمائیں گے۔ اس میں زائرِ قبرِ انور کی عظمت کا بیان ہے کہ اسے وہ عظمت نصیب ہے کہ اس کی سرکارِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود شفاعت فرمائیں گے کیونکہ شفاعت کی عظمت شافع کی ذات سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث شریف (۲)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعًا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس نے میری قبرِ انور کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ البزار من طریق عبد الرحمٰن بن زید عن ابیہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ

(۲) روایت اول اور اس میں کوئی خاص فرق نہیں۔ امام عبدالحق نے اسے دار قطنی کی طرف منسوب فرمایا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں وجبت ہے اور اس میں حلّت ہے۔

Marfat.com

(۲) اس روایت سے روایت اول کی تقویت مطلوب ہے۔ اس اعتبار میں ایسے ہی راویوں میں عبداللہ الغفاری کا ہونا مضر نہیں ~~اور نہ وہ~~ عبدالرحمٰن بن زید کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے کیونکہ اس پر کذب کی تہمت نہیں اور نہ وہ فاسق ہے۔ متابعات ایسے ہونا نقصان دہ نہیں ہوتا۔ بلکہ خود امام ترمذی نے اس کی روایت کو لیا ہے اور ابن عدی نے فرمایا اس کی روایت کو محدثین نے لیا ہے یہ ان راویوں سے ہیں جن کی روایت کو محدثین لکھ لیتے تھے۔ توسل کی حدیث میں اس کی روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔

حدیث شریف (۳)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً من جاءنی زائرًا لا تعمدہ حاجۃ الا زیارتی حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ۔

ترجمہ: جو میری زیارت کو آتا ہے اور اسے یہاں سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہیں تو مجھ پر ضروری ہے کہ قیامت میں میں اس کی سفارش کروں۔

فوائد الحدیث

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والدارقطنی فی امالیہ وابوبکر بن المقری فی معجمہ من طریق مسلمۃ بن سالم الجہنی حدثنی عبیداللہ بن عمر عن نافع عن سالم

Marfat.com

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ اور الحافظ ابن السکن نے یہ حدیث "باب ثواب من زار قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی کتاب المسمی بہ "السنن الصحاح الماثورۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد فرمائی۔

لیکن سندات کو حذف کر کے اس کی صحت کی ضمانت خطبہ کتاب میں دی ہے کہ وہ اس کتاب میں صرف وہ احادیث جمع کریں گے جن کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔ اور انھوں نے گویا حدیث پاک سے یوں سمجھا کہ اس زیارت سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد زیارت مراد ہے یا یہ کہ زیارت عام ہے جس میں بعد وصال کی زیارت بھی داخل ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔

حدیث شریف (۴)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔

ترجمہ: جس نے حج کر کے میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ الدارقطنی والطبرانی وغیرہما بسند فیہ حفص بن داؤد القاری عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

(۲) اس روایت میں حفص راوی ہیں ان کی امام احمد نے راجح روایتوں میں توثیق فرمائی ہے لیکن محدثین کی ایک جماعت نے اسے

Marfat.com

ضعیف کہا ہے حالانکہ وہ اس حدیث میں منفرد نہیں بلکہ اسے طبرانی نے کبیر اوسط میں عائشہ بنت یونس لیث کی زوجہ سے روایت کیا ہے اور اس نے لیث سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ من زار قبری (الحدیث) نیز ابن مندہ کے معاصرین حفاظ من حج فزارنی فی مسجدی بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔

اور ابن جوزی نے مثیر العزم الساکن میں روایت کی جس کے الفاظ یہ ہیں:

من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی وصحبنی۔

ترجمہ: جس نے حج کے بعد میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور صحبت میں بیٹھا۔

ابو الیمین ابن عساکر نے فرمایا کہ یہ صرف صحبنی میں منفرد ہیں۔

الحسن بن الطیب کی روایت میں ہے

صحبنی کا لفظ زائد منکر ہے "وفیہ نظر"

لیکن امام سبکی نے فرمایا اس میں ابن الطیب منفرد نہیں بلکہ ایسے ہی کامل بن عدی نے اپنی کامل میں الحسن بن سفیان کے طریق سے۔ ابن الطیب کے بجائے روایت کی ہے۔

ازالہ وہم

وصحبنی سے اس لیے محدثین کو انکار ہے کہ کہیں زائر قبر انور کو صحابی

Marfat.com

نہ قرار دیا جائے حالانکہ واضح امر ہے کہ اس سے صحبت کی من وجہ تشبیہ ہے من کل الوجوہ صحبت مفہوم ہو تو پھر حقیقی صحابی کے معارض ہو تا جبکہ حقیقی صحابی کی شان ہے کہ لو انفق احدکم مثل احد (الحدیث)

جیسا کہ بعض لوگوں کو گمان ہے وہ غلط ہے بلکہ حق یہی ہے کہ یہ تشبیہ من وجہ ہے۔

حدیث شریف (۵)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعًا من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔

ترجمہ: جس نے بیت اللہ کا حج پڑھ کر میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ ابن عدی فی الکامل والدارقطنی فی غرائب مالک عن طریق النعمان بن شبلی عن مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

(۲) ابن عدی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اسے مالک سے نعمان کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہو اور اس کی روایت کردہ احادیث میں میں نے کوئی ایسی حدیث نہیں دیکھی جو غریب اور حد سے متجاوز ہو جسے میں کہہ سکوں یہ ایسے ہے اور اس کے ابتدائی ترجمہ میں لکھا کہ عن عمران بن موسیٰ انہ ثقہ اور لکھا عن موسیٰ بن ہارون انہ متہم لیکن ان کی تہمت کی تفسیر نہیں کی جس کا نتیجہ نکلا کہ اس کا حکم بھی توثیق کا ہے اور دارقطنی کا یہ کہنا کہ

Marfat.com

"تفرد بہ ہذا الشیخ وہو منکر" اس سے یہ احتمال نہیں کہ وہ اس اسناد میں منفرد ہیں اس سے متن میں منفرد ہونا ثابت نہیں ہوتا فلہٰذا اسے موضوعات میں شامل کرنا حد سے متجاوز ہوتا ہے۔

حدیث شریف (۶)

عن ابن عمر مرفوعًا من زارنی الی المدینۃ کنت له شفیعا او شهیدا۔

ترجمہ: جس نے مدینہ میں میری زیارت کی اس کا میں شفیع وشہید ہوں گا۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ الدارقطنی فی العلل باسنادہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

(۲) بعض محدثین نے فرمایا کہ اس متن میں بعض راویوں سے خطا ہوئی ہے کیونکہ اصل متن یوں ہے:

من استطاع منکم ان یموت بالمدینۃ (الحدیث)

ترجمہ: جسے کچھ فرصت ہے تو وہ مدینہ میں مرے

ان کا کہنا کہ راویوں نے متن میں خطا کی ہے محل نظر ہے۔

حدیث شریف (۷)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعا من زار قبری او قال من زارنی کنت له شفیعا او شهیدا ومن مات فی احد الحرمین بعثه الله من الآمنین یوم القیمۃ

Marfat.com

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی یا فرمایا جس نے میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا جو کسی ایک حرم میں مرا اسے اللہ تعالیٰ قیامت میں امن والوں سے اٹھائے گا۔

فوائدالحدیث

(۱) رواہ ابوداؤد الطیالسی حدثنا سوار ابن میمون العبدی حدثنی رجل من آل عمر عن ابن عمر مرفوعاً۔

(۲) امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوار وہ ہیں جن سے شعبہ نے روایت کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔ صرف ایک راوی مبہم رہ جاتا ہے۔ لیکن یہ ابہام نقصان دہ نہیں اس لیے کہ وہ تابعین میں سے ہیں۔ (اور تابعین غیر ثقہ نہیں۔

حدیث شریف (۸)

عن رجل من آل الخطاب رضی اللہ عنہم مرفوعاً
من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیمۃ ومن
مات فی (الحدیث)

ترجمہ: آل خطاب سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو عمداً میری زیارت کو آتا ہے تو قیامت میں وہ میرے جوار میں ہوگا۔

فوائدالحدیث

(۱) رواہ ابوجعفر من سوار المتقدم عن رجل من آل الخطاب رضی اللہ عنہم

Marfat.com

(۲) اس کی ایک روایت ہے عن ہارون بن قزعہ عن رجل من آل الخطاب اس نے فی جواری یوم القیمۃ کے بعد یہ الفاظ بڑھائے ہیں

ومن سکن المدینۃ وصبر علی بلائہا کنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیمۃ۔

ترجمہ: جو مدینہ پاک میں رہ کر اس کی تکالیف پر صبر کرتا ہے تو قیامت میں میں اس کا گواہ ہوں گا اور سفارشی۔

(۳) ہارون بن قزعہ کو ابن حبان نے ثقات راویوں میں ذکر فرمایا ہے۔ پھر بھی مرسل روایت میں ایک رجل مبہم رہ جاتا ہے اور عنقریب ہارون بن قزعہ سے مستند روایت آئے گی جو دوسرے الفاظ سے مروی ہے۔

حدیث شریف (۹)

عن حاطب رضی اللہ عنہ مرفوعا من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد الحرمین بعث من الامنین یوم القیمۃ

ترجمہ: جو میرے وصال کے بعد میری زیارت کو آیا اور جو حرمین میں مرا تو وہ قیامت میں با امن اٹھے گا۔

فائدہ: رواہ الدارقطنی وغیرہ من طریقہ عن رجل من آل حاطب عن مرفوعا

Marfat.com

حدیث شریف (۱۰)

من حج حجة الاسلام وزار قبری وغزا وغزوة و صلّی فی بیت المقدس لم یسئال الله عزوجل فیما افرض علیه ۔

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری قبر انور کی زیارت کی اور کسی جنگ میں شریک ہوا اور بیت المقدس میں نماز پڑھی تو اس سے فرائض کا سوال نہ ہوگا۔

فائدہ: رواہ ابو الفتح الازدی فی الثانی من فوائدہ باسنادہ عن علقمة عن عبد الله مرفوعًا ۔

حدیث شریف (۱۱)

من زارنی بعد موتی فکانما زارنی وانا حی ومن زارنی کنت له شهیدا وشفیعا یوم القیمة ۔

ترجمہ: جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جس نے میری زیارت کی میں اس کا قیامت میں گواہ اور سفارشی ہوں گا۔

فائدہ: رواہ ابو الفتوح سعید بن محمد فی جزءہ بروایة ابن الاناطی من طریق عبد العمری سمعت سعید المقبری یقول سمعت ابا ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعًا

حدیث شریف (۱۲)

عن انس بن مالك رضی الله عنه مرفوعا من زارنی بالمدینة

Marfat.com

كنت له شفيعًا و شهيدا يوم القيمة۔

ترجمہ: جس نے مدینہ میں میری زیارت کی تو قیامت میں میں اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔

فائدہ: رواہ ابن ابی الدنیا و البیہقی عن سلیمان بن یزید الکعبی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعًا۔

ایک روایت میں لفظ اَو ہے یعنی اَوْ شہیدًا

حدیث شریف (۱۳)

بیہقی کی روایت میں ہے:

من مات فی احد الحرمین بعث من الآمنین یوم القيمة ومن زارنی محتسبا الی المدینة كان فی جواری يوم القيمة۔

ترجمہ: جو حرمین میں مرے گا وہ قیامت میں با امن اٹھے گا اور جو ثواب کی خاطر مدینہ میں آکر میری زیارت کرے گا تو قیامت میں میری جوار میں ہوگا۔

فائدہ: سلیمان کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے، لیکن ابو حاتم نے اسے منکر الحدیث اور لیس بقوی لکھا ہے۔ یہ اس لیے لکھا ہوگا کہ وہ تابعی سے حدیث ذکر کرتا ہے لیکن یہ غلط ہے اس لیے کہ تابعی سے حدیث ذکر کرنے سے کب لازم آتا ہے کہ اس نے حضرت انس بن مالک کی زیارت بھی نہ کی ہو۔ اور بہت سے تابعی ہو کر تابعی سے حدیث روایت کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

حدیث شریف (۱۴)

عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً من زارنی میتاً فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجبت لہ شفاعتی یوم القیمۃ وما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر۔

ترجمہ: جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی جسے میری زیارت کی وسعت ہے لیکن نہیں آیا تو اس کا کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ ابن النجار عن طریق سمعان بن المہدی عن انس مرفوعاً۔
(۲) ذہبی نے کہا کہ سمعان بن مہدی عن انس لا یکاد یعرف اس کا ایک نسخہ مکذوبہ بھی ملا اور حافظ ابن حجر نے کہا اس کے اکثر متون موضوع ہیں۔

حدیث شریف (۱۵)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً من زارنی فی مماتی کان کمن زارنی فی حیاتی ومن زارنی حتی ینتھی الی قبری کنت لہ یوم القیمۃ شہیدا او قال شفیعا۔

ترجمہ: جو میری زیارت میرے وصال کے بعد کرتا ہے گویا اس نے

Marfat.com

میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو میری مزار تک پہنچ کر میری زیارت کو آیا میں قیامت میں اس کا گواہ ہوں گا یا فرمایا شفیع ہوں گا۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ ابو جعفر العقیلی من طریقہ فضالہ بن سعید عن محمد بن یحیی المازنی دعقیلی نے ان دونوں میں سوائے تفرد و نکارۃ کے کوئی شے ذکر نہیں کی) عن ابن جریج عن عطاء عن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حدیث شریف (۱۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعًا من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان۔

ترجمہ: جس نے مکہ کا حج کر کے میری زیارت کا ارادہ کیا تو اس کے دو حج مبرور لکھے جائیں گے۔

فائدہ: رواہ بعض الحفاظ فی زمن ابن مندہ وہو فی مسند الفردوس۔

حدیث شریف (۱۷)

عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعًا من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔

ترجمہ: جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

فوائد الحدیث: رواہ یحیی بن الحسین من طریق النعمان بن شبل۔ ابن بہ

Marfat.com

حدیث ۵ میں بحث ہو چکی ہے قال حدثنا محمد بن الفضل مدینی وفٹہ ھ
عن جابر عن محمد بن علی عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔

(۲) مدینی کا لفظ بتاتا ہے کہ محمد بن الفضل بن عطیہ نہیں جسے محدثین نے کذاب کہا کیونکہ وہ کافی ہے جو بخارا میں نزیل رہا اور جابر کے متعلق احتمال ہے کہ وہ جعفی وغیرہ ہو اور محمد بن علی سے مراد اگر محمد بن الحنفیہ ہے تو اس نے تو اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی تھی۔ اگر اس سے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ مراد ہیں تو یہ حدیث منقطع ثقہ راوی سے ہو تو معتبر ہے اور امام باقر رضی اللہ عنہ معتبر رواۃ سے ہیں۔

حدیث شریف (۱۸)

عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً من سأل لرسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت لہ شفاعتی یوم القیمۃ ومن زار قبر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ: جس نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ وفضیلہ اور درجہ رفیعہ کا سوال کیا تو قیامت میں میری شفاعت واجب ہو گی اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی وہ قیامت میں آپکے جوار میں ہوگا۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ ابن عساکر من غیر ہذا الطریق من غیر تصریح بالرفع

Marfat.com

(۲) ابو الطاہر بن یحییٰ فی روایۃ الکتاب ربیبہ یحیی المتقدم ذکرہ عقب حدیث علی المتقدم بالفظہ حدثنی ابی قال حدثنا ابو یحییٰ محمد بن الفضل بن بناتہ النمیری قال حدثنا الحمانی قال حدثنا الثوری عن عبداللہ بن السائب عن ابن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

حدیث شریف (۱۹)

من اتی المدینۃ زائرا لی وجبت لہ شفاعتی یوم القیمۃ ومن مات فی احد الحرمین بعث آمنا۔

ترجمہ: جو مدینہ میں میری زیارت کو آیا اس پر میری شفاعت واجب ہو گی اور جو حرمین میں مرے گا تو وہ با امن اُٹھے گا۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ یحییٰ ایضاً من طریق عبداللہ بن وہب وہو ثقۃ عن رجل عن بکر بن عبداللہ مرفوعاً۔

(۲) بکر بن عبداللہ اگر انصاری ہیں تو وہ صحابی نہیں اگر مزنی ہیں تو تابعی نہیں لیکن جلیل الشان ہیں اس معنی پر یہ حدیث مرسل ہوئی (اور ثقہ راوی کی مرسل قابل قبول ہے[1])

---

[1] معروضات اویسی غفرلہ، مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ گنبد خضریٰ کے متعلق یہاں پرانہیں روایات بتائی ہیں اور بعض پر روایات کی صحیح سند اور ضعف کے ازالہ کی ہر ممکن کوشش فرمائی ہیں لیکن اس کے باوجود متعصب بے دھڑک ان تمام روایات کو موضوع یا کم از کم

Marfat.com

بحث ردِ روحِ نبوی

(علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعًا ما من احد یسلّم علی الا رد اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السّلام۔

ترجمہ: کوئی بھی سلام عرض کرے تو اللہ تعالیٰ میری رُوح رد کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔

فوائد الحدیث

(۱) رواہ ابوداؤد بسند صحیح

(۲) ابن قدامہ نے بروایۃ احمد یوں روایت کی ہے۔

ما من احد الا یسلّم علیّ عند قبری

کوئی بھی میری قبر کے قریب سلام کرے

سوال: عند قبری کے اضافہ کا کیا فائدہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو

جواب: چونکہ مزار پر حاضری دینے والا مواجہ شریف کے سامنے (بالمشافہ) سلام عرض کرتا ہے اسی لیے اسے ایک قسم کی خصوصیت نصیب ہوتی ہے اسی لیے وہ خصوصیت سے سلام کے جواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

حاشیہ بقیہ

ضعیف ضرور کہہ دیتے ہیں یہ ان کی نبوت دشمنی کا ثبوت ہے ورنہ ان میں بکثرت روایات صحاح کے مقابلہ کی ہیں اور ان کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں لیکن یہ قانون ہے کہ جسے کسی سے ضد ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ اس کے کیڑے نکالنے شروع کر دیتا ہے۔

Marfat.com

عند قبری کا اضافہ اسی طرف اشارہ کرتا ہے اسی لیے امام جلیل ابو عبد الرحمٰن عبداللہ المقری جو اکابر شیوخ بخاری سے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف زیارت قبر انور کے متعلق ہے۔ تقریر ہٰذا کی تائید ذیل کی بحث سے ہوتی ہے۔

عرض سلام کی اقسام

عرض سلام دو اقسام پر مشتمل ہے،

۱۔ عرف میں سلام کا اصل یہ ہے کہ بالمشافہ قریب ہو کر عرض کیا جائے جسے آج کل زیارت سے تعبیر کرتے ہیں اسی کو تحیہ کا سلام کہا جاتا ہے اسی کا سلام عرض کرنے والا مستحق ہوتا ہے کہ اسے سلام کا جواب دیا جائے خواہ وہ خود عرض کرے یا بذریعہ پیغام رساں سلام بھجوائے۔

۲۔ وہ سلام جس میں دعا مطلوب ہوتی ہے اور سلام بھیجنے والا گویا اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے خواہ وہ غائبانہ ہو یا بالمشافہ اسی لیے بعض نے کہا کہ یہ اُمت کا خاصہ ہے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس طرح سے سلام عرض کرے یہی وجہ ہے کہ غیر نبی کے لیے علیہ السلام کا اطلاق نہیں ہوتا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات پر استدلال

یہی وہ حدیث ہے جس سے امام بیہقی نے حیاۃ الانبیاء کے عقیدہ پر استدلال کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

والمعنی الا وقد رد الله علیّ روحی حتی ارد علیه السلام۔

ترجمہ: مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری رُوح واپس لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اس پر سلام کا جواب دیتا ہوں۔

بعض نے کہا یہ خطاب فہم مخاطبین کی مقدار پر ہے کہ وہ اس طرح سمجھتے ہیں کہ آپ کی رُوح جسم میں ہو تو ہمارے سلام کو سنیں آپ گویا اُمتی کو تسلی دیتے ہیں کہ میں تیرا سلام مکمل طور پر سُن کر مکمل جواب دیتا ہوں ورنہ ردروح تو پہلے سلام عرض کرنے والے کے لیے ہوئی پھر اس کے بعد قبض رُوح کی تصریح نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی لاتعداد موت (بار بار) کا کوئی قائل ہے یا اس سے معنوی ردمراد ہے وہ یہ کہ آپ کو استغراق فی الشہود سے سلام عرض کرنے والے کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے یہ وہ التفات روحانی ہے جو استغراق فی الحضرۃ العالیہ سے دوائرِ بشریہ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

سیّاح فرشتوں کے ذریعے سلام عرض

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔

ترجمہ: اللہ کے فرشتے زمین پر پھرتے ہیں جو مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

فائدہ: ایسے ہی دیگر احادیث جن میں مذکور ہے کہ اُمت کے صلوٰۃ و سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں یہ سب کے سب غائب اُمتی کے متعلق ہیں اور وہ خوش بخت جو قبرِ اقدس

Marfat.com

پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتا ہے اس کے متعلق یہ احادیث ہیں۔

۱۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعًا من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ نائیا بلغتہ

ترجمہ: جو میری مزار کے قریب سلام عرض کرتا ہے میں سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھتا ہے تو پہنچایا جاتا ہے۔

رواہ جماعۃ من طریق عبدالرحمٰن۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ محمد بن مروان سدی ہیں (وفیہ نظر)

۲۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعًا من صلی علی عند قبری وکل اللہ بھا ملکًا یبلغنی وکفی امر آخرۃ و کنت لہ شہیدا وشفیعا یوم القیمۃ۔

ترجمہ: جو میری قبر کے قریب سلام عرض کرتا ہے تو اللہ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو مجھے پہنچاتا ہے اور آخرت کے لیے اسے یہی کافی ہے اور قیامت میں میں اس کا گواہ اور شہید ہوں گا۔

ایک روایت میں ہے:

ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بھا ملکًا یبلغنی وکفی امر اخرتہ ودنیاہ وکنت لہ شہیدا وشفیعا یوم القیمۃ۔

ترجمہ: جو مسلمان میری قبر کے نزدیک سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو مجھے پہنچاتا ہے اور آخرت کے لیے یہی اُسے کافی ہے اور دنیا میں بھی۔

فائدہ: یہ پہلی حدیث سے زیادہ ضعیف ہے۔

Marfat.com

احیاء العلوم میں حدیث شریف ہے:

ان اللہ وکل بقبرہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ملکاً یبلغہ سلام من سلم علیہ من اُمتہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر مقرر فرمایا ہے جو آپ کو اُمت کے سلام پہنچاتا ہے۔

فائدہ: پھر فرمایا یہ حدیث شریف ان لوگوں کے حق میں ہے جو قبر انور پر حاضر نہ ہوسکیں پھر اس کے لیے اور زیادہ حق پہنچتا ہے جو بیچارہ صرف زیارت کے شوق سے ترک وطن کر کے ہزاروں مصیبتیں جھیل کر حاضری دیتا ہے۔

عرض سلام پر دوسرے طریقہ سے استدلال

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً ما من احد یمر اخیہ المؤمن۔

ترجمہ: جو بھی اپنے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے۔ وہ اسے دنیا میں پہچانتا تھا اور وہ اسے السلام علیکم کہتا ہے تو وہ اسے پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے (ف) نیچے والی لائن کا ترجمہ ایک روایت میں ہے:

بقبر الرجل کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام۔

۲۔ ابن ابی الدنیا کی روایت میں ہے:

اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام۔

ترجمہ: جب کوئی مرد اپنی جان پہچان والے کی قبر سے گزرتا ہے اور

Marfat.com

اُسے السلام علیکم کہتا ہے تو نہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائر کو جانتے ہیں

ابن حبیب نے لکھا:

فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعلم وقوفک

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری حاضری کو جانتے ہیں

ابن تیمیہ کی عبارت سے استدلال

ابن تیمیہ سے ابن عبدالہادی نے نقل کیا ہے کہ:

وقد ذکر ابن تیمیۃ فی اقتضاء الصراط المستقیم ان الشہداء بل کل المومنین اذا زارھم المسلم وسلم علیھم عرفوابہ فردوا علیہ السلام۔

ترجمہ: شہداء بلکہ تمام اہل ایمان اپنے زائر کو جانتے اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

فائدہ: جب یہ عام اہل ایمان کے لیے ثابت ہے تو پھر سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیوں نہ ثابت ہو۔

قبر انور پر حاضری کے لیے دنیائے عالم قربان کر دیا جائے۔

عنقریب ہم دلائل سے ثابت کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر زائر قبر انور کا سلام سُن کر اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں اور جانتے

Marfat.com

ہیں کہ قبرِ انور پر غریب اُمتی حاضر ہے۔ جب یہ بات ہے تو

كفى بهذا فضلا حقيقا بان ينفق فيه ملك الدنيا حتى يتوصل اليه۔

یہ فضیلت کم نہیں کہ تمام دنیا دے کر ان کے حضور حاضری دی جائے۔

زائرین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حکایات

۱۔ توثیق عری الایمان للبارزی میں ہے کہ حضرت سلیمان بن سحیم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی:

هٰؤلاءِ الذين ياتونك فيسلمون عليك اتفقه سلامهم قال نعم وارد عليهم۔

یہ لوگ جو آپ کی زیارت کو آتے ہیں کیا آپ ان کو جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

۲۔ ابن بجار حضرت ابراہیم بن بشار سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں ایک سال حج کو آیا تو مدینہ طیبہ بھی حاضری دی۔ قبر انور پر سلام عرض کیا تو حجرۂ اقدس کے اندر سے سنا "وعلیک السلام" اور تم پر سلام ہو۔

فائدہ: ایسے واقعات بہت سے صلحاء اولیاء سے منقول[1] ہیں۔

---

[1] تفصیل کے لیے فقیر اویسی غفرلہٗ کی کتاب "زائرین مدینہ" پڑھیے۔

Marfat.com

حیات الانبیا علیہم السلام کے دلائل

(۱) ولا شک فی حیاتہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ اخبر بہا فی کتابہ العزیز وھو صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سید الشہداء و اعمال الشہداء فی میزانہ وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم کما رواہ الحافظ المنذری علمی بعد وفاتی کعلمی فی حیاتی۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات میں شک نہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں گواہی دی ہے کہ سید الشہداء بلکہ جملہ شہداء کے اعمال آپ کے عملنامہ میں ہیں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا علم وفات کے بعد ایسے ہے جیسے حیات میں۔

(۲) عن انس رضی اللہ عنہ (مرفوعا) الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور اپنی قبروں میں نماز پڑھتے رہتے ہیں۔

(رواہ ابن عدی فی کاملہ و ابویعلی برجال ثقات وصححہ البیہقی)

(۳) عن انس رضی اللہ عنہ (مرفوعا) ان الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکن یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ الصور۔

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں چالیس دنوں کے بعد نہیں چھوڑے جاتے وہ نفخ صور تک اللہ کے سامنے نماز پڑھتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

فائدہ: یہ سنی الحفظ سے مروی ہے اور امام بیہقی نے فرمایا کہ اگر صحیح بھی ہو تب بھی اس کی مراد یہی ہے۔ ان کی نماز نہ پڑھنے کی یہی مقدار ہے۔ ان کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

حیاۃ الانبیاء پر امام بیہقی کے مزید دلائل

امام بیہقی نے حیات الانبیاء پر احادیث صحیحہ سے کئی شواہد قائم فرمائے ہیں۔

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مررت بموسیٰ وھو قائم یصلی فی قبرہ۔

میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے

۲۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شب اسریٰ میں انبیاء علیہم السلام کی ملاقات۔

۳۔ اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ:

افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوٰۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی قالوا وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت یقولون بلیت فقال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء علیہم السلام (اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ۔

Marfat.com

ترجمہ: "تمام ایام سے جمعہ افضل ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اسی میں فوت ہوئے اسی میں نفخ صور ہو گا اسی میں دوسرا نفخ ہو گا جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارے درود میرے ہاں پیش ہوتے ہیں عرض کی گئی یہ کیسے ہو گا جبکہ آپ کا وصال ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجسام انبیاء کا کھانا حرام فرمایا ہے **فائدہ**: امام بیہقی نے اور بھی شواہد ذکر فرمائے ہیں۔

(۴) عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ مرفوعاً اکثروا الصلوۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملائکۃ وان احدا ان یصلی علی الا عرضت علیّ صلوٰۃ حین یفرغ منہا قال قلت وبعد الموت قال وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام فنبی حیّ یرزق (ھذا لفظ ابن ماجہ باسناد جید)

ترجمہ: "حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن درود کی کثرت کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اس دن جب بھی کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فارغ ہوتے ہی اس کا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی وصال کے بعد بھی آپ نے فرمایا ہاں اس لیے کہ زمین پر اجسام انبیاء کا کھانا حرام ہے نبی علیہ السلام زندہ ہوتا ہے یہاں تک کہ رزق بھی دیا جاتا ہے"

(۵) عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ مرفوعاً ان اللہ اعطانی

Marfat.com

ملکا من الملائکۃ یقوم علی قبری اذا انا مت فلا یصلی علی احد صلوٰۃ الا قال یا احمد فلان بن فلان یصلی علیک یسمیہ باسمہ واسم ابیہ فیصلی اللہ علیہ فانہا عشرا۔

ترجمہ: عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرشتہ عطا فرمایا ہے جو میری قبر انور پر کھڑا ہوگا میرے وصال کے بعد جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو یا احمد فلاں بن فلاں (اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر) آپ پر درود پڑھے گا تو اللہ اس پر دس بار رحمت بھیجے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت بخشی ہے۔

(وفی روایۃ) ان اللہ اعطی ملکا اسماع الخلائق)
(وفی روایۃ) اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری الی یوم القیمۃ (الحدیث) رواہ ابن عساکر)

ایک روایت میں ہے کہ اسے تمام مخلوق کی آواز سننے کی قوت دی ہے اور وہ قیامت تک میری قبر انور پر کھڑا ہے۔

(۵) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً ان للہ تعالیٰ ملائکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی قال وقال رسول اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم ووفاتی خیر لکم تعرض علیّ اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رأیت

Marfat.com

من شر استغفرت اللہ لکم (رواہ البزاز برجال الصحیح)

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے زمین پر پھرنے والے ایسے ملائکہ ہیں جو مجھ پر میری اُمت کے سلام پہنچاتے ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری زندگی تمھارے لیے بہتر ہے تم باتیں کرتے ہو تمھارے لیے بہترین ہیں ہیں اور میرا وصال تمھارے لیے بہتر ہے پھر جو تمھارے نیک عمل ہوتے ہیں ان سے میں خوش ہو کر اللہ کی حمد کرتا ہوں اور تمھارے بُرے اعمال پر تمھارے لیے استغفار کرتا ہوں۔

(۶) استاذ ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں:

المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حی بعد وفاتہ وانہ یسر بطاعات اُمتہ وان الانبیاء لا یبلون مع ان انقطاع ثبوت الادراکات کالعلم والسماع لسائر الموتی ونقطع بعود حیاۃ لکل میت فی قبرہ وغذایہ ثابت وھو من الاعراض المشروطۃ بالحیاۃ لکنہ لا یتوقف علی البنیۃ۔

ترجمہ: محققین فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں آپ اپنی اُمت کے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء مٹی نہیں ہو جاتے ہیں بلکہ ان کو جملہ ادراک مثلاً علم وسماع دوسرے مردوں کی طرح ہوتا ہے۔ ہر میت کو مرنے کے بعد

Marfat.com

زندگی ملتی ہے وہ نعمت و عذاب محسوس کرتے ہیں۔

فائدہ : حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل کا تقاضا ہے کہ ان کو نفوذ فی العالم اور نفع عن العوائد الدنیویۃ حاصل ہے۔

(۷) صاحب الدر المنظم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے بعد اپنی اُمت کو رحمت سے محروم نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے یہی سوال کیا کہ وہ بعد وصال بھی قیامت تک اُمت میں رہیں۔

حدیث لا اصل لہ

انا اکرم علی ربی من ان یترکنی فی قبری بعد ثلاث

ترجمہ: میں اللہ کے نزدیک مکرم تر ہوں وہ مجھے مزار میں تین دنوں کے بعد ایسے نہیں چھوڑتا۔

(یہ حدیث وہ ہے جس کا کوئی اصل نہیں (موضوع منگھڑت ہے)

حکایت : منہال بن عمر فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت سعید بن مسیب بی بی ام سلمہ کے حجرہ کے قریب بیٹھے تھے۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اندر داخل ہونے کے لیے بھاگے جارہے تھے فرمایا ان احمقوں کو دیکھو کیا ان کا یہ خیال ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حجرہ میں ہیں۔ میں نے کہا ہاں ان کا یہی خیال ہے فرمایا

لا یبقی نبی من اولی العزم فوق اربعین لیلۃ حتی یرفع وان نبی اللہ لم یبق فی الارض فوق اربعین لیلۃ حتی رفع وانہ لیس من یوم الا وتعرض علیہ امتہ طرفی النہار فیعرفہم باسمائہم وتسیمتہم ولذلک یشہد علیہم۔

Marfat.com

ترجمہ: ہر نبی اولو العزم چالیس دن سے زائد اپنی قبر میں نہیں رہتا یہاں تک کہ اُسے اٹھا لیا جاتا ہے اور نبی اللہ زمین میں چالیس راتوں سے زائد قبر میں نہیں رہتا یہاں تک کہ اسے اٹھا لیا جاتا ہے ہر دن ہر نبی کے سامنے اس کی اُمت پیش کی جاتی ہے تو وہ ان کے اسماء جانتا ہے اور ان کے نسب کو بھی۔ اس پر وہ ان کی گواہی دے گا۔

فائدہ: عبدالرزاق نے روایت کیا ان کے الفاظ یہ ہیں کہ جب سعید بن المسیب نے لوگوں کو اپنے نبی علیہ السلام پر سلام عرض کرتے دیکھا تو کہا۔

مامکث نبی فی الارض اکثر من اربعین یوما

کوئی نبی بھی چالیس دن سے زائد قبر میں نہیں ٹھہرتا۔

اس کے بعد یہ الفاظ ہیں:

مررت بموسیٰ وھو قائم یصلی فی قبرہ

میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف سے گزرا تو وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: اس کے رد میں یہ اشارہ ہے اس میں حدیث ذیل کا بھی اشارہ ہے۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیھم السلام۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجساد انبیاء علیہم السلام کا کھانا حرام کیا ہے

Marfat.com

یہ ان کے جواب میں فرمایا جب انھوں نے عرض کی۔

تعرض صلاتنا علیك وقد ارمت یقولون بلیت

ہمارے درود آپ پر پیش ہوں گے حالانکہ آپ تو مٹی میں ہونگے۔

باوجود اس کے حضرت سعید بن مسیب بھی سلام پیش کرنے کے منکر نہیں۔ پھر اگر ان کی بات مان لی جائے تو قبر شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص تعلق والتفات روحانی ہے اور اس کو اس سے خاص نسبت ہے اور ہم نے آپ کو اسی مقام پر رونق افروز ہونے کا سنا اسی سے ہم فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ اس کے خلاف کسی کے پاس کوئی قطعی دلیل بھی نہیں جو موقف کے خلاف ہو۔

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اپنے قول کے آئینے میں

پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ انھوں نے ایام حرہ میں حجرۂ اقدس اور قبر انور سے اذان واقامت کی آواز سنی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باغیوں کی وجہ سے اپنے گھر میں محصور تھے تو لوگوں نے آپ کو مدینہ پاک سے باہر چلے جانے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا:

لن افارق دار هجرتی ومجاورة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیهما۔

"میں دار الہجرۃ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی

Marfat.com

سے ہرگز جدا نہ ہوں گا۔

قصۂ اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے استدلال

بسند جید ابن عساکر ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو فتح بیت المقدس کے بعد خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ یہ کس قدر ظلم ہے کہ تو ہماری زیارت کو نہیں آتا۔ بلال رضی اللہ عنہ اسی وقت بیدار ہوئے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ کے قصد سے چل پڑے جب قبر شریف پر پہنچے تو بہت روئے اور نیاز کے طور پر اپنا چہرہ خاک پر رگڑا اور حسن و حسین رضوان اللہ علیہما کو حجرہ سے آتے ہوئے دیکھ کر انھیں اپنی کنار میں لے لیا اور ان کے سروں اور چہروں کو بوسہ دیا۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے وہ اذان سنیں جو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سنایا کرتے تھے۔ جب حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اذان کے لیے فرمایا تو وہ سطح مسجد پر اس جگہ کھڑے ہوئے جس جگہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے وقت کھڑے ہوتے تھے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ آدمیوں میں شور پڑ گیا گویا تمام مدینہ جنبش میں آگیا ہے جب کہا

---

[1] ابھی حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کو وصال فرمائے تھوڑا عرصہ گزرا تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان سنیں۔ وہ کہنے لگے اگر حسن و حسین رضی اللہ عنہما اذان کے لیے فرمائیں تو اسے کوئی عذر نہیں ہوگا۔ ورنہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان نہیں کہتے۔

Marfat.com

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اور زیادہ تزلزل ہو گیا اور گریہ وزاری لوگوں کی شدید تر ہو گئی۔ پھر جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو ایک اور قیامت ہی قائم ہو گئی۔ اور کوئی مرد۔ عورت۔ چھوٹا۔ بڑا مدینہ طیبہ میں ایسا نہ رہا جو باہر آکر گریہ وزاری نہ کر رہا ہو گویا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پھر تشریف لائے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد ایسا گریہ کبھی نہ سنا گیا۔

فائدہ: حافظ عبد الغنی وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت بلال رضی جبکہ وہ شام سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو صحابہ کرام کے اصرار پر ایک دفعہ اذان پڑھی لیکن وہ بھی فراق محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے حزن وملال سے مکمل نہ کر سکے۔

بعض نے کہا کہ ایک[1] دفعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دوران خلافت بھی اذان پڑھی تھی۔

---

[1] جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد حضرت بلال سے اذان کہلوانا چاہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے ابو بکر آپ نے مجھے دولت سے خریدا تھا اور خدا کی راہ میں آزاد کیا تھا۔ کیا یہ کام آپ نے اپنی ذات کے لیے کیا تھا یا خدا کے لیے۔ آپ نے فرمایا میں نے خدا کے لیے کیا تھا۔ انہوں نے کہا اب بھی اس کے لیے اس خیال سے باز آئیے اور کرم فرمائیے تاکہ میں اپنے حال میں رہوں مجھے اب تاب نہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کے لیے اذان کہوں۔

Marfat.com

سوال: منامات سے عقائد کا استدلال کہاں تک صحیح ہے۔
جواب: ہمارا یہ استدلال صرف خواب پر مبنی نہیں بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عمل سے ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر قول و فعل قابل استدلال ہے پھر خواب اس دلیل کی تائید و تاکید کرتا ہے۔

صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال و اعمال سے استدلال

۱۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے مشہور روایات سے ثابت ہے کہ وہ شام کے قاصد صرف اس لیے بھیجتے تھے کہ وہ قبر انور پر حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں ان کا سلام عرض کرے۔
۲۔ امام ابو بکر بن عمر بن ابی عاصم النبیل جو متقدمین مشائخ سے ہیں انھوں نے مناسک میں ثبوت پہنچایا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز شام سے مدینہ شریف کو قاصد بھیجتے تاکہ وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو سلام عرض کر کے واپس آجائے۔
۳۔ فتوح الشام میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کی فراغت کے بعد حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہم کو فرمایا۔ هل لك ان تسير معي الى المدينة و تزور قبر النبي صلى الله عليه و آله وسلم کیا تم ہمارے ساتھ چلتے ہو تاکہ تم نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قبر کی زیارت کرو۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں اے امیر المومنین۔
۴۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلا کام جو مدینہ منورہ میں کیا وہ یہی تھا کہ انھوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر سلام عرض کیا جب مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔

Marfat.com

۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح روایت سے ثابت ہے کہ جب سفر سے مدینہ منورہ پہنچتے تو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور پر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر عرض کرتے السلام علیک یا ابا بکر پھر اپنے والد کی قبر مبارک پر عرض کرتے السلام علیک یا ابتاہ۔ اے ابا جی سلام ہو۔

۶۔ مؤطا میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر بھی سلام عرض کرتے۔

۷۔ ابن القاسم سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے دعا کرتے۔

۸۔ ابن عون سے ہے کہ ایک شخص نے حضرت نافع سے پوچھا کہ کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور کے سامنے سلام عرض کرتے۔ حضرت نافع نے کہا میں نے انھیں ایک سو یا اس سے زائد دفعہ دیکھا کہ وہ قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے السلام علی النبی۔ السلام علی ابی بکر۔ السلام علی ابی۔

۹۔ عنقریب وہ روایت آئے گی جسے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ قبر انور کو منہ اور قبلہ کو پشت ہو۔

Marfat.com

۱۰۔ امام احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ مروان نے دیکھا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا چہرہ قبر انور پر رکھے ہوئے ہیں۔

۱۱۔ شفا شریف میں ہے بعض (تابعی) سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پہ آکر ٹھہرے اور دونوں ہاتھ اٹھائے میں نے سمجھا کہ نماز کا آغاز فرماتے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کر کے چل پڑے۔

۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر رو رہے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا مایبکیک یا معاذ۔ اے معاذ کونسی شے تمھیں رلا رہی ہے (الحدیث) (رواہ البزار)

حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کے عمل سے شیعہ کا ردّ

حافظ ابو ذر ہروی کتاب السنۃ کے اواخر میں فرماتے ہیں مجھے مصعب نے بیان کیا فرمایا کہ دراوردی فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد یعنی امام صادق بن امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر سلام عرض کر کے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر سلام کہا۔ مجھے تعجب کرتے یا خوش ہوتے دیکھا (اس لیے کہ آپ کے اس عمل سے شیعہ کے غلط عقیدہ کا رد ہو رہا تھا کیونکہ ان کو شیخین سے بغض ہے) اور مجھے فرمایا بخدا یہی اللہ تعالیٰ کا دین ہے اور یاد رکھیے کہ مجھے تو یہ بھی اچھا نہیں لگتا کہ میں حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے حق میں کہوں یا خزاہ اللہ و

Marfat.com

فعل اللہ بہ و ان لی الدنیا۔ اسے اللہ رسوا کرے یا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے کر دے اور دنیا میرے لیے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طریقہ

دار قطنی الفضائل میں عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ اقدس کو دیکھ کر بہت روئے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوئے وہاں بھی خوب روئے اس کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبور پر کھڑے ہو کر کہا:

وعلیکما السلام یا اخوی و رحمۃ اللہ قد کنتما هادیین مهدیین خرجتما من الدنیا خمیصین۔

ترجمہ: اے میرے بھائیو تم پر سلام ہو اور رحمت ہو تم۔ دونوں ہادی اور ہدایت یافتہ تھے اور دنیا سے کامل و مکمل ہو کر رخصت ہوئے۔

زیاد خبیث کو ملامت

ابن عبدالبر اور ابلاذری وغیرہ سے منقول ہے کہ زیاد نے حج کو جانے کی تیاری کی تو اس کے ہاں ابوبکرہ تشریف لائے اور زیاد نے ابوبکرہ سے گفتگو ترک کی ہوئی تھی۔ ابوبکرہ نے زیاد کے لڑکے کو کہا اور سنایا زیاد کو کہ تیرے باپ نے جو ظلم و ستم کیے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں لیکن اب وہ حج کو جا رہا ہے اور پھر یہ لازماً مدینہ طیبہ جائے گا وہاں بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موجود ہیں اگر وہ اسے آنے کی اجازت دیں گی تو بھی ان کے

Marfat.com

لیے ایک عظیم مصیبت کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خیانت کا ارتکاب کریں گی اگر وہ ایسے روکیں گی تو بھی ان کے لیے بہت بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور اس پر ایک قسم کی حجت بھی قائم ہو جائے گی بلاذری نے کہا اس سال زیاد نے حج کا ارادہ ترک کر دیا حالانکہ ضروری تھا۔

استدلال

اگر حجاج کو حج کے بعد مدینہ طیبہ آنا ضروری نہ ہوتا تو ابوبکرہ ایسے بہت بڑے ظالم کے سامنے ایسی جرأت نہ کرتے اور پھر زیاد کو بھی حج ترک کرنا نہ پڑتا جبکہ وہ مدینہ طیبہ کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کر سکتا تھا۔ اسے یہ طاقت و قوت حاصل تھی اور پھر مدینہ طیبہ کے لیے دور جانے کی ضرورت بھی نہ تھی جبکہ عراق سے (جہاں زیاد رہتا تھا) مکہ معظمہ قریب تر ہے۔

فقہاء کرام کی تصریحات

(۱) شفاء شریف میں ہے کہ:

قال اسحاق بن ابراھیم الفقیہ ومما لم یزل من شان حج المبرور بالمدینۃ والقصد الی الصلوٰۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم والتبرک برؤیۃ روضۃ ومنبرہ وقبرہ ومجلسہ وملامس یدیہ ومواطن قدمیہ والعمود الذی الیہ ویتنزل الیہ جبریل بالوحی فیہ علیہ ومن عمدہ وقصدہ من الصحابۃ وائمۃ المسلمین

Marfat.com

والاعتبار بذلك كله۔

ترجمہ:۔ ابن ابراہیم فقیہہ نے فرمایا کہ حج مبرور کا ہمیشہ یہ نشان رہا کہ حج کے ساتھ مدینہ پاک کی حاضری اور مسجد نبوی میں ادائیگی صلوٰۃ اور ریاض الجنۃ کی زیارت مع تبرک ایسے ہی منبر نبوی اور قبر انور اور آپ کی مجلس اور جہاں آپ کے ہاتھ مبارک نے لمس فرمایا اور جس جگہ قدم مبارک پہنچے اور وہ ستون جو آپ کی طرف منسوب ہیں اور جہاں جبریل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے اور جہاں صحابہ و آئمہ اسلام حاضر ہوئے اور یہ تمام قابل اعتبار ہے۔

(۲) پہلے اختلاف گزرا ہے کہ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختلاف کیا ہے کہ کیا حاجی کو پہلے مدینہ کی حاضری ضروری ہے یا مکہ معظمہ کی جنھوں نے مدینہ طیبہ کی حاضری کو مقدم کہا ہے وہ یہ ہیں۔ علقمہ۔ اسود۔ عمرو بن میمون تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) شاید اس کا سبب یہی ہے کہ ان کو حج کی ادائیگی سے پہلے قبر انور کی زیارت زیادہ مرغوب تھی۔

(۳) فتاوی ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ میں ہے کہ:

روی الحسن بن زیاد عن ابی حنیفۃ انہ قال الاحسن للحاج ان یبدأ بمکۃ فاذا قضی نسکہ مر بالمدینۃ و ان بدأ بہا جاز فیأتی قریبًا من قبر رسول اللہ فیقوم بین القبر والقبلۃ۔

ترجمہ:۔ حسن بن زیاد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ حاجی کو چاہیئے کہ پہلے وہ حج ادا کرے ادائیگی مناسک

Marfat.com

کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہو۔ اگر حج سے پہلے مدینہ طیبہ آئے تو بھی جائز ہے تو قبر انور اور قبلہ کے درمیان کھڑا ہو۔"

(۴) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

زیادۃ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنۃ بین المسلمین مجمع علیہا و فضلۃ مرغوب فیہا

زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اہل اسلام کے متفق علیہ ہے۔ اور اس کی فضیلت ہر مسلم کو مرغوب ہے۔

(۵) امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع کی وضاحت کی ہے اور اسے دلائل سے اسلاف کے اقوال و افعال سے ثابت فرمایا اور ان کی تصریحات لکھی ہیں اگر تفصیل چاہیئے تو ان کی کتاب "شفاء السقام" دیکھیئے انھوں نے ثابت فرمایا ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ یہ قربت الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔

استدلال بطریق دیگر

۱۔ ہم نے جو روایات صحیحہ پہلے بیان کردی ہیں کہ زیارت سنت ہے اس سے مزید تحقیق کی ضرورت نہیں علاوہ ازیں علی الاطلاق زیارت قبور کے متعلق احادیث صحیحہ سے سنت ہے۔ قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سید القبور ہے وہ ان روایات کے حکم میں ہے۔

۲۔ جنت البقیع کی قبور کے لیے خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور شہداء کی زیارت احادیث سے ثابت ہے۔ اس لحاظ سے حضور ہی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور بطریق اولیٰ اولیٰ

Marfat.com

کیونکہ آپ کے امت پر بہت بڑے حقوق ہیں اور آپ کی تعظیم تمام پر لازم ہے اور ہمیں ہزاروں فوائد نصیب ہوتے ہیں مثلاً رحمت کا نزول جبکہ ہم صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں اور پھر وہاں قبر انور کو ہزاروں ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں ہم صلوٰۃ وسلام عرض کریں گے وہ ہمارے گواہ ہوں گے اور قبر انور سے حصول فیوض وبرکات اور ادائیگی حق اور

زیارۃ القبور سے تذکرہ آخرت حاصل ہوتی ہے۔ اجماع امت ہے کہ زیارۃ القبور مردوں کو جائز ہے (کذا حکاہ النووی) بلکہ بعض ظاہری فرقہ کے لوگ تو اسے واجب کہتے ہیں۔ عورتوں کے بارے میں زیارۃ قبور کا اختلاف ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت تو ادلہ خاصہ کاملہ سے مستثنیٰ ہے اسی لیے یہاں عورتوں کی زیارت کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں جیسے امام سبکی اور ریمی وغیرھما نے اشارہ فرمایا ہے اور عبارات ائمہ کے اطلاق کا تقاضا بھی یہی ہے۔

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ثبوت از قرآن

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک (الآیۃ)

"اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور آئیں تیرے پاس اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)"

فائدہ:- یہ آیت دلالت ترغیب حاضری درگاہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کرتی ہے کہ آستانۂ عالیہ پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ رتبہ عظیمہ ایسا ہے جو منقطع ہونے والا

Marfat.com

نہیں اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات وممات برابر ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی اُمت کے لیے استغفار فرمانے کا ثبوت بعد از وصال بذریعہ عرض ملائکہ اعمال اُمت بحضور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ چنانچہ ہم تفصیل پہلے بیان کر چکے ہیں اور آپ کے کمالِ رحمت سے جو حال اُمت پر مبذول ہے اُمید ہے کہ آستانہ شریف پر حاضر ہونے والے کے حق میں بنسبت اوروں کے یہ استغفار نہایت ہی ابلغ واوکد ہوتی ہوگی اور سارے علماءِ وقت نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات وممات کا برابر ہونا لکھا ہے۔

ترکیب:۔ واستغفر لهم کا عطف جاؤک پر ہے اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُمت کے استغفار کے بعد ان کے لیے طلبِ مغفرت نہیں فرماتے اور نہ ہی کہیں سے ثابت ہے کہ وصال شریف کے بعد استغفار کی انھیں ممانعت ہے بلکہ روایات سے ثابت ہے کہ ملائکہ آپ کے ہاں اُمت کے اعمال پیش کرتے ہیں تو آپ ان کے لیے طلبِ مغفرت فرماتے ہیں اور جیسے آپ ظاہری حیات میں اُمت کے لیے رحیم وکریم تھے ایسے ہی وصال کے بعد آپ سے توقع ہے (بلکہ اس سے بڑھ کر) اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ درِ اقدس پر آنے والے کو محروم بھی نہیں فرماتے یہ ان کے کمال رحمت کی عادتِ کریمہ ہے اور ہم عنقریب امام مالک اور منصور کا مناظرہ نقل کریں گے جس میں ہمارے مذکورہ بالا موضوع کی تصدیق وتائید ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل آئیں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

فقہاء کرام نے آیت شریفہ سے سمجھ کر آداب زیارت میں حکم دیا ہے کہ اس آیت کو حضوری

Marfat.com

کے وقت پڑھ کر طلب مغفرت اس جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کریں اور حکایت اعرابی کی جو بعد وصال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے آیا تھا۔ اس نے یہ آیت شریفہ پڑھی تھی جو مشہور و معروف ہے اور مذاہب اربعہ میں سے جس نے بھی مناسک حج میں کوئی کتاب لکھی ہے اس نے یہ حکایت بھی لکھی ہے مثلاً ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور ابن الجوزی نے کثیر العزم میں اور ابن النجار نے یہ حکایت بیان کی ہے اور اس کے پڑھنے کا استحسان کیا ہے اور بہت سے ائمہ اعلام نے اسانید معتبرہ صحیحہ سے روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف کا شرف حاصل کیا اور اس کے مقابل بیٹھ گیا اچانک ایک اعرابی آیا اس کا بیان آگے آتا ہے)۔

حکایت: ابو سعید سمعانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حجرہ اقدس قبر انور میں تشریف لے جانے کے تین دن بعد ایک اعرابی آیا اور اپنے آپ کو قبر اطہر پہ ڈال کر اپنے سر پہ مٹی پھینکی اور عرض کی:

یا خیر الرسل حق تعالیٰ نے آپ کو یہ ایک کتاب صادق نازل فرمائی اور اس میں فرمایا وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الخ میں آپ کے حضور میں اپنے گناہوں کا استغفار کرنے اور آپ کی شفاعت طلب کرنے آیا ہوں پھر یہ ابیات پڑھے:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه ۔۔۔ فطاب طیبهن القاع والاکم
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُهٗ ۔۔۔ فِیْهِ الْعِفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

Marfat.com

ترجمہ: "یعنی اے بہترین ہستی جس کا جسم اطہر زمین ہموار میں مدفون ہے جس کی خوشبو سے زمین ہموار راست بھی معطر ہو گئی۔ میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ مدفون ہیں اس میں عفاف اور جود و کرم ہے"۔

ہم نے سنا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب میں آیا ہوں کہ آپ میرے واسطے استغفار فرمائیں۔ قبر مبارک سے آواز آئی قَدْ غُفِرَلَكَ تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

مسئلہ: آیت مذکورہ کے علاوہ سابق مضامین سے علماء کرام نے زیارت قبور کے استحباب پر استدلال کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اہل ایمان کا قرب و بعد سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آنا اور حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِيْ اور وہ حدیث شریف جس کی ابن السکن نے تصحیح کی ہے یعنی مَنْ جَاءَنِيْ زَائِرًا دلیل ہیں اس بات کی کہ درگاہِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری موجب صد برکات ہے۔

دعلتی نے فرمایا کہ اعرابی اوپر والی آیت مع اشعار پڑھ کر توبہ کی اور چلا گیا مجھے نیند آ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بخش دیا گیا۔ نیند سے جب میں جاگا تو اس مرد کو ادھر ادھر دیکھا لیکن اعرابی نہ ملا۔

فائدہ: اعرابی کا قصہ ائمہ اسلام نے نقل کیا ہے جسے چار مذاہب (حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی) وغیرہم سب نے نقل کیا ہے یہ وہ علتی محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن معاویہ بن عمرو بن عتبہ بن ابی سفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہم المتوفی

Marfat.com

سنہ ۲۲۸ھ اور تمام علماء ائمہ نے آداب زیارت رسول میں لکھا گویا اس پر اجماع امت ہے لیکن افسوس کہ منکر زیارت گنبد خضریٰ اجماع امت کا بھی منکر ہے جو در اصل صحیح حدیث کا منکر ہے کہ "لا تجتمع امتی علی الضلالہ" اور یہ واقعہ مستند کتب مثلاً ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں علامہ ابن الجوزی نے مثیر الغرام الساکن الی اشرف الاماکن وغیرہ نے لکھا ہے۔

نتیجہ: جب ثابت ہوا کہ زیارت القبور بالخصوص روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت قربتِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے تو پھر اس کے لیے سفر کر کے حاضری دینا بھی موجب صد برکات و قربات ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء (احد) کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور اس پر سلف و خلف سب کا اتفاق ہے بلکہ اس پر ان کا اجماع ہے۔

سوال: حدیث شریف میں ہے۔

لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ

نہ سفر اختیار کرو سوائے تین مساجد کے

اس حدیث شریف سے منع ثابت ہے۔

جواب: اس حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی مسجد کی فضیلت کا عقیدہ رکھ کر اس کے لیے سفر نہ کیا جائے جیسا کہ امام احمد و ابن شیبہ کی روایت سند حسن کے ساتھ مروی ہے کہ:

عن ابی سعید الخدری مرفوعاً لاینبغی للمطی ان تشد رحالھا الی مسجد یبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام ومسجدی ھذا والمسجد الاقصیٰ۔

Marfat.com

ترجمہ: "سواری نہ پہنچائی جائے کسی مسجد میں کہ اس میں نماز کی ادائیگی ہو گی
سوائے مسجد حرام کے یا سوائے میری اسی
مسجد (نبوی) کے اور مسجد اقصیٰ کے۔"

جوابِ۲: اگر حدیث سوال کو عام رکھا جائے تو پھر مندرجہ ذیل اُمور کے لیے بھی سفر نہ کیا جائے۔

۱. مناسک حج کے لیے عرفات کا سفر
۲. جہاد کے لیے سفر
۳. دار الکفر سے دار الاسلام کا سفر
۴. تجارت کا سفر
۵. ضروریات اُمورِ دنیا کا سفر (وغیرہ وغیرہ)

مسئلہ: تینوں مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کے سفر میں اختلاف ہے بعض نے کہا حرام ہے بعض نے کہا حرام نہیں۔

جوابِ۳: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان تینوں مساجد کی تخصیص سے مقصد یہ ہے کہ ان کا سفر قربتِ مقصودہ ہے بخلاف دوسری مساجد کے کہ ان کے سفر کو قربت مقصودہ نہ سمجھا جائے۔

جوابِ۴: قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مساجد کے لیے سفر نادراً ہوتا ہے تو اس سے اُمت کو متنبہ کرنا ہے کہ ان نوادر میں ان مساجد کو شامل نہ کرنا بلکہ ان کے لیے سفر کرنا عین ثواب ہے دوسری مساجد کا سفر کر دیا نہ لیکن ان کے لیے سفر کر کے حاضری لازم ہے۔

جوابِ۵: قصد زیارت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مستلزم زیارت قصد آپ کی مسجد شریف کی ہو گی کہ جس کی مجاورت سے مقصود تبرک

Marfat.com

روضہ اقدس بھی حاصل ہو جائے گا جس طرح آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حالتِ حیات میں ادراکِ سعادت وخدمت کے لیے قصد سفر کرتے ہیں۔ نہ صرف تعظیم بقعۂ مبارک یعنی قبرِ انور کے لیے"۔

سوال: تمھاری تقریر حدیث شریف مَنْ زَارَ قَبْرِی الخ کے خلاف ہے کیونکہ حدیث شریف میں قبر کی زیارت کو مقصود کہا جا رہا ہے اور تم ذاتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو اس میں آرام فرما ہیں۔

جواب: ہماری تقریر حدیث شریف ذیل کے مطابق ہے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خیر ما رکبت الیہ الرواحل مسجدی ھذا والبیت العتیق۔

"بہترین وہ سواریاں ہیں جو میری اسی مسجد نبوی کو آتی ہیں اور یہ پرانا گھر"

دوسری حدیث شریف میں ہے:

صلوٰۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام فانی اٰخر الانبیاء و مسجدی اٰخر المساجد۔

"میری مسجد کی نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے اس لیے کہ میں آخری نبی ہوں تو میری مسجد بھی آخری مسجد ہے"

(اس سے واضح ہے کہ صرف قبر انور کی زیارت مقصود نہیں بلکہ ذاتِ اقدس کہ جس کے طفیل ان کی مسجد کی یہ فضیلت ہے۔)

Marfat.com

سوال: سیدنا حسن بن حسن رضی اللہ عنہ (اہلبیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے زیارت قبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روکا نہ ایک بار بلکہ بار بار۔ چند شواہد حاضر ہیں۔

۱۔ عبدالرزاق (محدث) سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو قبر شریف نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد دیکھا۔ آپ نے انہیں منع فرما دیا اور کہا کہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید نہ بنانا اور اپنے گھروں کو قبور نہ بنا لینا اور جس جگہ تم مجھ پر درود بھیجا کرو۔ بیشک درود مجھ پہ پہنچتا ہے۔

۲۔ قاضی اسماعیل کی روایت میں ہے کہ سہل بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کے لیے آیا اور حسن بن حسن بن علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہم شام کا کھانا کھا رہے تھے مجھے اپنے پاس طلب فرمایا چونکہ مجھے اُس وقت کھانے کی رغبت بہت کم تھی ۔ میں نے اجابت نہ کی فرمایا تم قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر کیا کرتے تھے میں نے عرض کی سلام عرض کر رہا تھا ۔ فرمایا سلام عرض کر کے واپس آجاؤ اس لیے کہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ۔ (الحدیث) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری قبر کو عید نہ بناؤ ۔

۲ ۔ ابو یعلی سے مروی ہے کہ سیدنا علی بن حسین (یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہما) نے ایک شخص کو قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑکی پر آتے دیکھا کہ وہ وہاں کھڑے ہو کر دعا مانگ رہا ہے تو آپ نے اُسے منع کر دیا اور اسی حدیث کا مضمون پڑھ کر سنایا ۔

جوابِ ا : ہمارے ہاں امام علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے جواز کی تصریح ہے وہ یہ ہے :

"قاضی اسماعیل سے منقول ہے کہ ایک شخص ہر صبح کو حاضر ہو کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرتا تھا بعد زیارت دوگانہ ادا کرتا تھا ۔ ان تمام امور کو بے تکلف و تصنع بجا لایا اس سے پوچھا کہ تو یہ کیا کرتا ہے عرض کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کا عشق ہے اُنھوں نے فرمایا کہ میرے والد گرامی رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے اس کے بعد آپ نے مذکورہ حدیث بیان فرمائی ۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو روکا گیا تھا وہ حد سے متجاوز ہو جاتا تھا اور یہ جواب اس کے موافق ہے جو حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے اس شخص کو روکا اور وہ بھی اس لئے کہ وہ
شخص مقیم تھا اور خواہ مخواہ حاضر رہتا۔ اور ہمارا دعویٰ باہر سے آنے والوں کے لیے ہے ورنہ مطلق زیارت، کسی کو انکار نہیں۔

جواب ۴: وہ شخص اسی خاص جگہ سے داخل ہونے پر اصرار کرتا اور پھر بار بار۔ اور یہی جوابات حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے رد کرنے کے لیے ہیں ورنہ آپ نے یہ بھی تو فرمایا: اذا دخلت فسلم علیہ۔

اہل بیت کرام کی مزید تصریحات

حضرت یحییٰ بن حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

۱۔ ان علی بن الحسن رضی اللہ عنہما کان اذا جاء یسلم علی النبی صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم وقف عند الاسطوانۃ التی تلی روضۃ الشریفۃ ثم یسلم ثم یقول ھاھنا راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم۔

حضرت علی بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوتے تو اس ستون کے نزدیک کھڑے ہوتے تھے جو ملحق روضہ مبارک ہے اور سلام عرض کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقام سر اقدس سرور انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہی ہے۔

۲۔ مطری کہتے ہیں کہ حجرہ شریف کو داخل مسجد کرنے سے پہلے سلف صالحین کا طریقہ یہی تھا جو مذکور ہوا۔

Marfat.com

۳۔ عنقریب ہم وہ روایت نقل کریں گے کہ جس جگہ پر حضرت حسن بن علی صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہوتے تھے۔

۴۔ یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہارون بن موسیٰ فروعی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے دادا علقمہ سے سُنا کہ جبکہ ان سے سوال ہوا کہ در رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صحابہ و تابعین کس طرح حاضری دیتے تھے تو اُنھوں نے فرمایا کہ حجرۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے۔ اس وقت دروازہ شریف کا تالا نہ تھا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے وصال شریف تک یہی طریقہ رہا۔

لاتجعلوا قبری عیدًا کے جوابات

۱۔ حافظ المنذری فرماتے ہیں کہ "لاتجعلوا قبری عیدًا" میں کثرت زیارت پر برانگیختہ کرنا مطلوب ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بھی یہاں نہ آئے جیسا کہ عید کے لیے سال میں ایک دفعہ جاتا ہوتا ہے یعنی روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری صرف عید کی طرح سال کے بعد نہ ہو بلکہ بار بار ہو اس کی تائید حدیث "لاتجعلوا بیوتکم قبورًا" (گھروں کو قبریں نہ بناؤ) سے ہوتی ہے یعنی گھروں میں نمازیں ترک نہ کرو (یعنی گھروں میں نماز پڑھا کرو) ایسے ہی یہاں قبر انور کو عید نہ بناؤ سال کے بعد نہ آؤ بلکہ بار بار آؤ۔

۲۔ امام سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد تخصیص و تعیین ہے کہ زیارت کا ایک خاص وقت مقرر کر لیا اس کے علاوہ جانا

Marfat.com

بلکہ میری قبر انور کے لیے سال میں کئی بار اور عمر بھر زیارت کے لیے حاضری دو۔

۲۔ عید سے تشبیہ مراد اظہار زینت و اجتماع اور جو امور عیدوں میں رسمی ہیں ان سے بچو بلکہ زیارت سلام و دعا وغیرہ کی عادت بناؤ۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ منورہ اور مقام منیف پر آدمی حاضر ہوکر گریہ و زاری تضرع و عاجزی دعا و التجا کرے تو مکروہ ہے

ع حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

ازالۂ وہم

عبدالحق صقلی ابو عمران سے نقل کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ زُرْنَا قَبْرَ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کہنا مکروہ ہے (معاذ اللہ) ان کا مقصد غلط نہیں کیونکہ لفظ زیارۃ تو عام لفظ ہے کہ چاہے تو کرے نہ چاہے تو نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لیے زیارۃ کا یہ مفہوم نامناسب ہے کیونکہ زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو واجب ہے۔ جناب عبدالحق فرماتے ہیں کہ واجب سے سنن واجبہ مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا ذریعہ صرف قبر کو نہ سمجھا جائے۔ یا ان کا مقصد یہ ہے کہ صرف قبر ہی موصل الی المطلوب یا نافع ہے بلکہ یہ سمجھے کہ یہ زیارت ثواب کا موجب ہے (ایصال و نافع تو باذنہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

Marfat.com

آلہ وسلم سے ہی ہو گا۔)

خلاصہ یہ کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ ادنیٰ کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نہ ہو (بعض نے کہا امام مالک کا مقصد یہ ہے کہ لفظ زیارۃ قبر عام طور پر اہل اموات کے لیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو زندہ ہیں۔)

مسئلہ: مختار یہ ہے کہ یہ اطلاق مکروہ نہیں۔

احناف کہتے ہیں کہ:

زیارتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من افضل المندوبات والمستحبات بل تقرب من درجۃ الواجبات۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت افضل المندوبات و مستحبات سے ہے بلکہ واجبات کے قریب ہے۔

فائدہ: امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ پہ مذاہب اربعہ کی کتب سے بے شمار تصریحات جمع فرمائی ہیں ہم اس میں طوالت نہیں کرتے۔

مسئلہ: قاضی ابن کج نے لکھا کہ جب کسی نے منت مانی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرے گا تو ہمارے نزدیک ضروری ہے کہ وہ زیارت کو جائے بخلاف دوسروں کی قبروں کے کہ اس میں دو وجہیں ہیں۔

یقین کیجئے کہ یہی حق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کی قبر انور کی زیارت قربت مقصودہ ہے اور خصوصیت سے اس کے متعلق
دلائل موجود ہیں۔ اس کی نظیر آپ کی زندگی پاک میں ہجرت کا وجوب ہے
ایسے ہی بعض نے کہا کہ عرفات میں وقوف واجب ہے تو اگر کوئی اعتکاف
کی منت مانے تو ادا کرنا ضروری ہوگا۔ بخلاف دوسروں کی قبور کے منت کے کہ
ان کے لیے دور سے جانے کی جو حیثیت ہے وہی ان کی منت کا ہے
اس لیے کہ ان کے لیے زیارت کو جانا قربت مقصودہ نہیں اگرچہ ہے
تو وہ بھی شرع مطہرہ سے ترغیب دلانے کی وجہ سے لیکن وہاں سبب
دوسرا ہے وہ ہے عمومی فائدہ اس لحاظ سے ان کی منت بھی جائز ہوگی
یہی اصح ہے۔

فائدہ: عبدی مالکی شرح الرسالہ میں فرماتے مسجد حرام اور مکہ
کی طرف چلنے کی منت ماننا جائز ہے کیونکہ اس کی اصل موجود ہے یعنی
حج وعمرہ اور مدینہ منورہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت
کو جانے کے لیے جانا اور بیت المقدس کی طرف جانے سے افضل
ہے حالانکہ یہاں نہ حج ہے نہ عمرہ۔

مسئلہ: تین مساجد کی طرف جانے کی منت ماننا جائز ہے اور اس
کی ادائیگی واجب ہے کعبہ مکرمہ کے لیے تو سب کا اتفاق ہے۔
باقی دو مسجدوں کے متعلق ہمارے علماء کا اختلاف ہے۔

فائدہ: امام سبکی نے فرمایا یہ اختلاف حاضری کے لیے ہے نہ کہ
زیارت کی منت ماننے کے لیے۔

فائدہ: تہذیب الطالب لعبد الحق رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے کہ شیخ
ابو محمد بن ابی زید سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ کسی کو مزدوری

Marfat.com

دے کر کہا کہ تم نے حج کے بعد زیارت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جانا ہے۔ وہ حج کے بعد روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نہ جا سکا تو اس کو زیارتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچنے کا خرچہ واپس کرنا ہوگا۔ بعض نے کہا اس پر لازم ہے کہ وہ زیارت کے لیے دوبارہ آئے۔

فائدہ: عبدالحق فرماتے ہیں کہ اگر اسے مخصوص سال کے لیے مزدور رکھا گیا اور وہ زیارت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے نہ جا سکا تو اس سے زیارت کے لیے جانا ساقط ہوگیا۔ اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو مزدور پر لازم ہے کہ حج کے جانے کے بعد زیارت کو جائے نہیں گیا تو لوٹ کر زیارت کو ضرور جائے۔

مسئلہ: سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ بہتر ہے اور ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ صرف زیارت روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مزدور کو بھیجنا صحیح نہیں اس لیے کہ یہ عمل غیر مضبوط اور نہ شرع سے براہِ راست فرض ہے۔

مسئلہ: قبر انور کے سامنے وقوف کا انعام مقرر کرنا صحیح نہیں اس لیے کہ اس عمل کے لیے نیابت کا ثبوت نہیں ہاں اگر وہاں جا کر دعا مانگنے کا انعام مقرر کیا جائے تو جائز ہے اس معاملہ میں جہل انعام کو بالکل باطل نہیں کرتا۔

مسئلہ: سلام پہنچانے پر انعام وغیرہ دینے کا کوئی حرج نہیں امید ہے مسلک مالکیہ کی یہی مراد ہے

فائدہ: رمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفقیہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کے لیے مزدور کرکے بھیجنا تین قسم پر ہے صحیح ترین یہ ہے کہ جائز ہے اسی طرح ابن سراقہ نے کہا اسی کو اصبحی صاحب المفتاح نے اختیار کیا ہے۔

۲۔ ناجائز ہے اسی پر الماوردی نے قطعی فیصلہ دیا۔

۳۔ یہ حلیمی کا مذہب ہے اسی کو اصبحی صاحب المعین نے اختیار کیا وہ یہ کہ اس مسئلہ کی بنا اس قاعدہ پر ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ وہ فلاں سے کلام نہ کرے گا اسے کچھ لکھا یا اسے پیغام بھیجا تو حانث نہ ہوگا۔ اسی معنی پر قبر انور کی زیارت کے لیے مزدوری کے طور بھیجنا اگر اس کا فتویٰ حنث کا ہو تو پھر جائز ہے۔

فائدہ: تیسرے مذہب کی بناء ضعف پر ہے اس لیے کہ یمین کا دارومدار عرف پر ہے اور زیارت قبر انور اور ابلاغ سلام تو قربت مقصودہ نہیں جیسے خط لکھنے سے محبت اور اتصال وغیرہ حاصل ہو جاتے ہیں اگرچہ اس کو عرف سے کلام نہ کہا جائے گا خلاصہ یہ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سلام اور دعا کے لیے مزدور کرکے بھیجنا جائز ہے۔

وسیلہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانا اور اپنے جملہ امور میں شفیع سمجھنا اور ان کی وجاہت و برکات کا وسیلہ ہونا شرعاً جائز ہے اور انبیا ومرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے

Marfat.com

حضرت آدم کے لیے وسیلۂ مصطفائی

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لما اقترف آدمَ الخطیئۃ قال یا ربّ اسئلک بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لما غفرت لی فقال یا آدم کیف عرفت محمدًا ولم اخلقہ قال یا رب لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرأیت علی قوائم العرش لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعرفت لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی اذا سالتنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک۔

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو اس کے اعتذار میں اُنھوں نے کہا یا ربّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرْلِیْ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا بخش دے۔ تو درگاہِ مجیب الدعوات سے فرمان ہوا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا ابھی تو ان کا جوہر روحانی صدف جسمانیت میں بھی نہیں آیا۔ اُنھوں نے کہا خداوندا تو جانتا ہے کہ جس دن سے تو نے مجھے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے قالبِ بشریت

Marfat.com

میں رُوح علوی کو پھونکا میں نے سر اُٹھایا اور قوائم عرش پر لکھا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اسی دن میں نے جان لیا کہ تیرا ایک ایسا بندہ ہے جو تجھے ساری خلق سے محبوب ترین و مقرب ترین ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین) فرمان ہوا جب تو نے ان کو میری درگاہ میں وسیلہ مغفرت لایا تو میں نے بھی تیرا گناہ بخش دیا۔ اے آدم اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے میں تمھیں بھی پیدا نہ کرتا۔ (الحاکم وصححہ)

ل بعض روایات میں آیا ہے کہ جو کلمات آدم علیہ السلام کو درگاہِ رب العزت سے تلقی ہوئے تھے اور جن کے سبب سے ان کی مغفرت ہوئی تھی اور آیہ منطوقہ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ تلقین فرمائے گئے وہ یہی کلمات تھے انھوں نے یہ کہے تو توبہ قبول ہوئی۔ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے یہ کلمات لکھے اِلٰهِیْ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ اِغْفِرْلِیْ یا اللہ بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے مجھے بخش دے۔

فائدہ: امام سبکی نے فرمایا کہ جب وسیلہ اعمال صالحہ جو کہ فعل انسان ہیں (اور افعال فعل انسان قصور و نقصان سے بھی متصف ہوا کرتے ہیں) سے جائز اور وہ بارگاہِ رب تعالیٰ میں مقبول و مستجاب ہیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو شفیع لانا تو بطریق اولیٰ جائز و مستحسن ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں ؎

يَا اَكْرَمَ الرُّسُلِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

یعنی: اے بزرگ ترین انبیاء میرے ہاں کوئی ایسا نہیں کہ میں اس کی طرف پناہ لاؤں سوائے آپ کی ذات کے حادثہ عام کے نازل ہونے کے وقت۔

Marfat.com

نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بحال

نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بحال : نسائی اور ترمذی نے روایت کی اور فرمایا یہ روایت صحیح حسن غریب ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف سے مروی ہے فرمایا کہ ایک نابینا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیے کہ خداوند تعالیٰ مجھے عافیت بخشے۔ آپ نے فرمایا اگر تجھے بصارت چاہیئے تو دعا کروں ابھی حاصل ہو جائے اور اگر اجر آخرت کا خواستگار ہے تو صبر کیجیئے اور تیرے لئے وہی بہتر ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیے آپ نے فرمایا وضو کیجیئے اور یہ پڑھیئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اِلٰی اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ یعنی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نبی رحمت ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب سے متوجہ ہوتا ہوں اپنی حاجت کی بابت جو یہ ہے پوری فرمائیے میری طرف سے اے اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ امام بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے اور یہ عبارت زیادہ بیان کی ہے۔ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ پس اٹھا اور وہ نابینا بینا ہو گیا۔

حاشیہ : یہ مجرب ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ پس اس نے اس کو پڑھا اور بینائی حاصل کر لی اور بہت سی احادیث دربارۂ توسل اور طلب امداد ارباب حاجات بجناب سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً وسعت رزق و حصول اولاد و نزول بارش اور جائے عیش وغیرہ وغیرہ وارد ہوئی ہیں جنہیں فقیر اویسی غفرلہٗ نے کتاب الوسیلہ میں جمع کیا ہے۔ اور نہ صرف زمانۂ حیات میں بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی ذات سے توجہ و طلب امداد و توسل کا بہترین ذریعہ ہیں۔ آپ کے وسیلے کے جواز پر جملہ علمائے اسلام کا اتفاق ہے سوائے ابن تیمیہ اور اس کے متبعین کے۔ یہاں تک کہ علمائے اسلام نے ابن تیمیہ کے علم کے اعتراف کے باوجود اسے گمراہ بھی کہا۔ ہمارے دور میں نجدی، وہابی اور اس کی عشاق پارٹیاں وسیلہ ماننے والوں کو مشرک گردانتے ہیں اور اس میں اتنا غالی ہیں کہ ہو سکے تو وسیلہ کی روایات کو کتب اسلامیہ سے مٹا دیں چنانچہ ایک نجدی عالم کا عزم پڑھیئے۔ (صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

طریقہ صحابہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات شریف میں دیگر حاجات کی طرح آپ سے طلبِ دُعا، طلب شفاعت بروز قیامت یا طلب دُعا مغفرت بھی کیا کرتے تھے۔ صرف چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں اگر زیادہ درکار ہوں تو فقیر کی کتاب "ندائے یارسول اللہ" دیکھئے۔

نجدی وہابی کا عقیدہ

خلاصۃ الوفاء کے حاشیہ پر نجدی حمد الجاسر لکھتا ہے کہ:

ابقیناھذا البحث نظراً الی الامانۃ العلمیۃ التی توجب عدم التصرف فی کلام المصنف والا فنحن براء من کل ما یخالف النصوص الشرعیۃ وطریقۃ السلف الصالح مما ذکرہ المصنف۔

یعنی یہ بحث ہم نے اصل کتاب میں باقی رکھی ہے کہ یہ علمی امانت ہے ورنہ ہم خلاف نصوص اور طریقۂ اسلاف کے خلاف سے بیزار ہیں۔

اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ نجدیوں کو وسیلہ از نبی علیہ السلام و اولیاء سے بیزاری ہے اس لیے کہ اس کا ثبوت نہیں۔ فقیر وسیلہ کے ثبوت میں یہ سطور پیش کرتا ہے تاکہ سند رہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

عن انس رضی اللہ عنہ قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل فقلت یا رسول اللہ فاین اطلبك قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القك علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القك عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطی ھذہ الثلث المواطن (مشکوۃ شریف ۴۸ ترمذی باب الحوض والشفاعۃ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیجئے۔ فرمایا میں کر دوں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں۔ فرمایا پہلے مجھے صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں۔ فرمایا کہ پھر میزان کے پاس ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا اگر میزان کے پاس آپ کو نہ پاؤں۔ فرمایا تو پھر حوض کے پاس مجھے ڈھونڈھنا کیونکہ میں ان تینوں جگہوں کو نہ چھوڑوں گا۔

حضرت سواد بن قارب کا عقیدہ و طریقہ

حضرت سواد بن قارب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایمان لاتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

وکن لی شفیعًا یوم لا ذو شفاعۃ بمغنٍ فتیلًا

Marfat.com

عن سواد بن قارب۔

ترجمہ: "اور آپ میرے شفیع بنیں جس دن سواد بن قارب کو کوئی شفاعت کرنے والا ذرہ بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔" (استیعاب لابن عبدالبر)

۳۔ حضرت عسکلان کا عقیدہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حسب عادت تجارت کے لیے یمن گئے۔ آپ کی غیر حاضری میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے عسکلان بن عواکن حمیری نے سن کر اپنے ایمان کا اظہار اشعار میں کیا۔ اور وہ اشعار حضرت عبدالرحمٰن کی وساطت سے خدمت اقدس میں ارسال کیے۔ ان میں سے دو شعر یہ ہیں:۔

اشهد بالله رب موسیٰ
انك ارسلت بالبطاح
فكن شفيعي الى مليك
يدعو البرايا الى الصلاح

"میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جو موسیٰ کا رب ہے کہ آپ وادی مکہ میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔
پس آپ میرے شفیع بنیں اس بادشاہ کی طرف جو خلائق کو نیکی کی طرف بلاتا ہے۔"

حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر فرمایا:۔

اما ان اخا حمير من خواص المومنين ورب مومن بي ولم يرني ومصدق بي وما شهد ني اولئك اخواني

Marfat.com

حقًا (اصابہ۔ ترجمہ عسکلان۔ کنز العمال ص۲۲۱ ج۶)

ترجمہ: "آگاہ رہو۔ بے شک قوم حمیر کا بھائی خواص مومنین سے ہے اور مجھ پر ایمان لانے والا ہے۔ حالانکہ اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ اور میری تصدیق کرنے والا ہے حالانکہ وہ میرے پاس حاضر نہیں ہوا وہ حقیقت میں میرے بھائی ہیں"۔

حضرت ماذن کا عقیدہ

حضرت ماذن بن عضوبہ طائی خطامی عمان کی ایک بستی میں ایک بت کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر سن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے تھے۔ آپ نے بارگاہِ رسالت میں اپنی بداعتدالیوں کا ذکر کیا اور طالب دعا ہوئے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے وہ رذائل مبدل بہ فضائل ہو گئے اس بارے میں آپ نے یہ اشعار کہے ہیں ؎

الیک رسول اللہ حشّت عطیتی
تجرب الغیافی من عمان الی العرج
لتشفع لی یا خیر من وطی الحصا
فیغفر لی ذنبی وارجع بالفلج
الی معشر جانبت فی اللہ دینھم
فلا رایھم رأئی ولا شرجھم شرجی

ترجمہ: یا رسول اللہ میں نے اپنی اونٹنی آپ کی طرف دوڑائی جو عمان سے عرج تک بیابانوں کو طے کرتی تھی۔ تاکہ

Marfat.com

آپ میری شفاعت فرمائیں اسے بہترین اس کے جس نے سنگریزوں کو پامال کیا۔ پس میرا رب میرے گناہ بخش دے اور میں کامیاب ہو کر اس گروہ کی طرف جاؤں جن کے دین سے میں اللہ کے واسطے کنارہ کش ہو گیا۔ پس ان کی رائے میری رائے نہیں اور نہ ان کا طریق میرا طریق ہے۔ (اصابہ بحوالہ طبرانی و بیہقی وغیرہ۔ استیعاب ابن عبدالبر)

تبصرہ اویسی: طالب شفاعت و وسیلہ کی بے شمار روایات از صحابہ کرام کتب احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ لیکن کیا کیا جائے کہ جو اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں رٹ لگائے جائے کہ شفاعت اور وسیلہ حرام اور شرک ہے بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ حُجّاج جب دور دراز کے سفر کے ساتھ ہزاروں روپے خرچ کر کے دربارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچتے ہیں تو ان کو ہر زبان میں ترجمہ کر کے کتابچے تقسیم کیے جاتے ہیں جن میں تلقین کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یا کسی اور سے دنیا میں شفاعت کا طلب کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ شفاعت بجز خدائے وحدہٗ لاشریک کے کسی کی ملک نہیں لہذا اس کا غیر اللہ سے طلب کرنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ اللہ جل شانہٗ ہے بغیر اس کے حکم کے کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ (رسائل حج تقسیم کردہ حکومت نجدیہ) ۱۴۰۰ھ

یاد رہے کہ صحابہ کرام کا طلب شفاعت و وسیلہ میں انہماک تھا۔ ان میں سے صرف ایک روایت ملاحظہ ہو۔

صحابی رسول حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ: حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی

Marfat.com

اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے وضو کے لیے پانی لادیا کرتا تھا۔ اور دیگر خدمت (جامہ ومسواک وشانہ وغیرہ) بھی بجا لایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ سَلْ (مانگ) میں نے عرض کیا:

اسئلک مرافقتک فی الجنّۃ

میں آپ سے بہشت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ مرتبہ بہت بڑا ہے۔ کچھ اور مانگ۔ حضرت ربیعہ نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو یہی ہے جو عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ (اس مقصود کے حصول میں) تو میری مدد کر بدیں طور پر کہ نماز بہت پڑھا کر اور سجدوں میں دعا کیا کر (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب السجود وفضلہ) مطلب یہ کہ میں کوشش کروں گا۔ تو بھی کچھ کیا کر۔

اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت میں ہے:

"واز اطلاق سوال کہ فرمود سل (بخواہ) وتخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدستِ ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہرچہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔"

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطلق سوال (از سل (مانگ) جس میں کسی خاص مقصد کا ذکر نہیں) سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ امور آپ کے ہاتھ میں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت بخشی ہے کہ جو چاہیں جتنا چاہیں اللہ کے اذن وعطا سے فرمائیں گے۔"

Marfat.com

وصال کے بعد وسیلہ: وصال شریف کے بعد بھی آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصائب و حروب وحاجات میں آپ کو پکارتے اور آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: صاحب مواہب لدنیہ بحوالہ ابن منیر لکھتے ہیں کہ:

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہوا، تو اس صدمے سے آپ کے اصحاب کرام کا عجب حال ہو رہا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے:

ولو ان موتك كان اختيارًا لجدنا لموتك بالنفوس اذكرنا يا محمد عند ربك ولنكن من بالك۔

ترجمہ: اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کی موت کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ یا محمد اپنے پروردگار کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔

۲۔ وفات شریف کے تین دن بعد اعرابی کا قبر شریف پر حاضر ہونا اور آپ سے توسل کرنا بروایت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پہلے آ چکا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: مالک الدار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اپنی اُمت کے لیے بارش کی دُعا فرمائیں۔ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ حضرت عمر سے جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہو گی۔ اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سُن کر روئے۔ پھر کہا۔ اے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

(وفاء الوفاء بحوالہ بیہقی وابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ: ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فریاد کی۔ حضرت ممدوحہ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اُس میں ایک روشن دان آسمان کی طرف کھول دو۔ تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگ گئی۔ اور اُونٹ ایسے فربہ ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اس سال کو عام الفتق کہتے تھے۔

(رواہ الدارمی باب اکرام اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد موتہ)

اہلِ مدینہ کا وسیلہ: علامہ زین مراغی فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قبہ خضراء مقدسہ کے اسفل میں بجانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔ علامہ سمہودی نے وفاء الوفاء صفحہ ۱۹ میں کہا کہ آج کل اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ مبارک کے ارد گرد مقصورہ سے اس کا وہ دروازہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ مبارک کے

Marfat.com

سامنے ہے۔ کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ افسوس کہ آج اس روشندان کا نشان تو ہے لیکن استسقاء کے اس طریقہ کو نہ صرف بند بلکہ شرک اور حرام کے فتویٰ کا نشان بنا دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ قاضی زین الدین ابوبکر بن حسین بن عمر عثمانی مراغی نزیل مدینہ منورہ (متوفی ۸۱۶ھ) نے مدینہ منورہ کے حالات میں اپنی کتاب تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ لکھی ہے جس کے مسودہ سے وہ ۷۶۶ھ میں فارغ ہوئے۔ (کشف الظنون)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود وسیلہ سے دعا مانگی

معجم کبیر اوسط میں بروایت انس بن مالک منقول ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے سرہانے آ بیٹھے اور فرمایا اے میری ماں! اللہ تجھ پر رحم کرے اور اس کی تعریف کی اور اسے اپنی چادر میں کفنایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات اسامہ بن زید۔ ابو ایوب انصاری۔ عمر بن خطاب اور ایک سیاہ فام غلام کو بلایا۔ انھوں نے قبر کھودی۔ جب لحد تک پہنچے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لحد اپنے دست مبارک سے کھودی اور آپ اس میں لیٹ

ل عمر بن شبہ نے عبد العزیز بن عمران سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوائے پانچ کی قبروں کے اور کسی کی قبر میں نہیں اترے۔ ان پانچ میں تین عورتیں اور دو مرد ہیں بہ تفصیل حضرت خدیجۃ الکبریٰ۔ عائشہ صدیقہ کی والدہ ام رومان۔ حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد۔ ابن خدیجہ اور عبد اللہ بن نہم مزنی ملقب بہ ذو البجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (وفاء الوفاء جز ثانی ص۸۵)

Marfat.com

گئے۔ پھر یوں دعا کی:

اللھم اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد و وسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین۔ (وفاء الوفاء جزء ثانی ص۸۹)

ترجمہ: یا اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر دے بوسیلہ اپنے نبی کے اور ان نبیوں کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بچپن میں ابوطالب کی کفالت میں تھے تو ابوطالب کی زوجہ فاطمہ بنت اسد نے کھانے پلانے میں آپ کا خاص خیال رکھا تھا۔ یہ اسی احسان کا بدلہ تھا۔ کہ آپ نے فاطمہ کو اپنی چادر میں کفنایا تاکہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے۔ اور آپ اس کی لحد میں لیٹ گئے تاکہ اُسے راحت و آرام ملے۔ یہ روایت نظر بر حق حیات شریف میں توسل کی دلیل ہے۔ اور نظر بر" الانبیاء الذین قبلی" بعد وفات توسل کی دلیل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد آج تک یہ توسل و استغاثہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب ہم اس مسئلہ کو آیت قرآنی سے ثابت کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے وسیلہ پکڑا اور پکارا:

یا سید السادات جئتک قاصدا	اے سید السادات! میں قصد کر کے آپ کے پاس
ارجو رضاک و احتمی بحماک	آیا ہوں میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار اور آپ کے سبزہ
انت الذی لولاک ماخلق امرؤ	زار میں پناہ گزیں ہوں۔ آپ کی وہ مقدس ذات
کلا ولاخلق الوریٰ لولاک	ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کبھی کوئی آدمی پیدا نہ
انا طامع بالجود منک ولم یکن	ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ میں آپ کے جود و

Marfat.com

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائدہ۔ ع)

ترجمہ: اے ایمان والو! خدا سے ڈرو۔ اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

فائدہ: اس آیت میں خدا کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم ہے۔ وسیلہ سے مراد خواہ خاص شخص یا عمل صالح ہو بہر صورت توسل بہ سید الرسل ثابت ہے کیونکہ اشخاص کی طرح اعمال صالح بھی مخلوق الٰہی ہیں جیسا کہ فرمایا کہ اللّٰہ خلقکم وما تعملون (اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عمل کو) سے ظاہر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اشرف الخلق اکرم الخلق وافضل الخلق ہونے میں کلام نہیں۔ پس آپ اشرف الوسائل واقرب الوسائل الی اللہ ہیں۔ لہٰذا آپ سے توسل بطریق اولیٰ جائز و مستحسن ہے۔

خلاصہ: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے توسل و استغاثہ مستحسن ہے اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت ہے۔ ہم یہاں صرف علامہ ابن حاج مالکی (متوفی ۷۳۷ھ) کا قول نقل کرتے ہیں جو مخالفین کے معتمدین میں سے ہیں۔ وہ اپنی کتاب مدخل میں زیارہ قبور میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

ثم يتوسل باهل تلك المقابر اعني بالصالحين منهم في قضاء حوائجه ومغفرة ذنوبه ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمشائخه ولاقاربه ولاهل تلك المقابر ولاموات المسلمين ولاحيائهم وذريتهم الى يوم الدين ولمن غاب عنه من اخوانه ويجار

لابی حنیفۃ فی الانام سواک ... کرم کا امیدوار ہوں آپ کے سوا خلقت میں ابو حنیفہ کا کوئی سہارا نہیں۔ (انتہیٰ) امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح جملہ ائمہ اسلام سے وسیلہ کی تصریح ملتی ہے۔ تفصیل کے لیے فقیر کا رسالہ "الوسیلہ" دیکھئے۔

Marfat.com

الی اللہ تعالیٰ بالدعاء عندھم ویکثر التوسل بھم الی اللہ
تعالیٰ لانہ سبحانہ وتعالیٰ اجتباھم وشرفھم وکرمھم
فکما نفع بھم فی الدنیا ففی الاٰخرۃ اکثر۔ فمن اراد
حاجۃ فلیذھب الیھم ویتوسل بھم فانھم الواسطۃ
بین اللہ تعالیٰ وخلقہ وقد تقرر فی الشرع وعلم ما للہ
تعالیٰ بھم من الاعتناء وذلک کثیر مشھور وما زال
الناس من العلماء والاکابر کابرا عن کابر مشرقا ومغربا
یتبرکون بزیارۃ قبورھم ویجدون برکۃ ذالک حسًا و
معنی وقد ذکر الشیخ الامام ابو عبد اللہ بن النعمان رحمہ
اللہ فی کتابہ المسمی بسفینۃ النجاء لاھل الالتجاء
فی کرامات الشیخ ابی النجاء فی اثناء کلامہ علی ذالک
ماھذا لفظہ تحقق لذوی البصائر والاعتبار ان زیارۃ
قبور الصالحین محبوبۃ لاجل التبرک مع الاعتبار
فان برکۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتھم کما کانت
فی حیاتھم۔ والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بھم
معمول بہ عند علمائنا المحققین وائمۃ الدین

ترجمہ:۔ پھر زائر قضائے حاجات اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے ان
قبر والوں یعنی صالحین سے توسل کرے پھر اپنی
ذات کے لیے اور اپنے والدین ومشائخ واقارب واہل مقابر
کے لیے اور مسلمان مردوں اور زندوں کے لیے اور قیامت

Marfat.com

تک ان کی اولاد کے لیے اور اپنے غائب بھائیوں کے لیے دعا کرے۔ اور ان اہل قبور کے پاس اللہ تعالیٰ سے عاجزی و زاری سے دعا کرے اور بار بار ان کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا وسیلہ بنائے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو برگزیدہ اور بزرگ بنایا اور گرامی بنایا۔ پس جس طرح اس نے دنیا میں ان کے ذریعہ سے فائدہ پہنچایا۔ آخرت میں اس سے زیادہ نفع پہنچائے گا۔ جو شخص کوئی حاجت چاہے گا اُسے چاہیئے کہ ان کے پاس جائے اور ان سے توسل کرے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں۔ اور شرع ثابت و معلوم ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی کتنی توجہ و مہربانی ہے اور وہ کثیر و مشہور ہے۔ اور مشرق و مغرب میں علما و اکابر قدیم سے ان کی قبروں کی زیارت کو مبارک سمجھتے رہے ہیں اور ظاہر و باطن میں اس کی برکت محسوس کرتے رہے ہیں۔ امام ابو عبد اللہ بن نعمان رحمہ اللہ اپنی کتاب سفینۃ النجاہ میں یوں لکھتے ہیں :-

"اصحاب بصائر و اعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ صالحین کی قبروں کی زیارت بغرض تبرک و اعتبار پسندیدہ ہے۔ کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد اسی طرح جاری ہے۔ جیسا کہ ان کی زندگی میں تھی۔ اور ائمہ دین میں سے ہمارے علمائے محققین کے نزدیک صالحین کی قبروں پر دعا کرنا اور ان سے طلب شفاعت کرنا معمول رہا ہے۔"

Marfat.com

واما عظیم جناب الانبیاء والرسل صلوات اللہ
وسلامہ علیھم اجمعین فیاتی الیھم الزائر ویتعین علیہ
قصدھم من الاماکن البعیدۃ۔ فالجاء الیھم فلیتصف
بالذل والانکسار والمسکینۃ والفقد والفاقۃ
والحاجۃ والاضطرار والخضوع ویحضر قلبہ وخاطرہ
الیھم والی مشاھدتھم بعین قلبہ لا بعین بصرہ لانھم
لایبلون ولا یتغیرون ثم یثنی علی اللہ تعالی بما ھو
اھلہ ثم یصلی علیھم ویترضی من اصحابھم ثم یترحم
علی التابعین لھم باحسان الی یوم الدین ثم یتوسل
الی اللہ تعالی بھم فی قضاء مآربہ ومغفرۃ ذنوبہ
ویستغیث بھم ویطلب حوائجہ منھم ویجزم بالاجابۃ
ببرکتھم ویقوی حسن ظنہ فی ذالک فانھم باب اللہ
المفتوح۔ وجرت سنۃ سبحانہ وتعالی فی قضاء
الحوائج علی ایدیھم وبسببھم ومن عجز الوصول
الیھم فلیرسل بالسلام علیھم ویذکر ما یحتاج الیہ
من حوائجہ ومغفرۃ ذنوبہ وستر عیوبہ الی
غیر ذالک فانھم السادۃ الکرام والکرام لایردون
من سألھم ولا من توسل بھم ولا من قصدھم
ولا من لجأ الیھم ھذا الکلام فی زیارۃ الانبیاء
والمرسلین علیھم الصلوۃ والسلام عموماً۔

ترجمہ: رہا انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی بارگاہ عالی

سو زائران کے پاس جائے اور اسے چاہیئے کہ دور دراز مقامات سے ان کا قصد کرے جب ان کے پاس پہنچے تو ذل و انکسار و مسکنت و فقر و فاقہ و حاجت و اضطرار و خشوع ظاہر کرے اور اپنے دل کو ان کی طرف متوجہ کرے۔ اور چشم دل سے (نہ کہ چشم بصر سے) ان کے مشاہدے میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ وہ بوسیدہ و متغیر نہیں ہوتے پھر اللہ تعالیٰ کی مناسب ثناء کے بعد ان پر درود بھیجے۔ اور ان کے اصحاب کے لیے رضائے خدا طلب کرے۔ اور ان کے تابعین کے لیے تا قیامت کے لیے رحمت طلب کرے۔ پھر قضائے حاجات اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے ان کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنائے اور ان سے استغاثہ کرے اور اپنی حاجتیں ان سے مانگے۔ اور ان کی برکت سے اجابت کا یقین کرے اور اس بارے میں اپنے حسن وظن کو قوی کرے۔ کیونکہ وہ خدا کا کھلا دروازہ ہیں۔ اور خدا کی سنت جاریہ ہے۔ کہ وہ ان کے ہاتھوں پر اور ان کے سبب سے قضائے حاجات فرماتا ہے۔ جو شخص ان کی خدمت میں پہنچنے سے عاجز ہو اُسے چاہیئے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ اپنا سلام پہنچائے۔ اور اپنی حوائج و مغفرت ذنوب و ستر عیوب وغیرہ کا ذکر کرے۔ کیونکہ وہ سادات کرام ہیں۔ اور کرام رد نہیں کرتے اس کو جو ان سے سوال کرے۔ اور نہ اس کو جو ان سے توسل کرے۔ اور نہ اس کو جو ان کا قصد کرے اور نہ اس کو جو ان کی پناہ لے۔ یہ کلام عام انبیا و مرسلین علیہم الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کی زیارت کے بارے میں ہے

واما فی زیارۃ سید الاولین والاخرین صلوات اللہ علیہ وسلامہ فکل ماذکر یزید عنیہ اضعافہ اعنی فی الانکسار والذل والمسکنۃ لانہ الشافع المشفع الذی لا ترد شفاعتہ ولا یخیب من قصدہ ولا من نزل بساحتہ ولا من استعان او استغاث بہ اذ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قطب دائرۃ الکمال وعروس المملکۃ۔ قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ العزیز لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْریٰ

ترجمہ: رہا زیارت سید الاولین والاخرین صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ۔ سو انکسار و ذل و مسکنت جن کا ذکر ہو چکا ہے ان کا اظہار اس بارگاہ عالی میں کئی گنا زیادہ کرے کیونکہ حضور شافع مشفع ہیں کہ جن کی شفاعت رد نہیں ہوتی۔ اور وہ محروم نہیں رہتا جو آپ کا قصد کرے یا آپ کے آنگن میں اترے یا آپ سے مدد مانگے۔ یا آپ سے استغاثہ کرے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قطب دائرہ کمال اور عروس مملکت ہیں۔ اللہ تعالیٰ

لہ عروس کے لیے سب چیزیں آراستہ کی جاتی ہیں۔ سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کے لیے اسباب مہیا کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک وملکوت میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق ہیں۔ بسائط ومرکبات میں آپ کا تصرف ہے اور یہ عالم آپ ہی کے لیے بنا ہے۔ پس آپ عروس مملکت ہیں۔ کذا فی مطالع المسرات

Marfat.com

قرآن مجید میں فرماتا ہے

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی۔

"البتہ تحقیق دیکھا حضرت نے اپنے رب کی نشانیوں سے بڑی کو۔"

قال علماؤنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیهم رای صورته علیه الصلوٰۃ والسلام فاذا هو عروس المملکۃ فمن توسل به او استغاث به اوطلب حوائجه منه فلا یرد ولا یخیب لما شهدت به المعاینة والاٰثار ویحتاج الی الادب الکلی فی زیارته علیه الصلوٰۃ والسلام۔ وقد قال علماؤنا رحمۃ اللہ علیهم ان الذائر یشعر نفسه بانه واقف بین یدیه علیه الصلوٰۃ والسلام کما هو فی حیاته اذلا فرق بین موته وحیاته اعنی فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذالک عنده جلی لاخفاء فیه فان قال القائل هذه الصفات مختصة بالمولیٰ سبحانه وتعالیٰ فالجواب ان کل من انتقل الی الاخرۃ من المؤمنین فهم یعلمون احوال الاحیاء غالبا وقد وقع ذالک فی الکثرۃ بحیث المنتهی من حکایات وقعت منهم ویحتمل

Marfat.com

ان یکون علمهم بذالك حین عرض اعمال الاحیاء علیهم ویحتمل غیر ذالك وهذه الاشیاء مغیبة عنا وقد اخبر الصادق علیه الصلوٰة والسلام بعرض الاعمال علیهم فلا بد من وقوع ذالك والکیفیة فیه غیر معلومة والله اعلم بها. وکفیٰ فی هذا بیانا قوله علیه الصلوٰة والسلام (المؤمن ینظر بنور الله) انتهیٰ۔

ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی تاویل میں کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج میں اپنی ذات شریف کی صورت کو ملکوت میں دیکھا تو ناگاہ آپ عروس مملکت تھے۔ پس جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے توسل یا استغاثہ کیا یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی حاجتیں مانگیں اس کی دعا رد نہیں ہوتی اور وہ محروم نہیں رہتا جیسا کہ معائنہ اور آثار اس پر شاہد ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت میں پورے ادب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زائر یہ سمجھے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑا ہوں جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حیات شریف میں تھے۔ کیونکہ اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال دنیات وعزائم وخواطر کی معرفت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موت وحیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مومنوں میں سے جو عالم برزخ میں چلے جاتے ہیں وہ زندوں کے حالات اکثر جانتے ہیں۔ چنانچہ حکایتوں میں نہایت کثرت سے ایسے واقعات مذکور

Marfat.com

ہیں۔ اور احتمال ہے کہ مُردوں کو زندوں کے حالات اکثر جانتے ہیں۔ چنانچہ حکایتوں میں نہایت کثرت سے ایسے واقعات مذکور ہیں۔ اور احتمال ہے کہ مُردوں کو زندوں کے حالات کا علم اس وقت ہو جاتا ہو۔ جبکہ ان پر زندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اس کے سوا اور بھی احتمال ہے۔ یہ چیزیں ہم سے پوشیدہ ہیں حالانکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ زندوں کے اعمال مُردوں پر پیش ہوتے ہیں پس اس کے وقوع میں شک نہیں مگر ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ خدا کو خوب معلوم ہے اس کے بیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول کافی ہے "مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے"۔

ونور الله لا یحجبه شئ۔ هذا فی حق الاحیاء من المومنین فکیف من کان منهم فی الدار الاخرة۔ وقد قال الامام ابو عبد الله القرطبی فی تذکرته ما هذا لفظه۔ ابن المبارک اخبرنا رجل من الانصار عن المنهال بن عمرو حدثنا انه سمع سعید بن المسیب یقول لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صلی الله علیه وسلم اعمال اُمته غدوة و عشیة فیعرفهم بسیماهم و اعمالهم فلذلك یشهد علیهم۔ قال الله تعالیٰ (فکیف اذا جئنا من کل اُمة بشهید وجئنا بك علی هؤلاء شهیدا) قال وقد تقدم ان الاعمال تعرض علی الله تبارك و تعالیٰ یوم الخمیس ویوم الاثنین وعلی الانبیاء والاٰباء والامهات یوم الجمعة ولا تعارض فانه یحتمل

Marfat.com

ان یختص نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بعرض کل یوم و یوم الجمعۃ مع الانبیاء۔ انتھٰی

اور خدا کے نور کے لیے کوئی چیز حاجب نہیں یہ تو زندہ مومنوں کے حق میں ہے۔ ان میں سے جو دارِ آخرت میں چلا جاتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ امام ابو عبداللہ قرطبی نے اپنی کتاب مذکرہ میں یوں فرمایا ہے۔ عبداللہ بن مبارک راوی ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے ہمیں خبر دی کہ منہال بن عمرو نے سعید بن مسیب کو سنا کہ فرماتے تھے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ اُمت کے اعمال صبح و شام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر پیش نہ کیے جاتے ہوں پس حضور ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال کو پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ اپنی اُمت پر شہادت دیں گے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ پس کیونکر ہوگا جس وقت ہم لائیں گے اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ ہر اُمت سے گواہی دینے والا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ٥ اور لائیں گے ہم تجھ کو ان پر گواہ اور پہلے آچکا ہے کہ اعمال اللہ تعالیٰ پر پنجشنبہ اور دوشنبہ کو اور پیغمبروں اور باپوں اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں اور اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اعمال کا ہر روز پیش ہونا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختص ہو، اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے اور دوسرے پیغمبروں سے مخصوص ہو۔

Marfat.com

فالتوسل بہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو محل حط احمال الاوزار واثقال الذنوب والخطایا لان برکۃ شفاعتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وعظمھا عند ربہ لا یتعاظمھا ذنب اذ انھا اعظم من الجمیع فلیستبشر من زارہ ویلجا الی اللہ تعالٰی بشفاعۃ نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من لم یزرہ اللّٰھم لا تحرمنا من شفاعتہ بحرمتہ عندک آمین یا رب العالمین ومن اعتقد ھذا فھو المحروم۔

ترجمہ: "پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توسل کرنا گناہوں اور خطاؤں کے بوجھوں کے ساقط ہونے کا محل ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت اور اللہ کے نزدیک آپ کی عظمت کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں۔ اس لیے کہ آپ کی شفاعت سب سے بڑھ کر ہے پس چاہیئے کہ خوش ہووے۔ وہ شخص جس نے حضور کی زیارت کی جو شخص زیارت کے لیے حاضر نہ ہو سکا وہ حضور کو شفیع بنا کر خدا کی پناہ لے۔ اللّٰھم لا تحرمنا من شفاعتہ بحرمتہ عندک آمین یا رب العالمین جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے۔

ھمہ قسم کی دینی کتب خریدنے کے لیے مکتبہ اہلسنت رضویہ ملتان روڈ بہاولپور سے رجوع فرمائیں

Marfat.com

عثمان بن حنیف کا وسیلہ: امام نسائی و طبرانی سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کوئی کام تھا جو نہیں ہو رہا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کی طرف توجہ نہیں فرما رہے۔ اس نے حضرت عثمان بن حنیف کو بیان کیا انہوں نے اسے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت پڑھ کر یہ دعا پڑھیئے۔

اللّٰھم انی اسئلک وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیْ حَاجَتِیْ۔

اس کے بعد اپنی حاجت کو عرض کرو۔ وہ آدمی گیا جو کچھ اسے کہا گیا تھا اس نے اس پر عمل کیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر آیا تو دربان نے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آیا انھوں نے اپنے خاصہ فراش پر بٹھایا اور حاجت پوچھی جو بھی اس کی حاجت تھی پوری کر دی اور ساتھ ہی اُسے کہا کہ تمھیں جو بھی ضرورت ہو مجھے کہنا تاکہ پوری ہو جائے۔ وہ آدمی خوش خوش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر عثمان بن حنیف کے پاس آیا اور کہا جزاک اللہ خیرًا۔ آیا آپ نے میری ضرورت کے متعلق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کچھ کہا تھا؟ کہ انھوں نے اس طرح سلوک کیا ہے۔ اس سے پہلے تو میری طرف توجہ بھی نہیں فرماتے تھے۔ انھوں نے کہا خدا کی قسم میں نے کوئی چیز ان کو نہیں کہی۔ سوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے پاس ایک اندھا آدمی آیا اور دعا چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

اسے فرمایا صبر کیجئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑنے والا بھی کوئی نہیں اور میں بہت دکھی ہوں۔ آپ نے فرمایا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ پھر یہی دعا مانگ (وہی جو اوپر مذکور ہوئی) ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بخدا ہم ابھی وہاں موجود تھے کہ اس نابینا نے آنکھیں پالیں اور وہ ہمیں اس حال میں ملا کہ گویا وہ اندھا نہیں تھا۔

فائدہ: حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعا مانگنا آپ نے دعا میں کہا:

بحق نبیك والانبیاء الذین من قبلی

اپنے نبی علیہ السلام اور وہ انبیاء علیہم السلام میرے سے پہلے گزرے ان کے وسیلہ سے۔ (الحدیث)

فائدہ: اس کی سند جید ہے۔

وظیفہ مجربہ: کبھی محبوب یا معظم شخصیت کا ذکر دعا کی قبولیت کا سبب بن جاتا ہے۔

قاعدہ عرفیہ سے استدلال

عام قاعدہ ہے کہ جس کو کسی کے ہاں عزت وعظمت حاصل ہو اس کو وسیلہ کے طور پر لایا جائے تو وہ اس کی تعظیم وتکریم کے پیش نظر کام بنا دیتا ہے۔ ایسے بہت بڑی اونچی شخصیت کو متوجہ کرنے کے لیے اس کے ملنے والے کو توجہ کے لیے کہا جاتا ہے تو کام بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

شرعیہ قاعدہ سے استدلال

جب مخالف کو اعمال صالحہ سے وسیلہ بنانے پر کام بن جانے کا اقرار ہے جیسا کہ قصہ غار مشہور ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تو اس امر کے لیے زیادہ لائق ہے کیونکہ اعمال ایک مخلوق ہے ان کا وسیلہ جائز ہے تو پھر محبوب کو وسیلہ بنانا کیوں ناجائز ہو۔

فائدہ: جب وسیلہ قابل قبول ہو جائے تو اس کے مترادف الفاظ تشفع۔ استعانت تجوہ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاہ و جلال کا وسیلہ یہ سب جائز ہے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ طلب مقصد کے لیے دعا کرائی جائے جیسے آپ کی زندگی ظاہری میں ہوتا وہ ممتنع نہیں اس لیے کہ آج بھی سوال وحال کو جانتے ہیں۔

حضرت عمر کے دور میں وسیلہ: ابن ابی شیبہ سند صحیح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑ گیا۔ ایک شخص قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آیا اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّھُمْ قَدْ ھَلَكُوْا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمائیں تحقیق وہ ہلاک ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے خواب میں فرمایا کہ عمر کو خوشخبری دے کہ بارش ہو گی اور ساتھ یہ بھی کہہ دے کہ امت کے ساتھ ہوشیاری کیجیئے (ہوشیاری)۔ وہ شخص حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب کی کیفیت سنائی تو حضرت عمر رو پڑے اور عرض کی یارسول اللہ جتنا مجھ سے ہو رہا ہے کر رہا ہوں سوائے اس کے جو میرے بس سے

Marfat.com

پاہرہے (رواہ البیہقی ایضاً)

فائدہ: حضرت علامہ سیف الدین نے المفتوح میں لکھا کہ یہ خواب بلال بن حارث (صحابی) رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔

مزار کی مہمانی: ابو العباس ابن نفیس المقری ضریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ تین دن بھوکا رہا تنگ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کی:

یا رسول اللہ جعت

"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھوکا ہوں۔"

یہ کہہ کر سو گیا لیکن کمزوری نے نڈھال کر دیا تھا ابھی سو رہا تھا تو ایک نوجوان لڑکی نے ٹھوکر ماری اور کہا میرے گھر چلو میں اس کے گھر گیا تو اس نے ایک روٹی اور کھجور اور مکھن سے نوازا اور کہا

کُل یا ابا العباس فقد امرنی بھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و متی جعت فائت الینا۔

"اے ابو العباس اسے کھاؤ اس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور جب بھی تمہیں کھانے کی ضرورت ہو ہمارے ہاں آجایا کرو۔"

فائدہ: اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں۔

اسلاف کا عقیدہ: حضرت ابو داؤد شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "البیان والانتصار" میں اس قسم کے بہت سے واقعات کے بعد لکھتے ہیں کہ:

Marfat.com

قد وقع لی کثیر مما ذکروا امثاله ان الذی یامرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیما اذا کان المسئول طعاما انما یکون من الزریۃ اخلاق الکرام اذا سئلوا ذلك ان یتولوا ھم بانفسھم او من یکون منھم۔

ترجمہ "میرے ساتھ بھی مذکورہ واقعہ اور اس جیسے اور واقعات) ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خصوصیت طعام کے لیے اس کو حکم فرماتے ہیں جو آپ کے اہل سے ہوں اس لیے کریم انسان کی عادت ہے کہ طعام کے لیے یا خود انتظام کرتا ہے یا اسے حکم فرماتے ہیں جو اس کے خاندان کا ہو"۔

بیمار کو شفاء: حضرت ابو محمد الاشبلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل غرناطہ میں سے بھی ایک کو ایسی بیماری نے گھیرا جس سے اطباء عاجز آ گئے بلکہ لاعلاج قرار دیا اس کی طرف سے ابن ابی الخصال وزیر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عریضہ لکھ کر بھیجا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلام کو شفاء بخشئے۔ اس میں چند اشعار بھی ذکر کیے وہ میں نے اصل (وفاء الوفاء) میں درج کیے ہیں۔ ان میں ایک شعر یہ بھی ہے ؎

کتاب وقیذ من زمانته مشفی
بقبر رسول احمد یستشفی

فرمایا کہ عریضہ جونہی قبر انور کے سامنے پڑھا گیا تو ادھر فوراً وہ بیمار

Marfat.com

تندرست ہو گیا۔

فائدہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت عنقریب آئے گی جس میں ذکر ہے کہ بارش کے لیے قبر انور کو وسیلہ بنایا گیا۔

مسئلہ: امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"بل یجوز التوسل بسائر الصالحین"

"بلکہ تمام نیک لوگوں کا وسیلہ جائز ہے۔"

اگرچہ ابن عبد السلام سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ وسیلہ صرف اور صرف ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جائز ہے اور بس۔

حضرت عباس کو حضرت عمر نے وسیلہ بنایا: صحیح حدیث میں ہے کہ:

عن انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه كان اذا قحطوا استسقیٰ بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنه فقال اللّٰهم نتوسل اليك بنبينا صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعمّ نبينا فاسقنا قال فيسقون۔

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لوگوں میں قحط پڑا۔ عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی اور یوں عرض کیا یا اللہ ہم تیری جناب میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ پس تو ہمیں بارش عطا کر دیتا تھا۔ اور اب ہم

Marfat.com

تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں پس ہمیں بارش عطا کر۔ (قول راوی) پس بارش ہو رہی تھی۔[1]

ابن تیمیہ اور اس کے مقلدین نجدی وہابی کہتے ہیں کہ

ازالۂ وہم: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت عباس سے توسل کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وفات شریف توسل جائز نہیں ورنہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ایسا نہ کرتے۔

جواب ۱: یہ ابن تیمیہ کا اجتہاد خود ساختہ اور ایجاد بندہ ہے۔ علماء اہل سنت میں سے آج تک کسی نے اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں حیات و وفات میں اس طرح فرق کرنا کمال درجہ کی شقاوت ہے تاریخ شاہد ہے کہ مسئلہ زیارت و توسل کا خمیازہ جو ابن تیمیہ کو بھگتنا پڑا۔ وہ اسی گستاخی اور بے ادبی کی سزا تھی ورنہ اتنا بڑے علامہ کو تو دنیا آنکھوں میں جگہ دل پر بٹھاتی۔

جواب ۲: صحابہ کرام نے اس دعاء باراں میں صرف عباس کو وسیلہ نہیں بنایا بلکہ یوں عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیری جناب میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر وسیلہ پکڑنا بھی جائز تھا۔ مگر اس موقع پر حضرت فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام کو قرابت نبوی جتلا کر گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا وسیلہ

---

[1] یہ حدیث بخاری شریف باب سوال الناس الامام الاستسقاء میں ہے۔

Marfat.com

پیش کرنا منظور تھا۔ چنانچہ خود حضرت عباس اپنی زبان مبارک سے اقرار کرتے ہیں۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

وفی حدیث ابی صالح فلما صعد عمر و معہ العباس المنبر قال عمر اللھم انا توجھنا الیک بعم نبیک وصنو ابیہ فاسقنا الغیث ولا تجعلنا من القانطین ثم قال قل یا ابا الفضل فقال العباس اللھم لم ینزل بلاء الا بذنب ولم یکشف الا بتوبۃ وقد توجہ بی القوم الیک لمکانی من نبیک (الحدیث)

ترجمہ: اور حدیث ابو صالح میں ہے کہ جب حضرت عمر و حضرت عباس منبر پر چڑھے۔ تو حضرت عمر نے عرض کیا۔ یا اللہ ہم تیری جناب میں تیرے نبی کے چچا کو جو بجائے والد نبی کے ہیں پیش کرتے ہیں۔ تو ہمیں بارش عطا فرما اور ہمیں نا اُمید نہ کر۔ پھر کہا اے عباس! تم بھی دعا کرو۔ حضرت عباس نے یوں دعا کی۔ یا اللہ! نہیں اُتری کوئی بلاء مگر گناہ کے سبب سے اور نہیں دور ہوئی مگر ساتھ توبہ کے۔ اور قوم نے اس واسطے میرا وسیلہ پکڑا ہے۔ کہ میرا تعلق تیرے نبی سے ہے۔ (الحدیث)

دراصل وسیلہ از نبی علیہ السلام

نیز خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے بھی صاف پایا جاتا ہے کہ یہاں حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل ہے۔ حافظ ابن عبد البر استیعاب میں حضرت عباس بن عبد المطلب کے

Marfat.com

ترجمہ میں لکھتے ہیں :-

ورويناه من وجوه عن عمر انه خرج يستسقى و خرج بالعباس فقال اللّٰهم انا نتقرب اليك بعم نبيك صلى اللّٰه عليه وآله وسلم ونستشفع به فاحفظ فيه نبيك صلى اللّٰه عليه وآله وسلم كما حفظت الغلامين بصلاح ابيهما. (الحديث)

ترجمہ : حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیں کئی وجہ سے روایت پہنچی ہے کہ وہ اپنے ساتھ حضرت عباس کو لے کر نکلے ۔ اور عرض کیا یا اللہ ! ہم بوسیلہ تیرے نبی کے چچا کے تیری جناب میں حاضر ہوتے ہیں اور اس کو اپنا شفیع بناتے ہیں ۔ پس تو اس میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رعایت کر جیسا کہ تو نے ان دو یتیم بچوں کی رعایت ان کے باپ کی نیکی کے سبب کی دکہ ان کی گرتی دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا ۔

نسبت کا ادب : حضرت عباس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رعایت کا مطلب یہی ہے کہ قرابت نبوی کو ملحوظ رکھ کر بارش کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما ۔ تاریخ کامل ابن اثیر میں بھی یہی مضمون قریبًا ان ہی الفاظ میں مذکور ہے ۔

عمدۃ القاری میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مرتدین کے مقابلہ میں لشکر اسلام کو روانہ کیا تو آپ حضرت عباس کے ساتھ مشایعت کے واسطے شہر سے باہر نکلے اور کہا ۔

Marfat.com

یا عباس استنصروا فاؤمن فانی ار جوان لا یخیب دعوتک لمکانک من نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: "اے عباس! اللہ کی دعا مانگ اور میں آمین کہتا جاؤں کیونکہ مجھے اُمید ہے کہ تمہاری دعا بیکار نہ جائے گی بوجہ اس کے کہ تمہارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق ہے۔

خلاصہ: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بنانا صرف قرابت نبوی کے سبب سے تھا اور یہ توسل بالنبی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ باایںہمہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حدیث زیر بحث میں حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مدت خاص سے بلا تعلق قرابتِ نبوی کے وسیلہ پکڑا ہے۔ تو اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک سے وسیلہ پکڑنے کا انکار نہیں نکلتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ ہونے اور حضور کے ذریعہ سے دعا مانگنے کا ثبوت مطلقاً اسی حدیث میں موجود ہے۔ اب اس مطلق توسل کو عام ہے۔ حالت حیات اور وفات سے مقید بحالت حیات کرنا اور حالت وفات کی نفی کرنا کس قاعدے سے ہے اور دلالات اربعہ علم اصول (عبارت النص واشارۃ النص ودلالۃ النص واقتضاء النص) میں سے کونسی دلالت اس نفی توسل پر دلالت کرتی ہے۔ ہرگز کوئی دلالت نفی توسل پر دلالت نہیں کرتی۔ یہ اجتہاد بے بنیاد کسی علمی قاعدے پر مبنی نہیں۔ کیونکہ اگر مثلاً ایک شخص میں ایک وصف پایا جائے تو وہ دوسرے شخص میں اس وصف کے نہ پائے جانے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ پس اس صورت میں حدیث زیر بحث سے توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اہل بیت و دیگر صلحاء اُمت سے توسل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور

Marfat.com

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں ہر دو طریق پر عمل کیا ہے۔

سوال: اس موقعہ پہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (جو افضل ذریعہ ہیں) کو چھوڑ کر دوسرا وسیلہ کیوں اختیار کیا۔

جواب: عبد البر استیعاب (ترجمہ عباس بن عبد المطلب) یوں لکھتے ہیں

قال ابو عمر وكان سبب ذالك ان الارض اجدبت اجدابا شديداً على عهد عمر زمن الرمادة وذالك سنة سبع عشرة فقال كعب يا امير المومنين ان بنى اسرائيل كانوا اذا اصابهم مثل هذا استسقوا بعصبة الانبياء فقال عمر هذا عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وصنو ابيه وسيد بنى هاشم فمشى اليه عمر وشكا اليه ما فيه الناس من القحط ثم صعد المنبر ومعه عباس - الخ

ترجمہ: ابن عبد البر نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں عام الرمادہ میں سخت خشک سالی تھی۔ اور یہ ۱۷ھ تھا حضرت کعب نے کہا۔ اے امیر المومنین بنی اسرائیل میں جب ایسا قحط پڑتا تھا۔ تو وہ پیغمبروں کے عصبہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور بمنزلہ والد ہیں اور سید بنی ہاشمی ہیں۔ پس حضرت عمر نے حضرت عباس سے قحط کی شکایت کی جس میں لوگ مبتلا تھے۔ پھر منبر پر چڑھے اور

Marfat.com

اور آپ کے ساتھ حضرت عباس تھے۔ الخ۔"

پس یہاں بھی قرابت نبوی کی وجہ سے توسل ہے۔ جو توسل بالنبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جواب ۱: علامہ ابن حجر ہیتمی مکی جوہر منظم صلا میں فرماتے ہیں

وکانّ حکمۃ توسلہ بہ دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبرہ اظہار غایۃ التواضع لنفسہ والرفعۃ لقرابتہ ففی توسلہ بہ توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وزیادۃ

ترجمہ: گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی قبر شریف کو چھوڑ کر حضرت عباس سے توسل کرنے میں حکمت بمقابلہ عباس اپنی تواضع کا ظاہر کرنا اور قرابت نبوی کی رفعت کا اظہار تھا۔ پس عباس سے توسل میں توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور زیادت ہے

جواب ۲: یہ علم کلام کا قانون ہے کہ ولی کی کرامت اس نبی کا معجزہ ہے جس کی اُمت کا وہ ولی ہے۔ لہٰذا جو کچھ کرامت حضرت عباس سے اس موقع استسقار پر ظاہر ہوئی کہ ان کی دعائے مینہ برسا وہ معجزہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا۔ یہاں افضل ذریعہ کو صحابہ نے چھوڑا نہیں بلکہ اور زیادہ افضلیت کو جتلا دیا اور بتلا دیا کہ ہمارے پاس ایسا افضل ذریعہ ہے جس کے ادنیٰ خادموں یا جس کے قرابت داروں کے وسیلہ بنانے سے خداوند کریم دعا قبول فرما لیتا ہے

جواب ۳: دعویٰ عمل بالحدیث ہے اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ بغرض شفاعت دیگر انبیائے کرام علیہم السلام

Marfat.com

کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے۔ پھر آخیر میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ شفاعت عظمی کے بعد جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختص ہے علماء، شہداء اور اُمت بھی گنہ گاروں کے لیے جو دوزخ میں ہوں گے شفاعت فرمائیں گے۔ پس وہاں افضل ذریعہ چھوڑ کر دوسرے وسیلے کیوں اختیار کیے جائیں گے۔ اس حدیث سے تو ظاہر ہے کہ افضل ذریعہ کی موجودگی میں دیگر وسائل اختیار کرنا جائز ہے۔ غرض توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم جائز توسل باہل البیت والصلحاء جائز۔ ایک وقت میں ہر دو معاً جائز اور مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ بھی جائز ہیں۔

روایت نمبر ۱۲ ،حافظ ہبۃ اللہ (ابن القاسم) کی روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ،

اللّٰھم انا نستسقیك بعم نبیك ونستشفع الیك بشیبة فسقوا۔

”اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے نبی علیہ السلام کے چچا کے وسیلہ سے پانی مانگتے ہیں اور ہم تجھ سے اس کے بڑھاپے کا وسیلہ دے کر پانی مانگتے ہیں تو اس پر پانی دیئے جاتے۔“

فائدہ ،اسی واقعہ کی طرف عباس بن عتبہ بن ابی لہب اشارہ کرتے ہیں ۔

بعمی سقی اللہ الحجاز واھلہ
عشیة یستسقی بشیبة عمر

ترجمہ میرے چچا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حجاز والوں کو بارش بخشی بوقت عشاء جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بڑھاپے کو

Marfat.com

وسیلہ بنایا"۔

روایت نمبر۷: حضرت زبیر بن بکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی دُعا میں کہا:

وقد توجه القوم الیك لمكانی من نبیك فاسقنا الغیث۔

ترجمہ: "اے اللہ قوم (مسلمان) مجھے تیرے ہاں وسیلہ بنا کر لائے ہیں صرف اس لیے کہ میں تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا ہوں فلہٰذا ہمیں بارش عطا فرما"۔

ان کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پہ بادل ایسے چھا گیا جیسے رسیاں لٹک رہی ہوں یہاں تک کہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔

روایت نمبر۸: اسی کی روایت میں ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ قحط سالی کا سال تھا۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کا خلیفہ وقت کو روضہ رسول کا ادب سکھانا

شفاء شریف میں سند جید کے ساتھ مروی ہے:

رُوِیَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرِ (اَلْمُؤْمِنِیْنَ) ثَانِی الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِی الْعَبَّاسِ (نَاظَرَ مَالِکًا) اَلْاِمَامَ فِیْ مَسْئَلَۃٍ فَرَفَعَ

لہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۱۸ھ میں اسے عام الرمادۃ کہتے ہیں یہ اتنا سخت قحط تھا کہ چرپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے لوگوں نے تنگ ہو کر فاروق اعظم سے استسقاء کی درخواست کی (رواہ البخاری)

لہ ص ۳۵/۲ زرقانی مع مواہب لدنیہ (ص ۲۲۹/۲۵ ج ۶) فقیر نے شرح کے الفاظ زرقانی شریف سے لیے ہیں تاکہ مزید وضاحت ہو۔

Marfat.com

صَوْتَہٗ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لَہٗ مَالِکٌ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَرْفَعْ صَوْتَکَ
فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ
لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الْاٰیَۃَ وَمَدَحَ
قَوْمًا وَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ (الْاٰیَۃَ)
وَذَمَّ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ
الْحُجُرَاتِ (الْاٰیَۃَ) وَاِنَّ حُرْمَتَہٗ مَیِّتًا کَحُرْمَتِہٖ
حَیًّا اِذْ ھُوَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ فَیَجِبُ اَنْ تُرَاعِیَ بَعْدَ
مَمَاتِہٖ مَا کَانَ لَہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ (فَاسْتَکَانَ) خَضَعَ
وَذَلَّ (لَھَا) لِھٰذِہِ الْمَقَالَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ۔ بوجعفر

ترجمہ: روایت کی گئی ہے کہ خلفاء بنی عباس سے دوسرے خلیفہ ابوجعفر
نے کسی مسئلہ میں امام مالک سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا اور اپنی
آواز کو اونچا کیا۔ تو امام مالک نے اس سے فرمایا۔ کہ اس مسجد شریف
میں اپنی آواز بلند نہ کر۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے لاترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی فرما کر ایک قوم کو یہ ادب
سکھایا ہے کہ اپنی آوازیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کی آواز پہ بلند نہ کرو۔ اور ایک قوم کی مدح کی ہے۔ چنانچہ فرمایا
کہ بے شک وہ لوگ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں اپنی
آوازیں پست کرتے ہیں وہ ہیں۔ جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری
کے لیے پرکھ لیا۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے
(قرآن) اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور قوم کی مذمت کی چنانچہ

Marfat.com

فرمایا بے شک وہ لوگ جو تمھیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ وہ اکثر لاعقل ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت بعد از پردہ پوشی ایسے لازم ہے جیسے حالت حیات میں تھی۔ اس لیے آپ قبر میں زندہ موجود ہیں۔ یہ سن کر ابوجعفر خلیفہ خاموش ہوگیا

فقال یا ابا عبد اللہ استقبل القبلۃ وادعوا ام استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ولم تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک و وسیلۃ ابیک ادم علی نبینا وعلیہ السلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعک اللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم

اور ماں گیا تو عرض کی کیا کروں امام مالک نے فرمایا قبلہ کو منہ کروں یا رسول اللہ کی طرف چہرہ پھیر دوں؟ امام مالک نے فرمایا ان سے تم منہ کیسے پھیر سکتے ہو جبکہ وہ تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام وسیلہ ہیں اور قیامت تک وسیلہ ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منہ کر کے شفاعت کی طلب کیجیے تیری شفاعت قبول ہوگی اس نے فرمایا ہے ولو انھم اذ ظلموا!"

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری

دلائل تو فقیر نے مختصراً عرض کر دیے ہیں۔ مزید ضرورت بھی نہیں اس لیے کہ جس دل میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق ہے وہ کسی

Marfat.com

کے روکنے سے کبھی نہیں رُکتا اور نہ ہی اسے عشق و محبت رُکنے دیں گے۔ کیونکہ عشق اور محبت میں ایسی مقناطیسی کشش ہے کہ عاشق کو محبوب تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑتی ۔

حکایت: حجام سیدنا بابا فرید گنج شکر قدس سرہٗ کے بہشتی دروازہ کی سالانہ حاضری دینا تھا۔ حسب دستور وہ تیاری کر رہا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی کا حجامت کے لیے پیام پہنچا۔ باوجودیکہ وہ شیخ موصوف کا بھی معتقد تھا لیکن عشق میں چُور چُور تھا۔ اسی لیے صاف جواب دے دیا یعنی حجامت بنانے سے انکار کر دیا۔ شیخ موصوف نے ایک خط لکھ کر غلام کو دے کر فرمایا کہ حجام کو کہو کہ یہ خط لکھ کر دروازہ سے نکل کر فلاں جگہ پہ کھڑے ہوئے شخص کو دینا اور کہنا کہ اس کی پشت پر جواب لکھ دیجئے۔ وہ حجام پاکپتن شریف پہنچ کر بہشتی دروازہ سے فراغت پاکر مقرر جگہ پر اسی بتائے شخص کو خط دیا تو اس نے خط پڑھ کر ہنس دیا اور پھر فوراً اس کا جواب لکھا وہ حجام خط لے کر شیخ موصوف کو خط پیش کیا تو یہ بھی جواب پڑھ کر ہنس پڑے حجام نے عرض کی حضرت! ان دونوں ہستیوں کا راز کیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ جسے میں نے خط لکھا تھا وہی خود بابا گنج شکر قدس سرہٗ تھے۔ میرا مضمون یہ تھا کہ اے شیخ لاکھوں کی تعداد میں مخلوق حاضر ہوتی ہے اور ہزاروں مصائب سے دوچار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ آپ انھیں روکتے کیوں نہیں بابا صاحب قدس سرہٗ نے جواب لکھا ہے کہ تم ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

دعا مانگو تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چہرہ اور قبلہ کو پشت ہو۔

مذاہب اربعہ کی تصریحات۔ حنبلی المستوعب لابی عبداللہ سامری

(۱) ثم یأتی حائط القبر فیقف ناحیۃ ویجعل القبر تلقاء وجہہ والقبلۃ خلف ظہرہ والمنبر عن یسارہ

(بقیہ صد گذشتہ سے)

حجام کو نہیں روک سکے تو میں اتنی بڑی مخلوق کو کیسے روک سکتا ہوں۔

فائدہ اس حکایت سے میرا مقصد یہی ہے کہ عشق ہو تو گنبد خضری کی زیارت سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہم تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاتے ہیں۔ حج کو بھی طفیلی سمجھ کر ہے

ان کے طفیل خدا نے حج بھی کرا دیئے
اصل مراد حاضری تو اس در کی ہے

اور ہم سے پہلے کروڑوں ایسے محبوبان خدا حاضر ہوئے جن کی گرد وغبار تک آج کے منکرین پہنچنا تو در کنار ان کے نام ونشان کے نام لینے کا حق بھی نہیں رکھتے۔ کیا ان کو اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ یوں کہئے کہ آپ کا صدقہ ہے کہ آج ہم مسلمان ہیں۔ ورنہ نا معلوم ہمارا کیا انجام ہوتا۔

Marfat.com

وذکر السلام والدعاء ومنه اللّٰھم انّک قلت فی کتابک لنبیک (علیہ السلام) ولو انھم اذ ظلموا (الآیۃ) وانی اتیت بنبیک مستغفرا فاسئلک ان توجب لی المغفرۃ کما اوجبتھا لمن اتاہ فی حیاتہ اللّٰھم انی اتوجہ الیک بنبیک الخ۔

(ترجمہ) پھر زائر مسجد نبوی کے (مشرق کی جانب) قبر انور کے احاطہ میں آکر ایک گوشہ میں کھڑا ہو کہ قبر انور کو اپنے چہرہ کے سامنے اور قبلہ کو پیٹھ کے پیچھے اور منبر کو بائیں جانب رکھے پھر سلام اور دعا کرے منجملہ دعاؤں کے ایک وہ ہے جو پہلے بیان ہوئی " اللھم انک قلت الخ بے شک تو نے خود فرمایا کہ ولو انھم اذ ظلموا " الخ جب کسی سے غلطی ہو جائے تو رسول علیہ السلام کے پاس حاضر ہو اسی حکم پر میں تیرے نبی علیہ السلام کے پاس آکر بخشش مانگ رہا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے جیسے نبی علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں آنے والے کو بخش دیتا تھا۔ اے اللہ میں تیرے ہاں آکر تیرے نبی علیہ السلام کو وسیلہ بنا کر عرض کرتا ہوں"۔

(۲) مالکی: حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا:

قال مالک فی روایۃ ابن وھب اذا سلّم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعا یقف ووجھہ الی القبر لا الی القبلۃ ویدنو ویسلم۔

(ترجمہ) ابن وہب کی روایت میں ہے امام مالک نے فرمایا کہ جب زائر نبی علیہ السلام کو سلام عرض کرے تو کھڑے ہو کر اور اس کا چہرہ انور

Marfat.com

کی طرف ہو نہ کہ قبلہ کو آپ کے قریب ہو کر سلام عرض کرے۔

(۳) ایک روایت میں مبسوط سے ہے۔ انھوں نے فرمایا:

لا اریٰ ان یقف عند القبر ویدعو ولکن یسلّم ویمضی

(ترجمہ) میں تو یہ رائے دیتا ہوں کہ قبر انور کے قریب کھڑا نہ ہو بلکہ سلام عرض کر کے چلا جائے۔"

لیکن یہ پہلی روایت کے مخالف ہے اور ذیل کی عبارت کے بھی خلاف ہے وہ یہ ابن المواز نے حج میں نقل کیا ہے کہ حضرت امام مالک سے سوال ہوا کہ جو شخص کعبہ معظمہ کے پردوں کو چمٹتا ہے کیا درست کرتا ہے جبکہ وہ کعبہ معظمہ سے الوداع کر رہا ہے تو امام مالک نے فرمایا ایسا نہ کرے بلکہ کعبہ معظمہ کے سامنے ٹھہر کر دعا مانگے۔ پھر عرض کی گئی کیا منہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے سامنے کرے آپ نے فرمایا ہاں۔

ازالۂ وہم

مبسوط کی عبارت کا جواب یہ ہے کہ امام مالک نے اس کو قبر انور کے ساتھ صرف سلام عرض کر کے چلے جانے کا اس کے لیے فرمایا ہے جو قبر انور کے آداب سے ناواقف ہے اس سے اطلاب بے ادبی کے صدور کا شائبہ ہے۔

(۴) روؤس المسائل للنووی میں حافظ ابو موسیٰ اصفہانی سے مروی ہے کہ امام مالک فرماتے ہیں کہ:

اذا اراد الرجل ان یاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیستدبر القبلۃ ویستقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویصلی علیہ ویدعو لہ۔

Marfat.com

(ترجمہ) جب کسی کا ارادہ ہو کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر آئے تو وہ قبلہ کو پیٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ کرے۔ صلوٰۃ و سلام عرض کرے اور دعا مانگے۔"

(۵) ابن یونس نے ابن حبیب سے نقل کیا فرماتے ہیں:

اقصد اذا قضیت رکعتیک الی القبر وجاہ القبلۃ فادن منہ ثم سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واثن علیہ وعلیک السکینۃ والوقار فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسمع ویعلم وقوفک بین یدیہ وتسلم علی ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما وتدعو لھما۔

(ترجمہ) جب تم دوگانہ پڑھ لو تو قبر انور کی طرف قبلہ کے بالمقابل کھڑے ہو کر قبر انور کے قریب سلام عرض کرو۔ اور آپ کی تعریف کرو۔ درآنحالیکہ وقار و سکینت کو لازم پکڑو اس لیے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تیری بات سنتے اور تیری حاضری کو جانتے ہیں اور تم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سلام عرض اور دعا کرو۔"

(۶) ابراہیم الحربی نے اپنے مناسک میں لکھا ہے کہ:

تولی ظھرک القبلۃ وتستقبل وسطہ یعنی القبر

(ترجمہ) پیٹھ قبلہ کو دے کر قبر انور کے سامنے منہ کرو۔"

عمل صحابی و نقل امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما

(۱) مسند ابی حنیفہ میں بروایت ابوالقاسم طلحہ از ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

جاء ایوب سختیانی فدنا من قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فاستدبر القبلۃ و اقبل بوجھہ الی القبر و بکی بکاءً غیر متباک۔

(ترجمہ) ایوب سختیانی آئے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کے قریب ہو کر قبلہ کو پیٹھ اور قبر انور کی طرف منہ کر کے بہت خوب روئے۔

(۲) مجدالدین فیروز آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک کی روایت میں ہے کہ:

قال سمعت اباحنیفۃ یقول قدم ایوب السختیانی و انا بالمدینۃ فقلت لانظرن ما یصنع فجعل ظھرہ مما یلی القبلۃ ووجھہ مما یلی وجہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم و بکی غیر متباک فقام مقام رجل فقیہ الخ

(ترجمہ) فرمایا کہ میں نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایوب سختیانی تشریف لائے اور میں مدینہ پاک میں تھا تو میں نے سوچا کہ انہیں دیکھوں کہ یہ کیسے حاضری دیتے ہیں۔ وہ آتے ہی قبلہ کو پیٹھ اور مواجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر کے روئے اور خوب روئے اور فقیہ کی جگہ پر کھڑے ہوئے۔

(۳) ابو ذر ہروی اپنی سنن فی بیان الایمان والاسلام میں ذکر کرتے کہ۔ حماد بن زید امام ابو حنیفہ کی وہ حدیث روایت کرتے ہیں جو انھوں نے اپنے شیخ ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایوب سختیانی کی حدیث ہے وہ قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر روئے اب میں جب ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ کو یاد کرتا

Marfat.com

ہوں تو روتا ہوں اس لیے کہ میں نے انھیں دیکھا :

یلوذ بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شیئا

ما رأیتہ من احد۔

(ترجمہ) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر پر کسی امر میں پناہ مانگ رہے تھے ایسے میں نے اور کسی کو نہیں دیکھا۔

بعض احناف کی غلط فہمی کا ازالہ

بعض احناف کی عبارات مذکورہ بالا تصریحات اور خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان مذکورہ کے خلاف ہیں مثلاً :

(۱) امام ابو اللیث سمرقندی نے الفتاویٰ میں اس کے برعکس حسن بن زیاد نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ :

ان الزائر یستقبل القبلۃ فی سلامہ

زائر سلام کے وقت قبلہ رخ ہو۔

(۲) السروجی حنفی فرماتے ہیں :

یقف مستقبل القبلۃ

قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو۔

(۳) کرمانی حنفی نے لکھا کہ :

ویقف عند رأسہ ویکون وقوفہ بین القبر والمنبر مستقبل القبلۃ۔

(ترجمہ) سر مبارک کے نزدیک کھڑا ہو اور اس کا کھڑا ہونا قبلہ رخ اور قبر انور و منبر کے درمیان ہو۔

Marfat.com

جواب محقق حنفی

محقق علی الاطلاق کمال ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان النقل عن ابی اللیث مردود

ابواللیث کی نقل مردود ہے

اس کے بعد چند تصریحات نقل فرمائی ہیں وہ یہ ہیں:

عمل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

روی عن ابی حنیفۃ فی مسندہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال من السنۃ ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ و اٰلہ وسلم من قبل القبلۃ و تجعل ظھرك الی القبلۃ استقبل القبر بوجھك ثم تقول السلام علیك ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

(ترجمہ) ابوحنیفہ نے اپنی مسند میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مزار پر قبلہ کی جانب سے آؤ اور قبلہ کو پیٹھ اور قبر انور کی طرف منہ کر کے عرض کرو السلام علیک الخ

کرمانی کا قول مذہب حنفی کے خلاف ہے فلہذا غلط ہے

منسک کبیر اللابن جماعہ میں ہے کہ:

مذھب الحنفیۃ ان یقف للسلام عند الراس المقدس

Marfat.com

بحیث یکون علی یسارہ و یبعدہ عن الجدار قدر اربعۃ اذرع ثم یدور الی ان یقف قبالۃ الوجہ المقدس مستدبر القبلۃ وشذا لکرمانی من الحنفیۃ فقال یقف مستدبر القبر المقدس مستقبل القبلۃ و تبعہ بعضہم ولیس بشئ فاعتمد علی ما نقلتہ۔

(ترجمہ) امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ سلام کے لیے زائر سر مقدس کی طرف سے بائیں جانب سے کھڑا ہو اور دیوار سے چار ہاتھ دور رہے اس کے بعد پھر کر چہرۂ اقدس کے سامنے آجائے اور قبلہ کو پیٹھ کرے اور کرمانی حنفی کا قول شاذ ہے جو اس نے کہا کہ قبر انور کو پیٹھ اور قبلہ کو منہ ہو اس کے چند لوگ تابع ہوئے لیکن یہ کوئی شے نہیں اور نہ ہی ان کا کوئی اعتبار ہے۔ معتبر وہی ہے جو میں نے نقل کیا ہے۔

مذہب شافعی

عن اصحاب الشافعی وغیرہ یقف وظھرہ الی القبلۃ و وجھہ الی الحضرۃ و ھو قول ابن حنبل۔

(ترجمہ) اور بعض شوافع کا کہنا ہے کہ سلام کے وقت کھڑا ہو در آنحالیکہ اس کی پیٹھ قبلہ کو اور چہرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہو اور یہی امام احمد حنبل کا قول ہے۔

عقلی دلیل: اس میں تردد ہے اور زندہ کو آمنے سامنے سلام کیا جاتا ہے نہ پیٹھ دے کر۔

سوال: تم خود نقل کر آئے ہو کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کانوا

Marfat.com

قبل ادخال البیت فی المسجد یقفون علی باب البیت یسلمون

یہ نقل تو تمھارے مذکورہ مذاہب کے خلاف ہے۔

جواب: اس کا جواب عبارت میں موجود ہے وہ یہ کہ اس وقت کہ یہ لوگ دروازہ پر کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے۔ جب حجرہ اقدس مسجد میں شامل نہ کیا گیا تو پھر مناسب اسی طرح تھا کہ گداگر ہمیشہ شاہوں سے دروازہ پر کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہیں) اصل سبب یہ تھا کہ اس وقت چہرہٗ اقدس کے سامنے کھڑا ہونا ممکن نہ تھا اسی لیے قبر شریف پر منہ کرنے کا موقعہ انھیں دروازہ پر کھڑے ہو کر ہی نصیب ہو یا پھر سر مبارک کی طرف سے کھڑے ہوتے جیسے مطری کا قول پہلے گزرا ہے کہ حضرت امام علی بن الحسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہما اسی ستون کے قریب کھڑے ہوتے تھے جو روضہ (ریاض الجنۃ) کو قریب ہے۔

یاد رہے کہ حجرات ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو مسجد نبوی شریف میں داخل کرنے سے پہلے تمام اسلاف قبر انور کی حاضری پر اس ستون کو منہ کر کے کھڑے ہوتے جس میں صندوق مبارک ہے اور اس وقت ان کی روضہ (ریاض الجنۃ) کو پیٹھ ہوتی۔ جب حجرات مقدس مسجد شریف میں داخل کر لیے گئے تو پھر سلام عرض کرنے کے لیے چہرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہونے لگے۔

حضرت انس صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل

ابن زبالہ سے مروی ہے کہ:

عن سلمۃ بن وردان قال رأیت انس بن مالک اذا

Marfat.com

سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیقوم امامہ

(ترجمہ) سلمہ بن وردان فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ جب وہ نبی علیہ السلام کو عرض کرتے تو وہ آپ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے۔

آداب زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب بے شمار ہیں ہم چند ایک یہاں پر ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ استخارہ ۲۔ تجدید توبہ

۳۔ رد مظالم ۴۔ اہل حقوق کے حقوق ادا کر کے خوش کرنا

۵۔ نفقۂ عیال تا واپس ۶۔ زاد راہ میں وسعت

۷۔ طلب رفیق مخلص ۸۔ احباب و دوستوں سے الوداع

۹۔ گھر میں دوگانہ پڑھ کر روانہ ہونا۔

۱۰۔ دوگانہ کے بعد دعا ماثورہ جو آداب سفر میں مذکور ہے۔[1]

۱۱۔ سفر کو روانہ ہونے سے پہلے صدقہ وخیرات کرنا وغیرہ یعنی دیگر وہ آداب جو سفر یا مطلق سفر کے متعلق فقہا و علماء نے بیان کئے ہیں۔

۱۲۔ نیت میں اخلاص یعنی یہ نیت ہو کہ زیارت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقرب الٰہی نصیب ہوگا۔

---

[1] فقیر اویسی غفرلہٗ کی کتاب "فیض البشارہ فی آداب المسافرہ" میں پڑھیے۔

Marfat.com

فائدہ: جاتے وقت صرف زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت ہو پھر بعد کو مسجدِ نبوی شریف کی حاضری کی نیت بھی کی جائے مسجد نبوی کی حاضری بھی تقربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اور نہ صرف حاضری ہو اس میں نماز پڑھنے کی نیت وغیرہ جیسا کہ ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مسجد کی نیت بھی درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال و اکرام شان پر مبنی ہے کہ جن کی مسجد کی طرف سفر کرنے سے تقرب الٰہی ہوتا ہے تو پھر مسجد والے کی طرف جانے سے کتنا اونچا قرب نصیب ہوگا۔ نیز ان کی مسجد کے لیے ان کے فرمان اقدس کی تعمیل بھی ہے۔

ازالۂ وہم

حدیث لَا یَحْمِلُہ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ داسے کوئی اور ضرورت نہیں لاتی سوائے میری زیارت کے) کا مقصد یہ ہے کہ زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی ایسا ارادہ نہ ہو جس کی شارع نے اجازت نہیں اس قاعدہ پر مسجد نبوی میں اعتکاف کی نیت بھی کر سکتا ہے اور اس میں ذکر الٰہی اور درود و سلام کی کثرت اور اہل مدینہ کو خیرات و صدقات دینا اور قرآن مجید کا ختم کرنا و دیگر وہ امور جو زائر مدینہ کو شرعاً اجازت ہے بھی شامل ہیں۔

حدیث شریف میں ہے "نِیَّۃُ المومن خیر من عملہ" مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ نیز اس میں مکروہ افعال سے اجتناب کی بھی نیت شامل ہے۔ جب مدینہ پاک میں مکروہ فعل سے بچنا ضروری ہے تو ممنوع یعنی قبیحہ افعال سے کیونکر بچنا لازم نہ ہو بلکہ اسے تو اللہ و رسول

Marfat.com

(جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حیا و شرم کرنی چاہیئے کہ کیسے مقدس و متبرک مقام پر برائی کے ارتکاب کا پروگرام بنا رہا ہے۔

(۱۳) شوق و اشتیاق اور عشق ومحبت مدینہ میں لحظہ بہ لحظہ بڑھتا رہے جونہی ایک منزل طے ہو دوسری منزل پر عشق ومحبت کی جولانیاں دو قدم آگے ہوں کیونکہ محبوبِ خدا سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لیے کثرت شوق اور آپ کے معاہد و آثار و اماکن ومہابط انوار کے قرب کی طلب لازمی امر ہے ؎

تلك الديار التى قلب المحب لهٗ
شوق اليها و تذكار و اشجان

"یہ وہ دار ہے جس کا ہر عاشق کو اس کا شوق ہے اور زبان اور دل میں اس کا ذکر ہے اور غم و اندوہ۔

و انه وحنين كلما ذكرت
ولوعة وشجى منه واحزان

"اور گریہ وزاری ہوتی ہے جب اس کا ذکر آتا ہے اور شیفتگی ہے اور غمگینی اور حزن ہے۔"

(۱۴) جب گھر سے نکلے تو کہے:

بسم الله امنت بالله حسبى الله توكلت على الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم اللّٰهم اليك خرجت وانت اخرجتنى اللّٰهم سلمنى وسلّم منّى وردنى اَضَلُّ او اَذِل او ازل او اظلم او اظلم او اجهل او يجهل علىّ عزّ جارك وجل ثناؤك وتبارك اسمك ولا اله

Marfat.com

غیرك اللّٰھم انی اسئلك بحق السائلین علیك و بحق ممشائی الیك ۔

علاوہ ازیں جو اس طرح کی دعائیں ہوں جو مسجد میں داخل ہونے کے وقت پڑھی جاتی ہیں پڑھ سکتا ہے ۔

(۱۵) سفر کرتے وقت صلوٰۃ وسلام کی کثرت بلکہ اس دوران اپنا تمام وقت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام میں گزارے کہ اس کے سوا اور کوئی بہتر وظیفہ قرب الٰہی کے لیے نہیں ہے ۔

(۱۶) مساجد متبرکہ و دیگر ان مقامات مقدسہ کی زیارت کو جائے جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں ۔ ان مساجد میں دوگانہ پڑھے

(۱۷) امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوتاہی نہ کرے ۔

(۱۸) جسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا دیکھے اسے فوراً ٹوکے بلکہ سختی سے روکے کیونکہ محبت کے تقاضوں میں سے ہے کہ محبوب کی غیرت میں جان کی بازی لگا دے ۔ سب سے بڑا دیندار وہی ہے جو محبوب کے لیے غیور ہے جو محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کے لیے غیرت نہیں رکھتا تو وہ جھوٹا ہے[1] ۔

(۱۹) جب مدینہ منورہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کے قریب پہنچے اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع وخشوع و تضرع و حضور بڑھا دے اور بتصور مقصود وصول بلوغ بغایت مطلوب و محبوب

---

[1] دور حاضرہ کے صلح کلی حضرات غور فرمائیں کہ حب رسول اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے تو بڑے کرتے ہیں لیکن غیرت میں نہیں ۔

Marfat.com

کمال فرحت و سرور نشاط پیدا کرے۔ اگر سوار ہے تو سواری کو بھگائے یا اونٹ پر ہے تو اسے تیز چلنے پر اکسائے (موٹر وغیرہ پر ہے تو رفتار بڑھا دے ڈرائیور کو منت سماجت کرے کہ کچھ تیز چلو) یہ سب کچھ مدینہ طیبہ کی حاضری کی خوشی اور شوق زیارت کے اظہار میں ہے

قرب الدیار یزید شوق الوالہ

لاسیما ان لاح نور جمالہ

او بشری الحادی بان لاح النقا

و بدت علی بعد رؤس جبالہ

فھناک عیل الصبر من ذی صبوۃ

و بدا الذی یخفیہ من احوالہ

(ترجمہ) شہر محبوب کا قرب عاشق حیران کے شوق کو بڑھا دیتا ہے خصوصاً جب نور اس کے جمال کا چمک رہا ہو۔

یا بشارت دے رہنمائی کرنے والا ملاقات کی اور وہاں کے پہاڑوں کی چوٹیاں ظاہر ہوں۔

پس یہاں صبر کرنے والوں کا صبر بھی جواب دے جاتا ہے اور چھپا حال بھی کھل جاتا ہے۔

اس مضمون کو کسی شاعر نے یوں ادا کیا ہے

؎ وعدہ وصل چوں شود نزدیک

آتش شوق تیز تر گردد

نیز کسی نے عربی میں کہا ہے

وَاَعْظَمُ مَا یَکُوْنُ الشَّوْقُ یَوْمًا اِذَا دَنَتِ الْخِیَامُ مِنَ الْخِیَامِ

Marfat.com

ملائکہ کی استقبالیہ کمیٹی

حدیث میں آیا ہے کہ جب زیارت کی نیت سے آنے والا آدمی مدینہ منورہ کے قریب آجاتا ہے تو ملائکہ رحمت کے تحفوں سے اس کے استقبال کو آتے ہیں اور انواع واقسام کے بشارات وسعادات سے اسے سرفراز کرتے اور اطباق انوار اس پر نثار کرتے ہیں ؎

ہر دم از دل سرورے تازہ بر سر بر یزید
غالباً روز وصال یار نزدیک آمدہ است
چنیں کہ رقص کناں گرم مے رود مجنوں
مگر ز دور نگاہش محل افتادہ است

ہاں ہاں اس مشتاق لقائے حبیب سے یہ کس طرح ہو سکے گا جو شوق دل میں منازل طے کر کے سرحد منزل حبیب کے قرب تک پہنچا اور مقام وصل پر پہنچنے سے پہلے در و دیوار آرام گاہ محبوب پر نظر کرنے کے بعد دیدار کے بغیر صبر کر سکے ؎

دیکہ عاشق صابر بود مگر سنگ ست
ز عشق تا بصوری ہزار سنگ ست

یکس کو اعتماد ہے کہ شاید حرم شریف تک پہنچنے سے پہلے ہی مر جائے۔ ؎

بانیکہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں
کہ نیم گام جدائے ہزار فرسنگ ست

خوش بخت زائر مدینہ

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ایک گروہ کو پیدا اس لیے

Marfat.com

(۲۰) اب بہت زیادہ درود سلام عرض کرے بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاروں کو دیکھنے کے بعد مچل جائے۔

(۲۱) جب مدینہ پاک کا شہر بالکل قریب ہو جائے تو پیدل چلے کیونکہ عبد القیس کے وفد نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو سواریوں سے اُتر پڑے آپ نے اس فعل سے نہ روکا (معلوم ہوا کہ محبوب کی تعظیم کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں جیسے وفد مذکور کے فعل سے ثابت ہوتا ہے۔)

فائدہ: حضرت ابو سلیمان داؤد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ پیدل چلنا ممکن ہو تو بہتر ہے اس لیے کہ تواضع اسی میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا تقاضا بھی یونہی ہے۔ شفاء شریف میں ہے کہ حضرت ابو الفضل جوہری رحمہ اللہ جب مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے تو پیدل اور روتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ولما رأينا رسم من لم يدع لنا
فؤادًا لعرفان الرسوم ولا لبا
نزلنا عن الاكوار نمشي كرامة
لمن بان عنه ان نلم به ركبا

ترجمہ: جب ہم نے اس ذات کے نشانات دیکھے جس نے نہ

حاشیہ بقیہ: فرمایا ہے کہ وہ صلوٰۃ کے تحائف قاصدانِ زیارت سے حضرت نبوت میں لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں بن فلاں آپ کی زیارت کے لیے آ رہا ہے اور اس تحفہ کو اس نے پہلے عرض خدمت کیا ہے اور اس سے اور کون سی سعادت زیادہ ہو گی کہ اس کا اور اس کے باپ کا نام مجلس پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں مذکور ہو۔

Marfat.com

ہمارا دل چھوڑا نہ عقل۔ جب ہم اپنی سواریوں سے نیچے اترے تو پیدل چل پڑے اس ذات کی تعظیم و تکریم کے لئے کہ جس کے سوار ہو کر چلنا نہایت نامناسب ہے۔

(۲۲) جب حرم مدینہ پاک میں پہنچے تو صلوٰۃ و سلام کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم ان ھذا ھو الحرم الذی حرمته علی لسان حبیبك و رسولك صلی اللّٰہ علیہ و اٰلہ و سلم و دعاك ان تجعل فیہ من الخیر و البرکۃ مثلی ، ھو حرم بیتك الحرام فحرمنی علی النار و اٰمنی من عذابك یوم تبعث عبادك وارزقنی ما رزقته اولیائك و اھل طاعتك و وفقنی لحسن الادب و فعل الخیرات و ترك المنكرات۔

(ترجمہ) اے اللہ وہی حرم جو تو نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے حرم مقرر فرمایا اور تجھ سے مانگا کہ اس میں حرم مکہ سے دوہری خیر و برکت کر دے۔ مجھ پر آگ جہنم حرام کر دے اور مجھے جس دن کہ بندوں کو اٹھائے گا۔ مجھے امن میں رکھنا اور مجھے وہ عطا کرنا جو تو اپنے اولیاء اور اہل طاعت کو عطا کرے گا اور مجھے اچھے ادب اور اچھے کاموں اور برے کاموں سے رکنے کی توفیق عطا فرما۔

(۲۳) اگر ذوالحلیفہ کے راستے سے مدینہ پاک جانا ہے تو معرس[1] سے آگے نہ بڑھے بلکہ وہاں اتر کر مسجد ذوالحلیفہ میں دوگانہ پڑھے۔

(۲۴) مدینہ طیبہ مطہرہ معظمہ کا حرم محترمہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کامل بجالائے

---

[1] یہ ایک جگہ کا نام ہے ۱۲

Marfat.com

اور مسواک کرے اور پوشاک لطیف پہنے۔ اس کے استحباب پر شوافع و حنابلہ وغیرہ کی ایک جماعت نے تصریح فرمائی ہے اور قیس بن عاصم کی حدیث میں بھی اس طرح ہے جب کہ وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور منذر بن ساوی کی حدیث بھی اس کی گواہی دیتی ہے اور احیاء العلوم میں ہے کہ مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے پہلے بیر حرہ سے غسل کرے اور خوشبو لگائے اور بہتر سے بہتر صاف کپڑے پہنے۔

مسئلہ: کرمانی حنفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مدینہ طیبہ سے باہر غسل نہیں کر سکا تو مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کے بعد غسل کرے۔

انتباہ: احرام کی حالت میں حاضری سے احتراز کرے جیسا کہ بعض جہال کو دیکھا گیا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ میں احرام باندھ کر حاضری دیتے ہیں۔

(۲۴) شہر مدینہ طیبہ طاہرہ مقدسہ مطہرہ میں داخل ہونے بعد جب گنبد خضرا پر نگاہ پڑے تو عظمت و جلال شان نبوی کو ملحوظ رکھے اور کمال خشوع و خضوع ظاہری و باطنی میں ڈوب جائے اور اس تصور پر جم جائے کہ یہ وہ مکان جسے پروردگار جہان نے اپنے حبیب و صفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہے اور جتنے فتوحات و برکات عالم میں شائع و ظاہر ہیں ان سب کا منبع و منشا یہی مقام متبرک ہے اور سمجھے کہ یہ وہ زمین ہے کہ جس نے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک چومے

لہ اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب تمام کپڑوں سے سفید کپڑے زیادہ دوست تھے اور زیور علم و وقار سے آراستہ ہو۔

Marfat.com

ہیں اور اس کے ذرات آپ نے قدم رکھے ہیں اور اس زمین مقدس پر ہر قدم پر خضوع وخشوع اور ہیبت وسکینت کو دخل دے جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مبارک کے لائق ہے اور یہ جانے کہ وہ درگاہِ عالم پناہ ہے جہاں معمولی سی بے ادبی سوءِ ادب مثلاً آواز بلند کرنا وغیرہ سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

(۲۶) یہاں پہنچ کر اظہارِ افسوس کرے کہ میں حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی اقدس میں فیوض وبرکات اور آپ کی زیارت سے محروم رہا اور آخرت میں بھی نہ ہے قسمت۔ کیونکہ بُرے اعمال کی شامت سے بدقسمت وہاں بھی زیارت سے محروم رہیں گے۔

(۲۷) اپنے گناہوں پر استغفار کرے اور آپ کی راہوں کو چمٹے۔ گلے لگائے ممکن ہے اس اظہار محبت کے طفیل دیدار سے سرشار ہو۔ اور مقبولانِ خدا کے ساتھ اس کا حشر ہو اور ان کے طفیل دیدار محبوبِ خدا سے اسے بھی سرفرازی نصیب ہو۔

(۲۸) مدینہ طیبہ کے کسی دروازہ میں داخل ہوتے ہی یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا امنت باللہ حسبنا اللہ الخ۔ اس سے پہلے بھی دعا لکھی جا چکی ہے۔

(۲۹) جب اپنے گھر سے نکلے تو مدینہ طیبہ کی شرافت اور بزرگی کا مکمل تصور دل میں لائے اور یقین رکھے کہ بعض مشائخ کے نزدیک یہ شہر مطلقاً تمام شہروں سے افضل واعلیٰ اور برگزیدہ ہے۔

Marfat.com

ارض مشی جبریل فی عرصاتها
و اللہ شرف ارضها و سماها

ترجمہ: یہ وہ زمین ہے جس کے اوپر جبریل کی آمدورفت رہی یہاں کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے شرف اور بلندی بخشی۔

(۳۰) بارگاہِ رسالت میں حاضری سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کرے اور حاضری کے وقت مسجد سے آئے۔ جب مسجد نبوی کو دیکھے تو دل میں تصور باندھے کہ یہی وہ جگہ جہاں ابوالفتوح جبریل علیہ السلام وحی الٰہی لے کر آتے تھے اور ابوالغنائم میکائیل علیہ السلام کی حاضری بھی یہیں پر ہوتی یہی وہ مسجد ہے جہاں نزول وحی الٰہی ہوا۔ یہی وہ مسجد ہے۔ اللہ کا کلام آسمان سے زمین پر آیا۔ پھر اپنے آپ کو خشوع و خضوع میں ڈال دے جتنا اس کے امکان میں ہے۔

(۳۱) بابِ جبریل علیہ السلام سے حاضر ہو یہی بعض علماء کا قول ہے اور اسی دروازہ سے حاضری افضل ہے اس کی مزید تحقیق آئے گی انشاء اللہ۔

(۳۲) جب داخل ہو تو دل سے تمام خیالات مٹا دے اور اسے سمجھائے کہ کس ہستی کے سامنے حاضر ہو رہا ہے تو کون اور کیا ہے اور وہ ذات کتنا ارفع و اعلیٰ۔ حضرت ابوسلیمان داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دروازہ پر تھوڑی سی دیر ٹھہر جائے گویا وہ صاحبِ خانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاضری کی اجازت طلب کر رہا ہے جیسے بہت بڑی بارگاہ میں حاضری کے وقت اجازت طلب کی جاتی ہے۔

(۳۳) پہلے دایاں قدم رکھ کر یہ دعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَبِنُوْرِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

Marfat.com

الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰھُمَّ وَوَفِّقْنِیْ وَسَدِّدْنِیْ وَاَعِنِّیْ عَلٰی كُلِّ مَا یُرْضِیْكَ وَمِنْ عَلٰی حُسْنِ الْاٰدَابِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔

اس دعا کو مسجد میں آنے اور نکلنے کے وقت ترک نہ کرے لیکن نکلتے وقت یہ کہے، وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔[ط]

(۴۴) مسجد نبوی شریف میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کرے، تھوڑی دیر میں ٹھہرنا ہو یا زیادہ اس کے بعد روضہ شریف یعنی ریاض الجنۃ کی طرف متوجہ ہو اور دل میں خضوع وخشوع اور وقار و ہیبت و تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنکھیں چرائی ہوئی اور اپنے اعضاء کو فعل عبث سے بچا بچا کر اور دل میں غیر شواغل کو دور کرکے یہاں تک کہ مسجد شریف کی زیب و زینت

ط بعض روایات میں فَضْلِكَ کی بجائے رَحْمَتِكَ ہے اس باب میں کفایت کرنے کے لیے یہ کلمات ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ حدیث میں آیا ہے وَاِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔ یعنی جب تم میں سے کوئی مسجد کو داخل ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو۔ چاہیے کہ دخول مسجد شریف کے وقت نہایت عاجزی و انکساری ہو۔

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

اور اس کی تعمیرات کی طرف بھی دھیان نہ ہو۔

فائدہ: اگر ریاض الجنۃ میں مصلائے نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں جگہ مل جائے تو ورنہ اس کے قریب جہاں جگہ ملے یا پھر منبر نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ورنہ مسجد نبوی شریف میں جہاں سکون ملے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کرے۔ اور وہ اس دوگانہ کی رکعت اول میں سورہ قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھے۔

مسئلہ: اگر نماز کے لیے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز فرض کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو تحیۃ المسجد کا دوگانہ نہیں پڑھنا چاہیئے یہ دوگانہ فرض نماز کی ادائیگی میں ہو جائے گا۔

(۳۵) حمد و شکر بجا لائے کہ اس کریم نے اس مقدس مقام پہ حاضری کا موقع بخشا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی دعا کرے اور عرض کرے کہ اسے صحیح طریقہ سے زیارت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی توفیق اور قبولیت کا شرف بخشے اور دارین کی سعادت سے نوازے۔

مسئلہ: احناف کے نزدیک اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر سجدہ شکر ادا کرنے۔

التشویق میں جمال ابن المحب الطبری نے بھی احناف کی اتباع میں سجدہ

حاشیہ صفحہ گزشتہ کا: اسی طرح جب بھی داخل ہو اعتکاف کی نیت کرے اور یہ ہر مسجد کا حکم ہے اور مسجد نبوی میں یاد دہانی کے لیے (باب الرحمۃ) پر نیت اعتکاف کی تختی لگی ہوئی ہے ۱۲

Marfat.com

شکرانہ کا فتویٰ دیا ہے۔
(۳۶) اپنی وسعت پر جتنا عجز و نیاز ہو سکتا ہے کرے اور یہی عرض بار بار کرے کہ اسے یہاں کی حاضری کے آداب کی توفیق نصیب ہو۔
مسئلہ: تحیۃ المسجد اس وقت ہے جب مواجہ شریف سے گزر نہ ہو ورنہ بعض کے نزدیک اس وقت مستحب یہی ہے کہ پہلے مواجہ شریف میں حاضری دے۔
فائدہ: علماء کا زیارت روضۂ اقدس سے قبل تحیۃ المسجد ادا کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض مالکیہ زیارت کو تحیۃ المسجد پر مقدم رکھتے ہیں۔ لیکن اگر پہلے تحیۃ المسجد کا دوگانہ پڑھے تو بھی ان کے نزدیک تحیۃ المسجد زیارت رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تقدیم ضروری ہے ان کی دلیل حدیث جابر رضی اللہ عنہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ میں سفر سے آیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا مسجد میں داخل ہوا ہے اور نماز پڑھی ہے۔ میں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمایا۔ مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرو پھر میرا اسلام کرو۔
فائدہ: امام نخعی نے فرمایا کہ پہلے تحیۃ المسجد ادا کرے پھر قبر انور کی حاضری دے یہی امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے اور ابن حبیب نے فرمایا جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو پڑھے بسم اللہ و السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

لے جواز سجدۂ شکر میں بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہو یا پیچھے اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک کہ اگر نعمت متوالیہ دائمہ کے سوا کوئی اور تازہ نعمت حاصل ہو تو جائز ہے اور

Marfat.com

فائدہ: ان کا مقصد یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وہیں سے ہی سلام عرض کردے پھر دوگانہ پڑھے۔ ہاں اگر اس کا گزر قبر اطہر سے ہو تو پھر سلام عرض کرکے مسجد شریف میں جہاں جگہ ملے دوگانہ پڑھے۔

فائدہ: ابن الحبیب کا مقصد یہ ہے مسجد نبوی میں داخل ہونے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ پہلے بارگاہِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کرے ان کی دلیل یہ حدیث شریف ہے۔

اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ: جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کرے۔

(۲۷) تحیۃ المسجد گزارنے کے بعد زیارت کی طرف متوجہ ہو اور اپنا منہ قبر شریف کی طرف کرے اور درگاہِ اقدس کی حاضری کے آداب کی توفیق کا درگاہِ عزت جل جلالہ، میں عرض کرے کیونکہ اس مقامِ منیف اور موقف شریف کی حاضری بغیر اعانت و امدادِ الٰہی کے ناممکن ہے۔ جب مواجہ شریف میں حاضر ہو تو عجز و نیاز اور انکساری و عاجزی کی تصویر بن جائے۔ آنکھیں بند جسم لرزاں اور سکڑا ہوا گویا جسم میں جان نہیں اور

واضعًا یمینہ علی شمالہ کما فی الصلوٰۃ فیما قالہ الکرمانی

حاشیہ صفحہ گزشتہ: اس کے جواز میں علماء حنفیہ کی روایات بھی آئی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف سے بھی منقول ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

من الحنفية مستقبلاً للوجه الشريف تجاه مسمار الفضه
الآتی بیانه۔

ترجمہ: سیدھے ہاتھ کو بائیں پر رکھے جیسے نماز میں کرمانی حنفی نے ایسے
کہا ہے اور مواجہ شریف کو منہ اور قبلہ کو پیٹھ ہو۔

اور وہ میخ مبارک صرعۃ ثانیہ کے محاذات میں باب مقصورہ کے قبلہ
کی طرف دروازہ کے دائیں جانب کے بالمقابل ہے اور یہاں تانبے کی
جالی تیار کی گئی۔[1]

فوائد

(۱) حجرۂ اقدس کو مسجد شریف میں داخل کرنے سے پہلے بھی اسلاف صالحین رحمہم
اللہ تعالیٰ سے کرتا حال حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
میں حاضری کی یہی جگہ ہے اور یہی سنت ہے۔

(۲) اسلاف صالحین سر مبارک کی طرف سے قبر انور سے چار ہاتھ دور
کھڑا ہونا منقول ہے اور ابن عبد السلام نے تین ہاتھ کہا ہے۔

(۳) ابن حبیب نے الواضحہ میں لکھا ہے کہ قبر شریف کی حاضری کا ارادہ ہو
تو قبلہ کی جانب قبر مبارک کے قریب کھڑا ہونا چاہیئے۔

(۴) احیاء العلوم شریف میں قبر پاک کے سامنے کھڑے ہونے کا مذکورہ
بالا طریقہ لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

وتزوره میتًا کما تزوره حیًا

"بعد وصال ایسے زیارت کرو جیسے آپ کی ظاہری زندگی میں
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اب کی حاضری کے

---

[1] یہ ہمارے زمانہ کی بات ہے اویسی

Marfat.com

آداب اسی طرح ملحوظ ہوں جیسے آپ کی ظاہری زندگی مبارک میں تھے۔
قبر انور کے قریب اتنا قدرے قریب کھڑا ہونا چاہیے جتنا قدر آپ کی زندگی اقدس میں صحابہ کرام کھڑے ہوتے تھے۔

(۳۸) زائر پر لازم ہے کہ حجرۂ اقدس کے بالمقابل کی نیچے والی جگہ پر نگاہ رکھے۔ وہاں حجرۂ اقدس کی تعمیرات اور اس کی زیبائش وغیرہ کی طرف نہ دیکھے اس لیے کہ

فانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم بحضورك وقیامك وزیارتك لہ (کذا فی الاحیاء)

بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری حاضری اور تیرے قیام اور زیارت کو جانتے ہیں۔

اور فرمایا:

فمثل صورتہ الکریمۃ فی خیالك موضوعا فی اللحد بازائك واحضر عظیم رتبتہ فی قلبك۔

ترجمہ: اپنے خیال پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورتِ کریمہ کو ایسے تصور کرکہ گویا وہ تیرے سامنے موجود ہیں اور قلب پر اسی کو جما دے۔

اس کے بعد دھیمی آواز کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کا عرض کیجئے اور نہایت ہی عاجزانہ منکسرانہ فقیرانہ حالت میں یہ سلام پڑھیے:

السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (تین بار)

السلام علیك یارسول رب العالمین

السلام علیك یاخیر الخلائق اجمعین

Marfat.com

السلام علیک یا خاتم النبیین و سید المرسلین
السلام علیک یا امام المتقین
السلام علیک یا قائد الغر المحجلین
السلام علیک ایها المبعوث رحمة للعالمین
السلام علیک یا شفیع المذنبین
السلام علیک یا حبیب اللہ
السلام علیک یا خیرة اللہ
السلام علیک یا صفوة اللہ
السلام علیک ایها الهادی الی الصراط المستقیم
السلام علیک یا من وصفه اللہ تعالی بقوله
(و انک لعلی خلق عظیم) (و بقوله بالمومنین
رؤف الرحیم)
السلام علیک یا من سبح الحصی فی یدیه وحن
الجذع الیه.
السلام علیک یا من امرنا اللہ بطاعته و الصلوة
و السلام علیه.
السلام علیک و علی سائر الانبیاء و المرسلین
و عباد اللہ الصالحین و ملائکة اللہ المقربین
و علی الک و ازواجک الطاهرات امهات المومنین
و اصحابک اجمعین کثیرا دائما ابدا کما یحب
ربنا و یرضی جزاک اللہ عنا افضل ما جزی به

Marfat.com

رسولاً عن اُمتہٖ وصلی اللہ علیک افضل واکمل واَزکی وانمی صلوٰۃ صلاھا علی احدمن خلقہٖ وَاشھد اَن لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واَشھد اَنک عبدہٗ ورسولہ وخیرتہٗ من خلقہ واشھد انک قدبلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ و نصحت الامۃ وکشفت الغمۃ واَقمت الحجۃ واوضحت المحجۃ وجاھدت فی اللہ حق جہادہ وکنت کما نعتک اللہ فی کتابہٖ حیث قال لقد جاءکم رسول من اَنفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤوف رحیم فصلوات اللہ وملائکتہ وجمیع خلقہ فی سماواتہ وارضہ علیک یارسول اللہ اللّٰھم آتہ الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمودًا الذی وعدتہ وآتہ نہایۃ ماینبغی ان یسألہ السائلون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین اٰمنت باللہ وملائکۃ وکتبہٖ ورسلہ والیوم الاٰخر بالقدر خیرہ وشرہٖ اللّٰھم ثبتنی علی ذالک ولا تردنا علی اعقابنا ولا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اللّٰھم صل علی محمدٍ عبدک ورسولک النبی الاُمی وعلیٰ اٰل محمد وازواجہ وذریتہٖ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجیدٌ۔

نوٹ: جسے اتنی لمبی دعا یاد نہ ہوسکے تو وہ صرف اتنا عرض کرے: السّلام

فقیر اویسی چونکہ صرف اور صرف گنبد خضریٰ کی حاضری کے لیے مدینہ طیبہ حاضر

Marfat.com

عليك يا رسول الله۔

(حاشیہ از گذشتہ صفحہ)
ہے اسی لیے جی بھر سلام عرض کرتا ہے۔ ان میں چند ایک شعر یہاں لکھے جاتے ہیں تاکہ فقیر جیسا فارغ البال جب چاہے جی بھر کر عرض کرے ؎

رَسُوْلَ اللهِ جِئْتُكَ مُسْتَعِيْذًا
عَلَيْكَ صَلٰوةُ رَبِّيْ وَالسَّلَامُ

ترجمہ: یا رسول اللہ میں آپ کی پناہ کا طالب ہو کر حاضر ہوں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود و سلام نازل ہو۔

كَئِيْبًا مُسْتَغِيْثًا مُسْتَعِيْنًا
عَلٰى نَفْسٍ تُضِيْمُ وَلَا تُضَامُ

ترجمہ: ایسے شکستہ خاطر فریادی اور امداد کے طالب نفس کو لے کر حاضر ہوں۔ جس نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے کسی اور نے نہیں۔

رَسُوْلَ اللهِ جِئْتُكَ مُسْتَجِيْرًا
وَرَبِّيْ مُسْتَجِيْرُكَ لَا يُضَامُ

ترجمہ: یا رسول اللہ میں آپ کی خدمت میں امان کی طلب میں حاضر ہوں اور بخدا آپ کی امان میں آتے ہوئے پر بے توجہی نہیں کی جاتی

رَسُوْلَ اللهِ جِئْتُ اِلَيْكَ ضَيْفًا
وَحَقُّ الضَّيْفِ تَعْرِفُهُ الْكِرَامُ (بقیہ صفحہ ۴۳۸ پر)

Marfat.com

حکایت، اصمعی فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

ترجمہ: یا رسول اللہ میں آپ کے در کا مہمان بن کر آیا ہوں اور ہر کریم و مہربان میزبان جانتا ہے کہ مہمان سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

قَدِمْتُ اِلَیْکَ مِسْکِیْنًا فَقِیْرًا

وَزَادُ النَّفْسِ اٰثَامٌ عِظَامٌ

ترجمہ: میں آپ کی خدمت میں غریب و محتاج صورت حاضر ہوں جس کا سرمایہ گناہوں کی بہت بڑی گٹھڑی ہے۔

غَرِیْبٌ جَاءَ مِنْ اَرْضٍ غَرِیْبٍ

وَلَیْسَ لَهٗ رِفَاقٌ اَوْ نِدَامٌ

ترجمہ میں ایک ایسا مسافر ہوں جو اجنبی سرزمین سے آیا ہوں جس کا نہ کوئی رفیق ہے نہ ندیم و دمساز۔

وَمَسَّتْهُ الْبَلَایَا وَالرَّزَایَا

یُقَلِّبُهُ الْبِسَاطُ فَلَا یَنَامُ

ترجمہ اور جس کو مصائب و پریشانیوں نے ایسا گھیر رکھا ہے کہ بستر پر کروٹ پر کروٹ بدلتا ہے مگر نیند نہیں آتی۔

مَرِیْضٌ اَقْلَقَتْهُ شُئُوْنُ نَفْسٍ

وَقَدْ اَیِسَتْ مُدَاوُوْهُ وَقَامُوْا (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

عرض کر رہا تھا اللّٰھم ھذا حبیبک وانا عبدک والشیطٰن عدوک

(بقیہ از صد گذشتہ)

ترجمہ: جو ایسا مریض ہے جس کو نفس کی پراگندگی نے بے چین کر رکھا ہے اور جس کے معالج مایوس ہو کر اس سے ہاتھ اٹھا چکے ہیں۔

لَہٗ قَلْبٌ وَلَا تُحْصٰی مُنَاہُ
لَہٗ نَدَمٌ وَلَیْسَ لَہٗ کَلَامٌ

ترجمہ: اس کا دل ایسا ہے کہ جو بے شمار تمناؤں کا گہوارہ ہے وہ اپنی حالت پر نادم تو ہے مگر اظہارِ ندامت پر زبان نہیں کھلتی۔

وَاَتْعَبْنِیْ طَرِیْقٌ قَدَّمَتْنِیْ
وَلَمْ یَبْقَ اللُّحُوْمُ وَلَا الْعِظَامُ

ترجمہ، اور مجھے در پیش منزل کے راستے نے اتنا تھکا اور گھلا دیا ہے کہ نہ بدن پر گوشت رہا ہے نہ ہڈیاں ہی اپنی جگہ سالم۔

وَقَدْ ضَیَّعْتُ عُمْرِیْ فِی التَّلَہِّیْ
وَفِی الطُّغْیَانِ صَارَ لِیَ الدَّوَامُ

ترجمہ، اور میں نے اپنی ساری عمر کھیل ہی میں بیکار گنوا دی اور ہمیشہ سرکشی اور نافرمانی میں لگا رہا۔

وَتَجْرَحُنِیْ خُطُوْبٌ بَعْدَ خَطْبٍ
وَیُصْمِیْنِیْ مِنَ الْکُرَبِ السِّقَامُ

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

فان غفرت لی سر حبیبك و فاز عبدك و غضب عدوك و
ان لو تغفر لی غضب حبیبك و رضی عدوك و هلك عبدك

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

ترجمہ: اور مجھے پے در پے حوادث نے ادھموا کر دیا ہے اور کرب و بے چینی کے تیروں نے اتنا گھائل کر دیا ہے کہ بے حس ہو کر رہ گیا ہے۔

رَغِبْتُ اِلٰی معاصٍ مُّوبِقَاتٍ
وَ اَلْهَانِیْ مِنَ الدُّنْیَا حُطَامُ

ترجمہ: میں مہلک و خطرناک گناہوں کی طرف راغب رہا اور دنیا کے ناپائیدار مال و متاع نے مجھے غفلت میں ڈالے رکھا۔

مَعَاصٍ قَدْ حَوَتْ سَاعَاتِ عُمْرِیْ
فَلَا یَخْلُوْ قُعُوْدٌ اَوْ قِیَامُ

ترجمہ: میری زندگی کے لمحات کو گناہوں نے ایسا گھیر رکھا ہے کہ نشست و برخاست کا کوئی گوشہ اس سے باہر نہیں۔

لَقَدْ اَنْفَقْتُ مَالِیْ حُبَّ جَاہٍ
رِیَاءٌ لِیْ صَلٰوۃٌ اَوْ صِیَامُ

ترجمہ: میں نے اپنی دولت دنیاوی وجاہت کی محبت میں لٹا دی اور میری نماز ہو یا روزہ سب ریاکاری کی نذر ہو گئے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

وانت اکرم من ان تغضب حبیبك وترضی عدوك وتهلك عبدك اللهم ان العرب الکرام اذا مات فیهم سید اعتقوا

(بقیہ صد گذشتہ سے)

هَوَایَ قَدِ اتَّخَذْتُ اِلٰهَ نَفْسِیْ
فَمَا نَفْسِیْ تُرِیْدُ هُوَ الْمَرَامُ

ترجمہ: میں نے نفسانی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنائے رکھا اب جو میرا نفس چاہتا ہے وہی مقصد زندگی قرار پاتا ہے۔

وَ اَیُّ جَرِیْمَةٍ لَمْ اَرْتَکِبْهَا
فَمَالِیْ هَاصِبًا اِلَّا الْمَلَامُ

ترجمہ: وہ کون سا جرم و گناہ ہے جو مجھ سے سرزد نہ ہوا ہو پس مجھ سے گناہ گار کے پاس اب بجز خود ملامتی کے اور کیا ہے

صَحَائِفُ سَیِّئَاتِیْ اَقْدَمَتْنِیْ
اِلٰی مَنْ یَّسْتَغِیْثُ بِهِ الْاَنَامُ

ترجمہ: میری سیہ کاریوں کے دفتروں ہی نے مجھے اس ذات گرامی کے سامنے لا کھڑا کیا ہے جس سے سب ہی امداد کے طالب ہوتے ہیں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْ بِیَدِیْ فَاِنِّیْ
جَرِیْحٌ لَا لِجَرْحَتِهٖ الْتِئَامُ (بقیہ صد آئندہ)

علی قبرہ فان ھذا سید العالمین واعتقنی علی قبرہ۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

ترجمہ: یارسول اللہ میری دستگیری فرمایئے کیونکہ میں ایسا زخمی و مجروح ہوں جس کے زخم کبھی مندمل نہ ہو سکے ہوں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ مُلْتَجَاءُ حَزِيْنًا

حَضَرْتُ وَفِى الْفُؤَادِ ثَوٰى ضَرَامٌ

ترجمہ: یارسول اللہ میں آپ کی خدمت میں حزن و ملال کی تصویر بن کر التجا لے کر حاضر ہوں جس کے دل میں آتش ندامت شعلہ زن ہے۔

وَاَنْتَ اَبَرُّهُمْ وَاَرَقُّ قَلْبًا

وَاَرْعَاهُمْ اِذَا رَقَدُوْا وَنَامُوْا

ترجمہ: آپ ہی یارسول اللہ سب سے زیادہ مہربان اور رحمدل ہیں اور آپ ہی اُن کی حفاظت فرماتے ہیں وہ خواب میں ہوں یا بیدار۔

وَاَنْتَ رَسُوْلُهُمْ جِنًّا وَاِنْسًا

وَاَنْتَ لِمَنْ عَلَى الْاَرْضِ الْاِمَامُ

ترجمہ: اور آپ ہی نوع جن و بشر کے رسول اور روئے زمین پر بسنے والوں کے امام و مقتدا ہیں۔

وَاِنَّكَ خَيْرُ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا

وَقَدْرُكَ لَيْسَ يُدْرِكُهُ اللِّئَامُ

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

ترجمہ: اے اللہ یہ تیرا حبیب اور میں تیرا عبد اور شیطان تیرا

(بقیہ حاشیہ از صہ گذشتہ)

ترجمہ: سارے سواروں کے سرداروں سے بہتر و برتر بھی آپ ہی ہیں
مگر تنگ ظرف کمینے لوگ آپ کی قدر نہیں پہچان سکے۔

وَ اَفْضَلُ مَنْ مَّشٰی فِی الْاَرْضِ هَوْنًا
وَاَعْظَمُ مَنْ یُّعَزِّزُهُ الْمَقَامُ

ترجمہ: زمین پر چلنے والوں میں بھی سب سے افضل و اعظم آپ ہی ہیں
اور ذی وقار لوگوں میں بھی آپ ہی کا مقام و مرتبہ بلند و بالا ہے۔

وَ اَجْوَدُ مِنْ رِّیَاحٍ مُّرْسَلَاتٍ
اِلٰی جَدْوَاكَ اِنْ نَظَرُوْا وَشَامُوْا

ترجمہ: اور زندگی بخش ہواؤں کے نفع سے بھی زیادہ آپ کے جود و سخا کا
نفع بڑھا ہوا ہے بشرطیکہ کوئی غور کرے اور محسوس کرے۔

حَرِیْمُكَ اٰمِنٌ کُلِّ هَوْلٍ !!
وَ بَابُكَ حَوْلَهٗ عَکَفَ الْاَنَامُ

ترجمہ: آپ کا حرم محترم ہر خوف اور ڈر سے محفوظ و مامون ہے اور آپ
کی بارگاہ کے ارد گرد لوگوں کے لیے جائے سکون و طمانیت ہے۔

(بقیہ صہ آئندہ پر)

Marfat.com

دشمن ہے اگر تو بخش دے گا تو تیرا حبیب خوش اور تیرا عبد کامیاب اور تیرا دشمن ناراض ہوگا اگر نہ بخشے گا تو تیرا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

عَلَوْتَ مَكَانَةً مِّنْ مَدحِ نَفْسٍ
عَصِيٍّ خَائِبٍ فِيمَا مُرَامٌ

ترجمہ: ناکام آرزو گنہ گار غلام کی مدحت و تعریف سے آپ کا مرتبہ و مقام ورا الوریٰ ہے۔

وَ اَرْضٌ قَدْ رَقَدْتَّ بِهَا رُقُوْدًا
يُعَظِّمُهَا الْمَلَائِكَةُ الْكِرَامُ

ترجمہ: اور جس خاک پر آپ آسودہ استراحت ہیں، اس کی عزت و تکریم کے لیے ملائکہ کرام تک جھکتے ہیں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ فَارْحَمْنِيْ فَاِنِّيْ
غَرِيْبٌ هَائِمٌ وَلِيَ الْهُيَامُ

ترجمہ: یارسول اللہ مجھ پر رحم فرمایئے کیونکہ میں غریب الدیار پریشان حال اور عشق کا مارا ہوا ہوں۔

سَقَيْتُهُمْ وَقَدْ جَاوَزَكَ عَطْشِیْ
وَهَلْ اَنَا رَاجِعٌ وَلِيَ الْعُقَامُ

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

مجبوب ناراض اور تیرا دشمن خوش اور تیرا بندہ ہلاک ہوگا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

ترجمہ: اور آپ کے در پر جو مریض بھی آیا شفایاب ہوا تو کیا میں بیمار کا بیمار ہی لوٹ جاؤں گا۔

اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ
لَمَغْبُوْنٌ وَّ قَنَطِیْ الْعِظَامُ

ترجمہ: یا رسول اللہ میری فریاد سماعت فرمایئے میں تباہ حال ہوں اور مجھے ہر بڑے نے مایوس کر دیا ہے۔

تَرَحَّمْ یَا بْنَ اٰمِنَۃٍ تَرَحَّمْ
فَفِیْ حُوْبِیْ رَضَاعِیْ وَالْفِطَامُ

ترجمہ: اے آمنہ کے لال مجھ پر رحم فرمایئے کیونکہ میری زندگی کا ہر دور ہی گناہوں میں گزرا ہے۔

بِکَ اسْتَشْفَعْتُ فِیْ قُلِّیْ وَکُثْرِیْ
بِکَ اسْتَشْفَیْتُ اِذْ عَرَضَ السَّقَامُ

میں اپنے ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں آپ ہی کی شفاعت کا اور جب کوئی مرض درپیش ہو تو آپ ہی کے ذریعہ شفاء کا خواستگار رہوں۔

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

اور نو بڑا کریم ہے کہ اپنے حبیب کو کب ناراض کرے گا اور نہ ہی تو دشمن کو راضی کرے گا اور نہ ہی اپنے عبد کو ہلاک کرے

(بقیہ از صد گذشتہ) مَلَاذِیْ اَنْتَ اِذْ هَجَمَ اللَّيَالِیْ
وَحِیْنَ قِتَالِهِمْ اَنْتَ الْحُسَامُ

ترجمہ: جب بلاؤں کا ہجوم ہو تو آپ ہی میرے پشت پناہ ہیں اور جب میں اُن کے نرغہ میں ہوں تو آپ ہی وسیلہ نجات ہیں۔

اِنِ اسْتَغْفَرْتَ لِیْ مَوْلَایَ یَوْمًا
اَکُنْ مِمَّنْ عَلَی الدِّیْنِ اسْتَقَامُوْا

ترجمہ: میرے آقا آپ اگر ذرا بھی میرے لیے طلب مغفرت فرما دیں تو مجھے دین پر استقامت نصیب ہو جائے۔

یُطِیْعُكَ مِثْلَ عَبْدٍ كُلُّ عُضْوِیْ
وَفِیْ قَلْبِیْ یَدُوْمُ لَكَ الْغَرَامُ

ترجمہ: میرا ہر ہر عضو بندہ بے دام کی طرح آپ کا مطیع و فرمانبردار ہو جائے اور میرے دل میں ہمیشہ آپ کی محبت جاگزین ہو۔

وَوَفِّقْنِیْ اِلٰهِیْ طُوْلَ عُمْرِیْ
اُصَلِّیْ بَاكِیًا وَهُمْ نِیَامُ (بقیہ صد آئندہ)

Marfat.com

گا۔ اے اللہ عرب والوں کی عادت ہے کہ ان کے کریم کے

(بقیہ صد گذشتہ سے)

ترجمہ: میرے مولا مجھے عمر بھر یہ توفیق دے کہ جب دنیا محو خواب ہو تو میں رو رو کر تحفہ درود و سلام نذر کرتا رہوں۔

دوسرا معروض

نَبِیُّ الْھُدٰی ضَاقَتْ بِیَ الْحَالُ فِی الْوَرٰی

وَاَنْتَ لِمَا اَمَّلْتُ فِیْکَ جَدِیْرٌ

ترجمہ: اے سراپا ہدایت نبی کریم دنیا میں میرا حال بہت تنگ ہے اور آپ سے میں جو بھی امید رکھوں آپ اس سے بھی بڑھ کر ہیں

فَسَلْ خَالِقِیْ تَفْرِیْجَ کَرْبِیْ فَاِنَّہٗ

عَلٰی فَرَجِیْ دُوْنَ الْاَنَامِ قَدِیْرٌ

ترجمہ: بس آپ اپنے پروردگار سے میری تنگی و پریشانی سے چھٹکارے کی دعا فرمایئے کیونکہ میری پریشانی سوائے خدا کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

تیسرا معروض

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُ مُحَمَّدُ مُصْطَفٰی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَحْمُوْدُنَا یَا مُجْتَبٰی

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

غلام کو اس کی موت کے بعد اس کی قبر پہ آزاد کیا جاتا ہے
یہ سید العالمین ہیں ۔

(بقیہ صد گذشتہ سے)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ الْوَرٰی یَا مُرْتَضٰی
برگزیدہ انبیاء و اولیاء و اصفیاء
یَا حَبِیْبِیْ سَیِّدِیْ لِلّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ الْھُدٰی
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَدْرَ الدُّجٰی
صد صلوٰۃ و صد سلام از من بتو صبح و مسا
یَا حَبِیْبِیْ سَیِّدِیْ لِلّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَحْبُوْبَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُ شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ فَخْرَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ
گمرہان راہ نما و رہروان را مقتدا

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

اصمعی فرماتے ہیں میں نے اسے کہا:

يَا حَبِيْبِیْ سَيِّدِیْ لِلّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سَیِّدا راہِ خدا کن یک نظر برحالِ ما
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْاَنَامِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَا الْاِحْتِشَامِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَا الْاِحْتِرَامِ
نہ فلک معراجِ تو عرش مجیدت متکاء
يَا حَبِيْبِیْ سَيِّدِیْ لِلّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیّدا راہِ خدا کن یک نظر برحالِ ما
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ذَاتُهٗ خَيْرُ الْبَشَرِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ صَدْرُهٗ بَحْرُ الدُّرَرِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَمْرُهٗ شَقُّ الْقَمَرِ
معجزاتِ تو منور تا قیامت جابجا
يَا حَبِيْبِیْ سَيِّدِیْ لِلّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیّدا راہِ خدا کن یک نظر برحالِ ما

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

يا اخا العرب ان الله قد غفرلك واعتقك بحسن هذا السوال .

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَحْرَ السَّخَاوَةِ وَالْكَرَمْ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ مَكَّةَ وَالْحَرَمْ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنَّا يَا نَبِيَّ الْمُحْتَرَمْ
سید عرب و عجم سرکردہ ہر دو سرا
يَا حَبِيْبِىْ سَيِّدِىْ لِلّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَخْرَ الرُّسُلْ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ السُّبُلْ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَرْدَارِ كُلْ
دم بدم گویم تو صَلِّ عَلٰى صَلِّ عَلٰى
يَا حَبِيْبِىْ سَيِّدِىْ لِلّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّ الْحَسَنِ جَدَّ الْحُسَيْنِ (بقیہ صفحہ پر)

Marfat.com

ترجمہ: اے عربی بھائی بیشک اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے ہوں

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنَّا يَا اِمَامَ الْقِبْلَتَيْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْبُوبَ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ
مسند آرائے نبوت باعث ارض و سما
يَا حَبِيْبِىْ سَيِّدِىْ لِلّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حال ما
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اِنَّكَ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اِنَّكَ نَاصِحٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ
جملہ عالم را توئی مہدی و ہادی پیشوا
يَا حَبِيْبِىْ سَيِّدِىْ لِلّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما
اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ قَمَرٌ اَنْتَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ
اَنْتَ مِصْبَاحُ الْهِدَايَةِ اَنْتَ مِفْتَاحُ الصُّدُوْرِ
اَنْتَ شَافِعُنَا مُحَمَّدٌ فِىْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرِ

(بقیہ صفحہ آئندہ)

Marfat.com

گے اور تجھے آزاد کر دیا ہو گا جیسا کہ تو نے احسن طریق سے

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)

رحمتِ عالم توئی و شافعِ روزِ جزاء
یَا حَبِیْبِیْ سَیِّدِیْ لِلّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما

اِنَّنِیْ اُغْرِقْتُ فِیْ بَحْرِ الْمَعَاصِیْ یَا رَسُوْل
لَیْسَ لِیْ سَبَبُ الْخُرُوْجِ وَھٰھُنَا قَلْبِیْ مَلُوْل
خُذْ بِاَیْدِیْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ بِجَاہِکَ وَالْبَتُوْل
من بگردابِ گناہاں غرق گشتم بے نوا
یَا حَبِیْبِیْ سَیِّدِیْ لِلّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما

جَاءَ بِرَجَاءِ الشَّفَاعَۃِ مَنْ لَّہٗ ذَنْبٌ کَثِیْرٌ
عِنْدَ بَابِکَ یَا مُبَشِّرُ یَا بَشِیْرُ یَا نَذِیْرُ
رحم فرما یا محمّد بر محمّد دلپذیر
ہست محتاجِ شفاعت ایں گدائے پُر خطا
یَا حَبِیْبِیْ سَیِّدِیْ لِلّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
سیدا راہِ خدا کن یک نظر بر حالِ ما

Marfat.com

سوال کیا ہے[1]

۳۹۔ جتنا دیر جی چاہے کھڑے ہو کر سلام عرض کریں جب تھک جائیں تو پیچھے ہٹ کر مواجہ شریف کے سامنے یا اس کے قرب وجوار میں جہاں جگہ ہے بیٹھ کر صلوٰۃ وسلام کی کثرت کیجئے۔ اور جتنا قدر ہوسکے تلاوت قرآن مجید بھی کیجئے زیادہ تر ان آیات وسورتوں کا انتخاب کیجئے جن میں ایمان اور توحید کے بیانات ہیں۔

فائدہ: شرح المہذب میں ابو موسیٰ اصفہانی آداب زیارت قبور میں لکھتے ہیں کہ:

"زائر کو اختیار ہے کھڑے ہو کر سلام عرض کر کے چاہے تو بیٹھ جائے جیسے عموماً احباب کی ملاقات میں ہوتا ہے کہ کبھی ان سے کھڑے کھڑے ملاقات ہوتی ہے تو پھر کبھی بیٹھ جاتے ہیں"۔

۴۰۔ اپنے اور والدین اور جملہ اعزہ واقارب اور احباب بلکہ جمیع اہل اسلام کے لیے دعا مانگیے۔

فوائد

(۱) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

---

[1] یہ واقعہ زرقانی علی المواہب ص۳۰۰ جلد ۸ میں بھی ہے اس قسم کے واقعات فقیر نے اپنی کتاب "زائرین مدینہ" میں بکثرت جمع کیے ہیں ان میں ایک حاضر ہے۔

Marfat.com

"مواجہ شریف اور قبر انور کے درمیان دعاؤں و توسل کے بعد قبر انور اور قبر انور کے درمیان قبلہ رُخ کھڑے ہو کر حمد و ثناء کر کے اپنے لیے اور اپنے دوستوں اور والدین اور دیگر اعزہ و اقارب اور علماء و مشائخ کے لیے بلکہ اہل اسلام کے لیے دعا مانگیے"

(۲) کتب حنفیہ وغیرہم میں بھی اسی طرح ہے اور کتب مالکیہ میں دُعا کا ذکر صرف سلام کے وقت ہے۔ دوبارہ دُعا کے متعلق ان کی کتب میں تصریح نہیں یہ عز بن جماعت کے قول کے مطابق ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

قبر انور کے سرہانے کی جانب زیارت اور صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد دوبارہ دعا مانگنے کا ثبوت صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں۔

(۳) ان دونوں مختلف بیانات کی تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ جس مذہب میں دوبارہ دُعا کا ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے کے بعد دُعا مانگ کر شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام عرض کرنا ہے اس کے بعد وہاں دُعا مانگی جائے جہاں اسلاف

امام اعظم رضی اللہ عنہ:

امام ابوحنیفہ جب شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا السلام علیکم یا سید المرسلین تو روضہ انور سے ان کو سلام کا جواب ملا و علیکم السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے پیشوا تم پر سلام۔

Marfat.com

حجرۂ اقدس کو مسجد شریف میں داخل کرنے سے پہلے قبلہ رُخ ہو کر دُعا مانگتے تھے۔ یہ تقریر بہتر ہے۔ دونوں مذاہب کے عین مطابق ہے۔

(۴۱) منبر نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے قریب کھڑے ہو کر دعا مانگے جتنا جی چاہے جملہ بھلائیوں کی دعا اور جملہ شرور سے حفاظت کا سوال کرے "

فائدہ: یزید بن عبداللہ بن قسیط فرماتے ہیں:

رأیت رجالًا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا خلا المسجد یاخذون برمانۃ المنبر الصلعاء الذی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمسکہا بیدہٖ ثم یستقبلون القبلۃ ویصلون ویدعون۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے صحابہ کو دیکھا کہ جب وہ مسجد میں جاتے تو وہ منبر کے اس گوشہ کو ہاتھ میں لے لیتے جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ میں لے کر خطبہ دیتے پھر وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے اور دُعا مانگتے۔

(۴۲) اسطوانہ مہاجرین کے نزدیک نوافل پڑھے اور دُعا مانگے۔ ایسے ہی دیگر جملہ اساطین مبارکہ کے نزدیک بھی ان جملہ ستونوں کے فضائل آئیں گے (انشاء اللہ)

(۴۳) قبر انور کو ہاتھ لگانے اور چومنے سے احتراز کرے اور نہ ہی اس کے ارد گرد گھومے۔

Marfat.com

(۴۴) ریاض الجنۃ شریف میں صلوٰۃ و سلام اور نوافل کی کثرت کرے۔

فوائد

۱۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

لا یجوز ان یطاف بہ و یکرہ الصاق البطن والظہر بہ

ترجمہ: "یہ جائز نہیں کہ اس کا طواف کیا جائے اور پیٹ اور پیٹھ کو چمٹانا مکروہ ہے۔"

۲۔ حلیمی وغیرہ نے فرمایا:

و یکرہ مسحہ الیہ و تقبیلہ بل ادب ان یبعد منہ کما یبعد منہ لو حضر فی حیاتہ ہذا ھو الصواب وھو الذی قالہ العلماء واطبقوا علیہ ومن خطر ببالہ ان المسح بالید ونحوہ ابلغ فی البرکۃ فھو من جھالۃ وغفلۃ لان البرکۃ انما ھی فیما وافق الشرع و اقوال العلماء۔

ترجمہ: اسے ہاتھ لگانا اور اسے چومنا مکروہ ہے بلکہ اس سے دور رہے یہی ادب ہے کیونکہ اگر کوئی آپ کی زندگی میں حاضر ہوتا تو اس کو ایسے کھڑا کرنا پڑتا ہے یہی بہتر ہے یہ وہ ہے جو علماء نے کہا اور اس پر اتفاق کیا جو یہ سمجھے کہ ہاتھ وغیرہ لگانا برکت ہے تو وہ جاہل و غافل ہے کیونکہ برکت تو اس میں ہے جو شرع کے موافق اور علماء کی اجازت ہو۔

۳۔ احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

Marfat.com

مس المشاهد و تقبیلها عادة النصارٰی والیهود

ترجمہ: مشاہد کو ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا نصاریٰ و یہود کا کام ہے۔

۴۔ زعفرانی فرماتے ہیں:

ان ذلك من البدع التی تنکر شرعًا

ترجمہ: یہ ان بدعات سے ہے جو شرعًا بری ہے۔

۵۔ عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه انه رأی رجلا وضع یده علی قبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم فنهاه وقال ما کنا نعرف هذا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم۔

ترجمہ: بیشک انھوں نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نبی علیہ السلام کی قبر انور پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے تو آپ نے روکا اور کہا کہ ایسا عمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہم جانتے تک نہ تھے۔

۶۔ سروجی حنفی نے لکھا ہے کہ:

لا یلصق بطنه بالجدار ولا یمسه بیده

ترجمہ: دیوار سے نہ پیٹ چمٹائے اور نہ ہاتھ لگائے۔

۷۔ احمد بن سعید الهندی قبر انور کے زائر کو نصیحت فرماتے ہیں کہ:

لا یلصق به ولا یمسه ولا یقف عنده طویلا

ترجمہ: نہ قبر انور کو چمٹے اور نہ ہاتھ لگائے اور نہ زیادہ دیر ٹھہرے۔

۸۔ حنابلہ کی مشہور کتاب المغنی میں ہے کہ:

ولا یستحب التمسح بحائط قبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم ولا یقبله۔

Marfat.com

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو ہاتھ لگانا اور بوسہ دینا اچھا نہیں۔

منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنے کا ثبوت

ابوبکر بن الاثرم فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ ابن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنا کیسا ہے فرمایا میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ پھر میں نے پوچھا منبر نبوی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے (آگ لگنے سے پہلے والا منبر نبوی) آپ نے فرمایا منبر نبوی کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنا جائز ہے اس لیے کہ:

قد جاء فیہ شئ یروونہ

اس کے بارے میں روایات ملتی ہیں

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا منبر نبوی کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنا

عن ابن ابی فدیک عن ابن ابی ذئب عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ مسح المنبر

ترجمہ: بے شک انھوں نے منبر کو ہاتھ لگایا۔

اور حضرت سعید بن المسیب (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منبر کے گوشہ کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنا ثابت ہے۔

امام مالک کے استاذ مکرم کا عمل

یحیٰی بن سعید جو کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے استاذ ہیں وہ جب

Marfat.com

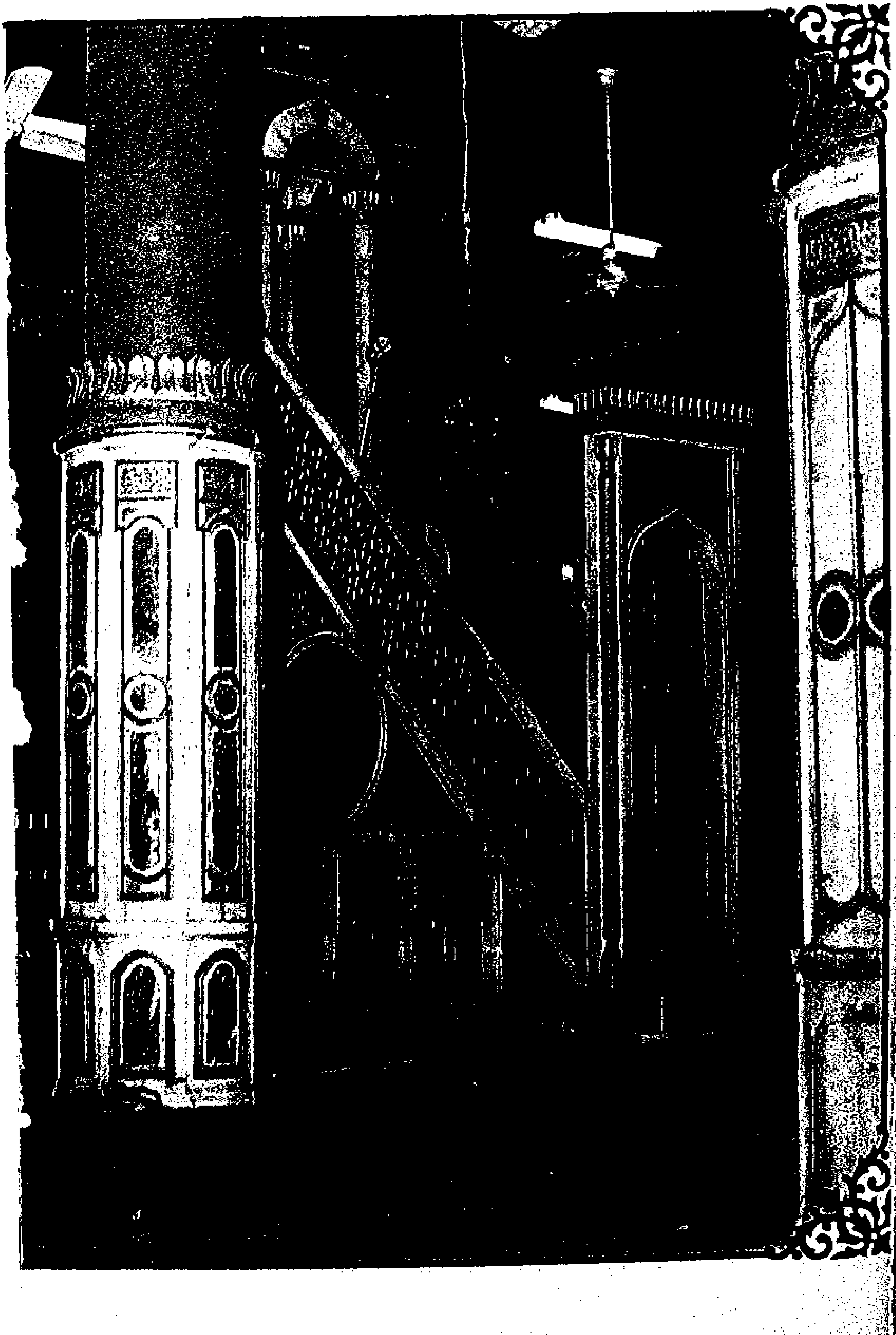

Marfat.com

عراق کو جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پہ ہاتھ لگا کر منہ پہ پھیرا۔ پھر دُعا مانگی۔ میں نے ابو عبد اللہ یعنی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ میں نے عوام کو دیکھا ہے کہ وہ قبر انور کی دیوار سے پیٹ چمٹا دیتے ہیں لیکن اہل مدینہ کے اہل علم کو دیکھتا ہوں کہ وہ قبر انور کو ہاتھ نہیں لگاتے بلکہ وہ ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر سلام عرض کر کے چلے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسے کرتے تھے (اسے ابن عبدالہادی نے اپنے استاذ ابن تیمیہ کی بعض تصانیف سے نقل کیا ہے)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی (کذا فی تحفہ لابن عساکر) بکثرت حاضری کو مکروہ سمجھتے تھے لیکن ان کی مراد کراہت یہ ہے کہ وہ حاضری اصول شرع کے موافق نہ ہو۔

امام احمد حنبل کا فتویٰ

کتاب "العلل والسوالات" لعبد اللہ بن احمد بن حنبل بد ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سوال کیا کہ کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اقدس کو تبرک کی نیت سے ہاتھ لگا کر چومتا ہے اور ایسے ہی آپ کی قبر کو ہاتھ لگا کر چومتا ہے اور اسے وہ ثواب بھی سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا لا باس بہ کوئی حرج نہیں۔

Marfat.com

امام نووی کا ردّ

عزبن جماعہ نے فرمایا یہ اقوال و اعمال امام نووی کا رد کرتے ہیں جبکہ اُنھوں نے فرمایا کہ قبر انور کو ہاتھ نہ لگانے پر علماء کا اجماع ہے اور امام سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

عدم التمسح بالقبر لیس مما قام الاجماع علیہ

ترجمہ: قبر انور ہاتھ لگانے پر اجماع قائم نہیں ہوا۔
اس پر اُنھوں نے ایک حکایت نقل فرمائی ہے۔

مروان و ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

مروان بن الحکم مسجد نبوی میں آیا تو دیکھا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو لپٹا پڑا ہے۔ مروان نے اس کی گردن پکڑ لی اور کہا:

ھل تدری ما تصنع

"جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہیں"
وہ شخص مروان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

نعم ولم آت الحجر ولم آت اللبن

ہاں میں پتھر کے ہاں نہیں آیا اور نہ ہی اینٹوں کے ہاں۔

وانما جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بے شک میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آیا ہوں۔
رواہ یحیی بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابن بناتہ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبد اللہ بن خطیب۔

Marfat.com

اس کے بعد امام سبکی نے امام احمد کی مروی حدیث نقل فرمائی لیکن جس نسخہ میں امام سبکی یحییٰ سے یہ روایت نقل کی ہے اس میں مرفوع روایات کی تصریح نہیں البتہ دوسرے نسخے میں اس کی تصریح کی ہے۔

فائدہ: المطلب نے فرمایا کہ وہ شخص حضرت ابوایوب انصاری (صحابی) رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سند کے راوی عمر بن خالد کو تو میں نہیں جانتا لیکن باقی جملہ روایت ثقہ ہیں۔

مسئلہ: اگر یہ اسناد صحیح ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر کی دیوار کو ہاتھ لگانا مکروہ نہیں۔

تحقیق السند: امام احمد نے جو روایت فرمائی ہے وہ سند حسن ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

اقبل مروان یوما فوجد رجلا واضعا وجهه علی القبر فاخذ مروان برقبته ثم قال هل تدری ماتصنع فاقبل علیه فقال نعم انی لم ات الحجر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ولم ات الحجر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لا تبکوا علی الدین اذا ولیه اهله ولکن ابکوا علی الدین اذا ولیه غیر اهله۔

ترجمہ: ایک دن مروان نے کسی آدمی کو دیکھا کہ وہ قبر انور پر چہرہ رکھے ہے اس کی گردن پکڑ کر کہا کیا کر رہے ہو وہ شخص اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ہاں میں پتھر کے ہاں

Marfat.com

نہیں آیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ دین پر نہ رونا جب اہل کے پاس ہو بلکہ اس پر اس وقت رونا جب نااہل کے ہاں ہو۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قبر نبوی کو چومنا

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار مبارک پہ حاضر ہوئے :

فجعل یبکی ویمرغ وجھہ علیہ

وہ روتا بھی تھا اور قبر انور پر چہرہ بھی ملتا تھا۔

دوسری روایت

الخطیب بن حملہ نے ذکر فرمایا کہ :

ان بلالا رضی اللہ عنہ وضع خدیہ من القبر الشریف.

ترجمہ: بے شک بلال رضی اللہ عنہ نے قبر شریف پہ چہرہ رکھے ہوئے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار اقدس پہ دایاں ہاتھ رکھا کرتے۔

فیصلہ شرعی

لا شک ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلک والقصد بہ التعظیم والناس تختلف مراتبھم

Marfat.com

كما في الحياء فمنهم من لا يملك نفسه بل يبادر اليه ومنهم من فيه اناة فيتاخر۔

ترجمہ: استغراق فی المحبۃ کے لیے اجازت پر محمول ہوگا اس سے مقصد تعظیم ہے اور لوگ مراتب میں مختلف ہوتے ہیں جیسے حیا میں ان کے مراتب ہوتے ہیں بعض اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتے قبر پر جھک پڑتے ہیں۔ بعض میں حوصلہ ہوتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

قبور اولیاء کا بوسہ

نقل عن ابن ابی الصيف والمحب الطبری جواز تقبيل قبور الصالحين۔

ترجمہ: محب طبری و ابن ابی الصیف سے جواز قبور الصالحین کا بوسہ دینا منقول ہے۔

مزار مصطفےٰ سے شفاء

اسمٰعیل تیمی فرماتے ہیں کہ ابن المنکدر کو تکلیف پہنچتی تو مزار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر حاضر ہو کر چہرہ قبر انور پہ رکھ دیتے لوگوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہو تو آپ نے فرمایا:

ان يستشفي بقبر النبي صلى الله عليه و آله وسلم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔

۴۵۔ صلوٰۃ و سلام عرض کرتے وقت قبر انور کے سامنے جھکنے سے اجتناب

Marfat.com

کرے کیونکہ قبر کے آگے جھکنا بدعت ہے لیکن جاہل لوگ اس جھکنے کو تعظیم سمجھتے ہیں اور قبر کے آگے والی زمین کو چومنا اس سے اور قبیح تر ہے۔

فائدہ: عز بن جماعہ فرماتے ہیں مجھے اس جاہل سے تعجب نہیں جو اس قبیح فعل کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ اس مفتی پر تعجب ہے جو اس کی قباحت کے جاننے کے باوجود اس کی تحسین کا فتویٰ دیتا ہے اور استدلال کرتا ہے ایک شعر سے جس کی کوئی سند نہیں۔ میں نے کہا بعض وقت کے قاضی کو اس کا ارتکاب کرتے دیکھا بلکہ اسے عوام کے سامنے ماتھا رگڑتے دیکھا۔ اسے دیکھ کر عوام بھی سربسجود ہو گئے۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

۴۶۔ قبر انور کو پیٹھ نہ کرے نہ نماز کے وقت نہ کسی دوسرے وقت نہ ہی اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

فائدہ: ابن السلام نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو حجرۂ اقدس کی طرف پیٹھ نہ کرو اور نہ ہی نماز کے وقت حجرۂ اقدس کے سامنے ہو۔ فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب وصال کے بعد ایسے ہے جیسے آپ کی حیات مبارکہ میں احترام و اکرام جو آپ کی زندگی اقدس میں ضروری تھا وہی آپ کے وصال کے بعد لازمی ہے۔ اسی لیے قبر اقدس کے سامنے نہ تو سر جھکائیں اور نہ ہی لڑیں جھگڑیں بلکہ جیسے آپ کی مجلس میں لایعنی اور فضول خیالات میں ڈوب جانا ممنوع تھا اب بھی ویسے ہی ہے اگر نہیں مانتے ہو تو پھر تمہاری مزار اقدس کی غیر حاضری حاضری سے افضل ہے۔

Marfat.com

مسئلہ: امام اذرعی نے فرمایا اولیاء وانبیاء علیہم السلام کی مزارات کے سامنے نماز پڑھنے کی حرمت کا یقینی امر ہے تبرک کی نیت ہو یا تعظیم کی ہر طرح سے حرام ہے۔

کتاب التمتبہ میں لکھا ہے کہ:

ان الصلوٰۃ الی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حرام۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے۔

مسئلہ: اذرعی نے فرمایا کہ یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس سے مخصوص نہیں بلکہ ہر قبر کے سامنے نماز پڑھنا حرام ہے۔

امام نووی کا رد

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ پر تعجب ہے انھوں نے التحقیق میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کے سرہانے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے لیکن دوسری قبور کی طرف مکروہ ہے

۷ ۔ ہم مسجد نبوی میں بعض جہال صیحانی کھجور کھا کر گٹھلیاں پھینکتے ہیں۔ وہ تقرب سمجھتے ہیں اس سے اجتناب ضروری ہے۔

۸ ۔ مزار اقدس سے خواہ مسجد نبوی سے باہر ہو صلوٰۃ وسلام پڑھے بغیر نہیں گزرنا چاہیئے بلکہ جہاں سے گنبد خضری نظر آئے تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر کر صلوٰۃ وسلام عرض کرے۔

Marfat.com

حکایت: حضرت ابوحازم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ اسے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوحازم کو کہہ دو کہ تو میرے مزار اقدس سے بغیر سلام عرض کیے گزر جاتا ہے تجھ سے تھوڑی دیر نہیں ٹھہرا جاتا کہ سلام عرض کر کے پھر چلے جایا کرو. جب سے ابوحازم نے یہ خواب سنا اس روز سے جب بھی قبر انور سے گزرتے ہیں تو ٹھہر کر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے پھر چلے جاتے ہیں.

امام مالک کا فتویٰ[1]

جامع البیان لابن رشد میں ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق سوال ہوا جو مزار اقدس سے گزرتا ہے تو سلام عرض کرتا ہے فرمایا وہ درست کرتا ہے یعنی جب بھی مزار اقدس سے گزر ہو ہر بار صلوٰۃ وسلام عرض کرنا چاہیے اس پر اکثر لوگوں کا عمل ہے. ہاں جس کا وہاں سے گزر نہیں ہوتا اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ روزانہ حاضر ہو کر سلام عرض کرے:

اللھم لا تجعل قبری وثنا

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا.

کا یہی مقصد ہے کہ اس کا وہاں سے گزر نہ ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ آ کر سلام عرض کرے لیکن اس میں وسعت ہے کہ اگر حاضری دے کر سلام عرض کرے تو جائز ہے.

---

[1] . . . آج کل کے امام (نجدی) کو دیکھو کہ پانچ وقت جالی مبارک کے سامنے سے گزرے گا لیکن کھڑے ہو کر دربار رسالت میں سلام ہرگز نہیں عرض کرے گا. اویسی غفرلہ ۴ ج ا ۱۴۰۴ھ

Marfat.com

مسافرِ مدینہ

جو مسافر باہر سے مدینہ پاک میں وارد ہو اس کے لیے امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا وہ روزانہ حاضری دے آپ نے فرمایا اس پر اس کا کوئی حکم نہیں ہاں جب کوچ کرے تو پھر حاضری دے۔

فائدہ، ابن رشد نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ مسافر پر لازم ہے کہ جب مزار اقدس سے گزرے تو سلام عرض کر کے جائے ایسا نہ ہو کہ صرف الوداع کے لیے حاضری دیتے وقت سلام عرض کرے اور بس۔

مسئلہ، بار بار مزار اقدس سے گزر کر سلام عرض کرنا یا روزانہ بالالتزام سلام کے لیے حاضری دے (یعنی بہ تکلف حاضری دینا ہو اگر محبت و عشق سے بھرپور ہو تو اس کے لیے کوئی پابندی نہیں)

اہل مدینہ کا حکم

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المبسوط میں فرمایا کہ اہل مدینہ جب بھی مسجد نبوی میں آئیں جائیں ان کے لیے ہر بار مزار اقدس کی حاضری ضروری نہیں ایسے اوقات میں مسافرین مدینہ کے لیے حاضری کی کوئی ممانعت نہیں۔

سفر والوں کا حکم

اہل مدینہ میں سے کوئی سفر سے آئے یا سفر کو جائے تو اسے چاہیے کہ قبر اقدس کی حاضری دے اور صلوٰۃ و سلام عرض کر کے دعا مانگے پھر حضرت ابو بکر

Marfat.com

وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں حاضری دے تو کوئی حرج نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ سے عرض کی گئی کہ بہت سے اہل مدینہ سفر میں آتے جاتے وقت مزار اقدس کی حاضری نہیں دیتے بلکہ وہ گھر پر محو ہوں تو کبھی کبھار حاضری دیتے ہیں کبھی دن میں کئی بار کبھی جمعہ کے دن کبھی مخصوص ایام ان کے متعلق کیا حکم ہے فرمایا میں نے اہل علم کے متعلق تو کوئی بات نہیں سنی (عوام کی بات اور ہے) لیکن انھیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے وہ یہ سمجھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا نہیں کیا تو ان کو یہ قاعدہ معلوم نہیں کہ بہت سے امور امت کے پہلے لوگوں سے نہیں ہوتے لیکن پچھلے لوگوں کے لیے بہتر ہوتے ہیں۔ پہلے لوگوں سے مجھے یہ روایت نہیں پہنچی کہ انھوں نے ایسے ہی بار بار مزار اقدس کی حاضری دی ہو۔

مسئلہ: بار بار کی حاضری مکروہ ہے (لیکن اہل مدینہ کو جبکہ وہ اس سے تنگی محسوس کریں ورنہ اس حاضری سے اہل مدینہ کو اور کون سی نعمت بڑھ کر ہے۔)

مسئلہ: سفر کو جانے اور سفر سے آنے والے کے لیے مزار اقدس کی حاضری میں کراہت نہیں یہ صرف اہل اقامت کے لیے ہے۔

مدنی و غیر مدنی کا فرق

امام باجی نے فرمایا کہ اہلِ مدینہ اور مسافرین کا فرق اس لیے کہ مسافرین دور کا سفر صرف مزار اقدس کی حاضری کے لیے کر کے آتے ہیں ان کے لیے کراہت کا کیا معنیٰ اور اہل مدینہ چونکہ یہاں پر مقیم ہیں ان کو مزار اقدس کی حاضری کے لیے نہ سفر کرنا ہے اور نہ ہی اس کا قصد وہ جب چاہیں حاضری

Marfat.com

دیں۔

امام مالک کے مذہب کا خلاصہ

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

مزار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت قرب الٰہی کا ذریعہ ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ وہ ان امور کو روکنے کی کوشش فرماتے ہیں جو کراہت کا سبب نہیں چونکہ اہل مدینہ ہر وقت یہیں پر مقیم ہیں اسی لیے ان کے لیے بار بار کی حاضری بارگراں محسوس ہو گی اور یہاں پر گرانی موجب ہلاکت و تباہی ہے اس لیے کراہت کا فتویٰ دے دیا۔

مذاہب ثلاثہ

امام مالک کے علاوہ دیگر جملہ مذاہب و ائمہ فرماتے ہیں کہ مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مطلقاً مستحب ہے اور استحباب کی کثرت بھی مستحب ہے فلہذا ایسی کثرت میں خیر ہی خیر ہے (للناس ما یعشقون مذاہب)

اولیاء کی مزار کی حاضری کا فائدہ

اذکار النووی میں زیارۃ القبور کی بحث میں ہے:

یستحب الاکثار من الزیارۃ وان یکثر الوقوف عند قبور اہل الخیر والفضل۔

Marfat.com

ترجمہ، بار بار بکثرت زیارت مستحب ہے بلکہ اہل خیر و فضل یعنی اولیاء اللہ کے مزارات پر زیادہ دیر ٹھہرنا چاہیئے۔

ایک بزرگ کا معمول

عنقریب ہم عبداللہ بن محمد بن عقیل کا معمول تفصیل سے لکھیں گے وہ فرماتے ہیں کہ ہر رات کے آخری حصہ میں گھر سے نکل کر مسجد نبوی میں حاضر ہوتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس کی حاضری پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتا۔

حکایت ابن زبالہ عبدالعزیز بن محمد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اہل مدینہ میں سے میں نے ایک شخص (جس کا نام محمد بن کیسان تھا) کو دیکھا کہ وہ جب بھی جمعہ کے دن عصر کی نماز ادا کرتا (اور ہم ربیعہ کے ساتھ بیٹھے ہوتے) تو مزار اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے دعا میں مشغول ہو جاتا یہاں تک کہ شام ہو جاتی ربیعہ کے ساتھ بیٹھنے والوں نے کہا،

انظروا ما یصنع ھذا

اسے دیکھو یہ کیا کر رہا ہے

وہ فرماتے،

دعوہ فانما للمرء ما نوی

اسے چھوڑو ہر ایک کو نیت کا پھل ملتا ہے

ایک امیر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کہانی

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عجلان نے ایک امیر سے کہا

Marfat.com

کہا کہ آپ لباس فاخرہ پہنتے ہیں اور خطبہ میں طوالت کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار پاک کی حاضری بار بار دیتے ہیں اس کی وجہ؟ امیر نے جواب دیا لباس میرا اپنا ہے جیسے چاہوں پہنوں خطبہ میرا مذہبی فریضہ ہے اسے میں نے ادا کرنا ہے (مزار اقدس میں جو ہستی آرام فرما ہے اس کے ہاں حاضری دینا میرا عشق ہے) اگر اس میں عجلان (سائل) ہوتا تو میں اس پر ہرگز حاضری نہ دیتا۔

۴۹۔ صلوٰۃ وسلام کی کثرت

۵۰۔ ممکن ہو تو مدینہ پاک میں رہ کر روزہ رکھنے کو غنیمت سمجھے۔

۵۱۔ مسجد نبوی میں پانچوں وقت نماز باجماعت (صحیح امام کے پیچھے) ادا کرنا۔

۵۲۔ کثرت نوافل مسجد قدیم میں ادائیگی تو بہتر ہے یا ان مقامات مقدسہ کے قرب میں جن کے فضائل احادیث مبارکہ میں مروی ہیں۔

۵۳۔ نماز باجماعت میں صف اول میں جگہ لینے کی کوشش کرنا بشرطیکہ صف اول مسجد نبوی کے احاطہ میں ہو۔

۵۴۔ سوائے حوائج ضروریہ اور مصالح بشریہ کے مسجد نبوی میں پڑا رہنا۔

۵۵۔ جب بھی مسجد نبوی میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کرنا۔

۵۶۔ ہو سکے تو شب باشی مسجد نبوی میں کریں اگرچہ ایک رات ہی بشرطیکہ شب بھر عبادت نصیب ہو۔

۵۷۔ کم از کم ایک بار قرآن مجید ختم کرنا۔

اسلاف رحمہم اللہ کا دستور العمل

اسلاف صالحین رحمہم اللہ مساجد ثلاثہ میں کم از کم ایک بار قرآن مجید ختم کرنے

Marfat.com

کا مرغوب سمجھتے۔ (اخرجہ سعید بن منصور عن ابی الخلد)

گنبدِ خضریٰ کو دیکھنا عبادت ہے

مجد الدین مرحوم نے فرمایا کہ حجرہ شریفہ (گنبد خضریٰ) کو دیکھتے رہنا کیونکہ اس کا دیکھنا عبادت ہے۔

جیسا کہ کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے جب مسجد نبوی سے باہر ہو تو قبۂ خضریٰ کو دیکھتے رہنا عبادت ہے اور صرف دیکھنا نہیں بلکہ جونہی گنبد خضریٰ پر نگاہ پہنچے تو فوراً ہیبت نبوی اور ان کی حاضری کا تصور دل پر چھا جائے۔

۵۸۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد ہر روز جنۃ البقیع[۲] کی حاضری بالخصوص ہر جمعہ کے دن۔ ایسے ہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب جنت البقیع میں حاضر ہو تو یہ دعا پڑھے؛

السلام علیکم دار قوم مومنین دانا ان شاء اللہ بکم لاحقون، یرحم اللہ المستقدمین منا ومنکم والمتاخرین نسأل اللہ لنا ولکم العافیہ، اللھم لاتحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم واغفرلنا ولھم۔

ترجمہ: تم پر سلام ہو اے ایمان والو! بیشک ہم تمہیں عنقریب ملنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے پہلے اور بعد والوں پر رحم فرمائے۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ فرما اور بعد والوں کو ہمارے لیے

---

[۱] وکذا فی ارشاد الساری شرح مناسک للملا علی قاری رحمہ اللہ وغیرہ
[۲] اب تو حکومت نجد نے جنت البقیع کو بالکل بند کر دیا ہے۔

Marfat.com

آزمائش نہ بنا اور ہمیں اور ان سب کو بخش دے۔

لہ فقیر اویسی غفرلہٗ نے ایک کتاب لکھی ہے "مدینے کے خزینے" اس میں ان حضرات کا ذکر خیر ہے جو مدینہ طیبہ بالخصوص جنت البقیع میں مدفون ہیں اگرچہ نجدی دور کے بعد ان کے آثار و نشانات مٹ گئے ہیں لیکن زائر مدینہ کو یہ تو معلوم ہو گا کہ کون کون اور کب سے یہاں موجود ہیں تا کہ زیارتِ مدینہ کی سعادت کے بعد وقت میں گنجائش ہو تو ان کے نام ایصال ثواب کر کے ان کے فیوضات و برکات سے وافر حصہ حاصل کر سکے۔
ناظرین حیران ہوں گے کہ فقیر اویسی نجدیوں کی بار بار کیوں شکایت کرتا ہے۔ فقیر جیسے کروڑوں نجدی کی کارروائی سے درد و الم میں ہیں۔ حرمین طیبین پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ ایک درد بھرا لیکن نجدیوں کا ہم عقیدہ اپنی داستان لکھتا ہے۔
(یعنی شورش کاشمیری ایڈیٹر ہفت روزہ چٹان لاہور کی کتاب "شب جائیکہ من بودم" کے چند اقتباسات)

غارِ حرا

"حکومت کے لیے مشکل نہیں کہ غارِ حرا تک چڑھائی آسان کر دے سوال ایک شارع کا ہے اتنے حصہ کو ایک پختہ روش دے کر سہل کیا جا سکتا ہے جب نئے دور کی سبھی چیزیں قبول کر لی ہیں تو ایک تاریخ اور اس کے خزینے ہی ایسے ہیں جنھیں محفوظ رکھنا بدعت ہے۔ یا خلافِ سنت قرآن اس کی تائید نہیں کرتا۔ یہ چیزیں ہر حالت میں محفوظ رہنی چاہئیں۔ یہ سب اللہ کے آخری نبی کی نشانیاں ہیں تاریخ کے جواہر ریزے اور عقیدے کے شہ پارے ہیں۔ انھیں اپنے تحقیق اور زائروں کو عشق کی راہیں ملتی ہیں۔ (صـ۶۶)

(بقیہ صـ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

جنت المعلیٰ

جنت المعلیٰ مکہ معظمہ کا قدیم ترین لیکن جنت البقیع کے بعد سب سے افضل قبرستان ہے۔ گرداگرد ایک پختہ چہار دیواری ہے۔ کسی قبر پر کوئی نشان یا کتبہ نہیں۔ سب نشان ڈھا دیئے گئے ہیں۔ ہر طرف مٹی کے ڈھیر ہیں۔ چراغ نہ پھول نہ کسی کی قبر پر نشاندہی کے لیے کنکریاں پڑی ہیں۔ عجب ویرانہ ہے۔ جس حصہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ان کے افراد خاندان آرام فرما ہیں یا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی والدہ حضرت آمنہ[1] حضور کے لخت جگر قاسم اور حضور کے چچا ابو طالب مدفون ہیں۔ وہاں کوئی دروازہ اور کوئی راستہ نہیں۔ چھوٹی چھوٹی قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہو گئی ہیں۔ کسی قدم پہ پانی کا چھڑکاؤ نہیں۔ دھوپ کا چھڑکاؤ ضرور ہے۔ پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی قبرستان بے بسی کی اس حالت میں نہ ہوگا۔ (صلٹ)

اذیت و اہانت

عربوں کا مزاج ہی ان کے لیے سزا ہے۔ کیا خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی نہیں

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

---

[1] یہ غلط ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا انتقال مقام ابواء میں ہوا اور وہیں دفن ہوئیں جب کہ مدینہ منورہ سے اپنے خاوند کی قبر کی حاضری سے واپس مکہ کو آ رہی تھیں۔ تفصیل ... دیکھیے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

نشانات معلوم ہیں جن کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے (انشاء اللہ)

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)

گزار رہیں حضور کو بعثت کے پہلے گیارہ سال تیایا گیا اُم المومنین کو اب تیایا جا رہا ہے۔ جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت کے احکام رکھتے ہیں وہ خود کس منہ سے تاج شہی پہنتے۔ اُونچے اُونچے محل بناتے۔ محمد عربی کی دولت سمیٹتے اور اس کا نام خزانہ شاہی رکھتے ہیں۔ جس ذات کے صدقہ میں عزتیں پائی ہیں۔ ان کے آثار اقدس کی یہ بے حرمتی یہ قرآن و سنت نہیں اہانت اور صریح اہانت ہے سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہیں کر سکی ہے۔ رحمت ان قبروں میں سونے والوں پر اور عبرت ہمارے لیے ص۲۔)

بدعت اور جدّت

میں جدّہ میں پیلس ہوٹل کی کھڑکیوں سے شاہ سعود کے محل کا نظارہ کرتا رہا۔ اس کی بیرونی دیوار پر برجیاں ہیں۔ اور ان برجیوں پر شام ہوتے ہی ہنڈے روشن ہو جاتے ہیں جیسے کسی دلہن کے دوپٹے پر گوٹے کے پھول کھلے ہوں یا قوس قزح کے رنگوں کی طرح محل جگمگاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے فلک سے تارے اُتار کر قصر شاہی میں ٹانک دیتے ہیں سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار صحابہ کرام کے مظاہر اور اہلبیت کے شواہد اس طرح مٹا دیتے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر کانٹ کر محفوظ کرنی چاہیئں تھیں۔ وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر محو کر دی گئی ہیں۔ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں۔ لوگ بتاتے اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے۔ عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔ سنت رسول کے خلاف ہے لیکن

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

فوائد

(۱) امام نووی نے اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ ان میں سب سے پہلے کس

(بقیہ حاشیہ از صد گزشتہ)
عصر حاضر کی ہر جدت (فیشن) جدہ میں نہیں پورے حجاز میں موجزن ہے۔ بلکہ بڑھ چڑھ کر پھیل رہی ہے کہ قرآن و سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا۔ شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں۔ انھیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں۔ بدعت اسلاف کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے۔ (ص۲۷)

ترجمۂ قرآن اور لبنان

جدہ ایئرپورٹ پر کسٹم والوں نے دو گھنٹے تک گھیرے رکھا۔ ان کے ہاں سب سے زیادہ خطرناک چیز کتابیں اور رسالے ہیں۔ اصل دقّت زبان کی ہے۔ کلام اللہ کا اردو ترجمہ بھی یہاں روک لیا جاتا ہے لیکن لبنان کے عربی جرائد و رسائل ہر قدغن سے آزاد ہیں۔ حرمین شریفین کے آس پاس دکانوں میں بکتے ہیں۔ اور ان کی خریداری عورتوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ ان برہنہ و نیم برہنہ رسالوں پر کوئی پابندی نہیں۔ پابندی اس لٹریچر پر ہے جس کے متعلق یقین کیا شبہ ہو کہ ان میں مزاج شاہی پر چوٹ کی گئی ہے۔" (ص۲۸)

مولد النبی

سہیل مجھے سید ھا اس مکان میں لے گیا جو مولد نبی تھا۔ لیکن اب وہاں ایک چھوٹی سی لائبریری ہے۔ اس وقت قفل چڑھا ہوا تھا۔ میں مولد نبی اور (بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

مزار پر حاضری دے۔

(۲) البرہان بن فرحون رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے سیدنا عثمان بن

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

اور بت بنی کے پاس کھڑا ہی سوچتا رہا کہ انسان کیا ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مکی زندگی یاد آگئی۔ ان مکہ والوں نے حضور سے کیا سلوک کیا تھا کہ ان کے مکانوں سے کوئی سلوک عشق یہاں کچھ اداس ہو جاتا ہے کہ اہل مکہ نے محل اجاڑ دیئے اور محل اٹھا لیے ہیں۔ پورے مکہ میں عہد نبوی کی دو چیزیں باقی رہ گئی ہیں۔ باقی نناوے فی صد یورپ کا مال ہے۔

غار ثور

ان دو انسانوں کے بعد جن میں ایک پیغمبر تھا۔ ایک صدیق۔ اداس پڑا ہے۔ اس کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے لیکن بادشاہت نے قرآن و سنت کی آڑ میں اس پہ ویرانی کی دیوار کھینچ دی ہے ص ۷۸)

مساجد کی حالت

مکہ کا چپہ چپہ تاریخی ہے لیکن جو چیز محفوظ نہیں کی گئی وہ تاریخ ہی ہے۔ بیت اللہ کے علاوہ کوئی مسجد اپنی روایتوں کے مطابق محفوظ نہیں بعض جگہ لیپا پوتی کی گئی ہے لیکن واجبی۔ مسجد الرایہ۔ مسجد الجن۔ مسجد خیف۔ مسجد العقبیٰ وغیرہ۔ قرآن کے نزول اور اللہ کے رسول کی نشانیاں ہیں لیکن انہیں کوئی شاہجہان یا اورنگ زیب نہیں ملا (ص ۸۱)

مدینہ اسٹیشن سے قریب ہی ترکوں کی بنائی ہوئی مسجد ایک ایسے انسان

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

عفان رضی اللہ عنہ کی مزار کی زیارت کرنا اولیٰ ہے۔ کیونکہ وہاں پر
(بقیہ حاشیہ از صد گزشتہ)

کی طرح ہے جو قافلہ سے بچھڑنے کے بعد صحرا میں رہ جاتا اور گھنی چھاؤں ڈھونڈ
ہے اور اسے کوئی دوسری آواز سہارا نہیں دیتی (ص۱۴۹)

ساکنانِ جدّہ میں مختلف ملکوں کے باشندے اور عرب ریاستوں کے
عیسائی حتیٰ کہ بھارتی ہندو بھی شامل ہیں۔ ایک مخلوط معاشرت اور اس کے ظواہر میں رچ
بسے ہیں۔ مسجدیں بھی ہیں لیکن ایک دو مسجدوں کے سوا کوئی مسجد پر شکوہ نہیں۔ کپڑا
مارکیٹ کی بغل میں ایک ٹیڑھی میڑھی گلی میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ بدویت
کی یادگار۔ ان مسجدوں پر بالا بلند مینار نہیں۔ پر اِدھر اُدھر کی سنگی عمارتوں
کو اس طرح ٹکر ٹکر دیکھتی ہیں۔ جس طرح خدمت گار عورتوں کے بچے مالکن کی بہو
کے سولہ سنگار کو دیدے پھاڑ کر تکا کرتے ہیں۔ (ص۱۹)

کفار کی اشیاء

عشق مکہ کی پہاڑیوں میں ہے اس مکہ میں نہیں جواب بن گیا اور بن رہا
ہے، جہاں یورپی اور جاپانی مصنوعات کی مارکیٹیں ہیں کہ وہاں عشاق نہیں
خریدار آتے ہیں۔ سکرٹ اور منی سکرٹ تک بکتی ہیں۔ ان کی بڑی خریدار عرب
عورتیں ہیں۔ ہر بازار یورپ کی منڈی ہے۔ کعبۃ اللہ کے چاروں طرف
جتنی دکانیں ہیں۔ ان لوگوں (کافروں) کی مصنوعات سے بھری پڑی ہیں
جن کا داخلہ حرم میں ممنوع ہے، وہ حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ داخل
ہوں تو قتل کیے جا سکتے ہیں۔ ان کے قتل پر قصاص نہیں۔ بیروت (لبنان)
کے رسالے جو امریکہ و فرانس اور برطانیہ، جاپان کے عریاں رسالوں کے کان
(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

آپ ہی ان تمام سے افضل ہیں۔ بعض نے کہا کہ ابتدا سیدنا ابراہیم

(بقیہ صد گذشتہ سے)

لڑتے ہیں۔ کعبۃ اللہ کے اڑوس پڑوس کی دکانوں اور سٹالوں پر کھلم کھلا بکتے ہیں ان کی خریدار امراء عرب کی عورتیں ہیں۔ ص ۹۴)

شہداء بدر

شہداء بدر کی قبروں پر گئے وہی عالم اور حالت جو حجاز میں قبروں کی ہے نشان نہ کتبہ۔ قبریں بھی کیا مٹی کی ڈھیریاں ہیں۔ وہ شہداء جنھیں حضور نے خود دفنایا تھا۔ ان کی قبریں آج "وارثان سنت" کے ہاتھوں پامال ہو چکی ہیں۔ تاریخ کے وہ عظیم الشان آثار محو ہوتے جا رہے ہیں۔ جنھیں عتبہ اور ابوجہل نہ مٹا سکے۔

سنگ دلی و بغاوت

میرے سامنے شہداء بدر کے مقابر نہیں تھے۔ خود شہداء بدر تھے، کیا سارا اسلام ان قبروں سے بے اعتنائی میں رہ گیا ہے، میں جھنجلا گیا۔ یہ قرآن و سنت نہیں یہ سنگینی و سنگدلی ہے کہ رسول اللہ کی یادگاریں مٹائی جائیں۔ اور اپنی یادگاریں کھڑی کی جائیں۔ کیا عرب اس اہانت اور اس بغاوت کی سزا نہیں پا رہے۔ عربوں کو انسانی شرف کن سے حاصل ہوا۔ ان کی بدولت آج بھی منبر مٹائے جا رہے ہیں۔ سورہ انفال کے ہبط سے یہ سلوک عشق و ایثار کی توہین ہے۔

(ص ۱۲۴ - ص ۱۲۵)

غلاف روضہ

غلاف کی حالت بے حد پتلی ہے صاف نظر آتا ہے کہ بوسیدہ ہو چکا ہے۔ سعودی حکومت غلاف بدلنے کو بدعت سمجھتی ہے لیکن غلاف اتارنے

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

بن سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنی چاہیئے۔

سے ڈرتی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں عبدالکریم شرح سے واپس آئے تو معلوم ہوا کہ سعودی حکومت نے ایک رات عقیدہ سے چوری چھپے پرانا غلاف اُتار ڈالا اور نیا غلاف چڑھا دیا ہے اس سے پہلے اسے راضی کرنا مشکل تھا اور کسی بھی مسلمان حکومت کی خواہش پر آل سعود کی شرعی حکومت تیار نہ ہوتی تھی گویا جو شریعت لے کر آیا ساری پابندی اُسی کے لیے ہے، اور جن کے لیے شریعت آئی وہ اس سے آزاد ہیں ان کے لیے حکم رسالت گنبد خضریٰ کے لیے ہے۔ ان قبوں کے لیے نہیں جو محلوں کی شکل میں تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ (ص۱۴۷)

ہر چیز مٹا دی گئی

سلطان عبدالحمید (ترکی) نے (حرم نبوی میں) پہلی دیواریں ڈھا کر نئی دیواریں بنوائیں اور ریاض الجنۃ کے ستونوں پر سونے اور چاندی کے محلول سے آیات لکھوائیں۔ اسماء باری تعالیٰ اور منتخب احادیث کندہ کرائیں۔ بعض مقامات پر قصیدہ لکھا گیا۔ قصیدہ بردہ رقم کرایا۔ لیکن موجودہ حکومت نے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ اور قرآن پاک کی آیات کے سوا ہر چیز مٹا دی ہے۔ بعض ستونوں پر سیاہی پھیری ہوئی اور بعض کے حروف کھود کر ان میں پلستر بھر دیا ہے۔ حکومت نے ہر کسی جگہ کوئی نشان یا علامت نہیں چھوڑی۔ کوئی تحریر نہیں۔ جس سے معلوم ہو کہ یہ حصہ کس زمانہ میں اور کب بنا تھا اس کا معمار و مجوز کون تھا۔ ایسی ہر چیز بدعت ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ روضہ اقدس پر غلاف چڑھانا بھی بدعت ہے۔ لیکن مسجد کے فرش پر قالین بچھانا بدعت نہیں۔ ادب یا آرائش ہے (ص۱۴۸)

برطانوی استعمار

عربوں نے پہلی جنگ عظیم میں برطانوی استعمار کے اشارہ ابرو پر ترکوں سے جس تنفر کا اظہار کیا وہ اس حد تک پہنچ گیا کہ انکی تمام یادگاریں مٹا دی گئیں۔ وہ ریلوے

بقیہ صفحہ آئندہ پر

Marfat.com

(بقیہ از صد گذشتہ)

لائن جو مدینہ طیبہ کو شام کے راستے ترکی سے ملاتی تھی۔ اکھاڑ ڈالی ایک تباہ حالی گاڑی اب تک مدینہ کے اجاڑ اسٹیشن پر کھڑی ہے (ص ۱۴۹)

جنّت البقیع

چاروں طرف چار ساڑھے چار فٹ کی فصیل ہے۔ ایک ہی دروازہ ہے۔ (وہ بھی اب بند کر دیا گیا ہے۔ اویسی)۔

یہاں کوئی پھول والا نہیں۔ کوئی مشکیزہ نہیں۔ شمع و گل ناپید ہیں۔ جنت المعلیٰ کا حال بھی یہی تھا بلکہ وہاں بے اعتنائی کچھ زیادہ ہے۔

جنت البقیع جو خاندانِ رسالت کے دو تہائی افراد کا مدفن شروع اسلام کے درخشندہ چہروں کی آخری آرام گاہ اور ان گنت شہدا ر اسلام صلحاء اُمت اور اکابرِ دین کے سفر آخرت کی منزل ہے۔ ایک ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی خون کھول جاتا ہے اور ایک ایسے منظر سے واسطہ پڑتا ہے کہ دل بیٹھ جاتا ہے۔

ذرّہ بھر احساس نہیں

انھیں ذرہ برابر احساس نہیں کہ اس مٹی میں کون سو رہے ہیں رسول مقبول کے لختِ پارے ہیں ان کی نورِ منظر اور اس نورِ نظر کے چشم و چراغ ہیں۔ چچا ہیں۔ چچا کے بیٹے ہیں۔ اُمت کی مائیں ہیں۔ جنت کی شہزادیاں ہیں۔ امام ہیں ذو النورین ہیں۔ شہداء ہیں اولیاء ہیں۔ فقہاء ہیں۔ علماء ہیں حکماء ہیں حلیمہ سعدیہ ہیں۔ لیکن عرب ہیں کہ قبریں ڈھاتے اور محل بناتے جا رہے

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

شریف میں حاضری دے اگر باب البلد سے جائے تو پہلے حضرت عباس بن
عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی مزار پر جائے۔ اس کے بعد پھر دوسرے مزارات

(بقیہ از صفحہ گذشتہ)

ہیں مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی ہیں۔ بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا۔ دل یوں ہو گیا جس طرح کنوئیں میں خالی ڈھول تھر تھراتا ہے (صـ۱۶۲)

بنت رسول

فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تو آب بھی کربلا ہی میں ہے۔ تیرے باپ کا کلمہ پڑھنے والوں نے تجھے اب تک ستایا ہے۔ تیری اولاد قبروں کے اندر بھی ستائی جا رہی ہے۔ پورا عرب تیری اولاد کی قتل گاہ ہے۔ جو (یزیدی) لشکر و سپاہ اور تاج و کلاہ کی تلواروں سے بچ رہے تھے۔ ان کی قبریں قتل کر دی گئی ہیں۔ اپنی قبر کے قتل پر مجھے رونے دے۔ زمانہ نے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ اور اس کا شیشۂ دل حمیت و غیرت سے خالی ہو گیا ہے۔ (صـ۱۶۶)

آج صبح فاطمہ کے مزار پر گم سم کھڑا سن رہا تھا۔ اُم المومنین کہہ رہی ہیں۔ اے اہل عرب حیا کرو۔ میری نور چشم کے مرقد سے یہ سلوک کر رہے ہو اس کے باپ نے تمھیں شرف بخشا۔ اور خیر الامم بنایا تھا۔ (صـ۱۶۷)

ہل پھروا دیا

میں نے کہا۔ ان عربوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ان مزارات کی حرمتی انکے نزدیک قرآن و سنت ہے۔ کیا انھیں بروحوں کے اس سفینے کی عظمت کا اندازہ نہیں۔ کیا عشق کا نام عربوں کی لغت میں شرک ہے۔ یا ان کے ہاں سرے سے یہ لفظ ہی موجود نہیں ان کے دل

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

کی حاضری دیتا ہوا آخر میں حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کی مزار پر حاضر ہو
ان کا استدلال یوں ہے کہ باب البلد سے نکل کر اس کی دائیں جانب جائیں

(بقیہ حاشیہ از صہ گذشتہ)

ابھی تک بنو امیہ ہیں۔ میں عربی سے واقف ہوتا تو کوہ صفا اور جبل اُحد پر کھڑے ہو کر پکارتا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہم وطنو! تم نے جنت البقیع میں ہل پھروا کر ہمارے دل کے شیشے توڑ دیئے ہیں اور اب ان میں کوئی صدا باقی نہیں رہ گئی ہے۔

مسجد و محل

مسجد فتح یا احزاب جبل سلع مغربی کنارہ پر ہے۔ اس کے گرداگرد سلمان فارسی نے غزوہ احزاب میں خندق کھودی تھی۔ یہاں حضور کے ساتھ ابو بکر عمر۔ عثمان اور علی رضی اللہ عنہم نے خیمے نصب کیے تھے۔ یہاں ان کے اور فاطمۃ الزہرا اور سلمان فارسی کے نام پر مساجد بنی ہوئی ہیں۔ یہ مسجدیں بھی شاہی سطوت اور شرعی خشونت کے نرغے میں ہیں۔ قریب امریکی طرز کا شاہی محل ہے محل میں بہت بڑا باغیچہ ہے۔ لیکن وہاں شرع معذور ہو گئی ہے۔ (ص ۱۷۹)

جدّہ و ریاض

جب ان لوگوں نے جو قرآن کے نزدیک مضل و مغضوب ہیں اپنے تاریخی سرمایہ کو عبادت گاہ نہیں بنایا تو مسلمان جن کی تربیت توحید و رسالت کی آب و ہوا میں ہوئی ہے۔ ان آثار و قدماء کو عبادت گاہ بنالیں گے جہاں بیت اللہ اور گنبد خضری ہوں وہاں اور کون سی جگہ جبین نیاز کی سجدہ گاہ ہو سکتی ہے۔ لوگوں کی

(بقیہ حاشیہ صہ آئندہ پر)

Marfat.com

توسب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مزار آتی ہے اور یہ ظلم ہیں شامل ہے کہ ان کو سلام عرض کیے بغیر آگے کو نکل جائیں ان کے بعد جو مزار بھی پہلے آئے سلام عرض کرتے جائیے یہاں تک کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مزار پر حاضر ہوں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ان کی مزار پر زیارت کو ختم کرنے کی تصریح فرمائی ہے۔

(بقیہ حاشیہ از صد گذشتہ)

کجروی اور گمراہی کا علاج یہ نہیں کہ یہ چیزیں مٹادیں جائیں۔ کسی نے انگور اور کھجور کو مٹایا ہے کہ لوگ اس سے شراب کشید کرتے ہیں۔

سلطان عبدالعزیز

سلطان عبدالعزیز کے ۳۲ بیٹے تھے۔ ان بیٹوں کی بے شمار اولاد بھی ہے سینکڑوں شہزادے ہیں اور سب کسی نہ کسی عہدہ پر متعین ہیں۔ ہر صوبہ کا گورنر انہی بھائیوں میں سے ہے۔ فوج کا یہ حال ہے کہ پاکستان سے جو لوگ فوج پر ترتیب دینے گئے ہیں ان کی روایت کے مطابق وہ فوج سے زیادہ نہیں رکھتے ہیں صـ۱۹۶ دوم)

(یہ کتاب چند سال پہلے لکھی ہوئی ہے اب تو حالات اس سے ادر زبوں تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اویسی)۔

Marfat.com

مزار سیدی اسمٰعیل

جنت البقیع کے معروف مزارات کی فراغت کے بعد سیدی اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزار پر حاضر ہوں کیونکہ وہ جنت البقیع کی چار دیواری کھینچنے پر اب وہ بھی جنت البقیع کے حدود میں داخل ہو گئی ہے اس کے بعد سیدی مالک بن سنان اور النفس الزکیہ کے مزارات کی حاضری دیں وہ جنت البقیع سے باہر ہیں۔[۱]

۵۹۔ شہدائے اُحد کے مزارات پر بھی حاضری دیں۔

۶۰۔ جبل اُحد کی زیارت: ابن الہمام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جبل اُحد بھی

---

[۱] لیکن اب وہ نہ مزارات رہے نہ ان کے نشانات ۱۲

ہر قسم کی دینی کتب
خریدنے کے لئے مکتبہ
اولیسیہ رضویہ ملتان روڈ
بہاولپور سے رجوع فرمائیں!

Marfat.com

مستقل طور زیارت کو جائیں کیونکہ صحیح حدیث شریف میں ہے۔

احد جبل یحبنا و نحبه

اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور ہم اس کے ساتھ

انتباہ: اُحد شریف کی زیارات کے لیے نمازِ صبح کو جائیں تا کہ ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد نبوی ادا کر سکیں لیکن اب تو یہ خطرہ نہیں ہے جبکہ تیز رفتار سواریاں گھنٹہ سے پہلے آ جا سکتی ہیں۔

فائدہ: شہدائے اُحد کی مزارات کے وقت سب سے پہلے سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مزار کی حاضری دے۔ علماء کرام فرماتے ہیں ان کی مزار کو خمیس کے دن جانا چاہیے تا کہ مسجد نبوی میں غیر حاضری نہ ہو لیکن یہ خطرہ ختم جیسا کہ مذکور ہوا۔

موتٰی کو علم

محمد بن واسع فرماتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ:

ان الموتٰی یعلمون بزورھم یوم الجمعۃ و یوماً قبلہ و یوماً بعدہ۔

ترجمہ: "موتٰی زائر کو جمعہ کے اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اسکے بعد جانتا ہے"۔

۶۱۔ مسجد قباء کی حاضری مؤکدہ مستحب ہے اور یہاں کی حاضری ہفتہ کے دن ہونی چاہیئے۔ اس کے لیے گھر سے وضو کر کے جائیے۔

۶۲۔ مسجد قباء کے علاوہ دوسری مساجد پر بھی حاضری دے جو رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں جن کی نشان وہی اور علامات شہر اور جہات میں نے آگے چل کر عرض کی ہے۔ ایسے ان کنوؤں کی بھی زیارت کرے جن کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا ہے یا وضو کیا ہے اور ان سے تبرک بھی حاصل کرے[1]۔

فائدہ: مناسک خلیل مالکی میں زیارت جنۃ البقیع و مسجد قبا وغیرہا کے استحباب کے ذکر کے بعد لکھا کہ یہ زیارات اس کے لیے نہیں جو مدینہ پاک زیادہ دیر ٹھہرنے کی گنجائش رکھتا ہو اگر وقت ہو تو پھر گنبد خضری کی زیارت اور حاضری سے بڑھ کر اور کونسی سعادت ہو گی۔

ابن ابی جمرہ کا مذہب

حضرت ابن ابی جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو زمین جنبد نہ جنبد گل محمدؐ کی تصویر بن گیا۔ مدینہ پاک میں نماز کی طرح گھٹنے ٹیک کے بیٹھ گیا وہاں سے باہر کہیں بھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا یہاں تک کہ قافلوں نے آکر اٹھایا۔ مجھے ایک دفعہ جنت البقیع کی حاضری کا خیال گزرا تو میں نے اپنے آپ کو کہا:

الی این اذھب ھذا باب اللہ مفتوح للسائلین
والمتضرعین ولیس ثم من یقصد مثلہ

ترجمہ: میں نے کہا جاؤ یہ اللہ کا دروازہ سائلین کے لیے کھلا ہے

---

[1] افسوس کہ اب نہ وہ کنوئیں رہے ہیں نہ ان کے نشانات کچھ ہیں اب تو ان کی حالت زار کو دیکھ کر خون کے آنسو بہانے پڑتے ہیں۔

Marfat.com

اس جیسی اور کون سی جگہ ہو گی جہاں جایا جائے

ازالہ وہم

یہ ہر اس صاحب مراتب کے لائق ہے جسے دائم الحضوری کی دولت نصیب ہے اور اسے گنبد خضریٰ کی حاضری سے جی نہیں بھرتا ورنہ ایسے مقدس مقامات کی حاضری بھی خالی از لطف و کرم نہیں اور روحانیت کو سیراب کرنے کے لیے ان کی زیارت میں کسی قسم کی کمی نہیں۔

۶۳۔ جب تک مدینہ پاک میں اقامت نصیب ہو اس کی جلالت و ہیبت کا تصور دل سے اترنے نہ دے یہی وہ شہر مبارک تو ہے جس میں شاہ شاہان و امام پیمبران علیہ السلام کی آمد و رفت رہی۔ یہی وہ شہر پاک تو ہے جن کی اکثر جگہوں پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ یہی وہ شہر مقدس تو ہے جس کے ساتھ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی وہ شہر پاک ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوتے۔ یہی وہ شہر مقدس تو ہے جسے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے۔

۶۴۔ جہاں تک ممکن ہو اس میں سوار نہ ہو جیسے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول رہا۔ وہ فرماتے ہیں:

استحی من اللہ ان اطاء تربۃ فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحافر دابۃ۔

ترجمہ: مجھے شرم آتی ہے کہ ایسی جگہ پر سواری کو چلاؤں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔

Marfat.com

اور یہ بھی ان سے مروی ہے فرماتے کہ:

"اخشی ان یقع حافر الدابۃ فی محل مشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بیت المدینۃ ماجاز الیوم فقط بل ما سنوضحہ۔

ترجمہ: مجھے خوف لگتا ہے کہ میری سواری قدم ایسی جگہ پر آجائے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرہوا ہو اور مدینہ صرف اسی جگہ کا نام نہیں جہاں آج کل آباد ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہے جس کی ہم آگے چل کر وضاحت کریں گے۔ (انشاء اللہ)

۶۵: جب تک مدینہ میں مقیم رہے خشیت و تعظیم کا دامن تھامے رکھے اور نہایت ہی متواضع و خاشع ہو کر رہے بلکہ نہایت پست آواز سے گفتگو کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الذین یغضون اصواتھم

بیشک وہ لوگ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔

صدیق اکبر کا ادب

جب آیت ہذا نازل ہوئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

آلیت ان لا اکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الا کاخی السرار۔

ترجمہ: میں نے قسم کھائی ہے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اسی طرح بات کروں گا جیسے ایک رازدان سے آہستہ بات کی جاتی ہے۔

Marfat.com

فائدہ: یہ حکم جیسے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی اقدس میں تھا ایسے ہی آپ کے وصال کے بعد ہے۔

۶۶۔ جب تک مدینہ پاک میں مقیم ہو ساکنان و اہالیان مدینہ منورہ کو بالخصوص علماء و صلحاء و سادات و خدام ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ نظر عظمت و عزت سے دیکھے کیونکہ انھیں اس سرورِ این و آن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک نسبت و اضافت ہے۔

فوائد

(۱) مجد الدین نے فرمایا کہ مدینہ پاک کے ہر عام و خاص کو ان کے حسبِ مراتب عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے اور کچھ نہیں ان کو رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہے اور یہ درجہ و مرتبہ بھی اتنا بلند ہے کہ جس کی کنہ تک پہنچنا مشکل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ کے لیے بہت بڑی تاکیدی وصیت فرمائی ہیں اس میں ہمسایہ کے متعلق اعلیٰ و ادنیٰ کی کوئی تخصیص نہیں۔

ازالۂ وہم

ہر وہ جو کسی مذہبی خرابی میں مبتلا ہے یا فسق و فجور میں ملوث ہے تب بھی ہمیں اس کی عزت و احترام میں کمی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس میں ہزاروں خرابیوں کے باوجود ہمسائیگی کی نسبت سے تو مشرف ہے بلکہ اس نگاہ سے دیکھو کہ وہ کس شہر کا باشی ہے بلکہ اس کے لیے حسن ظن رکھنا چاہیئے کہ اتنے قرب مدینہ

Marfat.com

پاک کی برکت سے اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور یہ قاعدہ ہے کہ کبھی قرب ظاہری کی برکت سے قرب معنوی نصیب ہو جاتا ہے۔

فیا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم

الی القلب من اجل الحبیب حبیب

ترجمہ: اے مدینہ پاک کے رہنے والے تم سب میرے محبوب ہو اس لیے کہ تم محبوب کے پڑوسی ہو۔

۶۷۔ حسب توفیق مدینہ طیبہ میں خیرات دے بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی

۶۸۔ جو شخص مدینہ پاک کے آداب بجا لانے کی قدرت رکھتا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی میں فرحت و سرور و انشراح صدر محسوس کرتا ہے اور تضرع حقوق میں خامی کے بعد اس کا جبر نقصان کر سکتا ہے اور اپنی خامیوں کے اعتراف کے ساتھ نیک سلوک کر کے منت نہ جتلائے اور نہ ہی کسی سے کچھ لے۔ سوائے ضرورت شدیدہ کے اور نہ ہی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کسی کے انتظار میں رہے اور نہ ہی اس کام کے درپے ہو تو بظاہر عبادت ہے کام انجام دینا مثلاً امامت اذان۔ تدریس۔ قراۃ یا خدمۃ الحرم سوائے اس کے کہ اس کی نیت میں خلوص ہو۔ ان شرائط پر مدینہ پاک کا قیام مستحب ہے ورنہ نہ۔ (رکن اقبال الاقشہری)

۶۹۔ جب مدینہ پاک سے الوداع کا وقت آئے تو مسجد نبوی میں مصلائے نبوی میں یا اس کے قریب دوگانہ پڑھ کر صلوٰۃ وسلام کے بعد وہ دعا پڑھے جو سفر کے

Marfat.com

آغاز میں عموماً پڑھی جاتی ہے یعنی:

اللّٰھم انا نسئلک فی سفرنا ھذا البر والتقوی ومن العمل ما تحب وترضی الخ۔

اس دعا کو مکمل ہم نے حاشیہ پر لکھ دیا ہے۔[1]

اس طرح وہ دعائیں جو مسافر سفر میں پڑھا کرتے ہیں پھر عرض کرے:

اللّٰھم لا تجعلہ اخر العھد بھذا المحل الشریف

بہتر یہ ہے کہ اس دعا کو حمد و صلوٰۃ و سلام پر ختم کرے۔

پھر مزار شریف پر حاضری دے اور سلام عرض کرکے وہ دعا مانگے جو پہلے گزری پھر یہ دعا پڑھے:

نسئلک یا رسول اللہ ان تسأل اللہ تعالیٰ ان لا یقطع اثارنا من زیارتک وان یعیدنا سالمین وان یبارک لنا فیما وھب لنا ویرزقنا الشکر علی ذلک اللّٰھم لا تجعلہ اخر العھد بحرم رسولک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] روانگی کے وقت اپنے دوستوں کے حصول سعادت کے لیے دعا کرے اور اللہ سے قبولیت حج و زیارت کی دعا کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب کے طفیل سے بصحت و سلامت واپس وطن پہنچائے اور بال بچوں کو بخیر و عافیت دیکھے۔ اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ بِنَبِیِّکَ وَمَسْجِدِہٖ وَحَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِیْ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِیْنَ۔

Marfat.com

وحضرۃ شریفہ دیسیری العود الی الحرمین سیلۃ
سہلۃ ورزقنی العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ۔

(حاشیہ گزشتہ صفحہ)

الوداع از نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مصیبت عظیم محسوس ہوتی ہے جب عاشق رسول مدینہ پاک کو چھوڑنے کا پروگرام بناتا ہے کیونکہ سرکار دوعالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں راحت وسکون کی جو جنت نصیب ہوتی ہے، اس سے جدائی پر ہر مسلمان مضطرب، پریشان اور دلگیر ہوتا ہے۔ حسرت وافسوس کرتا ہے، اور تڑپ تڑپ کر رہ جاتا ہے یہی تڑپ، یہی گریہ اور یہی آہ و بکا اس کی محبت کی نشانی اور قبولیت کی علامت ہے۔ زہے نصیب جسے یہ دولت لازوال حاصل ہو جائے اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف روئے کیونکہ ؎

ایں دلم باغ ست و چشم ابروش ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
ذوق خندہ دیدہ اے خیرہ خند ذوق گریہ بین کہ ہست ایں کان قند
روشنی خانہ باشی ہمچو شمع گر فروباری تو ہمچو شمع دمع
تا نگرید ابر کے خندد چمن تا نگرید طفل کے یابد لبن!

ترجمہ: میرا دل باغ اور آنکھ ابر و بادل ہیں یہ برستا ہے تو باغ مہکتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ اے ہنسنے والو ہنسی کا مزہ چکھو اور گریہ کا ذوق بھی چکھو یہ تو کان قند ہے۔ گھر کی روشنی شمع کی طرح ہے یہ گر شمع کی طرح چند آنسو بہاؤ گے۔ بادل نہ برسے تو باغ نہیں کھلتا بچہ نہ روئے تو دودھ نہیں اترتا۔

(بقیہ حاشیہ پر)

Marfat.com

ترجمہ: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے سوال کریں کہ وہ آپ کے ہاں ہماری حاضری بند نہ کرے اور جو

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

اویسی کی گزارش

چونکہ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر امتی کے دل کے خطرات پر آگاہ ہیں۔ اسی لیے رونا گریہ زاری سچے دل سے ہو اور آنسو بہاتے یا روتے ہوئے عرض کریں۔

وداعی سلام

اَلْوَدَاعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْفِرَاقُ

رخصت ہوتا ہوں اے اللہ کے رسول آپ سے جدا ہوتا ہوں

یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلْاَمَانُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اے اللہ کے نبی اے اللہ کے رسول۔ آپ سے جدا ہوتا ہوں امن و عافیت (آپ کے واسطے) چاہتا ہوں

لَا جَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰخِرَ الْعَہْدِ

اے اللہ کے پیارے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس آپ کی خدمت میں

لَا مِنْکَ وَلَا مِنْ زِیَارَتِکَ وَلَا مِنْ

بارہا۔ آپ کی زیارت، اور آپ کے حضور میں حاضری کو آخری نہ بنائے

اَلْوُقُوْفُ بَیْنَ یَدَیْکَ اِلَّا مِنْ

بلکہ اگر خیر و عافیت اور صحت و سلامتی

(بقیہ آئندہ پر)

Marfat.com

ہمیں عطا فرمایا ہے۔ اس میں برکت دے اور اس پر شکر کرنے کی توفیق بخشے۔ اے اللہ اسے آخری پھیرا نہ بنانا کہ دوبارہ حاضری نہ ہو بلکہ حرمین کی حاضری بار بار اور نہایت آسانی سے نصیب ہو اور ہمیں دنیا و آخرت کی عفو و عافیت عطا فرما (آمین)

خَيْرٍ وَّ عَافِيَةٍ وَّ صِحَّةٍ وَّسَلَامَةٍ

کے ساتھ زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر

اِنْ عِشْتُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى جِئْتُكَ وَاِنْ

حاضر ہوں گا اور اگر مر گیا تو میں

مُتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَكَ شَهَادَتِىْ

آج کے دن سے قیامت کے دن تک کیلئے اپنی شہادت

وَ اَمَانَتِىْ وَ عَهْدِىْ وَمِيْثَاقِىْ مِنْ

اپنی امانت اپنے عہد اور اپنے پختہ وعدہ کو آپ

يَوْمِنَا هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهِىَ شَهَادَةُ

کے پاس محفوظ کر چکا ہوں اور وہ گواہی ہے اس بات

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

کی کہ خدائے واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں

لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اور (اس کے ساتھ) میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس رب کے بندہ اور رسول ہیں۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

تیرا پروردگار رب العزت ان تمام عیبوں سے پاک ہے

Marfat.com

مسئلہ: کرمانی نے کہا پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے الوداع کرکے پھر مسجد سے الوداع کرکے دوگانہ پڑھے لیکن مشہور پہلا قول ہے اور اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے وہ یہ کہ:

كان لا ينزل منزلا الا ودعه اليه بركعتين

کسی جگہ پر اترتے تھے تو وہاں پر دو رکعت الوداع کے طور پر پڑھا کرتے

۱۶۔ الٹے پاؤں چلے گنبد خضری کو پیٹھ نہ دے۔

۱۷۔ بوقت روانگی محزون اور غمگین ہو جیسا کہ کسی سے جدائی کے وقت غم والم اور حزن وملال ہوتا ہے یا جیسے کسی سے بہت بڑی نعمت چھین لی گئی ہو۔

فائدہ: عشاق کا امتحان ہوتا ہے کہ جدائی سے آنسو نہیں تھمتے اور ہجر سے دل وجگر کے ٹکڑے آہ بن کر باہر نکلنے کو آتے ہیں لیکن یہ تصور ضرور ہوتا ہے کہ قسمت نے یاوری کی تو پھر حاضری ہوگی۔ جسم تو واپس وطن کو جا رہا ہے لیکن دل روضۂ اقدس کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ؎

احن الى زيارة حي ليلى
وعهدى من زيارتها قريب
وكنت اظن قرب الدار يطفى لهيب الشوق فازداد اللهيب

ل امام اہلسنت اعلیحضرت قدس سرہ اپنی کیفیت یوں بیان فرماتے ہیں ؎

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو | میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا | ہیں اے رضا تیرے دل کا پتہ چلا

Marfat.com

وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جنھیں کافر اس کے ذمہ لگاتے ہیں اور سلام ہو تمام رسولوں
پر اور ساری تعریف کا مستحق رب دو جہاں ہی ہے۔

اس کے بعد باچشم گریاں، مودب واپس ہو۔ خدام روضہ، دربان حرم نبوی۔ فقراء و مساکین مدینہ کو حسب استطاعت نذرانہ خیر پیش کر کے حرم نبوی سے باہر نکل کر افسوں اور غمزدوں کی طرح وطن کی تیاری کریں۔

۷۲۔ حرم کی مٹی پاک ساتھ نہ لے جاتے اور نہ ہی وہاں کی کوئی مستعمل شے۔ ہاں یہاں سے کوئی ایسے تحائف لے جائے جن سے اہل و عیال اور عزیز و اقارب کو خوشی محسوس ہو لیکن نہ اتنا کہ مشقت میں پڑے۔ بالخصوص مدینہ پاک کی کھجوریں اور مدینہ پاک کے کنوؤں کا پانی۔

۷۳۔ مدینہ پاک سے جاتے وقت صدقہ و خیرات کرے۔

۷۴۔ پختہ ارادہ کرے کہ وطن پہنچ کر تقوی و طہارت کی زندگی بسر کروں گا اور ایسے اعمال صالحہ کا پابند ہوں گا جن سے مرنے کے بعد اللہ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن خوش ہوں۔

۷۵۔ ہر گناہ اور غلطی و خطا سے بچنے کی تدبیر سوچے۔ اور جن امور پر اللہ تعالی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا ہے انہیں ادا کرنے کا تہیہ کرے اللہ تعالی کے ساتھ بدعہدی و ناشکری جیسے اعمال سے دور رہا کرے۔

فمن نکث فانما ینکث علی نفسه و من اوفی بما عاهد علیه

السلام فسیؤتیه اجراً عظیما۔

Marfat.com

مسجد نبوی شریف کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ۔

ترجمہ: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔

احادیث مبارکہ

(۱) صحیح مسلم میں ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی بیت لبعض نسائہ فقلت یا رسول اللہ ای المسجدین الذی اسس علی التقوی فاخذ کفا من حصا فضرب بہ الارض ثم قال ھو مسجدکم ھذا المسجد المدینۃ۔

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی کسی بی بی کے ہاں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسی مسجد ہے جس کی تقویٰ پر بنیاد ہے۔ آپ نے پتھروں کو مٹھی میں لے کر زمین پر مار کر

Marfat.com

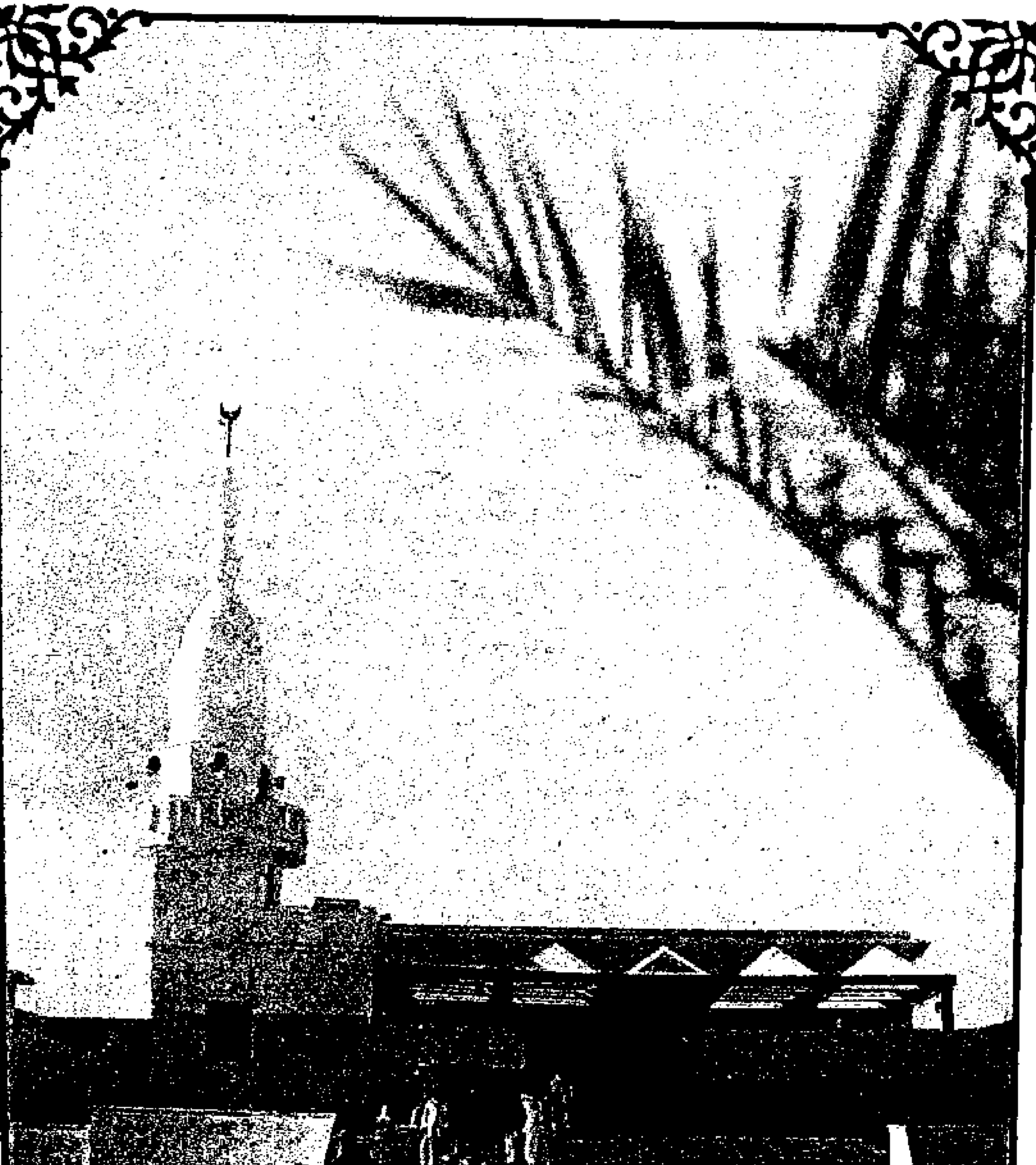

مسجد قبلتین

Marfat.com

فرمایا یہی تمہاری ہے مسجد

حدیث نمبر ۲: امام احمد اور امام ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ لمسجد اسس علی التقوی کے متعلق دو مردوں نے اختلاف کیا کہ وہ کونسی مسجد ہے ایک نے کہا وہ مسجد نبوی ہے۔ پھر ان دونوں نے مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا،

ھو ھذا وفی ذالک یعنی مسجد قباء خیر کثیر۔

ترجمہ: ہاں یہی مسجد قبا اس میں خیر کثیر ہے۔

امام مالک کا استدلال

العتبیہ میں ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت میں لمسجد اُسس علی التقوی سے مسجد نبوی مراد ہے پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس مسجد میں امامت فرماتے کیا وہ یہی مسجد نبوی نہیں تھی کیا وہ اہل قبا وہاں سے چل کر مدینہ شریف میں نماز جمعہ نہیں ادا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کی امامت کے بارے میں فرمایا " وترکوک قائما " اس سے ثابت ہوا کہ آیت میں یقیناً یہی مسجد نبوی مراد ہے۔

سیدنا فاروق اعظم کا استدلال

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسمعتہ یرید ان یقدم القبلۃ۔

ترجمہ: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا یا نہ سنتا ان سے ان کی مراد قبلہ تھی کہ وہ قبلہ کو مقدم رکھتے تو۔

Marfat.com

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ کا اشارہ فرمایا، ماقد منہا تو میں اسے قبلہ نہ بنا تا۔ پھر عمر نے حاضر ہو کر قبلہ کو رخ کر کے نماز ادا کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مذکورہ کی وجہ سے آیت لمسجد اسس علی التقوی یہ سے مسجد نبوی کے سوا اور کوئی مسجد کو جائز نہیں رکھتے۔

سوال: جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قبا کو فرمایا۔ ان اللہ اثنیٰ علیکم بے شک اللہ تعالیٰ نے (اے اہل قبا) تمھاری تعریف فرمائی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ مسجد قبا کی فضیلت کے متعلق ہے لیکن تم اسے مسجد نبوی پر چسپاں کر رہے ہو۔

جواب: آپ کا اہل قبار کی تعریف کرنا ثابت نہیں کرتا کہ یہ آیت مسجد قبا کی فضیلت سے مخصوص ہے۔ اس لیے کہ وہ لوگ مسجد نبوی میں بھی حاضر ہوا کرتے تھے اس لحاظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعریف کی خوشخبری سنا دی۔

سوال: ابن رشد نے کہا ہے کہ من اول یوم سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے مسجد قبا ہی مراد ہو کیونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کر کے سب سے پہلے اسی میں نزول اجلال فرمایا۔

جواب: من اول یوم سے ہجرت کی تخصیص کہاں۔ بلکہ اس سے من اول یوم تأسیسہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔

سوال: چند مضامین (جو آئندہ بیان ہوں گے) ان سے ثابت ہوتا ہے کہ

ٖله یعنی مقصورہ مکرمہ کی جگہ پر آئے ۱۲ وفاء الوفاء

Marfat.com

آیت میں "مسجد قباء" ہی مراد ہے۔

جواب: دونوں ہی "لمسجد اسس علی التقویٰ" سے مراد ہیں کیونکہ ہر دونوں کی تاسیس تقویٰ پر مبنی ہے (یعنی آیت ہذا سے مسجد نبوی و مسجد قباء دونوں مراد ہیں)۔

سوال: حدیث مذکور میں صرف مسجد نبوی کی تخصیص ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تصریح فرمائی ہے۔

جواب: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح تخصیص کے لیے نہیں بلکہ سائل کے توہم کے ازالہ کے لیے تھی کہ وہ آیت سے صرف مسجد قبا مراد لیتا تھا۔ دوسرا مسجدِ نبوی کی اہمیت و فضیلت کا اظہار مطلوب تھا کہ مسجد نبوی مسجدِ قبا سے افضل و اعلیٰ ہے اسی لیے تو مسجدِ قباء کے لیے فرمایا:

و فی ذالک خیر کثیر

اور اس میں خیر کثیر ہے

حدیث نمبر ۳: صحیحین میں ہے:

لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد مسجدی والمسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ۔

تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد کا سفر نہ کرو۔ میری مسجد، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔

حدیث نمبر ۴: مسلم شریف میں ہے:

انما یسافر الی ثلاثۃ مساجد الکعبۃ ومسجدی و مسجد ایلیا۔

صرف تین مساجد کا سفر کیا جائے۔ کعبہ۔ میری مسجد۔ بیت المقدس۔

Marfat.com

حدیث ۵ : امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے اوسط میں سند صحیح کے ساتھ روایت کی کہ :

خیر ما رکبت الیہ الرواحل مسجدی ھذا و البیت العتیق۔

وہ بہترین سواریاں ہیں جو میری مسجد اور بیت اللہ کا سفر کرتی ہیں۔

حدیث ۶ : بزاز نے رجال صحیح کے ساتھ روایت کی ہے ان میں عبدالرحمن بن ابی الزناد وہ راوی ہیں جن کی بہت سے محدثین نے توثیق فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

خیر ما رکبت الیہ الرواحل مسجد ابراھیم و مسجد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وہ بہترین سواریاں ہیں جو مسجد ابراہیم اور مسجد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آتی ہیں۔

حدیث ۷ : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء احق المساجد ان یزار و تشد الیہ الرواحل المسجد الحرام و مسجدی۔ رواہ البزار و فیہ ضعف۔

میں خاتم الانبیاء اور میری مسجد خاتم المساجد ہے یہی زیادہ حق رکھتی ہے کہ اس کی زیارت ہو اور اس کا سفر کیا جائے۔ مسجد حرام اور میری مسجد کا یہی حکم ہے۔

حدیث ۸ : صحیحین میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوَاتٍ

Marfat.com

فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

ترجمہ: میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

حدیث ۹: مسلم میں بھی اس قسم کی روایت ہے صرف اتنا زائد ہے کہ فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ بیشک میں آخر انبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔

فوائد

(۱) آخر المساجد سے آخری مساجدِ انبیاء مراد ہے جیسا کہ ابو حاتم سے محب طبری نے نقل کیا ہے۔

(۲) المساجد میں الف لام عہد کا ہے یعنی مساجد الانبیاء۔ اب معنی یہ ہوا کہ اس مسجد میں ہزار نماز پڑھنے کے برابر ثواب نصیب ہوتا ہے بہ نسبت انبیاء علیہم السلام کی مساجد کے یعنی اس مسجد نبوی میں ہزار نماز پڑھنے کا ثواب نصیب ہوتا ہے سوائے مسجد حرام کے لیسے ہی بیت المقدس میں ہزار نماز پڑھی جائے اور مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھی جائے تو ثواب برابر ہو گا۔

سوال: تم نے مسجد الاقصیٰ کا مفہوم کہاں سے نکال لیا جبکہ اس کا ذکر حدیث شریف میں نہیں۔

جواب: حدیث شریف میں اسے جیسے مسجدِ حرام کی طرح مستثنیٰ نہیں فرمایا اس اطلاق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عموم میں مسجد اقصیٰ بھی داخل ہے۔ یہ استنباط مجدالدین نے فرمایا ہے اور اس کی تائید حدیث ذیل سے بھی ہوتی ہے۔

Marfat.com

فائدہ: یاد رہے کہ مجد الدین نے اس استنباط میں سلیمان داؤد شاذلی کا اتباع کیا ہے۔

حدیث ۱۰: طبرانی معجم کبیر میں ثقات راویوں سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ارقم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آئے تاکہ وہ وداع کر کے بیت المقدس جائیں۔ آپ نے فرمایا کس لیے جا رہے ہو؟ کیا تجارت کی غرض ہے۔ عرض کی تجارت کا قصد نہیں لیکن میں اس میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا وہاں کی ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

فائدہ: یہ ارقم رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں۔

حدیث ۱۱: بزاز کی روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت چاہی کہ میں بیت المقدس جا کر نماز پڑھوں آپ نے فرمایا:

صلوتی فی مسجدی افضل من الف صلوۃ فی غیرہ الا المسجد الحرام۔

ترجمہ: میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد کی ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

فائدہ: اسے یحییٰ وغیرہ نے بھی روایت کیا اور فرمایا کہ یہ اجازت لینے والے رجل سے مراد حضرت ارقم تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

حدیث ۱۲: ابو یعلیٰ نے رجال ثقات سے روایت کی:

ان الصلوۃ فی بیت المقدس بالف صلوۃ

بے شک بیت المقدس میں نماز ہزار پڑھنے کا ثواب ملتا ہے

Marfat.com

یعنی دونوں مسجدوں (مسجد نبوی و مسجد حرام) کے سوا باقی مطلقاً تمام مساجد میں ہزار نماز پڑھنا مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھنے کے برابر ہے۔

مسجد نبوی میں ایک لاکھ نماز کا ثواب

مسجد نبوی میں ایک نماز دوسری مساجد میں لاکھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے سوائے مسجد اقصیٰ کے کہ اس کی اس فضیلت کو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

فائدہ: مسجد حرام کا استثناء تو پہلے سے ہی۔ اور مسجد حرام سے کعبہ معظمہ مراد ہے جیسا کہ ہمارے علماء کرام میں سے عمرانی اور کرام کی جماعت نے فرمایا۔

فائدہ: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ المساجد میں الف و لام عہد کا ہے اس نے مساجد الانبیاء مراد ہے لیکن کعبہ مُستثنیٰ ہے اس لیے کہ حدیث لاتشد الرحال میں کعبہ کو مسجد نبوی کی فضیلت کے ساتھ ملایا گیا ہے اور نسائی وغیرہ کی حدیث میں بجائے الا المسجد الحرام کے مسجد الکعبہ وارد ہے اور امام یحییٰ سے الا الکعبہ مروی ہے۔

مسجد نبوی و مسجد حرام کا موازنہ

حدیث شریف میں الا المسجد الحرام کے استثناء میں دو احتمال ہیں

(۱) یہ استثناء مسجد نبوی کے ساتھ مساوات ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

اب معنی یہ ہوا کہ مسجد نبوی اور مسجد حرام ثواب کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں

Marfat.com

(۲) یہ بتانا مطلوب ہے کہ مسجد حرام مفضول ہے۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ مسجد نبوی کی نماز کی فضیلت نو ہزار نماز سے بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے کہ اس میں ہزار سے کم ہے یا یہ کہ مسجد حرام فاضل ہے اور مسجد نبوی مفضول کہ مسجد حرام میں ہزار نماز سے بھی زائد ثواب ہے۔

فیصلہ: امام ابن بطال نے پہلے قول کو راجح بتایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ثواب کی زیادتی اور کمی دلیل کی محتاج ہے لیکن مساوات کو دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ظاہر ہے۔ لیکن امام مالک سے اشہب نے روایت کیا کہ قول ثانی راجح ہے ایسے ہی ابن نافع اور اصحاب مالک کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے۔

مرجوح قول

بعض علماء نے فرمایا کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنا لاکھ نماز کے برابر ہے ایسے ہی ابن زبیر سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ:

صلوٰۃ فی المسجد الحرام خیر من مائۃ صلوٰۃ فیما سواہ۔

ترجمہ: مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب حاصل ہوتا بخلاف دوسری مساجد کے۔

راجح قول

اس قول کو رد کرتے ہوئے محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

توقول ذیل زیادہ محفوظ ہو کر مروی ہے چنانچہ فرمایا:

صلوٰۃ فی المسجد الحرام افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا مسجد الرسول۔

ترجمہ: مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا باقی تمام مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے سوائے مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

فائدہ: پہلے قول میں بتایا گیا ہے کہ مسجد حرام کو فضیلت صرف سو نمازوں سے ہے اور اس قول میں مسجد نبوی میں مسجد حرام پر ہزار نماز کی فضیلت کا بتایا گیا ہے یہ قول پہلے قول کے برعکس ہے۔

علاوہ ازیں مسند عبد الرزاق میں ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

صلوٰۃ فی المسجد الحرام خیر من مأۃ صلوٰۃ فیہ

ترجمہ: مسجد حرام میں ایک نماز مسجد نبوی میں ایک سو نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

فائدہ: فیہ میں مسجد نبوی کی طرف اشارہ ہے۔

امام احمد اور بزار نے رجال الصحیح کے ساتھ اور اس کی ابن حبان نے تصحیح کی ہے حضرت ابن الزبیر سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

صلوٰۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام وصلوٰۃ فی المسجد الحرام افضل من مأۃ صلوٰۃ فی ھذا۔

ترجمہ: اس مسجد میں ایک نماز باقی مساجد میں ایک لاکھ نماز پڑھنے سے افضل ہے سوائے مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام میں ایک نماز اس مسجد میں

Marfat.com

ایک سو نماز پڑھنے سے افضل ہے "۔

اور ابن حبان کے الفاظ ہیں :

وصلوٰۃ فی ذلک افضل من مأۃ صلوٰۃ فی مسجد المدینۃ

ترجمہ : اس مسجد میں ایک نماز مسجد مدینہ میں ایک سو نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

لیکن البزاز کے الفاظ ہیں :

الا المسجد الحرام فانہ یزید علیہ بمأۃ

ترجمہ : سوائے مسجد الحرام کے کہ اس میں ایک نماز سو نماز کا اس مسجد کی نسبت زائد ثواب ملتا ہے۔

فائدہ : خانہ کی ضمیر دونوں معنوں کا احتمال رکھتی ہے اس اعتبار سے یہ مسجد حرام کے لیے نص نہ ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خانہ حدیث کا لفظ ہو اس کے علاوہ دیگر روایات بالمعنی ہوں جسے راوی نے اپنی سمجھ کے مطابق مفہوم بیان کر دیا ہو اور مرجع ضمیر اپنے خیال پر جیسے چاہا بتا دیا۔ بہرحال یہ حدیث اس مقصد میں قطعی نہیں کہ مسجد حرام کو مسجد نبوی پر نماز کے لحاظ سے فضیلت ہے اور نہ ہی اس سے اختلاف اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ابن عبدالبر نے لکھ دیا کہ یہ حدیث اختلاف کو اٹھا دیتی ہے۔ بلکہ اس سے تو مذہب ثالث کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ راوی اپنی مرویہ حدیث کو زیادہ سمجھتا ہے۔ پھر ابن الزبیر کی روایت کے رفع و وقف میں اختلاف ہے۔ ابن البر نے فرمایا کہ جنے اس روایت کو مرفوع بتایا وہ زیادہ محفوظ ہے اور صحابی کی مرفوع حدیث قابل قبول ہوتی ہے بالخصوص ایسے مطالب اپنی طرف سے نہیں بیان کر سکتا۔

Marfat.com

فائدہ: ابن حزم نے کہا:

ورواہ ابن الزبیر من قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بسند کالشمس فی الصحۃ ولا مخالف لہما من الصحابۃ فصار کالاجماع۔

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن الزبیر نے ایسی سند کے ساتھ روایت کی ہے جو صحت میں سورج کی طرح ہے اور صحابہ میں اس کا کوئی مخالف بھی نہیں فلہذا یہ اجماع کس طرح ہوا۔

حدیث ۱۳۔ طبرانی و بزاز کی روایت میں ہے اور اس کا اسناد حسن ہے لیکن بعض راویوں کے متعلق کلام ہے۔

عن ابی الدرداء مرفوعًا "الصلوٰۃ فی المسجد الحرام بمأۃ الف صلوٰۃ والصلوٰۃ فی مسجدی ھذا بالف صلوٰۃ والصلوٰۃ فی بیت المقدس بخمسمأۃ صلوٰۃ۔

ترجمہ: ابوالدرداء سے مرفوعًا مروی ہے مسجد الحرام میں ایک نماز دوسری مساجد کی لاکھ نماز کے برابر ہے اور میری اس مسجد میں ایک ہزار کے برابر اور بیت المقدس میں پانچ سو نماز کے برابر۔

یہ روایت بہت واضح ہے اس لیے کہ استشہاد سے ثابت ہوا کہ مسجد حرام کو مسجد نبوی پر فضیلت ہے۔

سوال: اس سے یہ نہ سمجھیں کہ پہلے تو تم بیان کر چکے ہو کہ مسجد نبوی کی نماز بیت المقدس کی ہزار نماز سے بہتر ہے اور یہاں پانچسو نمازوں کا ذکر ہے۔

جواب: (اصول حدیث کا قاعدہ ہے)

مفہوم العدد لیس بحجۃ (عدد کا مفہوم حجت نہیں)

اسی لیے اگر کہیں زائد تعداد آئی ہو تو اصل مقصد فوت نہ ہو گا۔

حدیث ۱۴: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الصلوٰۃ بمسجد المدینۃ خیر من الف صلوٰۃ۔

(رواہ الصحیحین وغیرہما)

ترجمہ: مدینہ کی مسجد میں نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز سے بہتر ہے۔

فائدہ: اس زیادہ کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کتنا ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض ہے اور قاعدہ حدیث سے مشہور ہے کہ ما فی الصحیحین مقدم۔ وہ جو صحیحین میں ہے وہ مقدم ہے۔ پھر اس کے معارض وہ حدیث ہے جس میں کہ بیت المقدس میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے۔

جواب (۲): اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جس چیز کی خبر دیتے وہ نزول وحی کے مطابق ہوتا پھر اس کے خلاف یا بڑھ کر بعد کو نزول وحی کے مطابق اور خبر دیتے جیسے یہاں ہوا کہ پہلے پانچ سو یعنی قلیل تعداد بتائی تھی پھر اس نے زائد کیے

حدیث ۱۵: طبرانی نے برجال الصحیح روایت کیا ہے:

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ تذاکرنا ونحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایما افضل مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او بیت المقدس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ

لہ اس کو نسخ کہئے یا اجمال کی تفصیل ۱۲ اسد دمشقی ۱۲ وفاء الوفاء ۱۲

Marfat.com

فی مسجدی ھذا افضل من اربع صلوات فیہ ولنعم المصلی ھو۔

ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضل ہے یا بیت المقدس۔ آپ نے فرمایا کہ بیت المقدس کی چار نمازیں پڑھی جائیں ان سے میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا افضل ہے اور مسجد نبوی کا نمازی واہ۔ واہ!

قاعدہ: اگرچہ ہم نے ایک قاعدہ پہلے لکھا کہ احادیث مبارکہ میں مفہوم عدد کا اعتبار نہیں ہوتا لیکن محدثین نے ایک قاعدہ اور لکھا جس میں اس قاعدہ کی توثیق ہوتی ہے وہ یہ کہ؛

المعول علیہ الاخذ بروایۃ الزیادۃ

ترجمہ: جس کی روایت میں زائد تعداد کا ذکر ہو۔ وہی قول معتمد علیہ ہے۔

فائدہ: ابن ماجہ کے راوی ثقہ ہیں مگر انہیں ابوالخطاب مجہول ہے۔

(۱۶) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صلوٰۃ الرجل فی بیتہ بصلوٰۃ وصلاۃ فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوٰۃ وصلوٰۃ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسمأۃ صلوٰۃ وصلوٰتہ فی المسجد الاقصیٰ بخمسین

Marfat.com

الف صلوٰۃ وصلاۃ فی مسجدی بخمسین الف وصلوٰۃ فی المسجد الحرام بمأۃ الف صلوٰۃ۔

ترجمہ: کسی کے گھر میں ایک نماز پڑھنا اس کا ایک ثواب ہے۔ محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کا اور جمعہ والی مسجد میں پانچسو نماز کا اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار کا اور میری مسجد میں بھی پچاس ہزار کا اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کا ثواب ہے۔

مسئلہ: نمازوں کا تضاعف (زیادہ ہونا) فرائض و نوافل سب کو عام ہے۔ امام نووی نے ایسے ہی کہا ہے لیکن امام طحاوی اور مالکیہ مذہب میں سے بھی بعض نے خلاف کیا۔

سوال: حدیث پاک میں ہے:

افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ

ترجمہ: انسان کی بہتر وہ نماز ہے جو گھر پر ادا کرے سوا فرائض کے۔

فائدہ: یہ حدیث بتاتی ہے کہ نوافل کا ثواب گھر پر زائد ہے اور مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ فرائض کا ثواب گھر پر کم ہے۔ دو حدیثیں آپس میں معارض کیوں۔

جواب ۱: اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ مفضول کی بعض فضیلت ناقص کی اصل فضیلت کے منافی نہیں۔ ایسے ہی ہم فاضل کو ترجیح دیں گے باعتبار اصل فضیلت کے اور مفضول کی عارضی فضیلت اسے مضر نہ ہوگی (کما قال الزرکشی وغیرہ)

جواب ۲: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث افضل صلوٰۃ المرء کو عام رکھنے میں اصل مقصد پر کوئی اثر نہیں پڑتا اب معنی

Marfat.com

یوں ہوا کہ وہ نوافل جو مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ کے مقیم گھروں میں پڑھتے ہیں۔ ان کی نماز دوسرے شہروں کے لوگوں کے گھر کی نوافل پر وہی فضیلت رکھتی ہیں جو نماز فرائض وغیرہ کے لیے احادیث مبارکہ میں تفصیلاً مذکور ہوا ہے۔ ایسے ہی ان دونوں مسجدوں کی نوافل اور دیگر مساجد کی نوافل کا موازنہ ہوگا۔ اگرچہ نوافل گھروں میں پڑھنا مطلقاً افضل ہے۔

ازالۂ وہم

احادیث میں تضعیف (زیادتی) سے ثواب مراد ہے۔ اس کے وہ مقتضیات مراد نہیں جو انسان کی زندگی کی نمازوں سے متعلق ہیں اسی پر تمام علماء کا اجماع ہے لیکن نقاش نے اس کے خلاف وہی کہا جس کا ہم نے رد کر کے اجماع لکھا وہ یہ کہ انسان کی مثلاً ہزار نمازیں قضا ہوگئیں تو وہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھے گا تو اس کی ہزار نمازیں قضا شدہ ادا ہو جائیں گی۔ ایک نماز یہاں پر پڑھ لی تو زندگی کا بقایا اوقات نمازیں معاف ہوگئیں۔

فائدہ: یاد رہے کہ اگر نقاش کا قول مان لیا جائے تو مسجد حرام کی ایک نماز پچپن سال چھ ماہ بیس دن کی نمازوں کے برابر بنتی ہے۔ تو پھر انسان زندگی بھر بے نماز رہ کر ایک نماز مکہ شریف میں پڑھ لے تو بری الذمہ ہوگیا۔ یہ اسلامی نظریہ کے خلاف ہے۔

اعجوبہ: صرف ایک نیکی کا ایک ثواب ہو تو حساب مذکور کی طرح ہوگا۔ اگر ایک کے بجائے دس کا حساب ہو تو پھر حساب کچھ اور ہوگا اور پھر وہ نماز جو باجماعت پڑھی جائے اس کے ستائیس یا کم و بیش

Marfat.com

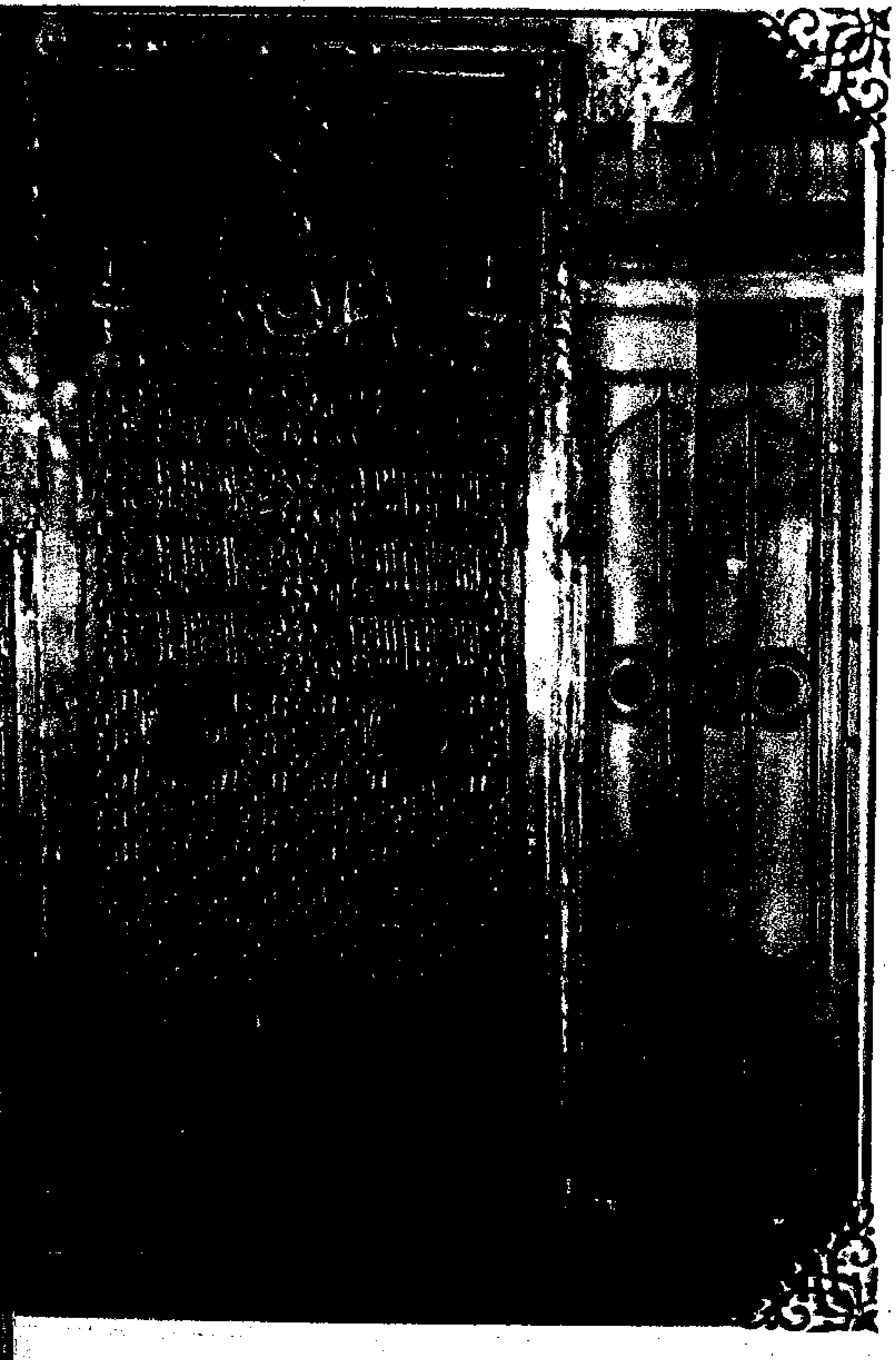

Marfat.com

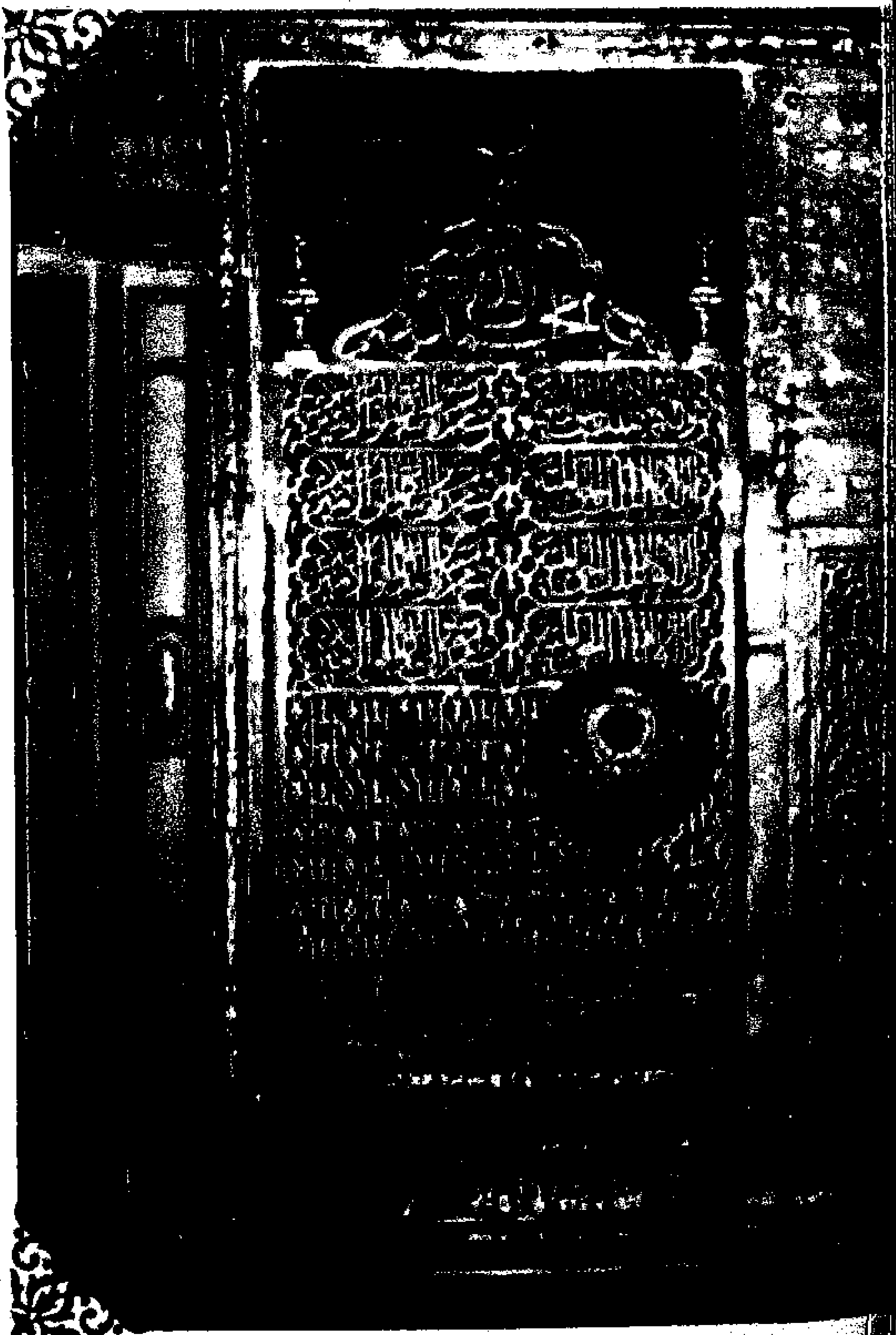

Marfat.com

کی گنتی علاوہ ہو گی۔ پھر وہ نماز جو باجماعت کے علاوہ مسواک کر کے پڑھی جائے وہ گنتی مزید برآں ہو گی۔

فائدہ: یہ زیادتی نہ صرف نماز سے مخصوص ہے بلکہ ہر نیکی سے متعلق ہے جیسا کہ علماء نے مکہ معظمہ کی نیکی کی زیادتی کے ذکر میں تصریح فرمائی ہے۔

مدینہ طیبہ میں انسان کے اعمال کا درجہ

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ:

الاعمال فی المدینة تتضاعف

ترجمہ: مدینہ پاک میں اعمال کا ثواب بڑھتا رہتا ہے۔

فائدہ: امام غزالی رحمہ اللہ نے حدیث "صلوٰۃ فی مسجدی بالف صلوٰۃ فیما سواہ۔ لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

فکذلك کل عمل بالمدینة بالف

ترجمہ: ایسے ہی مدینہ پاک میں ہر عمل کا ثواب ایک ہزار ہے۔

ایسے ہی ابوسلیمان داؤد شاذلی مالکی نے تصریح فرمائی ہے۔

حدیث ۱۷: عن جابر رضی اللہ عنہ مرفوعًا الصلوٰۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام والجمعة فی مسجدی ھذا افضل من الف جمعة فیما سواہ الا المسجد الحرام وشهر رمضان فی مسجدی ھذا افضل من الف شهر رمضان فیما سواہ الا المسجد الحرام۔ (رواہ البیہقی: عن ابن عمر نحوہ)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ میری مسجد میں بہ نسبت دوسری مساجد کے ایک ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے اور میری مسجد کا ایک جمعہ دوسری مساجد کے ہزار جمعہ سے افضل ہے سوائے مسجد الحرام کے اور مدینہ کا ایک رمضان دوسرے شہروں کے ایک ہزار رمضان سے افضل ہے۔

حدیث ۱۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رمضان بالمدینہ خیر من الف رمضان فیما سواہ من البلدان وجمعۃ بالمدینۃ خیر من الف جمعۃ فی سواھا من البلدان (رواہ الطبرانی فی الکبیر عن بلال بن الحارث مرفوعا)

ترجمہ: ایک رمضان مدینہ پاک کا رمضان دوسرے شہروں کے ایک ہزار رمضان سے افضل ہے۔ اور مدینہ کا ایک جمعہ دوسرے شہروں کے ایک ہزار جمعہ سے افضل ہے۔

حدیث ۱۹: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اوپر والی حدیث کی طرح روایت کرکے فرمایا:

کصیام الف شھر ایک ہزار مہینے کے روزے کی طرح ہے۔

اور فرمایا:

کالف صلوٰۃ فیما سواھا

"دوسرے مقامات کی ایک ہزار نماز کی طرح ہے۔"

(شرف المصطفیٰ لابن الجوزی)

Marfat.com

فوائد

(۱) یہ احادیث مبارکہ مسجد نبوی کے فضائل پر صراحتہً دلالت کرتی ہیں اور یہ ثواب زائد صرف نماز کے متعلق ہے بلکہ مدینہ والوں کو ہر نیکی کے ثواب میں زیادہ مذکورہ ہوگی جیسا کہ امام غزالی نے تمام نیکیوں کی نماز پر قیاس کر کے اس کا حکم عام بتایا۔

(۲) مختار مذہب یہی ہے کہ مکہ معظمہ پر مدینہ طیبہ کا قیاس ہے۔ پھر اس کے لیے بھی یہی اختیار کیا گیا ہے کہ اس کے ہر مقام کی زیادتی ثواب کا وعدہ ہے ایسے ہی مدینہ طیبہ کی ہر جگہ پر یہی حکم ہے چہ جائیکہ یہ ثواب وہاں تک محدود ہے جہاں تک مسجد شریفہ کی تعمیر جدید ہے۔

امام نووی کا سوال

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکم مضاعف مذکورہ محدود بحدود زمان برکت نشان سرور جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مخصوص ہے ان کی دلیل حدیث کے الفاظ "صلوٰۃ فی مسجدی ھذا" ہیں یعنی مسجد کی اضافت بتاتی ہے کہ یہ ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد سے خاص ہے اور آگے جو اضافے ہوئے وہ بنانے والوں کی طرف مضاف ہوں گے اسی لیے یہ حکم ان کو نصیب نہ ہوگا۔

جوابات: (۱) جمہور کے مذہب کے خلاف ہے۔
(۲) اضافت صرف اس لیے کی گئی تاکہ دیگر مساجد سے مسجد نبوی کا امتیاز ہو جائے۔

Marfat.com

(۳) احادیث مبارکہ (جنھیں ہم آگے چل کر لکھتے ہیں) کی تصریح کے خلاف ہے۔ حدیث پاک کے خلاف ہر قول مردود ہے وہ نووی ہو یا اور کوئی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی بہترین تقریر

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جمہور کی تائید کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:

بل هو يعني المسجد الذي جاء فيه الخبر على ما هو الآن لان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اخبر بما يكون بعده وزويت له الارض فارى مشارقها ومغاربها وتحدث بما يكون بعده ولولا هذا ما استجاز الخلفاء الراشدون ان يزيدوا فيه بحضرة الصحابة رضي الله عنهم ولم ينكر عليهم ذلك منكر۔

ترجمہ: بلکہ اس مسجد سے مراد وہی ہے جس کے متعلق حدیث میں خبر آئی ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے جملہ حالات کی خبر دی ہے اس لیے کہ آپ کے لیے مشارق و مغارب تمام لپیٹ کر سامنے کیے گئے اور آپ نے سب کچھ دیکھ کر آنے والے حالات سے ذرہ ذرہ کی خبر دی۔ اگر ایسے نہ ہوتا تو خلفاء راشدین صحابہ کرام کے سامنے کبھی مسجد کو آگے نہ بڑھا سکتے حالانکہ ان کے بڑھانے میں کسی نے انکار نہ کیا۔

حدیث ۲: حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

لَوْ مُدَّ هٰذَا الْمَسْجِدُ اِلٰى صَنْعَاءَ كَانَ مَسْجِدِىْ۔

ترجمہ: یہ مسجد صنعاء تک بڑھا دیا جائے تو بھی میری مسجد کہلائے گی۔

(رواه ابن شیبہ ویحیٰی والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی ہریرہ مرفوعاً)

فائدہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر مسجد نبوی بڑھ کر میرے گھر تک پہنچ جائے تو میں یہاں سے آگے نکل کر نماز نہیں پڑھوں گا۔ اس قول کو ابن شبہ و یحیٰی نے ذکر کیا لیکن اس سند میں عبداللہ بن سعید المقبری ہیں۔ محدثین کہتے ہیں ہو واہ (ضعیف) ہے۔

حدیث ۱۲: ھذا مسجدی وما زید فیہ فھو منہ ولو بلغ بمسجدی صنعاء کان مسجدی۔

(رواه یحیٰی قال حدثنا ھارون بن القروی عن عمر بن ابی بکر الموصلی)

ترجمہ: یہ میری مسجد ہے اس پر جو اضافہ ہوگا وہ بھی میری مسجد ہو گی اگر اگرچہ صنعاء تک ہو۔

فائدہ: یہ حدیث معضل[1] ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم

یحیٰی اور ابن شبہ ابی عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تعمیر میں اضافہ کیا تو فرمایا:

لو زدنا فیہ حتی تبلغ بہ الجبانۃ کان مسجد رسول اللہ

---

[1] حدیث معضل کا حکم آگے دیکھئے ۱۲

Marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔

ترجمہ: اگر ہم مسجد کو بڑھا کر جبانہ تک لے جائیں تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہو گی۔

یحییٰ کی روایت میں ہے؛

حتیٰ جاءہ اللہ تعالیٰ بعامر

ترجمہ: یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ تعمیر کنندہ عطا فرمائے۔

فائدہ: اس روایت میں عبد العزیز بن عمران المدنی ہے وہ متروک ہے۔

دوسرا مقولہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَوْ مُدَّ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ذِی الْحُلَیْفَۃِ لَکَانَ مِنْہُ۔

ترجمہ: اگر مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذوالحلیفہ تک چلی جائے تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کہلائے گی۔

(رواہ یحییٰ و ابن شبہ عن ابن ابی ذئب وہو محمد بن عبد الرحمٰن الفقیہ المشہور)

فائدہ: یہ حدیث بھی معضل ہے لیکن قابل عمل ہے جب اس کی تائید کسی حدیث صحیح سے ہو اور اس کی تائید حضرت مالک مذکورہ بالا روایت سے ہوتی ہے فلہذا قابل قبول ہے۔

اعجوبہ: امام نووی نے کعبہ معظمہ کی توسیع پر زیادتی کے ثواب کو بلا دلیل مانا ہے۔ جب اس کے لیے دلیل نہیں تو مسجد نبوی کے لیے ماننے پر دلیل کا مطالبہ کیوں۔

Marfat.com

ابن تیمیہ نے مان لیا

الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے کہا کہ زیادتی ثواب مسجد کے بڑھنے کے بعد بھی ہے اسے تمام متقدمین نے تسلیم کیا ہے۔ اس کی واضح دلیل وہ ہے جو حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسجد نبوی کو قبلہ کی جانب بڑھایا اور پھر نماز پڑھاتے وقت اس حصے میں خود کھڑے ہوتے اور صف اول بھی اسی حصے میں ہوتی ہے اور یہی نماز کے لیے افضل و اعلیٰ مقام ہے۔ اگر مسجد کو بڑھانے کے بعد زائد حصہ پر زائد ثواب نہ ملتا تو یہ حضرات اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کبھی اس میں نماز کے لیئے کھڑے نہ ہوتے (ان کی اس عادت سے واضح ہوا کہ امام نووی اپنے قول میں منفرد ہیں ان کا اس مسئلہ میں کوئی بھی حامی نظر نہیں آتا۔)

ابن تیمیہ مزید برآں

اس تقریر کے بعد ابن تیمیہ نے کہا کہ:

وما بلغني عن احد من السلف خلاف هذا وما علمت سلفا لمن خالف في ذلك من المتاخرين۔

ترجمہ: مجھے سلف صالحین سے کوئی خلاف نہیں ملا اور نہ ہی متاخرین میں اس کا کوئی مخالف ہے۔

امام نووی کا رجوع: الخطیب بن جملہ نے محب طبری سے نقل کیا

ؒ یعنی صف اول ۱۲۔

Marfat.com

وہ فرماتے ہیں کہ مضاعفہ (زیادتی ثواب) حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس کے بعد تا قیامت جہاں تک مسجد بڑھتی جائے گی ثواب اسی طرح نصیب ہوگا جیسے مسجد نبوی کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے۔ امام نووی نے اس قول کو مستحسن بتایا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے۔ برہان بن فرحون نے فرمایا کہ اس مختار مذہب سے کسی کو انکار نہیں سوائے امام نووی کے لیکن محب طبری نے الاحکام میں امام نووی کا اس انکار سے رجوع ثابت کیا ہے لیکن یہ نقل محل نظر ہے۔

ابن الجوزی کی تائید اور بہت سے منکرین کا رجوع

الوفا میں ابن الجوزی نے ابن عقیل حنبلی سے الاحکام للطبرانی میں بہت اخبار و آثار نقل کیے جنھیں ہم نے ابھی نقل کیا ہے اس کے بعد فرمایا کہ زیادہ ثواب کا وعدہ مسجد نبوی کے لیے عام ہے زمانہ نبوی کی قید نہیں۔ بعض اذہان میں یہ بات سما گئی تھی کہ یہ ثواب صرف حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس تک محدود ہے بلکہ اس بیماری میں میرے ہم زمان بہت بڑے ائمہ مبتلا ہو گئے۔ لیکن جب فقیر ع نے انھیں مذکورہ بالا دلائل پڑھا کے سنائے تو انھوں نے بلا نکیر مان لیا۔ (الحمد للہ علی ذلک)

سوال: مذہب مختار مسئلہ فقہیہ کے خلاف ہے وہ یہ کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس مسجد میں داخل نہ ہوں گا چند روز بعد کہ وہ مسجد بڑھادی گئی اب وہ شخص اس بڑھائے ہوئے حصہ میں داخل ہو تو حانث نہ ہوگا

ع مصنف خلاصۃ الوفا یعنی علامہ سمہودی رحمہ اللہ ۱۲

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ اضافہ شدہ قطعہ اصل مسجد کے احکام سے خارج ہے۔

جواب: یہ ایمان (قسم) کے ابواب سے ہے اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ ایمان (قسم) میں عرف کو دخل ہے اور ہمارا موقف مسجد نبوی میں عرف سے متعلق نہیں بلکہ عام ہے۔

حدیث ۲۲: حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

من خرج علی طھر لا یرید الا مسجدی ھذا لیصلی فیہ کانت بمنزلۃ حجۃ۔

ترجمہ: جو گھر سے وضو کر کے اس ارادہ سے نکلے کہ وہ میری مسجد (نبوی) میں نماز ادا کرے گا تو اس کی یہ حاضری بمنزلہ حج کے ہے۔

(رواہ یوسف بن طھمان عن ابی امامہ بن سھل عن ابیہ مرفوعاً)

فوائد

(۱) مسجدی ہذا سے مسجد المدینہ (مسجد نبوی) مراد ہے جیسا کہ راوی نے روایت میں تصریح فرمائی ہے۔

(۲) ابن طھمان کو امام بخاری نے ضعیف کہا ہے ابن عدی نے بھی ضعیف بتایا لیکن ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا۔

(۳) یہ باب فضائل میں سے ہے اور فضائل میں ضعیف حدیث قابل قبول ہے۔

(۴) زیادتی ثواب جو روایات میں مذکور ہوئی یہ ثواب حج کے علاوہ ہے اس کی تصدیق مسجد قبا کی فضیلت والی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حدیث ۲۳: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مَنْ صَلّٰی فِی مَسْجِدِی اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً اور طبرانی نے یہ زائد کیا لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ

Marfat.com

كتب له براءة من النار وبراءة من العذاب وبراءة من النفاق۔

جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے بغیر اس کے کہ درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو اس کی جزا یہ ہے کہ دوزخ کی آگ اور عذاب آخرت اور علت نفاق سے بری ہو جائیگا۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات)

حدیث ۲۴: حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان من حين يخرج احدكم من منزله الى مسجدي فرجل تكتب له حسنة ورجل تحط عنه خطيئته۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ عن ابی ہریرہ)

ترجمہ: جو شخص اپنے گھر سے میری مسجد کو آتا ہے۔ ایک وہ ہوتا ہے جس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں ایک وہ ہے جس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔

حدیث ۲۵: من دخل مسجدي هذا يتعلم فيه خيرا او يعلمه كان بمنزلة المجاهد في سبيل الله ومن دخله بغير ذلك من احاديث الناس كان كالذي يرى ما يعجبه وهو لغيره۔ (رواہ البیہقی عن سہل بن سعد)

ترجمہ: جو شخص میری مسجد میں نیک بات سیکھنے یا نیک بات سکھانے

ل چالیس کی تعیین میں یہ حکمت ہے کہ عدد مذکور موجب استقامت اور موجب کمال ہے اور منافق کو ... بغیر صفت صدق و اخلاص کے اس کا میسر ہونا ممکن و میسر نہیں اور جب علت نفاق سے خلاصی حاصل ہو گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ برأت نار و عذاب بھی یقینی ہے کیونکہ نفاق صعب ترین امراض سے ہے۔

Marfat.com

کو آئے وہ شخص بمنزلہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے ہے اور جو شخص اس غرض سے نہ آئے بلکہ اس کی غرض صرف مصاحبت خلق اور قصہ کہانی ہو تو وہ شخص اس کے مانند ہے جو اپنے محبوب کو اوروں کے ہاتھ میں دیکھے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے:

من دخل مسجدی ھذا لا یدخلہ الا لیعلم خیرًا او یتعلمہ۔ (الحدیث)

ترجمہ: وہ جو میری مسجد میں صرف اس لیے حاضر ہو کہ کچھ سکھاؤں گا کچھ سیکھوں گا۔ الخ

حدیث ۲۶: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من جاء فی مسجدی ھذا لم یاتہ الا بخیر یتعلمہ او یعلمہ فھو بمنزلۃ المجاھد فی سبیل اللہ ومن جاءہ بغیر ذلک فھو بمنزلۃ الرجل ینظر الی متاع غیرہ۔

(رواہ ابن ماجہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: جو بھی میری مسجد میں آئے اور وہ تعلّم تعلیم کے لیے ہی آتا ہے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جو اس کے سوا کسی اور غرض کے لیے آیا تو اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو دوسرے کے مال کو دیکھتا رہتا ہے۔

حدیث ۲۷: طبرانی شریف میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کے بعد یہ الفاظ ہیں:

من دخل مسجدی یتعلم خیرًا او یعلّمہ

Marfat.com

ترجمہ: جو بھی میری مسجد میں تعلم یا تعلیم کے لیے حاضر ہو۔

حدیث ۲۸: ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کیا۔

حدیث ۲۹۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من دخل مسجدی لصلوٰۃ اولذکر اللہ تعالیٰ اویتعلم خیرا اویعلمہ کان بمنزلۃ المجاھد فی سبیل اللہ ولم یجعل ذلک لمسجد غیرہ (رواہ یحیی عن زید بن اسلم)

ترجمہ: جو بھی میری مسجد میں نماز یا ذکر الٰہی کے لیے آیا ہے یا تعلّم و تعلیم کے لیے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور یہ مرتبہ صرف میری مسجد کو ہی حاصل ہے۔

حدیث ۳۰۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا اخال الا ان لکل رجل منکم مسجدا فی بیتہ قالوا نعم یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فو اللہ لوصلیتم فی بیوتکم لترکتم مسجد نبیکم ولو ترکتم مسجد نبیکم ترکتم سنۃ ولو ترکتم سنۃ اذا لضللتم۔

(رواہ یحیی عن ابی سعید المقبری عن الثقۃ)

ترجمہ: مجھے یہ خیال ہے کہ ہر ایک کی اپنے گھر میں مسجد ہو صحابہ نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر گھروں میں نمازیں پڑھو گے تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد کو چھوڑ دو گے۔ اگر اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد چھوڑ دو گے تو سنت کے تارک ہو گئے جب سنت کو ترک کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

حدیث ۲۱: من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقرب مسجدنا۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: جو اسی درخت یعنی تھوم پیاز وغیرہ سے کھاتا ہے تو ہماری مسجد میں نہ آئے۔

فائدہ: تیمی نے کہا کہ یہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مسجد سے خاص ہے کیونکہ وہاں وحی کے فرشتے نازل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ عام ہے یعنی ہر مسجد میں کچا پیاز کھا کر نہیں جانا چاہیئے اور ابن بطال نے کہا تخصیص بتانے والے علماء کی غلطی ہے (یعنی جنھوں نے پیاز وغیرہ کی تخصیص صرف مسجد نبوی سے متعلق کی ہے غلطی کی ہے)۔

فضائل منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث ۱: صحیحین میں عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ

ترجمہ: میرے گھر اور منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حدیث ۲: بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منبری علی حوضی کا اضافہ کیا ہے یعنی میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

فائدہ: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے:

ما بین قبری و منبری (الحدیث)

Marfat.com

ترجمہ: میری قبر انور اور منبر کے درمیان الخ

اور بزاز نے ثقات رجال کے ساتھ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

ما بین بیتی و منبری او قبری و منبری (الحدیث)

ترجمہ: میرے گھر اور منبر یا میری قبر انور کے درمیان۔ الخ

اور امام احمد نے رجال الصحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ "ما بین بیتی و منبری" (الحدیث) میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان الخ۔

اور امام احمد اور ابو یعلی و بزار نے یحییٰ سے مروی ہے اس روایت میں علی بن زید ہے اس کی توثیق کی گئی ہے۔ حضرت جابر کی روایت سے فرمایا

ما بین بیتی الی منبری (الحدیث)

اس پر یہ جملہ بڑھایا:

و ان منبری علی ترعة من ترع الجنة

بیشک منبر بہشت کے ایک دروازہ پر ہے۔

اور یحییٰ کی روایت میں لفظ:

رتقة من رتع الجنة ہے

ترجمہ: یعنی بہشت کے دروازوں میں کسی ایک دروازہ پر۔

یحییٰ نے ابو ہریرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اسی طرح روایت کی ہے۔

حدیث ۳: یحییٰ اور امام احمد نے رجال الصحیح کے ساتھ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

Marfat.com

منبری علی ترعۃ من ترع الجنۃ

ترجمہ: میرا منبر بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

فائدہ: ترعہ بمعنی دروازہ۔ بعض نے کہا وہ باغ جو اونچی جگہ پر واقع ہو۔ بعض نے ترعہ بمعنی درجہ کہا ہے۔

حدیث ۴: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قوائم المنبر رواتب فی الجنۃ

ترجمہ: منبر کے قوائم بہشت کے درجات ہیں۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر) عن ابی واقد اللیثی و یحییٰ عن ام سلمہ مرفوعاً)

فائدہ: رواتب بمعنی ثوابت ہے۔

حدیث ۵: حضرت ابو المعلّٰی انصاری نے فرمایا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے تو فرمایا:

ان قدمی علی ترعۃ من ترع الجنۃ

میرا قدم بہشت کے باغیچوں میں ایک باغیچہ پر ہے۔

حدیث ۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرما رہے تھے کہ: انا قائم علی عقر حوضی: میں حوض کے ایک حصہ پر کھڑا ہوں۔

حدیث ۷: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی علی الحوض الآن (بیشک میں ابھی حوض کے اوپر ہوں۔)

(رواہ ابن زبالہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

حدیث ۸: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

احد شقی المنبر علی عقر الحوض

ترجمہ: منبر کا ایک کونہ حوض کے ایک حصہ پر ہے۔

فمن حلف عندہ علی یمین فاجرۃ یقتطع بہا حق امرأ مسلم فلیتبوأ مقصدہ من النار۔

جو منبر کے نزدیک جھوٹی قسم اس لیے کھاتا ہے کہ وہ کسی مرد مسلم کا حق کھلے تو وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے۔

(رواہ ابن زبالہ عن نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ مرفوعًا)

فائدہ: عُقر الحوض وہ جگہ جہاں سے پانی حوض میں ڈالا جائے۔

حدیث: لا یحلف احد عند منبری ھذا علی یمین آثمۃ ولو علی سواک اخضر الا تبوأ مقصدہ من النار او وجبت

(رواہ ابوداؤد و ابن حبان والحاکم انھوں نے اسے صحیح کہا)

حدیث ۱۰: عن جابر رضی اللہ عنہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من حلف عند منبری ھذا یمینا کاذبۃ استحل بھا مال امرئ مسلم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا

ترجمہ: جو میرے منبر کے نزدیک جھوٹی قسم کھاتا ہے تاکہ اپنے لیے کسی مسلمان کا مال ہتھیالے تو اس پر اللہ تعالی اور فرشتوں

لہ العقر بالضم و بفتح اس کے کئی معانی ہیں۔ یہاں حوض کا آخری حصہ مراد ہے۔

Marfat.com

اور تمام لوگوں کی لعنت اس کی کوئی نیکی اور صدقہ وغیرہ قبول نہ ہو گا۔

حدیث ۱۱: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

منبری علی ترعة من ترع الجنة وما بین المنبر وبیت عائشه روضة من ریاض الجنة۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری)

ترجمہ: میرا منبر بہشت کے دروازوں سے ایک ہے اور منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہ کے حجرہ کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حدیث ۱۲: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین حجرتی ومصلائی روضة من ریاض الجنة

(رواہ الطبرانی عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه وفیه متروك)

ترجمہ: میرے حجرے اور مصلے کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حدیث نمبر ۱۳: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین بیتی ومصلائی (الحدیث) میرے گھر اور مصلّی کے درمیان الخ

(رواہ یحیی وابی الطاہر بن المخلص فی انتقائہ، عن سعد یعنی ابن ابی طالب)

Marfat.com

حدیث ۱۴۲: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مابین منبری ومصلائی۔ (الحدیث)

ترجمہ: میرے منبر اور مُصلّٰی کے درمیان الخ (رواہ ابن زبالہ)

فائدہ: مصلّٰی سے مسجدِ نبوی مراد ہے۔ بعض نے کہا مصلّٰی سے عیدگاہ مراد ہے۔ اسی لیے طاہر بن یحییٰ نے اس روایت کے بعد یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔ ان کے والد یحییٰ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے حضرات سے فرماتے ہوئے سُنا کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی تو مسجد اور عیدگاہ کے درمیان سکونت اختیار کی۔

مسجد نبوی ریاض الجنۃ ہے

ابن شبہ نے جناح النجاد سے روایت کرکے فرمایا کہ میں عائشہ بنت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ کو جا رہا تھا تو مجھ سے پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے میں نے کہا "بلاط" میں۔ فرمایا اسے نہ چھوڑنا کیونکہ میں نے اپنے باپ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ:

مابین مسجدی ھذا المسجد ومصلائی روضۃ من ریاض الجنۃ

ترجمہ: میری یہی مسجد اور میرا مصلّٰی بہشت کے باغات میں سے ہے۔

فائدہ: عیدگاہ اور مسجد کے درمیان کی تمام جگہ بلاط ہے۔ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی اور ثابت کیا جائے گا کہ مسجد نبوی سب کی سب

Marfat.com

ریاض الجنہ ہے۔

حدیث ۱۵: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بین ھذہ البیوت الی منبری روضۃ من ریاض الجنۃ والمنبر علی ترعۃ من ترع الجنۃ

(زوائد المسند برجال الصحیح عن عبد اللہ بن زید المازنی مرفوعاً)

ترجمہ: ان گھروں سے میرے منبر تک بہشت کے باغات سے ہیں اور منبر بہشت دروازوں میں سے ایک ہے۔

فائدہ: البیوت سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیوت مبارکہ مراد ہیں۔

فوائد

(۱) منبر شریف کے متعلق جتنی روایات مبارکہ وارد ہوئی ہیں ان کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ جملہ مخلوق کی طرح منبر شریف کو قیامت میں لایا جائے گا تو اسے مسجد نبوی شریف کے اسی مقام یعنی حوض کے آخری حصہ میں رکھا جائے گا۔

(۲) اس مقام (منبر شریف) کے نزدیک عبادت کرنے کی ترغیب اسی لئے ہے کہ یہ حوض تک پہنچنے کا سبب ہے (قول خطابی کی تطبیق یونہی ہے) خلاصہ یہ کہ اعمال صالحہ پر مداومت حوض تک پہنچانے کا سبب ہیں اور انہی کی وجہ سے حوض سے پانی پینا نصیب ہوگا۔ بعض نے کہا کہ یہی منبر جو آج دنیا میں موجود ہے بلعینہٖ اسی کو

آخرت میں حوض پر لایا جائے گا۔

(۳) ابن النجار نے اسی قول ثانی پر اعتماد کیا ہے ابن عساکر نے فرمایا یہی اظہر ہے۔ اسی پر اکثر لوگوں کا اتفاق ہے۔ بعض نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ اس طرح کا اور منبر پیدا فرمائے گا۔

(۴) ریاض الجنۃ کو امام مالک رحمہ اللہ نے ظاہر پر محمول فرمایا ہے اور فرمایا کہ اسی ریاض الجنۃ کے ٹکڑے کو بہشت میں منتقل کیا جائے گا یہ زمین کی طرح فنا ہونے کے بعد اس کی دوسری تخلیق نہ ہو گی۔ امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھ بہت سے علماء نے موافقت کی ہے (کذا نقلہ البرہان بن فرحون) ناقلا عن ابن الجوزی وغیرہ ونقلہ الخطیب ابن جملہ عن الدراوردی وصححہ ابن الحاج)

(۵) بعض نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں عبادت کرنا جنت کے داخلہ کا سبب ہے یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ نزولِ رحمت کے لحاظ سے یہ بہشت کا ایک حصہ ہے اس میں عبادت پر مداومت حصول سعادت کا بہترین ذریعہ ہے بالخصوص حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں۔

ابن حجر کی تحقیق

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ایک مقام پر مذکورہ بالا تحقیق کی۔ پھر دوسری جگہ پر لکھتے ہیں کہ ریاض الجنہ کو بہشت میں منتقل کیا جائے گا۔ تو یہ حصہ بھی بہشت کا ایک ٹکڑا ہو گا اور یہ مجازی معنی ہے کہ اس میں عبادت کرنا بہشت میں داخلے کا سبب ہے اس کے

Marfat.com

بعد لکھا (وفیہ نظر) اور فرمایا کہ احادیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ٹکڑا زمین کے دوسرے حصوں سے افضل ہے۔

تطبیق الاقوال

احسن تقریر وہ ہے جو ابن ابی جمرہ نے بیان فرمائی ہے اس میں مختلف اقوال کی تطبیق بھی ہو جاتی ہے اور ہر دونوں کے دلائل بھی صحیح اترتے ہیں۔

(۱) اصل تو یہ ہے کہ ہر مضمون کو مجاز سے دور رکھ کر حقیقی معنی پر محمول کیا جائے۔ ابن ابی جمرہ نے اس پر حدیث "المنبر علی الحوض" سے استدلال کیا ہے اور فرمایا کہ اس میں کسی ایک کو بھی اختلاف نہیں کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور یہی حق ہے کیونکہ حوض پر منبر موجود و محسوس ہے۔

(۲) مسجد نبوی کے فضائل کے ساتھ پھر اس کی علیحدہ فضیلت بیان فرمانا بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

(۳) بہشت کی دو حدوں کا ذکر کر کے اسے درمیان میں بتانا بھی ہمارا مؤید ہے۔

(۴) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بار بار تشریف لا کر اسے سرفراز فرمانا بھی تائید کرتا ہے۔

(۵) رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور جو خود ایک بہت بڑی بہشت ہے سے متصل ہونا بھی اسی کا مؤید ہے۔

(۶) خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مقام کو عبادت الٰہی سے بار بار سرفراز فرمایا۔

Marfat.com

(۷) قواعد شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مقامات مقدسہ (جن کے متعلق فضائل وارد ہیں ان سے بہت بڑا فائدہ یہی ہے کہ وہاں کثرت سے عبادت کی جائے۔

حکایت: حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ نے مسجد نبوی شریف کے کسی کونے میں عبادت کرتے دیکھا تو مجھے حجروں سے پکڑ کر کھینچا اور منبر اقدس کے قریب لائے اور فرمایا صَلِّ ھٰھُنَا یہاں پر نماز پڑھ۔ پھر فرمایا کہ اُمید ہے کہ یہی جگہ بعینہٖ اُس وقت بھی بہشت کا ایک حصہ ہے جیسے حجر اسود بہشت سے لایا گیا ہے اور بہشت کا ایک حصہ بنا کر واپس اٹھایا جائے گا اور جو بھی اس میں نیک عمل کرے گا اسے بہشت نصیب ہو گی اور فرمایا:

وھو اظھر لعلو منزلتہ صلی اللہ علیہ وسلم و یکون بینہ و بین الابوۃ الابراھیمیۃ فی ھذا شبہ فالخلیل خص بالحجر من الجنۃ والحبیب بالروضۃ منھا۔

ترجمہ: یہی ظاہر ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ نیز اس طرح آپ کی ابراہیم علیہ السلام کی نسبت و تشابہ میں تکمیل ہوتی ہے کیونکہ خلیل کو حجر اسود بخشا تو حبیب کو روضہ من ریاض الجنۃ۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید

یہی مذہب راجح تر ہے کہ واقعی بعینہٖ اسی جگہ کو بہشت میں اٹھا

Marfat.com

جائے گا۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فرمایا کہ حدیث کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے اور حقیقی معنیٰ جب بن سکتا ہے تو پھر مجازی معنیٰ لینے کی بلاوجہ کیا ضرورت ہے۔

مدینہ پاک کی افضلیت کی انوکھی دلیل

اسی تقریر پر مدینہ طیبہ کو جملہ بلاد سے افضل مانا گیا ہے جبکہ اس میں بہشت کی کیاریاں۔ باغیچے۔ دروازے وغیرہ موجود ہیں اور بہشت کے فضائل میں ایک فضیلت یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقابُ قوس احدکم فی الجنۃ خیر من الدنیا وما فیھا۔

ترجمہ: تمہارے ایک کو جو قاب قوسین کی مقدار جو بہشت میں نصیب ہو گی وہ دنیا اور اس کے مافیہا سے بہتر ہے۔

فائدہ: ابن حزم نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا کہ اگر ان احادیث مبارکہ کو حقیقی معنیٰ میں لیا جائے تو پھر قرآنی آیت "ان لک ان لا تجوع فیھا ولا تعری" "بہشت میں بھوکے ہو گے نہ ننگے" کو حقیقی معنیٰ میں لینا دشوار ہو جاتا ہے۔ جبکہ اس قطعہ میں رہنے والا پیاس اور بھوک وغیرہ کی تاب نہیں لا سکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں معنیٰ مجازی مراد ہو وہ یہ کہ اس میں اعمال صالحہ

لہ ای مقدارہ قرآن مجید میں ہے فکان قاب قوسین او ادنیٰ

لہ پ بیس طٰہٰ ع

Marfat.com

کی وجہ سے بہشت کا داخلہ ملے گا۔

توقف بہتر ہے

جمال راسانی فرماتے ہیں کہ یہ کہنا کہ یہ اشیاء بہشت سے منقول ہیں محسوسات وضروریات کے انکار کی طرف لے جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے اس مسئلہ میں توقف کیا جائے جیسے حجر اسود و مقام ابراہیم کے متعلق توقف ہے۔

ابن حزم کا رد

احادیث مبارکہ میں حجر اسود و مقام ابراہیم منبر کے لیے صراحۃً بتایا گیا ہے کہ وہ بہشت کے ٹکڑے ہیں تو انکار کیوں۔ ان کا مشاہدہ نہ ہونا ہمارے لیے مضر نہیں کیونکہ دنیا میں بے شمار ایسے امور ہیں جو دنیوی کثافتوں کی وجہ سے محسوس نہیں ہو سکتے۔ ایسے اخروی امور کے لیے دنیا کے امور خود کثافت میں ہیں۔ اسی لیے یہ انکار مبنی بر کم فہمی ہے۔ اور ان لك الا تجوع ولا تعرى میں بھوک وغیرہ کی نفی کی گئی ہے تو اس کے لیے جو بہشت میں داخل ہوگا اس میں یہ کہاں ہے کہ جو بہشت سے منتقل ہو تو اس سے بھی ان کا انتفاء ہے۔ ورنہ حجر و مقام ابراہیم کے متعلق بھی کہنا پڑے گا کہ وہ بھی بہشت سے نہیں حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ پھر ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ حقیقی معنی چھوڑ کر بلاوجہ مجازی معنی لینا صحیح نہیں۔

Marfat.com

ریاض الجنۃ کے متعلق تحقیق انیق

راسانی خطیب بن جملہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ اختلاف "ریاض الجنۃ" کے متعلق اختلاف ہے:

(۱) بعض نے کہا کہ ریاض الجنۃ کا ٹکڑا بہشت سے منتقل کر کے یہاں مسجد نبوی میں رکھا گیا ہے یہی حقیقی معنی ہے اور یہی اصل ہے۔

(۲) بعض نے کہا یہاں بھی مجازی معنی ہے وہ یہ کہ اس میں نیک عمل کرنے سے نزول رحمت اور حصول مغفرت ہوتا ہے جیسے مجالس ذکر کو ریاض الجنۃ کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا۔

جب تم ریاض الجنۃ سے گزرو تو چرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی مَا رِیَاضُ الجنۃ جنت کے باغات کیا ہیں آپ نے فرمایا: المساجد (الحدیث)

یا جیسے سخی کو جنت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۳) اس میں نیک عمل کرنا بہشت کا ثمرہ ہے جیسے فرمایا:

الجنۃ تحت ظلال السیوف

بہشت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔

اور فرمایا:

الجنۃ تحت اقدام الامہات

بہشت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

Marfat.com

(۳) اس میں عبادت بہشت میں کھینچکر لے جاتی ہے جیسے عائد المریض فی مخرفتہ الجنۃ - مریض کی طبع پرسی کرنے والا بہشت کے باغات میں ہے۔

مذہب مجازی کی تردید

ریاض الجنہ کو دوسرے اُمور پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ وہ عام اُمور ہیں اور یہ خاص اسی لیے تو اس کی فضیلت کو بھی

اہتمام سے بیان کیا گیا ہے۔ اگر اسے بھی ان اُمور کی طرح مانا جائے تو پھر اس کی خصوصی فضیلت بیان کرنا عبث جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی قول و فعل عبث نہیں۔ اسی فضیلت خاصہ کی وجہ سے تو امام مالک رحمہ اللہ نے اس جگہ کو تمام بلاد اللہ سے افضل فرمایا ہے۔

مذہب مذکور کی مزید تائید

راسانی نے فرمایا حق وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا ہے کہ مجازی معنی مراد لیا جائے۔ اس کی تائید خطابی و ابن عبد البر نے بھی فرمائی ہے۔ اس کے نظائر بھی اس کے مؤید ہیں اور وہ جو خطیب نے حقیقی معنیٰ بیان کیے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دوسرے اُمور میں بھی ریاض الجنہ نصیب ہوتی ہے لیکن ریاض الجنہ شریف میں عبادت کا رفیع و اعلیٰ مراتب کی جنت نصیب ہوتی ہے۔

مذکورہ مذہب کی تردید

یہ تقریر ایجاد بندہ ہے اس لیے کہ جب حدیث شریف میں جملہ اُمور

Marfat.com

کے لیے مطلقاً ریاض الجنہ فرمایا ہے تو پھر ریاض الجنہ شریف کے لیے ارفع و اعلیٰ کی بات از خود کیوں۔ یہی تو مکہ معظمہ کو افضل سمجھنے والے کہتے ہیں کہ یہاں پہ عبادت کرنے سے ارفع و اعلیٰ مراتب کی بہشت نصیب ہوتی ہے تو پھر کیوں نہ وہی تسلیم کیا جائے جو جمہور نے فرمایا کہ ریاض الجنہ کی جگہ واقعی بہشت کا حصہ ہے۔ خواہ اس میں کوئی عبادت کرے یا نہ وہاں ذکر و فکر کی مجالس ہوں یا نہ۔ بخلاف دیگر مساجد کے کہ اس میں عبادت و ذکر کی مجالس قائم ہوں گی تو ذاکر و عابد کو ریاض الجنہ نصیب ہوں گے ورنہ نہیں اس لیے راسانی نے دعوی کیا ہے کہ ساری مسجد نبوی ریاض الجنہ ہے خواہ وہ مسجد قدیم ہے یا جدید۔ اور یہ مجاز بھی نہیں اور یہ اجر طاعات کی تضعیف میں بھی تا قیامت یہی قاعدہ جاری و ساری رہے گا۔ اس میں تضعیف اجر کے متعلق کسی مخصوص حصہ کو مختص نہیں کیا گیا۔ راسانی نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی اور ہم نے اپنی بعض تصانیف میں تفصیل سے لکھا ہے اگرچہ اسے بعض نے رد کیا لیکن وہی حق ہے جو راسانی نے لکھا۔

مزید تائیدات

(۱) اقشہری نے فرمایا کہ ابو جعفر داؤدی رحمہ اللہ سے ما بین بیتی و منبری (الحدیث) کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا تمام مسجد نبوی ریاض الجنہ ہے۔

(۲) خطیب بن حملہ نے فرمایا کہ بیتی مضاف مفرد عموم کا فائدہ دیتا ہے اور وہ اب تمام مسجد نبوی میں ہیں سمت قبلہ سے دیکھو یا مشرق

Marfat.com

کی جانب سے شام سے نگاہ ڈالو۔ اور ظاہر ہے کہ منبر نبوی ان بیوت مبارکہ سے غربی جانب واقع ہے۔

(۴) سمعانی نے فرمایا کہ جب اللہ نے مسجد نبوی کو شرافت بخشی ہے و اس میں عمل کرنے سے برکتوں کا وعدہ ہے بلکہ کئی گنا زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام روضہ (بہشت) رکھا تو پھر کیوں نہ کہا جائے کہ تمام مسجد نبوی ریاض الجنہ ہے۔

ابن خزیمہ کا مذہب

ابن خزیمہ نے فرمایا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی "بیتی" سے مراد وہ جگہ ہے جہاں آپ کی قبر انور ہے اور وہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حجرہ اقدس ہے فلہذا اسی مقام تک ریاض الجنہ مخصوص کیا جائے۔

ابن خزیمہ کا رد

ابن خزیمہ کا قول غلط ہے اس لیے کہ ریاض الجنہ از جہت شمال حجرہ اقدس کے بالمقابل ہے لیکن منبر شریف حجرہ اقدس کے بالمقابل نہ ہوگا۔ اگر ریاض الجنہ شریف اور حجرہ اقدس کو برابر کا بالمقابل رکھا جائے تو از جہت شمال ریاض الجنہ برابر ہوں تو منبر شریف آگے کو بڑھا ہوا نظر آئے گا۔ اس صورت میں منبر شریف کی جانب قبلہ کی طرف حجرہ اقدس کے بالمقابل نہ ہوگی۔ یہ ریاض الجنہ اور مسجد نبوی اور منبر کو ملا کر مربع شکل یوں ہوگی کہ ایک جہت مصلی شریف پر دو اس کے بعد اس کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد کا اگلا حصہ مسقف[1] تھا جیسا کہ ہمیں حجرۂ اقدس کی شامی دیوار سے معلوم ہوا لیکن منبر شریف قبلہ کی دیوار سے تھوڑا سا پیچھے کو ہٹا ہوا تھا جیسا کہ عنقریب ہم اس کا ذکر کریں گے تو جتنا قدر منبر شریف کو دیوار کے قریب مانا جائے گا اتنا قدر حجرۂ اقدس کی محاذات سے خارج ہو گا اس اعتبار سے وہ ریاض الجنہ میں شامل نہ ہو سکے گا اور اگر محاذات غیر مستویہ مانی جائیں تو بھی مصلی شریف اور اس کا اگلا حصہ ریاض الجنہ کی تعریف سے خارج ہو جائیں گے کیونکہ حجرۂ شریف کو یہ دونوں بالمقابل نہیں اس لیے کہ ریاض الجنہ مشرق میں حجرۂ اقدس کے بالمقابل ماننے سے منبر شریف قبلہ کی جانب کو آگے بڑھ جاتا ہے اور بجانب شام حجرۂ اقدس پانچ انگل کے برابر بڑھ جاتا ہے۔ اس صورت میں یہ صورت مثلث ہو گی جیسا کہ اس کی بحث آئے گی ابن خزیمہ کا قول مانا جائے تو حجرۂ اقدس کے متصل صف اول کا موقف ریاض الجنہ سے خارج ہو جائے گا[2] اس لیے کہ حجرۂ اقدس کی دیوار بجانب قبلہ اس دیوار سے ملتی ہے جو ان ستونوں کے بالمقابل ہے جو صف اول میں کھڑے ہونے والے کے پیچھے ہیں۔ لیکن یہ احتمال مردود ہے اس لیے کہ سب کا عظیم مقصد یہ ہے کہ حجرۂ اقدس کی طرف تمام جگہ ریاض الجنہ ہے لیکن اس احتمال سے اتنا جگہ چھوڑنا اصل مقصد کے خلاف کرنا ہے جو آج تک کسی نے نہیں کہی بلکہ اس میں تمام متفق ہیں۔ مصلی شریف ریاض الجنہ میں ہے۔

---

[1] یہ صورت مسجد نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کے متعلق ہے۔

[2] مثلاً منبر ریاض الجنہ حجرۂ اقدس۔

Marfat.com

فائدہ: علماء کا اتفاق ہے کہ حجرۂ اقدس کے بالمقابل کی تمام جگہ ریاض الجنۃ ہے۔ یہی اعتقاد سب کا متفقہ ہے ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حجرۂ اقدس کی انتہا کا علم نہیں ہو سکا اسی لیے ایک جماعت نے کہا کہ ہمیں کسی تحریر سے تصریح نہیں ملتی کہ حجرہ اقدس کا حد عرض میں کہاں تک ہے۔

فائدہ: راسانی نے فرمایا کہ حجرۂ اقدس کی عرض میں انتہا بجانب شام اسطوانۂ علی رضی اللہ عنہ کے بالمقابل ہے اسی لیے اساطین کے مابین جو ستون بنائے گئے ہیں ان کی صف کی انتہا یہاں تک منتہی ہوتی ہے۔

مصنف کی تحقیق

میں کہتا ہوں صواب وہی ہے جو پہلے گزرا کہ حجرۂ اقدس کا امتداد اسطوانۂ وفود تک ہے اور مسجد نبوی سے بھی عموم مراد ہے کوئی خاص جگہ تک محدود نہیں اور ابن النجار کی تحقیق عنقریب آئے گی وہ یہ کہ مسجد نبوی کا انتہائی حصہ از جانب اس اسطوانہ شریف تک جو منبر مبارک کے متصل ہے لیکن ہماری تحقیق اس کے خلاف ہے جسے ہم آگے چل کر واضح کریں گے۔

فائدہ: حضرت زین مراغی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اعتقاد نہ ہو کہ ریاض الجنۃ صرف یہی ہے جو آج مقررشدہ ہے بلکہ بطرف شام بیوت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پھیلا ہوا ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں مسجد کا یہی آخری کنارہ تھا۔ اس معنی پر ساری مسجد نبوی ریاض الجنۃ ہے کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بیتی (میرا گھر) کے فرمان میں مفرد مضاف کو عام (تمام بیوت) مراد لیے جائیں پھر وہی تحقیق ہے جو پہلے بیان کر چکے ہیں۔

Marfat.com

زین مراغی کا ردّ

زین مراغی کی طرح دوسروں نے بھی یہی کہا اور اپنی تقریر کی تائید اس حدیث سے پیش کی جو زوائد احمد میں ہے کہ ما بین ھذہ البیوت" یعنی بیوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " الی منبری" یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بیوت اور منبر پاک کے درمیان روضۃ من ریاض الجنۃ" ہے۔ لیکن لفظ قبری و بیت عائشہ والی روایت خلاف ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا جہاں لفظ مفرد یعنی بیتی وارد ہے وہاں وہی مفرد ہی مراد ہے اور بس۔

ردّ مذکور کا ردّ

یہ اعتراض مردود ہے اس لیے کہ روایات قبری و بیت عائشہ کی تصریح ہمارے مقصد کے خلاف نہیں اس لیے کبھی فرد کا ذکر محض اہمیت کے اظہار کے لیے آتا ہے تو یہاں بھی وہی ہے کہ بیت عائشہ کی اہمیت سے جملہ بیوت کا مراد لینا ایک دوسرے کے منافی نہیں (خلاصہ یہ کہ جملہ بیوت و مسجد نبوی کل کے کل روضۃ من ریاض الجنۃ ہیں۔

مزید تائید

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ روایت صحیحہ کا لفظ بیتی اور "قبری" کی روایت کا ایک ہی مطلب ہے لیکن القرافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ مفرد اس وقت عموم کا فائدہ دیتا ہے کہ جس میں قلت اور کثرت مراد ہو جیسے الماء و المال لیکن جب یہ نہ ہو تو وہ مفرد مفرد ہی رہے گا۔

Marfat.com

جیسے "العبد" تو یہاں صرف ایک فرد مراد ہو گا۔ یہ قول بھی مردود و مرجوع ہے۔ ایسے ابن دقیق العید نے اختیار کیا جیسے تاج سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا اور "عبدی حر" "میرا غلام آزاد ہے" میں بھی عموم نہیں۔ ایسے ہی زوجتی طالق میں بھی جیسا کہ اسنوی نے فرمایا کیونکہ یہ باب الایمان میں سے ہے تو اس میں وہی عمل ہو گا جو عرف کا ہو۔ لیکن ان مسائل میں ابن عبد السلام فرماتے ہیں۔ ان اقوال میں تمام غلام آزاد ہوں گے اور تمام ازواج مطلقہ۔ اسی پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نص فرمائی اور فرمایا کہ جب کوئی نیت نہ ہو تو عموم ثابت ہو گا۔ اس نص اور حدیث سابق کو ملا کر کہا جا سکتا ہے کہ یہ دلیل تمام دلائل سے احسن ہے اور صحیح مذہب واضح ہوا کہ ریاض الجنۃ منبر اور بیوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی حصہ کا نام ہے اور ادلہ سابقہ سے ثابت ہو چکا کہ منبر شریف بھی ریاض الجنۃ میں داخل ہے اور قبر انور تو "الروضۃ العظمیٰ" ہے۔

فائدہ: ابن زبالہ نے اپنی کتاب میں ایک جگہ حدیث مروی از عبد العزیز بن ابی حازم و نوفل بن عمارہ کے ذیل میں لکھا کہ مزار رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور منبر شریف کے درمیان چودہ ہاتھ اور ہاتھ کا چھٹا حصہ کا فاصلہ ہے۔

تائید مصنف

ابن زبالہ کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے یہ اس وقت ہے جب حضرت عمر اور عمر بن عبد العزیز کی اضافہ شامل کیا جائے کیونکہ انہوں نے دیوار کی بنیاد کو چوڑائی میں ایک ہاتھ اور اس کے چھٹے حصہ کا اضافہ فرمایا تھا کیونکہ ایک مقام پر ابن زبالہ نے اسی مسافت کو تیرہ ہاتھ اور ایک ثلث لکھا ہے اور خود میں نے بھی قبلہ کی طرف کی دیوار کو ناپا تو وہی ہوا جو اوپر مذکور [illegible]

Marfat.com

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا اضافہ نہ ملایا جائے تو ترپن[۵۳] ہاتھ اور ایک بالشت فاصلہ بنتا ہے اور ابن زبالہ کے دور میں یہ اضافہ نہیں ہوا اسی معنی پر اس کا ترپن ہاتھ اور ایک بالشت لکھنا بھی صحیح۔

یاد رہے کہ ذورع سے مراد وہ لوہے والا گز مراد نہیں جو اشمان میں معروف ہے یہی اس کے موافق ہے جو امام اقشہری نے ابو غسان سے نقل کیا ابو غسان سے امام یحیی تلمیذ امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ مراد ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ مزار اقدس اور منبر شریف کا فاصلہ ترپین ہاتھ ہے اور ابن جماعۃ کا کہنا ہے کہ وہ باون ہاتھ ہے تو انھوں نے دیوار کا عرض شامل نہیں کیا اور نہ ہی اس ہاتھ کو شمار کیا جو دونوں مذکور ظرفوں میں ہے۔

ازالۂ وھم

زین مراغی کا پچاس ہاتھ سے کم کہنا مدینہ طیبہ کے پیمائشی گز کے امتیاز سے ہے اور وہ ہمارے بیان کردہ پیمانہ سے ایک قیراط اور اس کی تہائی کم ہے۔ اس کا مزید بیان منبر شریف میں آئے گا کہ موجودہ منبر اصلی منبر سے قبلہ کی جانب پیمائش کے گز کے مطابق بیس قیراط آگے کو ہے اور ریاض الجنۃ میں اگلے حصہ کے اعتبار سے تین قیراط۔

شہر خوباں مدینہ پاک کے قدیم و جدید مکین تا سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ طوفان کے بعد: حلبی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہے کہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے اترے تو

Marfat.com

کل اسّی افراد تھے وہ بابل کی طرف دس روز میں بارہ فرسنگ تک پھیل گئے چونکہ اُترتے وقت ان کی گنتی اسّی تھی۔ اسی مناسبت سے اس جگہ کا نام سوق الثمانین پڑ گیا۔

اس مقام میں وطنیت کی بنیاد ڈالی توالد و تناسل سے ان کی ایک کثیر جماعت بن گئی اور سب نے جمع ہو کر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ بنایا۔ جب ان میں کفر و کافری کی رسم شروع ہوئی تو ان میں اختلاف و تفریق شروع ہو گئی اور ہر ایک نے جداگانہ حیثیت قائم کر لی۔ جس کی وجہ سے ان کی بہتر زبانیں ایجاد ہو گئیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں الہام فرمائی وہ عمیلق و طسم لاوذ بن سام بن نوح کے بیٹے اور عاد اور عبیل عوص بن ارم بن سام کے بیٹے اور ثمود و جدیس جاثر بن ارم بن سام اور قنطور بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام تھے۔ ان میں سے عبیل نے یثرب میں سکونت اختیار کی اور یثرب عبیل[۱] کا بیٹا تھا۔ یہ لوگ یہاں سے نکل کر جحفہ میں مقیم ہو گئے۔

جحفہ کی وجہ تسمیہ

یہاں زوردار بارش آئی اور ان کو بہا کر لے گئی۔ اسی مناسبت سے اس جگہ کا نام جحفہ پڑ گیا۔

کسی شاعر نے ان کا مرثیہ کہا۔ ؎

---

[۱] عبیل بروزن امیر ۱۲۔

عینی جواد علی عبیل و ھل
یرجع من فات بیضھا بالسحام
عمروا یثربًا و لیس بھا شفرٌ[1]
ولا صارخ ولا ذو سنام
غرسوا لینھا بمجری معین
ثم صفوا النخیل بالآجام

ترجمہ: میری آنکھیں عبیل پر آنسو بہا رہی ہیں کیا جس کی سفیدی وسیاہی سے بدل جائے پھر واپس لوٹ سکتا ہے۔ انھوں نے یثرب کو آباد کیا لیکن آج وہاں کوئی نہیں نہ ان کے مرغ نہ اونٹ۔ چشموں کے کنارے بہتر ین باغ بوئے لیکن اب ٹیلے ہیں اور کھجوروں کے باغ خشک پڑے ہیں۔

مدینہ پاک کا سب سے پہلا ساکن

بعض نے کہا سب سے پہلے مدینہ پاک میں یثرب بن فاختہ بن مہلا ئیل بن ارم بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام نے سکونت اختیار کی بعض کے نزدیک اس میں سب سے پہلے جس نے گھر بنایا اور کھیتی باڑی کی اور باغ بوئے وہ بنو عملاق بن ارفخشد بن سام تھے جنھیں عمالقہ و عمالیق کہا جاتا ہے۔ بہت سے املاک اور سلطنتیں ان کے ہاتھ لگیں۔ بحرین و عمان

---

[1] بفتح الشین وضمھا مع سکون الفاء ای احد مثلاً کہا جاتا ہے لیس بالدار شفرٌ ای احد "کوئی ایک بھی دار میں نہیں" ۱۲ قاموس۔

Marfat.com

حجاز شام اور مصر تک ان کا تصرف ہوا۔ شام کے جبابرہ اور مصر کے فراعنہ ان ہی کی اولاد ہیں اور زمین حجاز میں ارقم ان کا بادشاہ تھا اور مدینہ طیبہ بنو عوف اور بنو مطر و بل مقیم ہوئے اور جرہم مکہ معظمہ میں جا ٹھہرے اور قنطور وطسم وجدیس یمامہ میں۔

فائدہ: زید بن اسلم نے کہا کہ ان کے ایک کی آبرو کی ہڈی والی جگہ پر اتوار اور اس کے بچے آرام سے بیٹھے دیکھے گئے (یعنی قد وقامت کے لحاظ سے لمبے چوڑے لوگ تھے) ان کی عمریں بہت دراز اور ان کے عیش فراغ ہوئے یہاں تک کہ چار چار سو سال تک ان کے ہاں جنازہ تک نہ اٹھتا تھا اور نوحہ تک کی آواز بھی کوئی نہیں سنتا تھا۔

شہر مدینہ پاک کا سنگ بنیاد

ابو منذر شرقی رحمۃ اللہ علیہ (جو اکابر علماء حدیث سے ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث تاسیس مدینہ منورہ کی سلیمان بن عبداللہ بن حنظلہ غسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی اور اسی کے مطابق ایک اور روایت بواسطہ ایک مرد قریشی ابو عبیدہ بن عبداللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے ملی چونکہ مادہ اتفاق دونوں کا ایک تھا۔ میں نے دونوں کا مضمون اکٹھا کیا وہ یہ کہ جب موسیٰ علیہ السلام مناسک حج کی ادائیگی کے لیے مکہ میں آئے تو بنی اسرائیل سے بہت سے لوگ ان کے ساتھ تھے حج کے بعد ان کا گزر سر زمین مدینہ سے ہوا۔ چونکہ انہوں نے توریت میں مدینہ عالیہ کے متعلق موطن نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنا

Marfat.com

بڑا اچھا۔ اس لیے ان میں سے چند ایک گروہ نے آپس میں مشورہ کر کے موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت چھوڑ کر اس سرزمین میں رہائش اختیار کی ان کی پہلی قیام گاہ سوق بنی قینقاع ہے۔ وہاں کے باشی عام دیہاتی ان سے مانوس ہوگئے یہانتک اپنا سابق مذہب ترک کر کے ان کا مذہب اختیار کیا۔ اس قول سے مدینہ میں یہودیوں کا رہنا پہلے ثابت ہوتا ہے اصحاب تاریخ کے نزدیک ترجیح پہلی خبر کو ہے یعنی یہود سے پہلے عمالقہ رہتے تھے۔ یہودیوں نے ان کے بعد سکونت اختیار کی۔

ہارون علیہ السلام کی مزار[۱] مدینہ پاک میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

اقبل موسیٰ و ھارون حاجین فمرا بالمدینۃ فخافا من یھود فخرجا مستخفین فنزلا احدا فغشی ھارون الموت فقام موسیٰ فحفرعہ ولحد ثم قال یا اخی انک تموت فقال ھارون فدخل فی لحدہ فقبض فحثا علیہ موسیٰ التراب وھو دال علی کونھم بالمدینۃ زمن موسیٰ۔

ترجمہ: موسیٰ و ہارون علیہ السلام حج کے لیے آئے تو ان کا مدینہ طیبہ سے

۱؎ آج تک یہ بھی شہرت اسی طرح قائم ہے۔ فقیر اویسی خود تو اس مزار شریف پر نہیں جا سکا لیکن وہاں مقیم چند افراد کہتے تھے کہ یہاں یہ مزار اسی نام سے مشہور ہے۔ ۱۲

Marfat.com

گزرہوا یہودیوں کے خوف کی وجہ سے چھپ کر چلے اُحد شریف میں ٹھہرے تو ہارون علیہ السلام کو موت نے گھیر لیا موسیٰ علیہ السلام نے اُن کی قبر کھودی اور ان کو قبر میں داخل کر کے اُوپر مٹی ڈال دی۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہود موسیٰ علیہ السلام سے پہلے مدینہ پاک میں موجود تھے۔

فوائد

(۱) اسے ابن شبہ نے روایت کیا بسند لاباس بہ اس میں ایک راوی ایسے ہیں جن کا نام نہیں لیا گیا۔

(۲) عنقریب ہم آگے چل کر مدینہ پاک کے مشہور مقامات میں بیان کریں گے اس میں بیان آئے گا جماد میں ایک[1] قبر ہے اس پر لکھا ہوا ہے:

انا رسول اللہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام الی یثرب۔

ترجمہ: میں رسول اللہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا قاصد یثرب میں آیا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے:

انا رسول اللہ عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام)

---

[1] اس میں بتانا یہ ہے کہ یہ قبر واقعی ہارون علیہ السلام کی سمجھنا ضروری نہیں بلکہ محتمل ہے۔ واقعی ایسے ہی احتمال ہے ورنہ تفسیر روح البیان میں ان کی مزار اپنے ملک میں بتائی گئی ہے۔

Marfat.com

الی اھل قری عزنیہ۔

ترجمہ: میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا قاصد اہل قری عرنیہ کے ہاں آیا ہوں۔

داؤد علیہ السلام کا حملہ اہل مدینہ پر

ابن زبالہ مشائخ (بوڑھے) اہل مدینہ سے بیان کرتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں اس میں صعل و فالح مقیم تھے ان کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام نے جنگ لڑی۔ ان پر غلبہ پایا اور یہاں سے ایک لاکھ نوجوان لڑکیاں کنیزیں بنا کرلے گئے۔ اور ان کی گردنوں میں کیڑے مسلّط کر گئے جس کی وجہ سے وہ تباہ و برباد ہو کر مرے۔ ان کی قبریں یہاں کی ریتلی زمین اور پہاڑو اور نہر کے ڈھے ہوئے کناروں پر ہیں۔

اعجوبہ انہیں سے ایک عورت داؤد علیہ السلام کے ساتھ نہ جا سکی ان کا نام زہرہ تھا وہ یہیں مقیم رہی لیکن بعد کو ہجرت کا ارادہ کیا تو ایک مرد کو کرایہ پر لیا تاکہ وہ اسے کسی شہر میں پہنچائے۔ جب وہ سواری پر بیٹھنے لگی تو اسے کیڑے چمٹ گئے۔ اسے کہا گیا کہ تجھے کیڑوں نے گھیر لیا ہے کہا انہی کیڑوں نے میری برادری کو تباہ و برباد کیا تھا۔ اس پر کہا:

رب جسد مصون و مال مدفون بین زھرۃ و راتون

بہشت سے جسم محفوظ اور زہرہ و راتون کے درمیان مال مدفون ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ابھی اس نے اُوپر کی عبارت ختم ہی کی تو کیڑوں نے اسے مار ڈالا۔

فائدہ: بعض مورخین کہتے ہیں کہ اس میں بنو ہف۔ بنو مطر۔ بنو الازرق۔ مقیم تھے اور مخیض سے غراب الصائلہ و قصا مین احد شریف کے کناروں تک پھیلے ہوئے تھے۔ یہ پرانے کھنڈرات انہی کی یادگاریں ہیں۔

یہودی مدینہ میں کب سے مقیم ہوئے

عروہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ جب عمالقہ ان بلاد میں پھیل گئے اور مکہ مدینہ اور حجاز وغیرہ ان کے تصرف میں آ گیا تو انھوں نے فسق و فجور اور سرکشی و دیگر بہت بڑی غلط کاریوں کو اختیار کر لیا۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد غرق فرعون فتح بلاد شام و ہلاک کنعانیاں کے ایک لشکر عظیم عمالقہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ سب کا استیصال کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے یہود کو عمالقہ پر غلبہ و فتح عطا فرمائی تو بحکم موسیٰ بادشاہ ارقم کے بیٹے کے سوا تمام کو قتل کر دیا اور چونکہ وہ نوجوان نہایت ہی حسین و جمیل تھا جس کی شکل و صورت دیکھ کر بہ تقاضائے بشری اس کے قتل میں توقف کیا اور دربارِ رسالت میں جدید حکم کے طالب ہوئے۔ اتفاقاً ان کے حاضر ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام وصال فرما گئے۔ جب بنی اسرائیل نے لشکر موسویہ کے فتحیاب واپس ہونے کی خبر سُنی تو وہ خوشی سے ان کے استقبال کو آئے اور کیفیت دریافت کی تو اُنھوں نے جواب دیا کہ سوائے اس حسین و جمیل آدمی کے جس کو ہم ہمراہ لائے ہیں تمام مردوں کو سوائے عورتوں اور بچوں کے قتل کر دیا ہے۔ بنی اسرائیل یہ بات سن کر ان

Marfat.com

سے نہایت بیزار ہوئے کہ تم نے خلافِ پیغمبر کیا اس جوان کو قتل کرتے
اب ہمارے ہاں تمہاری جگہ نہیں مشورہ کر کے انھوں
نے آپس میں کہا کہ جہاں سے ہم آئے تھے وہاں سے بہتر اور جگہ نہ ملے گی
اسی لیے یہ سب کے سب حجاز کو چلے آئے اور وہیں مقیم ہوئے۔ عمالقہ کے
ہلاک ہونے اور حجاز میں یہود کے رہنے کی وجہ بھی یہی ہے۔

فائدہ: اس وقت یہود قف کے متصل حرہ ومسافلہ کے درمیان
زہرہ میں مقیم ہوئے اور اس زمانہ میں ان کے اموال مسافلہ میں تھے
لیکن ان کے اکثر کا قیام زعابہ کے متصل جہاں سیلاب کا پانی جمع
ہوتا ہے یثرب میں ہوا۔

حجاز سرسبز و شاداب علاقہ تھا

کہتے ہیں کہ اس دور میں حجاز میں تمام شہروں سے زیادہ باغات اور اشجار
تھے اور اس میں پانی کی فراوانی تھی۔

فائدہ: محمد بن کعب القرظی فرماتے ہیں ہارون علیہ السلام کی اولاد میں
سے قریظہ اور ان کی تمام برادری بنو ہدل و عمرو ابناء الصریح والنضیر بن
التحام بن الخزرج بن الصریح سب کے سب ہجرت کر کے مذینب
و مہروز میں قیام پذیر ہوئے۔

یہودیوں نے نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھی سنی تو ہجرت کر آئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل

Marfat.com

پر بخت نصر نے نہایت ہی ظلم کیا تو انھوں نے سوائے عرب کی طرف ہجرت کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا کیونکہ وہ تورات میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف پڑھا سنا کرتے تھے۔ اسی ارادہ پر عرب آئے کہ ممکن ہے کہ ان کی زیارت سے مشرف ہوں۔ کیونکہ آپ کا ظہور عرب کے ذات النخل (کھجوروں والے) شہر میں ہوگا۔ اسی لیے وہ شام ویمن کے راستوں پر

جس شہر کو اسی طرز پہ پاتے

مقیم ہو جاتے اس خیال پر کہ شاید یہی وہ شہر خوباں ہو اور یہیں پر دیدار حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر آئے لیکن زہے نصیب ان کے جو اصلی مقام پہ پہنچے اور وہ تھے ہارون علیہ السلام کی اولاد کے وہ خوش قسمت جو تورات کے احکام پر پابندی سے عمل کرتے تھے لیکن افسوس کہ ان خوش بختوں کو شرف زیارت تو نہ ملا لیکن نبی پاک شہ لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاکر فوت ہوئے اور اولاد کو وصیت کی کہ جب آپ تشریف لائیں تو طوق غلامی گلے میں ڈال کر ان کا غلام بے دام رہنا لیکن ان کی اولاد کی شوم بختی کہ وہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر جاننے پہچاننے کے باوجود حسد کے مارے نہ صرف منکر بن بیٹھے بلکہ دشمنی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور حسد کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہ کہتے کہ ہمارے سے پہلے انصار کو دولت ایمان کیوں نصیب ہوئی۔

محبان رسول کے اعداء بے یار و مددگار ہو کر مرے

بنو قریظہ کا خیال ہے کہ جب روم نے ملک شام پر غلبہ پایا تو قریظہ ونضیر وھدل ملک شام سے حجاز کی طرف اس ارادہ پر نکل پڑے کہ وہ بھی اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ روم کے بادشاہ نے

Marfat.com

لشکر کو اُن کی گرفتاری کے لیے بھیجا لیکن وہ لشکر سے بھٹک گیا بجائے حجاز کے شام و حجاز کے درمیان ثمدؒ کے مقام پر پہنچ کر پیاسے مر گئے اسی روز سے اس جگہ کا نام ثمد الروم پڑ گیا۔

فائدہ: ابن زبالہ نے فرمایا کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انصار سے پہلے عرب کے یہود کے ساتھ بنو نیف قبیلہ تھا وہ بلی قبیلہ کی ایک شاخ تھی۔ بعض کہتے ہیں وہ عمالقہ کا بقایا تھا اور بنو مزید بھی بلی قبیلہ کی ایک شاخ تھی اور بنو معاویہ بن الحارث بن بہثہ بن سلیم اور اور بنو جذبار یمن کا ایک قبیلہ ہے اور بنو انیف کے قباء میں بیٹھے کنوئیں کے نزدیک قلعے تھے اور مال بھی جسے القائم کہا جاتا اور دیگر اشیاء بھی ان کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

لو نطقت یوما قباء لخبرت
بانا نزلنا قبل عاد و تبّع
و آطا منا عادیۃ مشمخرۃ
تلوح فتنکی من لفادی و تمنع

ترجمہ: کاش قبا کبھی بول پڑتی اور بتاتی کہ ہم تو یہاں پر عاد و تبع سے پہلے مقیم تھے۔ اور ہمارے قلعے اونچے اونچے ہیں (جو بیابان میں چمکتے ہیں) ۔ اور ہماری سرگزشت بتلاتے ہیں۔

فائدہ: ایسے ہی اوس و خزرج کے نزول سے پہلے یہاں پر بنو قیس و

لہ ثمد بفتح الثاء والمیم مفتوحۃ اور ساکنہ بارش کا پانی جو ریت کے نیچے محفوظ رہے جب اس کی ریت ہٹائی جائے تو زمین پر پھیلنے لگے۔ بعض نے کہا وہ پانی جس کا کوئی اصل نہ ہو۔

Marfat.com

بنو ناعظہ ہے۔ بنی انیف قبا میں مقیم تھے۔ بعض نے کہا کہ بنو ناعظہ یمن کا ایک قبیلہ ہے ان کے مکانات بنو حرام کی وادیوں میں تھے۔ پھر انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مساجد الفتح کی طرف منتقل کر دیا اور بنو قریظہ اسی دار میں مقیم تھے جو آج بھی ان کے نام مشہور ہے اور ان کے ساتھ ان کے اعزہ و اقارب بنو حدل۔ بنو عمرو بھی مقیم تھے۔

فائدہ: ہدل کو اس لیے ہدل کہا جاتا کہ اس کے ہونٹ لٹکے ہوئے تھے۔

اور بنو النضیر بھی ان کے ساتھ مقیم تھے (کذا قال ابن الزبالہ فی النواعم) انھی میں کعب بن اشرف تھا اور ان کے عام قلعے فاضحہ میں (جو جفاف[2] کے علاقہ سے تھا اور چند قلعے ابن ہشام کے قصر کے پیچھے اور بنو امیہ کے مکانات کے آگے اور کچھ بویلہ قلعے تھے۔

اور واقدی نے کہا بنو نضیر کی منازل درختوں کے کنارے پر تھیں اور بنو مزید بنی حطمہ و ناعمہ بن ہیم بن ہشام میں تھے اور بنو معاویہ بن مزید میں تھے اور بنو ماسکہ مروان کی جاگیر کے قریب (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جاگیر مستقل ہے) رہتے تھے۔ ان کے بستی میں دو قلعے تھے جن کے آثار حسینیات کے غربی جانب موجود ہیں اور بنو محیم اس مکان میں رہتے تھے جو محیم کے نام سے مشہور ہے وہاں ان کا باغ اور مال و اسباب تھا۔ بنو زعورا مشربہ ام ابراہیم میں رہتے تھے اور بنو زید لات میں۔

ابن زبالہ نے فرمایا یہی عبد اللہ بن سلام کی برادری کے لوگ بنو غصینہ

---

[1] حرہ کے غربی جانب جس کا آج کل فائضہ نام ہے۔ ۱۲ حاشیہ خلاصۃ الوفاء ۱۲۔
[2] اسے آج کل قربان سے تعبیر کرتے ہیں۔

Marfat.com

کے قریب رہتے تھے اور بنو قینقاع بطحان کی پل کے منتہی پر تھے وہ العوالی کے قریب ہے۔ یہاں ان کا بازار تھا۔ ان کے دو قلعے پل کے منقطع ہونے پر ان کے دو قلعے تھے جب مدینہ طیبہ کو حرہ شرقیہ سے العوالی کو جاؤ تو یہ قلعے دائیں جانب ہوتے تھے۔

(ف) بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابن سلام کی برادری کے لوگ حضرت یوسف صدیق علی نبینا علیہم السلام کی اولاد سے ہیں اور بنو حجر اس پل کے نزدیک رہتے تھے جو مشربہ کے نزدیک ہے اور بنو ثعلبہ واہل زہرہ میں مقیم تھے۔ یہی قطیور کی برادری ہے۔ ان کے بادشاہ کی گندی عادت تھی کہ اہل مدینہ کی دلہن کو پہلی رات اپنے ہاں شب باشی کرتا اور اہل جوانیہ جوانیہ میں تھے۔ دو قلعے صرار دایان انہی کے تھے جو بعد کو بنو حارثہ کے قبضہ میں آگئے اور بنو جذ ماذمین کا ایک قبیلہ تھا جو عبد الاشہل کے گورستان اور ابن عراق کے قصر کے درمیان میں رہتے تھے پھر یہاں سے راتج کی طرف منتقل ہو گئے اور بنو عکوہ بنو حارثہ کے دائیں اور بنو مز۔ یہ ان کے بائیں جانب مقیم تھے۔ شیخان ان کا قلعہ جو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جاگیر تمغ میں واقع تھا۔ ان کے بعض ناتج

میں تھے۔ ان کے قلعے کا نام ناحیہ تھا اور ان کے بعض شوط وعنابس وراتج وزبالہ میں تھے علین فاطمہ کی طرف جہاں مسجد نبوی شریف کے لیے پکی اینٹیں تیار کی جاتی تھیں اور اہل شوط کا باب کے قریب ایک شرعبی نامی قلعہ تھا جو بعد بنی جشم بنی عبد الاشہل کے بھائیوں کے قبضہ میں چلا گیا اور اہل راتج کے قلعہ طرفہ میں قباۃ کے متصل واقع تھا اور بعض یہودیوں کے یہاں دو قلعے شیخان نامی تھے یہاں ایک مسجد تھی جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے نماز پڑھی۔ اسے مسجد الشیخین[1] کہا جاتا تھا اس کا ذکر آئے گا (انشاء اللہ) اور اہل زبالہ کے دو قلعے ابو الکمر اور رابض کے ٹیلے کے نزدیک تھے اور یہاں اور بھی بہت سے قلعے تھے اور یثرب میں یہودیوں کی کافی بستیاں آباد تھیں لیکن بعد کو ان کا کوئی ایک بھی باقی نہ رہا۔

بعض نے کہا کہ یہاں بیس سے زائد یہودیوں کے قبائل آباد تھے اور ان کے ساتھ دوسرے اہل عرب کو ملا کر ستر سے زائد قلعہ جات تھے۔

فائدہ: قلعہ جات مدینہ طیبہ کی زینت و حفاظتی بند ہیں اس لیے ان کے توڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ پر یہود سیل العرم (تیز بارش) کے بعد سے اوس و خزرج کی آمد تک مسلسل سالہا سال آباد رہے۔ اس کی تشریح آنے والے اوراق میں ہے۔

ارض سباء[2] کا قصہ

اس کی مضبوط دیوار[3] کو ایک ٹڈی نے توڑ کر رکھ دیا جس کا قصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا۔ اور یہ دیوار مآرب میں تھی اور سبا کا علاقہ جسے "بلدۃ طیبۃ" (عمدہ شہر) سے تعبیر فرمایا اور آباد و شاداب ایسے تھے کہ کوئی عورت سر پر ٹوکرہ رکھ لیتی اور ہاتھوں سے سوت کاتتی جاتی۔ درختوں کے نیچے گزرتے وقت

---

[1] بفتح الجیم وتشدید الراء موضع قرب احد فی شمال المدینۃ ۱۲ وفاء الوفاء ۱۲ شیخ کا تسمیہ ان دو قلعوں کی مناسبت سے اسے مسجد الشیخین کہا جاتا ۱۲۔

[2] اس بند کا قول ایک فرسنگ تھا۔

[3] سورۃ سبا آیت ۱۵۔ [4] سورۃ سبا آیت ۱۸۔

[5] بلقیس جو سبا کی بادشاہ تھی ملک یمن میں اپنے دیس کو خوب بسا گئی تھی باقی جھیلوں کا سیل سمیٹ کر ایک جگہ روکا اور تین کھڑکیاں رکھیں۔ اونچی اور نیچی زمینوں کے واسطے سارے برس جلنہ کا پانی موجود رہتا تھا جتنا چاہتے خرچ کرتے خوب سرسبزہ آباد ملک ہوا۔

Marfat.com

بغیر میوہ توڑنے کے اس کا ٹوکرا میوہ جات سے بھر جاتا اور یہ سرسبز و شاداب طول و عرض شہر دو مہینے کی راہ سوار کی سیر کی مقدار سے زائد تک پھیلے ہوئے تھے اور اس ملک کے مقیم ایک مذہب پر متفق اور بکثرت ہونے کے ساتھ امن و امان کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اگر ان کو کوئی اکیلی عورت گھر سے نکلتی تو اسے زادِ راہ لے جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ وہ ایک بستی سے دوسری بستی تک رات گزارتی۔ شام کے ملک تک بلا خوف و خطر چلی جاتی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(بقیہ حاشیہ)

ارشاد گرامی ہے: لقد کان لسباء فی مسکنھم آیۃ الخ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ سبا کوئی مرد تھا کہ عورت یا زمین کا نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وہ مرد تھا اور اس کے دس بیٹے ہوئے جن میں سے چھ نے یمن میں سکونت اختیار کی اور چار نے شام میں

پھر جنھوں نے یمن میں سکونت اختیار کی وہ مذحج و کندہ واز د و اشعری و انمار و حمیر ہیں اور جنھوں نے شام میں سکونت اختیار کی وہ لخم و جذام و عاملہ و غسان ہیں

(رواہ عباس ابن حمید باسناد حسن و ابن عبد البر) ابن کثیر از امام احمد)

کہا جاتا ہے کہ اہم بادشاہ تھا اور اسی نے سب سے پہلے مکانوں کی چھتوں کو لکڑی سے پاٹنا ایجاد کیا اور فارس کے لوگ اس کو آدم اصغر کہا کرتے تھے اور ابن کی اولاد کا نام وبار تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ پر ریگ رواں بھیجی جس نے ان کو پاٹ کے ہلاک کیا اور سبا کا نام عبد شمس بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے اور سہیلی نے کہا اس کا نام سبا اس وجہ سے مشہور ہوا کہ سبا بمعنی قید کرنا اور چونکہ اسی نے قید کرنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

وجعلنا بينهم و بين القرى التى باركنا فيها

اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم

(بقیہ حاشیہ صد گذشتہ سے)

کا طریقہ سب سے پہلے نکالا تو عرب نے اس کو سبا کہنا شروع کیا ہے اور بعض نے کہا کہ اسی نے سب سے پہلے تاج پہنا۔

جمہور علماء کہتے ہیں کہ عرب دو قسم پر منقسم ہیں:

۱۔ ایک قحطانیہ

۲۔ عدنانیہ

پھر قحطانیہ کی دو شاخیں ہیں:

سبا و حضرموت

اور اسی طرح عدنانیہ کی بھی دو شاخیں ہیں:

ربیعہ و مضر

اور رہی قوم قضاعہ تو ان کے بارہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ قحطان کے نسب سے ہیں اور بعض نے کہا کہ عدنان کے نسب سے ہیں

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ تمام عرب نسب اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام ہیں لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کی نشو و نما مکۂ معظمہ میں قبیلہ جرہم کے درمیان ہوئی اور جرہم خود عرب تھے پس قول صحیح یہ ہے کہ عرب عربا قبل اسمٰعیل علیہ السلام کے موجود تھے اور انھیں میں عاد و ثمود و طسم و جدیس و امیم و جرہم و عمالیق ہیں ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ قوم سبا بادشاہان یمن و اہل یمن تھے اور اقوام تبع جو عرب میں مشہور ہیں وہ انھیں میں سے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجہ بلقیس انہی میں سے تھی اور سبا کے جملہ قبائل بہت اچھی نعمت و عیش میں تھے کہ باقی عرب ان پر حسد کرتے تھے کیونکہ ان کی بلاد و سیلع اور عیش

(بقیہ حاشیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

نے برکت کر رکھی ہے۔

اس سے شام کی بستیاں مراد ہیں وہ ظاہر بامعنیٰ تھیں کہ ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

فراخ اور ہر طرح کے پھلوں اور اناج سے رزق کثیر ان کو حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنے جلیل پیغمبروں کو بھیجا جو ان کو نصیحت کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کے رزق و عیش میں مالا مال رہو لیکن اللہ تعالیٰ کی توحید و عبادت سے شکر گزاری کرتے رہو اور انھوں نے بھی نصیحت کو قبول کر کے شکر گزاری کی اور زمانہ دراز تک جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا اسی خوبی کے ساتھ رہے پھر آخر جو کچھ حکم دیا گیا تھا اس سے منہ موڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سیل عرم یعنی پانی کا سخت سیلاب بھیجا کہ اس نے ملک کو برباد کر دیا اور سبا پراگندہ و پریشان کر دیا تھا۔

مواہب الرحمٰن ترجمہ مع شرح تفسیر ابن کثیر میں لکھا کہ علماء انساب نے ذکر کیا ہے کہ سبا مذکور مرد مسلمان تھا اس نے زمانہ قدیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بشارت کو اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے۔

مترجم (امیر علی صاحب مواہب الرحمٰن) کہتا ہے غالباً اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے کی نبوت سے معلوم کیا ہوگا۔ (فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ ہمارے نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کتنا بلند شہرہ تھا کہ ہر نبی علیہ السلام اپنے زمانہ کے لوگوں میں آپ کے متعلق اوصاف و کمالات کچھ ایسے انداز میں بیان کرتے تو وہ ہماری طرح رسول محبوب مدنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نادیدہ غلام بن جاتے۔ جیسے ہزاروں اس قسم کے واقعات فقیر نے اپنی تصنیف آدم تا ایں دم میں درج کیے ہیں منجملہ ان کے ایک یہی ہے جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

دوسرے کے قرب کی وجہ سے نظر آتی تھیں لیکن ان لوگوں نے نعمت الٰہی

(دیکھو حاشیہ صفحہ گذشتہ سے)

مواہب الرحمٰن و ابن کثیر میں ہے۔" صاحب مواہب الرحمٰن نے لکھا کہ اس کے اشعار عربیہ یہ ہیں جو ہمدانی کی کتاب الاکلیل میں مذکور ہیں۔ اشعار ؎

سیملك بعدنا ملك عظیم
نبی لا یرخص فی الحرام

"ہمارے بعد عنقریب ایک بادشاہ عظیم پیغمبر مالک ہو گا جو حرام کے معاملہ میں اجازت نہ دے گا۔

و یملك بعده منهم ملوك
یدینوه انقیاد بکل دامی

اور اس پیغمبر کے بادشاہ کے بعد چند بادشاہ مالک ہوں گے جو ہر طرح سے اس کی فرمانبرداری کیلئے جان حاضر کریں گے۔

و یملك بعدهم منا ملوك
یصیر الملك فینا بانقسام

اور ان کے بعد ہم میں سے بادشاہ ہوں گے اور بادشاہت ہمارے درمیان بٹوارہ میں ہو جائے گی۔

و یملك بعد قحطان بنی
تقی سید خیر الانام

اور بعد آل قحطان میں ایک پیغمبر ہو گا اور نہایت متقی اور تمام عالم کا سردار ہو گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

کی قدر نہ کی اور کبر و غرور میں گھر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ:

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

یسمی احمد ایالیت انی

اعمر بعد مبعثہ بعام

اس پیغمبر خیر الانام کا نام احمد ہو گا۔ کاش مجھے اس وقت عمر دی جاتی جب اس پیغمبر کی بعثت پر ایک سال گزر جاتا۔

فاعضدہ واجلوہ بنصری

بکل مدجج و بکل رام

پس میں اس کی تائید کرتا اور اپنی مدد اس پر نثار کرتا بذریعہ ہر نیزہ اور ہر تیر انداز کے۔

متی یظھر فکونوا ناصریہ

ومن یلقاہ یبلغہ سلامی

اے میری اولاد جب یہ سردار پیغمبر ظاہر ہو تب تم اس کے مددگار ہو جائیو اور جو کوئی تم سے اس کے دیدار کو پاوے اس کو میرا سلام پہنچا دے۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن ص ۱۵۱/۱۵۲ سورہ سبا پ ۲۲)

فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ ہم کم از کم اس نادیدہ عاشق کی طرح تو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت رکھیں۔ اس نادیدہ عاشق نے کسی بھی نبی علیہ السلام سے سنا ہو گا اور ہم نے تو خود اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی اور قرآنی ارشادات سنے۔ اس کے بعد صاحب مواہب الرحمٰن نے لکھا کہ مترجم کہتا ہے کہ سبا کی حسن نیت ظاہراً قبول ہوئی کیونکہ انصار مدینہ در حقیقت

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

باعد بين اسفارنا

اے ہمارے رب ہمارے سفروں میں درازی کردے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

اُسی قوم میں سے بنو غسان کے چچیرے ہیں اور اُنھوں نے بڑی جان نثاری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب مہاجرین کی مدد کی فسبحان اللہ الملک الحق المبین۔

اس کے بعد صاحب مواہب الرحمٰن نے لکھا کہ شیخ نے کہا کہ پھر یہ جاننا چاہیئے کہ حدیث الصدر میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سبا دعرب میں سے ایک مرد تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان عرب العاربہ میں سے تھا جو سام بن نوح کی نسل سے قبل اولاد اسمٰعیل بن ابراہیم الخلیل علیہم السلام اس ملک میں موجود تھے اور بنا بر قول سوم کے وہ نسل ابراہیم علیہ السلام سے ٹھہرتا ہے اور یہ امر اگرچہ علماء انساب میں مشہور نہیں ولیکن اس وجہ سے صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح البخاری میں وارد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کی طرف گزرے جو تیر اندازی کی مشق کرتے تھے فرمایا کہ اے اولاد اسمٰعیل تیر اندازی کرو کہ تمھارا باپ بھی تیر انداز تھا۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ اسلم تو انصار میں سے ایک قبیلہ ہے اور انصار کے دونوں گروہ یعنی اوس وخزرج بنو غسان میں سے سبا رکے یمنی عرب ہیں کیونکہ جب سبا کے ملکوں پر اللہ تعالیٰ نے سیل العرم کا سیلاب بھیجا تو سبا کے سب قبائل متفرق ہوگئے پس ان میں

اوس وخزرج کا ٹکڑا یہاں آکر یثرب میں اترا اور یہی مدینہ ہے اور انکے باقی چچا زاد بھائی جاکر شام میں اترے اور ان کو غسان اس وجہ سے کہنے لگے کہ جس پانی پر اترے تھے اس کا نام غسان تھا۔ اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

کہ دیگر مقامات عرب کی طرح سفر میں بیابان و میدان ہوں تاکہ سواریوں کے ذریعہ شام کی طرف منازل طے کریں (یہ ان کی نعمتوں کی ناشکری تھی کہ غلط دُعا مانگ بیٹھے ۔) اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا فوراً قبول کر لی چنانچہ فرمایا :

فجعلناھم احادیث ومزقناھم کل ممزّق

تو ہم نے ان لوگوں کو کہانیاں کر دیا اور انھیں مکمل پریشانی سے پراگندہ کر دیا ۔

فائدہ : ضحاک سے مروی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فترۃ کے دور میں تھے اور یہ بند کا طول و عرض ایک فرسنگ (تین میل) تھا ۔ اسے لقمان اکبر عادی نے تیار کیا ۔ بقول دیگر اس کے بیٹے نے بنایا ۔ بعض کہتے ہیں ۔ اس کی بنیاد سبا بن یشجب نے رکھی ۔ مکمل کرنے سے پہلے فوت ہوا تو اس کی تکمیل حمیر کے بادشاہوں نے کی ۔ اس میں یمن کا تمام پانی جمع ہوتا پھر اس سے تمام ملک سیراب ہوتا ۔ حمیر و کہلان سبا کے بیٹوں کی اولاد میں

حاشیہ ، کہ اس کی اولاد دس عرب ہوئے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ خود اس کی پشت سے پیدا ہوئے اور بعض سے سبا تک دو تین پشت اور کم و بیش کا واسطہ ہے ۔ چنانچہ یہ سب ان کتابوں میں مذکور ہے جو عرب کے انساب کے بیان میں ہیں ۔ اور یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سبا کی اولاد کے قبائل میں سے چھ نے یمن میں اور چار نے شام میں سکونت اختیار کی تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب ان کے بلاد پر سیلاب عرم آیا تو بعد اس کے چھ قبائل تو انھیں ملکوں میں رہے اگرچہ متفرق ہو گئے اور چار ان وہاں سے نکل کر شام وغیرہ میں متفرق ہو گئے ۔ حاشیہ ختم

Marfat.com

کے اُمراد و ملوک تھے۔ ان سب کا سردار عمر مزیقیاء بن عامر ماء السماء بن حارثہ بن امراء القیس بن ثعلبہ بن مازن ابن الازد تھا۔ بعض کے نزدیک اسد بن الغوث بن نبث بن مالک بن زید بن کہلان بن سباء بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ یہ سب مانتے ہیں کہ اہل یمن کے جملہ قبائل کا نسب قحطان تک پہنچتا ہے۔ البتہ قحطان کے بارے میں اختلاف ہے۔

قحطان کا نسب نامہ

اکثر کہتے ہیں کہ قحطان کا نام عابر ہے اس کا نسب نوح علیہ السلام تک یوں ہے کہ عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ بعض نے کہا یہی ہود علیہ السلام ہیں جن کو قحطان سمجھتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں قحطان ہود علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے عربی میں گفتگو فرمائی۔

عرب متعربہ کے باپ قحطان اور عرب مستعربہ کے باپ اسماعیل علیہ السلام ہیں اور عرب عاربہ ان سے عاد و ثمود و عمالیق وغیرہم کی طرح پہلے ہیں۔ اسی لیے زبیر بن بکار قحطان کا نسب نامہ یوں بیان کرتے ہیں:

قحطان بن الھمیسع بن تیم بن بنت بن اسماعیل علیہ السلام

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انصار کو مخاطب ہو کر فرمایا:

هاجرا مكم يا بني ماء السماء

یہاں پر "بنی ماء السماء" سے انصار مراد ہیں کیونکہ ان کے دادا عامر کا "ماء السماء" لقب تھا یا اس سے تمام اہل عرب مراد ہیں کیونکہ ان کا اکثر گزر اوقات

Marfat.com

بارش پر تھا یہ اس کی دلیل ہے جو کہتا ہے کہ عرب سب کے سب اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اسی طرح اکثر کا میلان ہے۔ اگرچہ اس کے خلاف بھی ثابت ہے۔

مسئلہ: عرب میں جو شرافت و بزرگی کے مستحق ہیں وہ صرف بنو اسماعیل ہیں اور بس اسے ہم اور واضح طور پر اصل کتاب (وفاء الوفاء) میں بیان کیا گیا ہے۔

عمرو مریقیا کی عورت مسماۃ طریفۃ الحمیریہ کاہنہ تھی اور اس کے تیرہ لڑکے تھے۔ ثعلبہ اوس و خزرج کا جد حارث خزاعہ کا دادا ان کے بارے میں اور اقوال بھی ہیں۔

(۳) جفنہ غسان کا دادا ان کے بارے میں اور اقوال ہیں وداعہ وابو حارثہ کا دادا بھی حارث ہے اور عوف و کعب و مالک نے اولاد چھوڑی لیکن باقی تین لاولد فوت ہوئے۔ ان سب سے بڑا دولت مند اور زیادہ مالدار عمر مریقیا تھا۔ اس کے بھائی عمران (جو لاولد بھی تھا) نے خواب دیکھا کہ یہاں کے مقیم عنقریب تباہ و برباد اور یہ تمام علاقے ویران و غیر آباد ہو جائیں گے۔ اور اس کی تصدیق اس کی زوجہ طریقہ نے بھی کی کیونکہ وہ بھی کاہنہ تھی۔ عمرو نے اس کی علامات پوچھیں تو اس نے کہا کہ جب تم دیکھو کہ گھونس اور چوہے اس بند میں بکثرت ہو گئے ہیں اور ان کا ہر ایک پتھروں کو دھکیلتا پھر رہا ہے تو سمجھنا کہ اس عذاب کا

Marfat.com

وقوع عنقریب ہو جائے گا۔ عمرو نے بند کو چل کر دیکھا تو واقعی گھونس اور چوہے وغیرہ بند کے پتھروں کو آسانی دھکیل رہے ہیں حالانکہ بند کے ایک پتھر کو پچاس طاقت ور آدمی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا سکتے تھے۔ اب اسے یقین ہوا کہ یہ تباہی لازمی ہے اسے دل میں مخفی رکھ کر یہاں سے نکلنے کا پختہ ارادہ کر لیا لیکن قوم سے آسانی سے نکل جانا آسان نہ تھا۔ کیونکہ قوم اس کے چلے جانے کے حق میں نہ تھی اس معاملہ میں اس نے حیلہ بنایا وہ یہ کہ اس نے ایک یتیم کو پالا تھا اسے خلوت میں بٹھا کر سکھایا کہ میں تمام برادری کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں تم بھی آنا میرے قریب کہیں بیٹھ جانا۔ جب میں کوئی گفتگو کروں تو میرے ساتھ وہی کرنا بدکلامی بلکہ دشنام طرازی سے پیش آنا پھر میرے ساتھ وہی کرنا جو ایک اپنے مخالف سے کرتا ہے۔ یہ طے کر کے ایک دن سب کی دعوت کی۔ عمرو نے یتیم سے سخت کلامی کی تو اس نے ترکی بہ ترکی نہ صرف جواب دیا بلکہ گالی گلوچ کے علاوہ ہاتھا پائی کی۔ اس پر عمرو نے شور مچایا اور زور زور سے کہا آج میری عزت خاک میں مل گئی ہے جسے میں نے پالا پوسا آج وہ میری عزت خاک میں ملا رہا ہے۔ لیکن قوم دیکھتی رہ گئی۔ ایسے بے عزت لوگوں میں رہنا بے سود ہے۔ پھر اعلان کر دیا کہ یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں میرا سامان اور زمین اور مکانات جو چاہے خرید لے۔ عمرو کے حاسدین نے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر تمام اموال و اسباب اور زمین خرید لی اور نہ صرف عمرو بلکہ ازد کے لوگوں نے اس کی اتباع کی۔ جب کوچ کرنے کا وقت آیا تو تمام اعلان کیا جس پر بکثرت عوام اس کے ساتھ ہجرت کے لیے تیار ہو گئے اور سب اپنے مال مویشی بیچ کر عمرو کے ساتھ ہو لیے۔

فائدہ: بعض نے کہا یہ حیلہ گر اور مال بیچ کر ہجرت کرنے والا ثعلبہ بن عمرو تھا اور ظریفہ بھی اس کی زوجہ تھی کیونکہ عمرو تو بند ٹوٹنے سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔

Marfat.com

فائدہ: بعض نے کہا کہ عمرو کی فوتیدگی کے بعد یہ سرداری اس کے بھائی عامر عاقل کے حصہ میں آئی اور حیلہ مذکورہ اور ہجرت اسی نے کی اور عمرو کے بیٹے حارثہ کو کہا کہ اگر میں تمہیں طمانچہ ماروں تو تم بھی مجھے طمانچہ مارنا اس نے کہا تجھے کو طمانچہ اور میں یہ نہ ہو سکے گا اس نے کہا اس میں تمہاری اور قوم کی بھلائی ہے۔

موسلا دھار بارش کی طرح بند چل پڑا اُسے کوئی شے نہ روک سکتی تھی یہاں تک کہ اس نے تمام عمارات و باغات کو غرق کر ڈالا۔ صرف وہی بچ گئے جو پہاڑوں یا ٹیلوں پر تھے جیسے ذمار۔ حضر موت۔ عدن۔ باقی تمام مکانات و باغات مٹ کر رہ گئے۔ اور پانی نے ریت کے ٹیلوں کو بہا کر زمین کے برابر کر دیا اور طریفہ کاہنہ نے ان کو ہجرت کے شہر بھی بتلائے۔ بعض نے کہا عمرو کاہن نے بتائے تھے

ل واضح ہو کہ ان کا قصہ یہ ہے کہ بلاد یمن میں یہ وادی دو پہاڑوں کے درمیان واقع تھی اور بیچ میں بہت بڑا وسیع ملک تھا۔ پس دونوں پہاڑوں سے پانی رواں ہو کر وادی میں آتا تھا اور اس کے دیگر وادیوں اور بارش کی روانیوں سے پانی آ کر مجتمع ہوتا جس سے سیلاب شدید کی کیفیت ہو جاتی گویا زمین دریا بہ رہے ریگستان ہے جس میں کچھ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ پس اس قوم کے شاہان قدیم نے دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار بلند مضبوط مستحکم بنائی حتی کہ پانی جمع ہو کر چڑھ جاتا تھا اور ان دونوں پہاڑوں کے مضافات میں تمام ملک کے قطعات کو سیراب کرتا تھا۔ پس لوگوں نے طرح طرح کے میوہ دار درخت لگائے جن سے نہایت عمدہ تر و تازہ میوہ جات حاصل ہوئے جو نہایت خوش رنگ و خوش مزہ نہایت کثرت سے (بقیہ حاشیہ آئندہ)

Marfat.com

اس کے بعد ازد عمان میں اور وداعہ بن عمرو ہمدان کے ایک علاقہ
کرو میں اسی لیے یہ اسی نسبت سے مشہور ہیں اور ازد شنوأۃ میں سراۃ
ایک خزاعہ بطن مُر میں اور اوس وخزرج یثرب کو چلے گئے. اور غسان کا قبیلہ

(بقیہ صد گزشتہ سے)

ہوتے تھے. چنانچہ حضرت قتادہ وغیرہ سلف کے علماء تابعین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ درختوں کے میوہ جات کی بہ کثرت تھی کہ عورت اپنے سر پہ ٹوکری رکھ کر درختوں کے نیچے میوہ جات چننے کے واسطے چلتی تو کثرت کی وجہ سے اس قدر پکے پھل ٹپکتے تھے کہ اس کی ٹوکری بھر جاتی. بدون اس کے کہ اس کو چننے کی تکلیف اٹھانی پڑے اور یہ دیوار بلند جس کا ذکر ہوا شہر مآرب میں تھی جو صنعاء سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے اور وہ آج تک سد مارب کے نام سے مشہور ہے. اگرچہ اس کا نشان مندرس ہو گیا اور دیگر علماء نے بیان کیا کہ منجملہ انعامات الٰہی کے یہ بھی تھا کہ ان ملکوں میں آب و ہوا نہایت خوشگوار تھی حتیٰ کہ زہریلے کیڑے مکوڑوں میں سے وہاں کوئی نہیں پایا جاتا تھا حتیٰ کہ کھیاں و مچھر و پسو نہیں پیدا ہوتے تھے اور یہ نہایت صحت مزاج و اعتدال ہوا کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت اس قوم کے ساتھ زائد تھی تا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں چنانچہ حق عزوجل نے فرمایا لقد کان لسبا فی مساکنہم آیہ. یعنی سبا کے واسطے ان کے مساکن میں لطف قدرت الٰہی عزوجل کی آیت عظیمہ تھی. لیکن قوم بے قدر تھی. ایسی عظیم نعمت کی ناشکری کی تو عذاب کے مستحق ہو گئے جس کی تفصیل گزری ہے حالانکہ ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ ہم ایسے عذاب میں مبتلا ہوں گے.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سیل رواں

(بقیہ صفحہ آئندہ میں)

Marfat.com

آل جفنہ بصریٰ میں دور سدیر ارض شام اور جذیمہ الابرش وغیرہ غسانی عراق میں ہجرت کر گئے۔

طریفہ کاہنہ کی مسجع عبارت

طریفہ نے یثرب کے متعلق کہا:

من کان منکم یرید الراسخات فی الوحل المطعمات فی المحل فلیلحق بیثرب ذات النخل۔

بعض عمرو کی طرف منسوب کر کے یہ جملہ بڑھایا ہے:

المدرکات بالدخل المطعمات فی المحل

بعض نے کہا کہ اس نے یہ بھی کہا:

فلیلحق بالحرۃ ذات النخل

ہجرت کا آغاز: جب یہ لوگ وطن کو چھوڑ کر نکلے تو ودا عہ نے ہمدان

(بقیہ صفحہ گزشتہ سے)

سے عذاب دینا چاہا تو دیوار (بند) توڑنے کے لیے گھوس اور چوہے پیدا کر دیئے۔ ابن وہب نے فرمایا کہ ان کو اپنی کتب سے معلوم تھا کہ اس طرح کا عذاب آئے گا اور اس کے گھوس اور چوہے بنیں گے۔ اسی طرح بند کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بلیاں چھوڑ دیں لیکن تقدیر کا مقابلہ کون کر سکتا ہے وہاں کے گھوس اور چوہے اتنے بکثرت پیدا ہوئے کہ بلیوں پر غالب آگئے اور بند میں سوراخ بنا لیے۔ سوراخوں سے دیوار کمزور ہو گئی۔ جب سیلاب شدید کا جھٹکا آیا تو دیوار بیٹھ گئی اور سیلاب کا تمام پانی بستی میں بکھر گیا جس سے تمام عمارات و باغات تباہ ہو گئے۔

نبی محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ، جذب القلوب

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

یمن ان کا ساتھ چھوڑا۔ ازد نے شنوأة میں (مکہ معظمہ اور سراة کے درمیان ہے) بسیرا بنایا اور عمران بن عمرو ان کے ساتھ تھا وہ ان کو یہاں چھوڑ کر اپنی بقایا اولاد کو لے کر (ان میں بعض ازد کے لوگ بھی تھے) چشمہ غسان پر اُترے اس چشمہ کے نام پر یہ خود مشہور ہو گئے۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا: ؎

اما سألت فانا معشر نجب
الازد نسبتنا والماء غسان

ہم سے لوگ ہمارا نسب پوچھتے ہیں تو ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم ازد اور چشمہ غسان ہیں۔

فائدہ: ابومنذر شرقی نے کہا کہ ان میں سے لحی جس کا نام ربیعہ بن عمر بن حارثہ تھا جدا ہو کر مکہ معظمہ میں آیا۔ عامر جرہمی نے مکہ کے بادشاہ کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اس سے عمر بن لحی پیدا ہوا جس نے ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بدل ڈالا۔

فائدہ: ازرقی رحمہ اللہ[1] نے فرمایا کہ جب عمرو بن عامر اپنے ملک کو چھوڑ چلا تو راستہ میں ہر شہر پر غلبہ پاتا چلا گیا۔

فتح مکہ

جب یہ لوگ مکہ معظمہ میں پہنچے تو یہاں کی آبادی جرہم پر مشتمل تھی۔ انہوں نے بھی گرد و نواح کے لوگوں پر غلبہ پا رکھا تھا اور کعبہ معظمہ کی تولیت بنو اسمٰعیل وغیرہ کے سپرد کر رکھی تھی۔

میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ جو اس عذابِ غرق سے بچے ان کی نجات کا اصل سبب یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار کا وجود انہی لوگوں سے مقدر تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انھیں بچا لیا۔

[1] مکہ معظمہ کے مؤرخ ہیں ۱۲ رحمہ اللہ ۱۲۔

Marfat.com

ثعلبہ بن عمرو بن عامر نے اہل مکہ (جرہم وغیرہ) کو پیام بھیجا کہ ہم اپنے شہر سے ہجرت کر کے چلے تو راستہ میں ہر اہل شہر نے ہمیں آنکھوں پر بٹھایا خوب خدمت کی اور اپنے ہاں ٹھہرنے کا کہا لیکن ہم کو کوئی علاقہ پسند نہیں آیا۔ اب ہم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں ہمیں اجازت دو تاکہ ہم مستقل سکونت کریں اور شام وغیرہ سے رابطہ قائم کریں گے۔ اس میں ہم سب کی بھلائی ہے لیکن جرہم نے نہ مانا۔ ثعلبہ نے اتماماً للحجہ کے طور دوبارہ پیغام بھیجا۔ ہم نے یہاں لازماً رہنا ہے اگر تم برضا و رغبت اجازت دے دو کہ تمہارا شکریہ بلکہ ہم مل جل کر زندگی بسر کریں گے تو خوشحالی ہمارے قدم چومے گی۔ اگر تم نہیں چاہتے تو بھی ہم جبراً ڈیرہ جمالیں گے پھر ہم تمہیں چراگاہ میں نہیں جانے دیں گے کچھ بچا تو تمہیں دیں گے ورنہ بھوکے مرو گے۔ ایسے ہی چشموں پر ہم قبضہ جمالیں گے۔ تمہیں پانی کے بجائے گارہ چھاننا پڑے گا۔ اگر لڑنا ہے تو ہم تیار ہیں لیکن یاد رکھو کہ ہم نے جب غلبہ پایا تو پھر تمہاری عورتوں کو قید اور تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور پھر حرم کی زیارت کے لیے ترستے رہو گے لیکن جرہم اپنی ضد میں اڑے رہے۔ بالآخر ثعلبہ نے جنگ کا حکم جاری کر دیا۔ جرہم نے تین دن کی لڑائی کے بعد ہتھیار ڈال دیئے۔ ثعلبہ سے جرہم نے شکست کھائی اور جرہمی اکثر مارے گئے جو بچ گئے وہ متفرق ہو کر کہیں بھاگ گئے۔ گویا اب ثعلبہ نے مکہ معظمہ کو فتح کر لیا۔

فتح مکہ کے بعد

فتح مکہ کے بعد ثعلبہ اپنے لشکر سمیت مکہ شریف کی آبادی میں پھیل گیا ابھی ایک سال گزرنے پایا کہ یہ سب کے سب بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اس

Marfat.com

بیماری ہیں یہ لوگ کبھی پہلے مبتلا نہ ہوئے تھے اسی لیے میں مبتلا ہوں۔ اس کے بعد اس پہلے کی طرح مسجع کلام پڑھا جو اس کے دوسرے شہروں میں منتقل ہونے کا اشارہ تھا لیکن یہ مسجع کلام اس کے علاوہ تھا۔

اوس وخزرج مدینہ پاک میں

حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو کے دو بیٹے اوس وخزرج مدینہ طیبہ چلے آئے اور خزاعہ ان سے جدا ہو کر مکہ معظمہ میں چلا گیا۔ اس میں ربیعہ بن حارثہ بن عمرو نے اقامت اختیار کی یہی لحیؔ ہے (جس نے عرب میں بت پرستی کی بنیاد رکھی) اور اسی کو مکہ معظمہ کی تولیت سونپی گئی۔

اوس وخزرج کی ماں کا نام

یاقوت نے کہا کہ جب یہ لوگ یمن سے نکلے تو ثعلبہ بن عمرو بن مزیقیاء حجاز کو متوجہ ہو کر ثعلبہ پہنچ کر ٹھہرا۔ یہ جگہ اسی کے نام سے موسوم ہوئی۔ جب اس کی اولاد بکثرت ہوئی اور مال ودولت کی فراوانی ووسعت پائی تو مدینہ طیبہ کا رُخ کیا اس میں یہود پہلے سے مقیم تھے ان کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

قریظہ۔ نضیر۔ خیبر۔ تیماؔ ووادی القریٰ میں پھیل گئے لیکن ان کے اکثر نے مدینہ طیبہ میں اقامت اختیار کی۔ اوس وخزرج کا نام قیلہ بنت عمرو بن جفنہ تھا جیسا کہ کلبی نے کہا۔

بعض نے کہا ان کی والدہ ارقم بن جفنہ بن عمرو مزیقیاء کی لڑکی تھی بعض نے کہا وہ کاہل بن عذرہ بن قضاعہ کی لڑکی تھی اور قضاعہ اکثر کے نزدیک حمیری تھا لیکن اوس وخزرج ابنائے قیلہ مشہور ہیں اور اوس کی

Marfat.com

اولاد سے مالک نامی تھا۔ تمام قبائل اُس کی اولاد ہے۔

فائدہ: خرائطی نے کہا کہ جب اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو فوت ہونے لگا تو تمام قوم جمع ہوگئی اور کہا ہم تمھیں کہتے تھے کہ تو اور نکاح کر لے لیکن تو نہ مانا۔ اب دیکھ تیرا صرف ایک لڑکا ہے اور خزرج کے پانچ بیٹے ہیں۔ اس نے کہا جس کا مالک جیسا لڑکا ہو وہ کبھی نہیں مرتا کیونکہ جو ذات درخت سے آگ نکال سکتی ہے وہ اکیلے مالک کو بے شمار اولاد عطا فرما سکتی ہے۔ پھر مالک کی طرف متوجہ ہو کر کہا بیٹا ذلت سے موت بہتر ہے۔ اور یہ اشعار پڑھے ؎

فقعل الذی اردی ثمود اوجرهما
سیعقب لی نسلا علی اخرالدهر

تقربهم من ال عمرو بن عامر
عیون لدی الداعی الی طلب الوتر

الم تات قومی ان الله دعوة
یفوز بها اهل السعادة والبر

اذا بعث المبعوث من آل غالب
بمكة فیما بین زمزم والحجر

هنالك فابغوا نصره ببلادكم
نبی عامر ان السعادة فی النصر

اشعار پڑھنے کے بعد اللہ کو پیارا ہوگیا۔

اوس کی اولاد

شرقی نے کہا کہ مالک بن اوس کے تین لڑکے پیدا ہوئے

Marfat.com

(۱) عمرو (۲) عوف (۳) مُرّہ

انھیں اوس اللہ کہا جاتا ہے یہی جعادرہ کہلاتے اس لیے کہ جس قصر میں ان کی رہائش تھی وہ اسی نام سے مشہور تھی۔ یہ آنے والے مضمون کے خلاف ہے کیونکہ جتنا قبائل ان سے پھیلے ان میں یہ بات نہیں۔

فائدہ: ابن حزم نے کہا کہ عامر بن عمرو بن مالک بن اوس سب کے سب عمان میں رہ گئے تھے۔ ان کا کوئی بھی مدینہ طیبہ میں نہیں اس لیے یہ انصار نہیں ہو سکتے۔

خزرج کی اولاد

خزرج کے پانچ بیٹے تھے:

۱۔ عمر ۲۔ عوف ۳۔ جشم ۴۔ کعب ۵۔ حارث

ان کی اولاد بکثرت پھیلی۔

فائدہ: ابن حزم نے کہا کہ سائب بن قطن بن عوف خزرجی بھی عمان میں رہ گئے۔ ان کی اولاد میں سے کوئی بھی انصار نہیں کیونکہ یہ عمان سے مدینہ طیبہ نہیں آئے۔ اسی طرح بنی الحارث بن الخزرج کے بعض کے متعلق لکھا۔ ہاں بنی جفنہ بن عمرو مزیقیاء کے بعض لوگ انصار میں شمار ہوئے۔

فائدہ: شرقی نے فرمایا کہ جب اوس و خزرج کی اولاد مدینہ طیبہ میں آئی تو عالی۔ سافل مدینہ میں پھیل گئے۔ بعض تو یہود کی بستیوں میں مقیم ہوئے۔ بعض نہ بنی اسرائیل کے ساتھ ٹھہرے اور نہ ہی ان عرب کے ساتھ جو بنی اسرائیل کے دوست تھے ان کے ساتھ مقیم ہوئے

Marfat.com

حالانکہ اس وقت دولت وثروت بنی اسرائیل کے ہاتھ میں تھی لیکن انھوں نے اپنی ایک علیحدہ حیثیت سے بستیوں کے ساتھ قلعہ جات بنائے۔

فائدہ: ابن زبالہ اہل مدینہ کے بوڑھوں کی زبانی لکھتے ہیں کہ اوس وخزرج نے یہ قلعہ جات یہود سے لیے تھے لیکن ان کی طاقت اور شمار یہود کے وجود سے تھی۔ اسی لیے کچھ مدت ٹھہر کر یہود کو کہا کہ ہمارے ساتھ امن وسلامتی کے ساتھ معاہدہ کر لو تاکہ ہم آپس میں امن وسلامتی سے بسر کر سکیں بلکہ باہر کے حملہ آور کو اجتماعی طور مقابلہ کر سکیں۔ یہود نے قبول کر لیا۔ اس پر بہت عرصہ دراز تک ایک دوسرے کا ساتھ نبھایا لیکن جب اوس وخزرج میں مالی طاقت بڑھ گئی اور آبادی کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہو گئے تو قریظہ ونضیر کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں غلبہ پاکر ہمیں اپنے گھروں سے نہ نکال دیں اسی لیے معاہدہ توڑ لیا۔ اگرچہ یہ بھی مالی اور آبادی کے لحاظ سے ان سے زائد تھے لیکن ان سے خائف رہتے تھے۔ یہاں تک انھیں مالک بن عجلان بنو سالم بن عوف بن خزرج کا بھائی ظاہر ہوا جسے انھوں نے یعنی اوس و خزرج نے اپنا سردار چن لیا۔ اب کوئی بھی نئی دلہن اپنے شوہر کے پاس نہ جاتی جب تک یہود کا بادشاہ پہلی رات اس سے شب باشی نہ کرتا۔

مالک بن عجلان کی بہن کی دانش مندی

مالک بن عجلان کی بہن کی اس کی برادری میں شادی ہوئی تو وہ اپنے بھائی کے سامنے بھری مجلس میں صرف ایک کپڑا[1] پہن کر باقی جسم ننگا کرکے بھائی

---

[1] بکسر الفاء ۱۲ او فاء الوقار ۱۲

Marfat.com

کے سامنے گزری جسے بھرے مجمع نے دیکھا۔ اس سے مالک بن عجلان آگ بگولا ہو گیا فوراً مجلس سے اُٹھ کر بہن کو سخت ملامت کی اس نے کہا آئندہ شب جو میرے ساتھ ہونا ہے اس سے بڑھ کر ہے (گویا غیرت دلانے کے لیے اسی نے یہ کھیل کھیلا) وہ بہن کی بات سن کر بظاہر خاموش ہو گیا لیکن دل میں یہود کے بادشاہ کے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا چنانچہ جب شب کو اس کی بہن اس کے پاس بھیجی گئی تو وہ تلوار لے کر عورتوں میں مل کر وہاں پہنچا جہاں یہود کے بادشاہ کی سند بچھی تھی۔ جاتے ہی اس کی گردن اُڑا دی اور پھرتی سے اپنی قوم میں واپس پہنچ کر چھپ گیا۔

شام میں اوس و خزرج کی برادری کے لوگ شاہی کر رہے تھے ان کو اطلاع بھجوائی کہ یہود ہمارے سر ہو گئے ہیں تم ہماری مدد کو پہنچو۔ اطلاع کے لیے رمق بن زید سلمی کو روانہ کیا اس نے شام میں پہنچ کر ابو جبیلہ کو خبر دی یہ وہی بنو جشم بن خزرج ہیں جو یثرب کو چھوڑ کر شام کو چلے گئے تھے۔

فائدہ: بعض کا قول ہے کہ ابو جبیلہ جفنہ بن عمرو مزیقیاء کی اولاد سے تھا۔ شام میں اس کی شاہی تھی۔ رمق نے یہود کا تمام ماجرا سنایا جسے ابو جبیلہ سن کر شام سے ان کی مدد کے لیے کافی لشکر لے کر یثرب پہنچ گیا۔

قولِ دیگر

رزین نے شرقی سے نقل کیا کہ فطیون یعنی شاہ یہود کی شرط یہی تھی کہ دلہن پہلی شب اس کے ہاں گزارے جب اوس و خزرج مدینہ طیبہ میں اقامت پذیر ہوئے تو ان کے ساتھ بھی یہی کھیل کھیلے (تو کامیاب نہ ہو سکا) اس لیے کہ مالک بن عجلان کی بہن جب بنی سالم کے کسی سے بیاہی گئی تو اس نے اپنے دستور کو اطلاع بھجوائی مالک بن عجلان گھر پر تھا۔ اس کی بہن اس کی تلاش

Marfat.com

میں نکلی اسے ایک بھرے مجمع میں مجھے بیٹھا پایا تو زور سے پکارا بھائی نے کہا تمھیں شرم نہیں آئی گھر سے نکل کر اتنا دور مجھے بلانے آئی۔ پھر چلا کر بول رہی ہے اس نے کہا بھائی ناراض نہ ہوں جو میرے ساتھ ہونے والا ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ مالک بن عجلان نے بہن سے ماجرا سنا تو کہا فکر نہ کریں اس کا کام تمام کر ڈالوں گا۔ بہن نے پوچھا وہ کیسے اس نے کہا کہ میں عورتوں کے لباس میں تیرے ساتھ چلوں گا اور تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اسے اسی شب کو قتل کر کے شام میں ابو جبیلہ (شام کے بادشاہ) کے ہاں پہنچ گیا جیسے کہ پہلے گزرا ہے کہ یہ ان کی برادری کے تھے۔ یہ جب مدینہ طیبہ میں آئے تو وہ شام کو چلے گئے وہاں انھیں بادشاہی مل گئی۔ ابو جبیلہ نے مالک بن عجلان کی روئیداد سن کر بہت بڑا لشکر تیار کیا لیکن یہ ظاہر یہ کیا کہ اہل یمن پر حملہ کرے گا لیکن مالک بن عجلان چھپا رہا اور ابو جبیلہ ذی حرض کے ہاں ٹھہرا اور اوس وخزرج کو اپنے پاس بلا لیا اور بہت بڑی رعایت و مروت سے پیش آیا۔

یہود کا قلع قمع

بنی اسرائیل یعنی یہود کو پیام بھیجا کہ شاہ شام تمھارے لیے بہت بڑے تحائف لایا ہے آ کر لے جائیے یہ اس لیے کیا کہ کہیں انھیں خطرہ نہ ہو کہ یہ ان کے ساتھ لڑنے آیا ہے۔ وہ اس خطرہ سے قلعوں میں چھپ جاتے تو پھر ان کا نکالنا مشکل ہو جاتا۔ یہود اس کے جھانسے میں آ گئے اور ان کے تمام لیڈر شاہ شام کے خوان یغما پر پہنچ گئے اس نے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اس کے بعد اوس وخزرج کا راج ہو گیا اور مدینہ

Marfat.com

طیبہ میں یہی معزز و مکرم ہو گئے۔

تبّع حمیری رضی اللہ عنہ

بعض نے کہا کہ مالک بن عجلان فطیون (شہ یہود) کو قتل کر کے تبع اصغر (رضی اللہ عنہ) کے ہاں یمن میں حاضر ہوا اور یہود کی شکایت سنائی تو تبع نے معاہدہ کیا اور قسم کھائی کہ اس وقت تک اپنی عورت کے پاس نہ جاؤں گا اور نہ ہی خوشبو لگاؤں گا اور نہ ہی شراب پیوں گا جب تک مدینہ طیبہ میں چل کر یہود کو نیست و نابود نہ کر ڈالوں چنانچہ ایسے کر دکھلایا۔

کعبۃ اللہ کا پہلا غلاف

ابن قتیبہ نے فرمایا کہ تبع اصغر بن حسان تبابعہ کا آخری بادشاہ ہے وہ شام میں گیا۔ وہاں کے بادشاہ غسانی تھے۔ انھوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ پھر حجاز کی جانب مقام مستقر میں پہنچا۔ وہاں یثرب کے لوگ درخواست لے کر آئے کہ ہم نے یہودیوں کو حلیف بنایا۔ اب معاہدہ توڑ کر ہم پر ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ آپ سے رحم کی درخواست ہے۔ تبّع اصغر نے ان سے امداد کا وعدہ کیا اور یثرب میں آ کر اُحد شریف کے کنارے اُترا اور یہودیوں کو دعوت دی جب وہ آ گئے تو ان کے تین سو پچاس کو تہ تیغ کر کے ارادہ کیا کہ مدینہ طیبہ کو ویران کر کے چھوڑے گا۔ یہود اپنے سر کردہ اڑھائی سو آدمیوں کا وفد لے کر آئے اور تبع کو کہا کہ آپ اس شہر والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگرچہ آپ بڑی طاقت کے مالک ہیں اور زین پر کام کر گزرتے ہو گے لیکن یہ شہر مبارک تمہارے ویران کرنے

Marfat.com

کا نہیں اس لیے کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک نبی (آخر الزمان) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے جو کعبہ معظمہ سے ہجرت کر کے یہاں تشریف لائیں گے۔ تبع یہ سُن کر اس ارادہ سے باز آ گیا اور یہ ناصح یہودی اور اس کے دوسرے ساتھی کو لے کر مکہ معظمہ میں پہنچا اور کعبہ معظمہ پر چادر چڑھا کر واپس یمن کو چلا گیا اور ان دونوں یہودی علماء کو ساتھ لے گیا بلکہ ان کا دین بھی قبول کیا۔

یہود و تبع کی جنگ

علامہ شرقی کہتے ہیں کہ ابو جبیلہ جب اہل مدینہ کی مدد سے فارغ ہو کے تو شام کو لوٹے۔ ان کی آخری تبع کرب بن حسان بن اسعد حمیری کی ملاقات ہو گئی وہ اُس وقت مشرق کے علاقہ جات کو فتح کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے جیسے تبابعہ کی عادت تھی جب یہ مدینہ طیبہ پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے کو چھوڑ کر شام کے ملک سے پھر عراق پہنچے تو اطلاع ملی کہ تمھارے بیٹے کو اہل مدینہ نے قتل کر دیا ہے۔ جوش غضب سے واپس لوٹا اور ارادہ کیا کہ مدینہ پاک کو ملیامیٹ کر دے گا۔ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر اُحد شریف کے کنارے ڈیرہ ڈال دیا اور مدینہ پاک کے چیدہ چیدہ لوگوں کو بلوایا بعض نے کہا اس لیے بلوا رہا ہو گا کہ ہمیں اپنی قوم کی سرداری عطا فرمائے گا۔ احیحہ نے کہا بخدا اس کا بلاوا خیر کا نہیں۔
احیحہ سب سے پہلے خود تبع کو ملا۔ اس کی باتوں سے بھانپ گیا کہ اس کی نیت یہود کے متعلق صحیح نہیں تبع نے کہا کل ظہر تک ہمارے چیدہ چیدہ لوگ آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوں گے تبع سے واپس

Marfat.com

ہو کر اپنے ایک خاص خیمے میں چلا گیا اور یہودیوں کے لیڈر تبع کو دوسرے روز رات کے وقت ملنے گئے۔ تبع نے انھیں بارہ بجے مہمانی خاص کی دعوت دی جسے سب نے قبول کیا۔ جب وعدہ کے مطابق بارہ بجے تبع کے مہمان خانہ پہنچے تو تبع نے سب کو قتل کرا دیا۔ احیحہ اس کارگزاری سے ڈر کر اپنے تیار کردہ قلعہ میں چھپ بیٹھا۔ تبع کے لشکر نے تین دن تک احیحہ کا محاصرہ کیا۔ دن کو لڑائی جاری رہتی۔ رات کو احیحہ ان سے تمسخراً کھجوریں پھینک کر کہتا لو یہ میری مہمانی۔ تبع کو اطلاع کی گئی کہ یہ مضبوط قلعہ میں محفوظ ہے اس کا کیا کیا جائے۔ تبع نے حکم دیا کہ ان کے باغ کو آگ لگا دو۔ اس پر جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ ایک طرف تبع کا لشکر دوسری طرف مقابلہ میں اہل مدینہ کے یہود اور اوس خزرج اہل مدینہ نے ٹیلوں پر قلعے تیار کر لیے۔ تبع نے تمام لشکر کو یکبارگی کا حکم دیا۔ ادھر اہل مدینہ کا رئیس انھی ایام میں عمرو بن طلحہ بنی معاویہ بن النجار کا بھائی تھا۔ تبع کے لشکر نے اہل مدینہ کے قلعوں پر خوب تیر برسائے جن کے نشانات برسوں تک رہے یہاں تک کہ اسلام کے ابتدائی دور میں یہ نشانات موجود پائے گئے۔

یہ جنگ اتنے زوروں پر تھی کہ معرکہ میں خود اس کا گھوڑا مارا گیا اس پر اسے اور جوش ابھرا اور قسم کھائی کہ مدینہ پاک کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ اس کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے یہود کے علماء اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

ایھا الملك ان ھذہ البلدۃ محفوظۃ فانا نجد اسمہا فی الکتاب طیبۃ و انہا مہاجر نبی من بنی اسماعیل علیہ السلام من الحرم۔

Marfat.com

ترجمہ: اے بادشاہ یہ شہر مبارک (تا قیامت) محفوظ ہے اس کا نام ہم نے اپنی کتابوں میں طیبہ لکھا پایا ہے اور یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے۔ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے اور حرم مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائیں گے[1]

فلہذا تم اس پر کبھی غلبہ نہیں پا سکتے۔ بادشاہ کو ان کی یہ بات بہت پسند آئی اور اس ارادہ کو بدل لیا۔ لشکر واپس بلا لیا اور اہل مدینہ کو امان کا پیام بھجوا دیا۔ اور یہود کے دو یا تین علماء کو لے کر یمن روانہ ہو گیا اور راستہ عاکہ میرے ساتھ چلو اور مجھے تمہاری باتوں سے انس و محبت کی خوشبو آتی ہے۔ وہ علماء اسے باتیں سناتے[2] اور وہ ان سے چین پاتا یہاں تک کہ وہ انھیں یمن میں لے گیا وہ یہودی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے یمن میں قدم رکھا۔

---

[1] خلاصۃ الوفاء ص ۱۶۸ ۱۲۔

[2] یہ انھیں کیا سناتے ہوں گے۔ سچ پوچھئے تو بخدا رسول پاک شہ لولاک کے گیت گاتے ہوں گے کیونکہ وہ آج کل کے اُمتی کی طرح احسان فراموش نہ تھے کیونکہ جب ان کو ایسے جبر و تشدد اور سخت جنگ سے جس اسم گرامی کے صدقے امان ملی تو پھر خود سوچئے کیا کہتے ہوں گے اور پھر بادشاہ کو دیکھا کہ اس نے جس نام کے صدقے ہمیں اعزاز بخشا ہے اور وہ بھی ان کی مخالفت سے مسرور نہ ہوتا ہے تو ہمارے رسول پاک کی مدح و ثنا سناتے ہوں گے کیوں کہ ان کی کتابیں نعت مصطفے سے پر تھیں۔ فقیر نے اس موضوع پر آدم تا ایں دم ایک کتاب لکھی ہے اس کا ایک حوالہ پڑھ کر اندازہ لگائیے

Marfat.com

تبع رضی اللہ عنہ کا غائبانہ عشق رسول کا جذبہ اور خط

مبتدا الابن اسحاق میں ہے کہ وہ گھر جس میں حضرت ابوایوب انصاری قیام پذیر تھے جس کا ذکر آتا ہے۔ تبع اول نے بنایا تھا اس کا نام تبان بن اسعد کلیکرب تھا۔ منقول ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ سے گزرا اور اس کے ساتھ چار سو علماء تھے وہ مدینہ طیبہ کی آبادی کو دیکھ کر تبع کا ساتھ

ل اصل کتاب میں متبدا لیکن صحیح مبدا ہے جیسے وفاء الوفاء میں تصحیح فرمائی یہ ابن اسحاق کی کتاب کا نام ہے۔ جبیر بن مطعم روایت کرتے ہیں کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مکے میں شہرہ ہوا میں ملک شام کو گیا ہوا تھا جب بصریٰ میں پہنچا وہاں لوگوں نے مجھ سے پوچھا تو حرم سے آیا ہے میں نے کہا ہاں وہ بولے تو اس کو مکے میں پہچان لے گا جو مکے میں دعویٰ نبوت کرتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک کلیسا میں لے گئے اور بہت تصویریں دکھائیں۔ میں نے کہا ان کی تصویر ان میں نہیں پھر مجھ کو ایک بڑے کلیسا میں لے گئے اور بہت تصویریں دکھائیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصویر دیکھی کہ وہ حضرت کا زانو پکڑے ہوئے ہیں۔ انھوں نے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تصویر لے جانی ہے میں نے کہا ہاں لیکن ان کو نہ بتایا تاکہ ان کو معلوم ہو کہ وہ بھی پہچانتے ہیں یا نہ تب وہ خود بیان کرنے لگے کہ وہ تصویر یہ ہے میں نے کہا ہاں پھر وہ بولے۔ یہ دوسرا شخص کون ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زانو پکڑے ہوئے ہے تو اس کو پہچانتا ہے میں نے کہا ہاں وہ بولے کہ رفیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو ان کے وصال کے بعد ان کے جانشین ہوں گے۔

Marfat.com

چھوڑ کر یہیں پر قیام اختیار کرنے کی آرزو کی۔ تبع نے وجہ پوچھی تو کہا:

نجد فی کتبنا انہا مہاجر بنی اسمہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) فنقیم لعل ان نلقاہ[1]

ترجمہ: ہم اپنی کتابوں میں اس شہر پاک کی علامات پاتے ہیں کہ یہ رسول پاک جن کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے کی ہجرت گاہ ہے ہم یہاں ٹھہرتے ہیں شاید ان کی زیارت نصیب ہو۔

تبع نے ان علماء کا جذبۂ شوق دیکھکر ان میں ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ مکان بنوا دیا اور ہر ایک کا بیاہ کر کے بکثرت مال و اسباب سے نوازا۔ اور ان کو ایک خط بنام رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکھ دیا جس کا یہ مضمون تھا:

شہدت علی احمد انہ
رسول من اللہ باری النسم
فلو مد عمری الی عمرہ
لکنت وزیرا لہ و ابن عم

ترجمہ: گواہی دیتا ہوں کہ بیشک احمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی پیدا کرنے والے کے رسول ہیں۔ اگر میری عمر نے وفا کیا اور میں ان کی

---

[1] کفران و کسر ۱۲۔

[2] گویا یوں کہتے ہوں گے بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد ۱۲۔

Marfat.com

زیارت سے مشرف ہوا تو ان کا وزیر اور خدمت گار رہوں گا۔"

یہ خط لکھ کر اس پر سونے کی مہر لگا کر جو ان کا بڑا عالم تھا اس کے سپرد کر کے وصیت کی کہ یہ عریضہ حبیب خدا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کرنا۔ اگر تم نہ مل سکو تو اولاد کو وصیت کرنا تاکہ میرا یہ عریضہ رسول پاک شہ لولاکؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ سکے۔

تبع کا بنا ہوا مکان بنام نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم

تبع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکان بنام نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنوایا جس کے لیے وصیت کی کہ آپ میرے اسی مکان کو شرف بخشیں اور وہی مکان ان علماء کے اس بزرگ کے حوالہ کیا جو ان سب کا بڑا عالم تھا۔ دور زمانہ کی گزرنے پر مختلف اشخاص سے منتقل ہوتا ہوا حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آیا اور آپ اسی بڑے عالم کی اولاد میں سے تھے۔

۱؎ حضرت تبع رضی اللہ عنہ رسول کریم کا عاشق زار تھا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ایمان کی گواہی دی۔

(۱) لا تسبوا تبعا فانہ کان مؤمنا: تبع کو گالی نہ دو وہ مومن تھا۔

(۲) عن وھب بن منبہ قال نھی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن سب اسعد وھو تبع قال وھب وکان علی دین ابراھیم (علیہ السلام)

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبع کی گالی سے روکا اور وہب نے فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام نے تبع کی گالی سے روکا اور وہب نے فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔

Marfat.com

(۳) روی احمد من حدیث سہل بن سعید رفعہ "لا تسبوا تبعا فانہ کان قد اسلم۔ تبع کو گالی نہ دو اس لیے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

(۴) و اخرجہ الطبرانی من حدیث ابن عباس مثلہ و اسنادہ اصح من اسناد سہل۔

فائدہ: ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم الاولین والآخرین عالم ہیں۔

مزید تائید

ہمارے اس دعویٰ کی تائید حدیث صحیح سے ہوتی ہے۔ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُوتیتُ علم الاولین والاٰخرین (کما قال صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔

"میں پہلے اور پچھلے لوگوں کا علم دیا گیا ہوں"

فائدہ: اس حدیث شریف سے علم عطائی کا بھی ثبوت ملا۔

سوال: ایک حدیث شریف میں ہے:

لا ادری تبعًا کان لعینًا ام لا

"مجھے کیا خبر کہ تبع لعنتی تھا یا نہ"

جواب: علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ یہ لکھ کر خود جواب دیتے ہیں کہ:

محمول علی انہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال قبل ان یعلم بحالہ

اس پر محمول ہے کہ آپ نے لاعلمی کا اظہار اس وقت فرمایا جب آپ کو اس کے متعلق منجانب اللہ علم عطا نہ ہوا تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا تفصیلی علم تدریجی تھا جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

فائدہ : وہ اہل مدینہ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انصار بنے انہی علماء کی اولاد سے تھے جنھوں نے تبع سے اجازت لے کر مدینہ طیبہ میں سکونت کی آرزو کی تھی۔

فائدہ : بعض نے کہا کہ وہ خط جو رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام لکھا گیا تھا۔ وہ بھی حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا جسے انھوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا یہ حدیث غریب ہے اور انصار کے متعلق وہی مشہور ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

تبع کے بارے میں اسلاف صالحین کا عقیدہ

قال المرجانی الا ابا بکویب بن اسعد الحمیری آمن بالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبل ان یبعث بسبعمأۃ و قال شھدت الخ۔

حضرت مرجانی نے فرمایا کہ ابوکریب بن سعد حمیری (تبع) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعثت سے سات سو سال پہلے ایمان لایا

حاشیہ گزشتہ صفحہ : والسلام کی لاعلمی پر آیات و احادیث پیش کرتے ہیں وہ اس قاعدہ سے یا جاہل ہیں یا متجاہل۔

فائدہ : اس سے معلوم ہوا یہ قواعد اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے ہیں جن اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ظاہر فرمایا جنہیں مخالفین نے بدعت سے تعبیر کیا اس سے معلوم ہوا کہ بدعتی وہی ہیں جو ان قواعد کے منکر ہیں۔

Marfat.com

اسی نے کہا تھا شہدت الخ

وہی [۲] دو شعر جو ہم نے اوپر عرض کیے ہیں۔

فائدہ: یاد رہے کہ جس تبع نے کعبہ معظمہ کو غلاف پہنایا وہ اس کا والد اسعد تھا۔

---

[۲]: وہ دو شعر صفحہ ۵۸۹ پر دیکھیے۔ (عربی اشعار میں شہدت ... الخ)

چند تصانیفِ اویسی

شہد سے میٹھا نام محمد	زیارت
شیعہ فرقے	تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ
ابواب الصرف	کشکولِ اویسی

Marfat.com

اوس وخزرج کی خانہ جنگیاں

جب ابو جبیلہ اوس وخزرج کی مدد سے فارغ ہوا تو یہ لوگ مدینہ طیبہ کے اعالی وسوافل میں پھیل گئے اور جاگیروں کے مالک بن گئے اور رہنے سہنے کے لیے چھوٹے چھوٹے قلعے بنا لیے۔

قبائلِ اوس

قبیلہ بنو اشہل بن جشم بن عبد الحارث اور بنو حارثہ بن الحارث بن الخزرج الاصغر بن الاوس حرہ شرقیہ میں بنو ظفر کی شمالی جانب دار بنی اشہل میں مقیم ہوئے۔ اس میں المطری کا خلاف ہے جسے ہم نے اصل (وفاء الوفاء) میں وضاحت سے لکھا ہے۔

یہاں اوس قلعے بنائے ان میں سے ایک واقم ہے۔ یہ علاقہ اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ قلعہ حضیر بن سماک کا تھا ان کا ایک شاعر لکھتا ہے۔

نحن بنینا واقما بالحرۃ

بلازب الطین وبالاصرۃ

ان دونوں قبیلوں (بنو اشہل وبنو حارثہ) کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی

Marfat.com

جس کی وجہ سے بنو حارثہ بنو اشہل پر حملہ آور ہوئے تو بنو اشہل کیلئے بنو ظفر نے دست تعاون بڑھایا لیکن بنو حارثہ غالب رہے جس پر انھیں بنو سلیم کے علاقہ میں جلا وطن کیا اور سماک بن رافع کو قتل کر دیا۔ پھر حضیر بن سماک بنو سلیم کے لے کر دار بنی اشہل میں بنو حارثہ پر حملہ کر کے انھیں خیبر کی طرف جلا وطن کر دیا۔ ایک سال کے بعد حضیر نے بنو حارثہ کو صلح کا پیام بھیجا لیکن بنو حارثہ نے دار بنو اشہل میں واپس لوٹنے سے انکار کر دیا لیکن صلح قبول کر لی اور شامی جانب شرقیہ میں شیخان میں قیام کرنا پسند کیا اس میں بھی المطری کا خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ واپس یثرب میں ٹھہرے۔ اس کی تفصیل ہم نے اصل میں لکھ دی ہے۔

تعارف بنو ظفر

بنو ظفر یہ کعب بن الخزرج ہے ان کے مکانات مسجد بغلہ متصل بنو اشہل بقیع شریف کے مشرق میں ٹھہرے۔ ان کے جوار میں ان کے چچا زاد زعور بن جشم اہل راتج مقیم ہوتے۔ یہی وہ چار قبیلے ہیں یہی آپس میں چار د بنو عمرو بن مالک بن الاوس کی شاخیں ہیں جسے ابن حزم نے ذکر کیا۔

بنو عمرو بن عوف بن مالک قباء شریف میں مقیم تھے اور ان کے قبیلے بکثرت تھے۔ ہر ایک نے اپنا علیحدہ علیحدہ قلعہ تیار کیا۔ جن کی تفصیل یوں ہے:

نمبر شمار	نام قبیلہ	نام قلعہ	محل وقوع
۱	بنو ضبیعہ	شنیف	احجار المراد و مجلس بنی الموالی کے درمیان۔

Marfat.com

محل وقوع	نام قلعہ	نام قبیلہ	نمبر شمار
دار عبد اللہ بن ابی احمد	نام ندارد	کلثوم بن الھدم	۲
یہ بنو عبد المنذر کو ان کے دادا کی دیت میں دیا گیا۔	واقم	احیحہ بن الجلاح الجبی	۳
بنو زید کے اپنے صحنوں میں واقع تھے۔	چودہ قلعے سب کو فیاصی کہا جاتا	بنو زید بن مالک بن عوف	۴
مسکبہ میں مسجد قبار کی شرقی جانب احیحہ کے باغ کے کنوئیں کے نزدیک۔	المستظل	" " "	۵

فائدہ؛ پھر یہ قلعہ بنو منذر کو دیا گیا اور بنو جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف قبار شریف نے قلب مکانی کرکے العصبہ میں قیام کیا۔ یہ مسجد قبار کے غربی جانب ہے اور قلب مکانی رقاعہ اور غنم کے قتل کرنے پر ہوئی پھر اس نے اپنا قلعہ بنایا۔

العصبہ جس کا ذکر اوپر ہوا۔ یہ قلعہ پہلے سفید پتھروں سے تیار کیا پھر گر گیا تو سیاہ پتھروں سے تیار کیا۔	الضحیان[1] اس کا طول و عرض برابر تھا۔	احیحہ	۶

[1] یہی وہ قلعہ تھا جو دور سے نظر آتا تھا۔ احیحہ اسی کے بارے میں لکھتا ہے ؎

Marfat.com

۷	بنو مجدعہ و جحجبا	الجیم	اس مسجد شریف کے نزدیک جس میں رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز پڑھی۔

مسجد اجابہ[۱]: بنو معاویہ بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف بقیع الفرقد شریف کے شمالی جانب ٹھہرے۔ مسجد اجابت انھیں کے محلہ میں ہے۔

حاطب بن قیس غزوہ حاطب انھیں میں ہوا۔

۸	بنو سمیعہ یعنی لوذان بن عمرو بن عوف	السعدان	ریکیح کی گلی کے نزدیک مقیم ہوئے اور انھوں نے قلعہ مذکور باغ کی دیوار کے اندر تیار کیا۔

فائدہ: امراء القیس بن مالک بن اوس کے دو بیٹے واقف و سلم مسجد فضیح کے قبلہ کی جانب مقیم ہوئے۔ واقف سلم سے بڑا تھا۔ اس نے سلم کو طمانچہ مارا۔ آنکھ پھوڑ دی۔ چونکہ بدخلق تھا۔ اسی لیے قسم کھائی

حاشیہ گزشتہ صفحہ وقد اعددت للحدثان حصنا
لو ان المرء تنفعہ العقول
طول الراس ابیض مسمخرٌ
یلوح کانہ سلف صیقل

[۱] یہ مسجد شریف آج بھی اسی نام سے موجود ہے ۱۲

Marfat.com

کہ بھائی کو ساتھ نہیں رکھے گا۔ اسی لیے سلم بنی عمرو بن عوف کے ہاں چلا گیا یہاں اس کی اولاد بڑھی لیکن ۱۹۹ھ میں اس کی نسل منقطع ہو گئی حالانکہ زمانہ جاہلیت میں ان کے ایک ہزار جنگی جوان اپنی نسل سے تھے۔

بنو وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن اوس اپنے تعمیر کردہ مکانات میں ٹھہرے جو ان کی مسجد کے قریب تھے۔

۹	بنو عطیہ بن زید	شاش	یہ بھی بنو وائل کے بھائی ہیں انھوں نے صفنہ میں بو جبلی کے اوپر کی جانب مکانات بنائے اور یہ قلعہ قبلہ رخ واقع ہے۔ مسجد قبا شریف اس کے بائیں جانب پڑتی تھی۔

بنو امیہ[۱] بن زید بنی زید کے بھائی اپنے تعمیر کردہ مکانات میں رہتے تھے۔ سیلان مذنیب ان کے گھروں سے عبور کرتی تھی اور اسی سے ہی اپنے کاروبار چلاتے تھے اور العہن کے شرقی جانب واقع تھی۔

---

[۱] اسی بنو امیہ سے وہ دوسرا شخص تھا جس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باری باری رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں حاضری دیتے تھے (بخاری)

Marfat.com

فائدہ: وائل وامیہ وعطیہ بنو زید میں انھیں جادرہ کہا جاتا اس لیے کہ جب یہ اپنے پڑوسیوں پر ظلم وستم کرتے تو کہتے جدرحیث شئت بمعنی اذھب حیث شئت فلا باس علیک جہاں تیرا جی چاہے چلا جا تجھے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ابن زبالہ نے ایسے ہی کہا لیکن شرقی اس کے خلاف کہتے ہیں جیسا کہ پہلے گزرا۔ بنو سعد بن مرۃ بن مالک بن الاوس راتج میں مقیم ہوئے۔

فائدہ: ابن زبالہ اوس وخزرج کی منازل پر کلام کرکے آخر میں لکھا کہ بنو شطبہ جب شام سے مدینہ طیبہ میں آئے تو میطان میں ٹھہرے لیکن یہاں کے لوگوں سے نہ بن آئی تو جدیا آن کے قریب ٹھہرے وہاں سے اُٹھ کر راتج میں مقیم ہوئے۔ یہ بھی ان تین قبائل کا ایک ہے بنو حطمہ بن جشم بن مالک بن اوس اپنے تعمیر کردہ مکانات میں ٹھہرے جو ماجشونیہ وعرض کے درمیان اور بنو حارث کے اوپر کی جانب واقع تھا۔ مزید تفصیل ہم نے اصل (وفاء الوفاء) میں لکھ دی ہے۔ قبل اسلام متفرق قلعوں میں رہتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ایک مسجد تیار کی۔ ایک مرد اس کے پاس مکان بنا کر اکیلا ٹھہرتا۔ خطرہ تھا کہ کہیں اسے کوئی درندہ اُٹھا کر نہ لے جائے۔ اسی لیے روزانہ اس کے لیے پر فکر رہتے لیکن بعد کو اتنی آبادی بڑھی کہ اسے شام کے غزہ کی مماثلت

ے بنو حدرہ بضم الحاء المهملہ وسکون الدال المهملہ کغرہ قاموس میں یہی مشہور ہے ۱۲۔ حاشیہ۔

Marfat.com

اسی لیے اس کا نام غزہ رکھ دیا گیا اور اس شخص سے بھی سب منکر ہو گئے۔

قبائل خزرج

قبیلہ بنو حارث بن الخزرج الاکبر وادی بطحان اور وادی صعیب کے شرقی جانب ٹھہرے۔ اسے آج الحارث کہا جاتا ہے اور حشم و زید یعنی حارث کے بیٹے سخ میں ٹھہرے۔ ان کے قلعے کی وجہ سے یہ علاقہ مشہور اور مسجد نبوی شریف سے ایک میل دور تھا۔ یہی عوالی کا پہلا علاقہ ہے

بنو قدرہ بن عوف الحارث حرار سعد سوق مدینہ کے شام کی جانب مقیم ہوئے تھے۔ یہ بنو حدارہ بن عوف کے بھائی تھے۔ یہ بئر بصہ کے نزدیک ٹھہرے۔ ان کے قلعے کا نام اجرد اور اسے اطم بصہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ کنواں حضرت ابو سعید خدری کے دادا کا تھا۔

اور بنو سالم و غنم عوف بن عمرو بن الخزرج الاکبر کے بیٹے دار بنی سالم میں اُترے اور حرہ غربیہ میں مسجد جمعہ کے نزدیک واقع ہے۔ ان کے قلعے کا نام قواقل تھا۔ وہ بنی سالم کے گھر کی جانب العصبۃ کے متصل واقع ہے اور بنو غصینہ بنو سالم کے حلیف قباء شریف کے قرب میں مسجد بنو غصینہ کے قریب مقیم تھے۔

اور بنو الحبلی اپنی تیار کردہ دار میں ٹھہرے۔ ابن زبالہ نے کہا کہ یہ الحبلی

لہ بضم غشمان والذال المعجمہ ۱۲ حاشیہ

لہ بضم اول و سکون ثانی آخر میں حاء مہملہ یہاں پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا جب آپ نے ملیکہ سے نکاح کیا بعض نے حبیبہ لکھا ہے۔

Marfat.com

اپنی تیار کردہ دار میں ٹھہرے ابن زبالہ نے کہا کہ یہ الحبلی مالک بن سالم بن غنم بن عوف ہے۔ ان کے مکانات اسی نام سے مشہور اور دار بنی النجار و بنی ساعدہ کے درمیان واقع تھے جیسے ابن حزم نے کہا لیکن ابن ہشام نے کہا کہ الحبلی سالم بن غنم کو کہتے ہیں اسے الحبلی اس کے بڑے پیٹ کی وجہ سے کہتے ان دونوں کے مابین تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ہر دونوں کو الحبلی کہا جاتا ہو۔

ازالۂ وہم

پہلے گزرا ہے کہ بنو عطیہ بنو الحبلی کی اوپر والی طرف کو اُترے تو اس سے مراد بنو سالم بن غنم ہیں جو بنی سالم کی دار ہیں اس سے اس دار کا مالک مراد نہیں۔ عبداللہ بن ابی کا قلعہ مراجم ان کے مکانات کے سامنے تھا۔

بنو سلمہ[1] بن سعد بن علی بن اسد بن شاردہ بن تزید د بالتار) ابن جشم بن الخزرج الاکبر سند الحرۃ میں وارد ہوئے۔ مسجد قبلتین اور المذاد کے درمیان بنی حرام کا قلعہ تھا۔ اور یہ علاقہ اسی کے نام سے مشہور تھا۔

بنو سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ مسجد قبلتین کے نزدیک ابن عبید الداری کی زمین تک پھیلے ہوئے تھے۔ مسجد قبلتین بھی ان کے محلہ میں تھی۔

بنو عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ مسجد حربہ سے اپنے پہاڑ دو نخل تک پھیلے ہوئے تھے۔ الخربہ ان کی مسجد تھی اور ان کا ایک قلعہ اس کی مسجد کے بالمقابل اور ایک مسجد کے قبلہ کے نزدیک تھا۔ بنو حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ اپنی چھوٹی مسجد کے نزدیک اُترے اور وہ مسجد ایک میدان میں تھی

---

[1] بکسر اللام اور عرب میں سوائے ان کے اور کوئی سلمہ (بکسر اللام) نہیں ہے۔

Marfat.com

اوران کی آبادی مقبرہ کے درمیان قلعہ مراد تک پھیلی ہوئی تھی۔

بنو مری بن کعب بن سلمہ بنو حرام کے حلیف تھے۔ ان کا قلعہ جابر بن عتیک کے باغ (جو بنو عبید کے دو پہاڑوں میں نزدیک تھا) کے غربی جانب واقع تھا اور بنو سلمہ سب کے سب انہی مکانات میں اور معاملات میں متفق و متحد تھے اپنا سردار اُمَہ بن حرام کو مقرر کر رکھا تھا۔

اختلاف کی تفصیل

بہت عرصہ تک معاملہ ٹھیک رہا یہاں تک کہ امتہ بن حرام اور صخر بنو عبید کے فرد کا اختلاف ہو گیا۔ صخر کا باپ فوت ہو کر بہت سا مال چھوڑا اُمَہ کا خیال ہوا کہ اس کے ترکہ سے کچھ لے کر بنو سلمہ (کے غرباء) پر تقسیم کر دے لیکن صخر نہ مانا بلکہ اُمَہ پر حملہ کر دیا۔ بنو عبید و بنو سواد آڑے آئے جس سے اُمَہ بچ گیا ورنہ اس کا کام تمام ہو جاتا۔ اس پر اُمَہ نے قسم کھائی کہ سایہ میں نہ بیٹھے گا جب تک صخر کو قتل نہ کر ڈالے یا اس کی برادری گرفتار کر کے میرے پیش کرے پھر میں جیسے چاہوں یہ کہہ کر اس ٹیلہ پر دھوپ میں بیٹھ گیا جو مسجد الفتح (شریف) کے غربی جانب واقع ہے۔ جب یہ بات اس کی قوم کو پہنچی تو وہ صخر کو گرفتار کر کے لائے تو اس نے معاف کر دیا لیکن حسبِ منشا مال وصول کر لیا۔

بنو حرام بارگاہِ رسالت میں

مروی ہے کہ قبیلہ بنو حرام (صحابہ) نے عرض کی کہ ہمارے اور آپ کے درمیان سیلاب حائل ہو جاتا ہے اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپ انھیں اجازت بخشیں تاکہ قلب مکانی کر کے مسجد نبوی شریف کے پڑوس میں آ جائیں آپ نے

Marfat.com

فرمایا تم اگر جبل سلع کے کنارے کوچ کر کے آجاؤ تو اجازت ہے چنانچہ قبیلہ حرام وادی میں اور قبیلہ سو دعبید کنارۂ سلع میں آگئے۔

ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم | لیکن مشہور یہ ہے کہ انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اثبتوا فانکم اوتادھا[1] وہاں جمع رہو تم اس علاقہ کے اوتاد (میخیں) ہو۔

فیصلہ

ان دو مختلف روایتوں میں تحقیق یوں ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تو انھیں وہاں رہنے کا حکم فرمایا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنو حرام کو نقل مکانی کا حکم فرمایا جو شعب بنی ناعصہ کو اسی شعب کی طرف منتقل کیا جو مسجد الفتح (شریف) کے پیچھے ہے اور بنو حرام نے جبل سلع کی شعب میں بہت بڑی مسجد کی بنیاد رکھی اور اس کی تعمیر ایک رومی غلام نے کی جسے انھوں نے اپنی آمدنی سے خریدا تھا۔ ان کی اس مسجد کے آثار آج بھی واضح طور پر موجود ہیں۔

بنو بیاضہ و زریق عامر بن زریق بن عبد الحارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج الاکبر کے بیٹے اور بنو حبیب بن عبد حارثہ بن مالک اور بنو غدرہ یعنی بنو کعب بن مالک اور بنو اجدع یعنی بنو معاویہ بن مالک دار بنی بیاضہ میں اترے وہ بنو سالم کے شامی جانب واقع ہے اور ان کے مکانات اور حرہ عزبیہ میں وادی بطحان دار بنی

---

[1] رواہ بیہقی ۱۲۔

Marfat.com

ماذن کے قبلہ کی جانب) تک پھیلے ہوئے تھے اور اس میں ان کے بیس قلعے تھے:

۱۔ عفرب یہ قلعہ حرہ میں نقارہ پر تھا۔ کھیتوں کے غربی جانب واقع تھا۔

۲۔ سویدیہ باغ حماضہ کے شامی جانب واقع تھا۔

۳۔ اللواء سرارہ کی حدود میں تھا۔ باغ حماضہ کی دیوار اور قلعہ کے درمیان بیس ہاتھ کا فاصلہ تھا اور سرارہ یعنی لواء اور بنی بیاضہ تک کی درمیانی جگہ کو کہتے ہیں اور وہ دیوار جسے زیاد بن عبداللہ برکہ بازار کے لیے بنائی وہ سرارہ کے وسط میں ہے اور یہ وہی برکہ ہے جسے ابن شبہ نے لکھا کہ وہ رانونا کے راستہ پر ہے۔

بنی حبیب کا قلعہ بنی بیاضہ کے گھروں اور پل جوذی ریش کے قریب ہے کے آگے واقع ہے۔ ان کا زریق کی مدت تک معاملہ صحیح رہا۔ اس کے بعد معاملہ گڑبڑ ہو گیا۔

گڑبڑ کیوں ہوئی؟

زریق نے مرتے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اپنے چچا حبیب کے زیر اثر رہنا لیکن اس نے ان کو کنوئیں سے پانی کھینچنے کا سخت کام کرنے کا حکم دیا۔ ایک عرصہ تک تو انھوں نے نبھایا بالآخر اپنے چچا کو قتل کر دیا۔ اس کی اولاد نے بنو بیاضہ کو حلیف بنا کر بنو زریق پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ یہ ان سے خوف زدہ ہو کر کوچ کر کے اپنی تیار کردہ تعمیر میں مقیم ہو گئے۔ ان کی یہ تعمیر عید گاہ۔ مدینہ کے قبلہ اور اطراف شہر کی جانب واقع ہے جن کے آثار تا حال موجد

Marfat.com

ہیں۔ اسے اور جو احاطۂ شہر کے اندرون ان کے قریب تعمیرات میں زوران کہا جاتا ہے۔

صلح ہو گئی

پھر ایک عرصہ کے بعد بنو زریق نے بنو حبیب سے صلح کر کے دیت میں مکانات کا کچھ حصہ دے دیا۔ ان کے کچھ آدمی وہاں سے قلب مکانی کر کے بنو زریق کے ساتھ سکونت پذیر ہو گئے۔ کچھ ان کے بنو بیاضہ کے ساتھ رہ گئے۔

پھر گڑبڑ

یہ قبائل ایک عرصہ تک سکون و قرار سے زندگی بسر کرتے رہے لیکن بدقسمتی سے بنو حبیب کے قبیلہ کے علید بن المعلیٰ نے حصن بن زرقی کو قتل کر دیا۔ اس کے بدلے میں بنو زریق کا ارادہ ہوا کہ وہ علید بن المعلیٰ کو قتل کر دیں لیکن اس کے بجائے ان سے معاہدہ لیا کہ وہ ہمارے حلیف رہیں گے اور بنو بیاضہ سے قطع تعلق رکھیں گے یہ شرط بنو حبیب نے قبول کر لی۔

فائدہ: ابن حزم نے کہا کہ بنو حبیب کے قبیلہ کا ایک شخص عبداللہ بن حبیب بن عبد حارثہ اسی ابی جبیلہ کا والد تھا۔ جسے مالک بن عجلان نے یہود کے قتل پر اُبھارا جس کا قصہ گزرا ہے۔ یاد رہے کہ بنو علارہ بن مالک بنو مالک بن غضب کے قبائل میں چند گنتی کے تھے لیکن بدخلق اور تند مزاج تھے۔ اسی لیے بنو اللین یا

Marfat.com

بنی جدرع کے ایک آدمی کو قتل کردیا۔ پھر دیت دینے سے بھی انکاری ہو گئے۔ اسی لیے انھیں بنو بیاضہ سے منتقل ہو کر بنو عمرو بن عوف کے ہاں کوچ کرنا پڑا اور ان کو اپنا حلیف بنا لیا اور ان میں شادی بیاہ کیا اور چونکہ زمانۂ جاہلیت میں بنو مالک کے قبیلہ میں درویشوں سے میراث کا جھگڑا اچلا آرہا تھا اس لیے یہ جھگڑا طول پکڑ گیا۔ کسی طرح سے فیصلہ نہ ہو سکا۔ بالآخر بنی بیاضہ نے ان کو ایک باغ میں بلایا تاکہ فیصلہ ہو جب وہ سب اس میں آگئے تو باہر سے تالہ بند کر کے ان سب کو قتل کر دیا یہاں تک کہ ان کا ایک باغ میں کا باقی نہ رہا۔ اسی لیے یہ باغ حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہو گیا۔

انتباہ: زمانۂ جاہلیت میں بنو مالک بن غضب کے سوائے بنو زریق کے ایک ہزار جنگی بہادر تھے۔

بنو ساعدہ بن کعب بن الخزرج الاکبر کی چار منازل تھیں۔ بنو عمرو و بنو ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ دار بنی ساعدہ میں ٹھہرے جو مدینہ پاک کے مشرقی بازار متصل شامیہ اور بنی حمزہ کے درمیان واقع ہے۔ دار ابودجانہ صغریٰ میں بیر بضاعۃ کے نزدیک ان کا قلعہ تھا اور دوسرا قلعہ مسجد بنی ساعدہ کے سامنے تھا۔ مدینہ پاک میں یہی آخری قلعہ بنایا گیا[1] (اس کے بعد ان قبائل میں سے کسی نے کوئی قلعہ نہ بنایا)۔

---

[1] وفاء الوفاء میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ پاک میں تشریف لائے تو یہ لوگ یہی قلعہ بنا رہے تھے۔ آپ سے ان کی تکمیل کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت بخشی ۱۲۔

Marfat.com

بنو حشبہ بن الخزرج بن ساعدہ بنو حدیلہ کے قریب اُترے اور ان کا ایک قلعہ عمرو بن اُمیّہ الضمری کے خوخہ کے نزدیک تھا۔

بنو ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی برادری اس دار میں اُترے جسے جرار سعد کہا جاتا یہ وہی جرار ہے جس سے لوگ پانی حاصل کرتے اور سوق مدینہ کے آخری حصّہ میں واقع تھا[1] اور بعض بنو الحارث بھی یہاں اُترے تھے اور حدیث سعد کی بنی حارث کی عیادت سے یہی مراد ہے۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بنی حارث کا کوئی اور مکان ہو اس لیے کہ انھوں نے وہاں کسی عورت سے نکاح کیا تھا۔

بنو وقش اور بنو عنان ثعلبہ بنی طریف بن الخزرج کے سب بیٹے اپنی تعمیر میں اُترے جو مسجد رایہ کی طرف جرار سعد کے قریب تھی۔

بنو مالک بن نجار اپنی اس تعمیر میں اُترے جو ان کے نام سے معروف تھی۔

بنو غنم بن مالک مسجد نبوی شریف کے مشرقی جانب تھے اور وہ جگہ ان کے نام سے مشہور تھی اور وہاں

حسن بن زید[2] کی دار کی جگہ پر ان کا قلعہ خوریرع تھا۔ یہ وہی دار ہے جو مراغہ کی رباط کے قبلہ کی طرف واقع تھی ان کے درمیان ایک سڑک تھی۔

---

[1] اس کا بیان آئے گا (انشاء اللہ)

[2] بن حسن بن علی المرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین (وفاء الوفاء ص۲۱)

Marfat.com

بنو مغالہ یعنی بنو عدی بن عمرو بن مالک مسجد نبوی شریف باب الرحمۃ کی طرف سے مسجد نبوی شریف کی غربی جانب اُترے۔

فائدہ: مغالہ ان کی ماں تھی اس کی طرف منسوب تھے۔ فارع ان کا قلعہ تھا اور بیر بیر حاء بھی پھر اس قلعہ کے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مالک ہوئے۔

بنو حدیلہ یعنی معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار مسجد کے شام کی طرف اُترے اور بقیع شریف ان کے قریب مشرق کو تھی۔ بیر بیر حاء ان کے قریب تھا۔ ان کے قلعہ کا نام شعط مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے غربی جانب واقع تھا۔ بیت ابی نبیلہ بھی یہی تھا۔

قاضی عیاض کا قول

المشارق میں ہے کہ ابن الزبیر نے فرمایا مدینہ پاک میں جب مسجد نبوی شریف کے فرش کے آخری حصّہ پر مسجد شریف کو منہ کر کے کھڑا ہو تو جانب یمین کی تمام آبادی بنو مغالہ اور اس کی دوسری جہت کی آبادی بنو حدیلہ کی یعنی بنو معاویہ کی تھی اور یہ اوسی تھے۔

ردّ از مصنف

یہ کہنا کہ یہ سب اوسی تھے غلط ہے اور نہ ہی ابن الزبیر نے نسب بیان کرنے والے نے ایسے کہا ہے جسے ہم نے اُوپر تفصیل سے لکھا۔ وہم کا سبب یہ ہے کہ اوس میں بھی بنو معاویہ تھی لیکن وہ اہل مسجد اجابہ ہیں جیسے پہلے ہم لکھ آئے ہیں اور یہی غلطی مطری کو بھی ہوئی چنانچہ اس

Marfat.com

نے لکھا کہ مسجد اجابہ اور اس کے ساتھ کے مکانات بنی معاویہ بن عمر ابن مالک بن نجار کے تھے اور بنو حدیلہ کے مکانات جو بیر حاء کے نزدیک تھے وہ بھی بنو معاویہ بن مالک بن نجار کے بتائے اور بنی دینار کے متعلق لکھا کہ وہ بنو معاویہ اہل مسجد اجابہ اور بنی حدیلہ دور کے درمیان واقع تھے یہ سب غلط ہے صحیح وہی ہے جو ہم نے تفصیل سے لکھا۔

بنو مبذول یعنی عامر بن مالک بن نجار بقیع الزبیر کے قریب بنی غنم کے مشرقی جانب بطرف قبلہ اُترے۔

بنو عدی بن نجار مسجد نبوی شریف کے غربی جانب اُترے جیسا کہ المطری نے کہا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ انھیں میں سے تھے۔ آپ کا گھر مسجد نبوی شریف سے مشرق میں بجانب شام واقع تھا ان کا قلعہ زاہرؔ دار نابغہ کی مسجد کے قریب تھا۔

بنو مازن بن النجار بنو زریق کی مشرقی جانب بطرف قبلہ وارد ہوئے لیکن المطری نے کہا کہ وہ بیر بصہؔ کے قبلہ کی جانب اُترے اب بھی اس علاقہ کو ابو مازن کہا جاتا ہے۔

بنو دینار ابن النجار بطحان کے پیچھے اُترے اور مطری نے غلط کہا کہ وہ اپنی تعمیر کردہ جگہ اُترے جیسا کہ ہم ان کی مسجد کے ذکر میں عرض کریں گے۔ یہ تمام منازل بنو النجار کی تھیں۔

نجار کی وجہ تسمیہ

اس نے کسی کو مار کر ہٹایا اس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن

Marfat.com

الخزرج الاکبر تھا۔

انصار کے مکانات کی فضیلت

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انصار میں بنو النجار کے مکانات بہتر ہیں ان کے بعد بنو اشہل کے ان کے بعد بنو الحارث بن الخزرج کے پھر بنو ساعدہ کے ویسے تمام انصار کے مکانات بہتر ہیں۔

فائدہ: مورخین لکھتے ہیں کہ اوس خزرج مدینہ طیبہ میں جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا آرام وسکون سے رہے اور ان کا آپس میں بہت بڑا اتفاق رہا۔ بعد کو بہت بڑے جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کی جنگوں سے بڑھ کر کوئی اور جنگیں ہوئیں اور طویل مدت کی تو کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ بعض نے کہا کہ ایک سو بیس سال تک ان کا یہی حال رہا یہاں تک کہ اسلام کی تشریف آوری پر ان کے یہ سخت جھگڑے اور طویل جنگیں ختم ہوئیں۔ ان کی پہلی جنگ کا نام سمیر (بضم المهملہ بصیغۂ تصغیر) ہے۔ یہ اوسی تھا۔ اس نے بنی ثعلبہ مالک بن عجلان کے ایک فرد کو قتل کر ڈالا تھا اسی وجہ سے جنگ چھڑ گئی۔

اس کے بعد کعب بن عمر پھر یوم اسارہ کی جنگ ہوئی۔ سرارہ بنو بیاضہ وحماضنہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ پھر یوم الدیک کی جنگ ہوئی۔ الدیک بھی اسی جگہ کا نام ہے اس کے یوم فارہا اور یوم الربیع کی جنگ۔ پھر حضیر بن الاسلت اور حاطب کی جنگ ہوئی

Marfat.com

وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ پانچ سال قبل از ہجرت نبوی ان کی بعاث کی جنگ لڑی گئی۔ یہی قول اصح ہے اس میں ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔

یوم بعاث کیوں

بعاث کی جنگ کا سبب یہ ہوا کہ مذکورہ بالا جنگوں میں اکثر و بیشتر فتوحات خزرج کو ہوئیں اس نے ان کو نیچا دکھانے کے لیے قریظہ کو اپنا حلیف بنانا چاہا۔ جب خزرج کو معلوم ہوا تو قریظہ کو اطلاع بھجوائی کہ اگر تم نے اوس کا حلیف بننا ہے تو پھر ہمارے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ قریظہ نے کہا ہم تمھارے جھگڑوں میں نہیں پڑتے تم جانو اور اوس ہمارا۔ اس میں کسی قسم کا تعلق نہیں۔ خزرج نے کہا تو اس پر تم اپنی ضمانت دو۔ قریظہ نے انھیں چالیس غلام بھیجے جو ان کے گھروں میں پہنچ کر انھیں پوری تسلی دلاتے۔ اس پر اوس کے بعض قبائل نے خزرج کو اپنا حلیف بنا لیا۔ ان میں عمر بن عوف بھی تھے۔ دوسرے قبیلوں نے کہا کہ ہم مر سکتے ہیں لیکن ان کو حلیف نہیں بنا سکتے۔ ہاں اگر وہ ہمارا لوٹا ہوا مال واپس لوٹا دیں تو پھر ہم صلح کر لیں گے۔ خزرج نے ان کی ایک نہ مانی تو جنگ چھڑ گئی یہاں تک کہ اوس کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ جب اپنی قوم سے رسوائی پائی تو قریش کو اپنا حلیف بنانے کی ٹھانی۔

اوس اور قریش

اوس نے خزرج کو بتایا کہ ہم مکہ معظمہ کو عمرہ کے لیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

انھوں نے کہا بسر و چشم کیونکہ ان کا قانون تھا کہ جو بھی مکہ معظمہ کو عمرہ کے لیے جائے تو وہ اس کے درپے آزار نہیں ہوتے تھے۔ اوس مکہ معظمہ چلے گئے اور ان کے سامان کی نگرانی کی ذمہ داری البراء بن معرور نے اٹھائی۔

بیعت انصار رضی اللہ عنہم

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سال موسم حج میں قبائل عرب کو دعوت اسلام دیا کرتے تھے۔ ہر قبیلہ کے سردار کے ہاں تشریف لے جا کر فرماتے کہ مجھے یہ ضرورت نہیں کہ تم پناہ دو یا میری مدد کرو۔ اس بارے میں کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مجھے ایذا دینے والے سے اس وقت تک بچالو کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچالوں لیکن وہ لوگ اس سے انکار کرتے ہوئے کہتے کہ ہر قوم اپنے افراد کے حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہے۔

اندریں اثناء ابوالجیش بنو عبدالاشہل کے چند جوانوں کے ساتھ قریش سے معاہدہ کرنے کی غرض سے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ آئے ہوئے تھے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دعوت اسلام دی اور فرمایا یہ اس سے بہتر ہے جس (معاہدہ) کے لیے تم آئے ہو۔ اس کے بعد چند قرآنی آیات اس کو پڑھ کر سنائیں پھر فرمایا "میری بیعت کر لو اور فرمانبردار بن جاؤ۔ عنقریب میری وجہ سے تم کو میری وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ یہ سنکر ایاس بن معاذ عمر بن جموح نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا۔ بخدا یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے آئے ہو۔ اس پر ابوالجیش نے اسے جھڑکا۔ اس وجہ سے ان کا قریش کے ساتھ بھی معاہدہ نہ ہو سکا اور واپس چلے گئے۔ اسی واپسی پر بعاث کی جنگ سے دوچار ہوئے۔

Marfat.com

بیعت عقبیٰ اولیٰ

ابن اسحاق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دین کا غلبہ چاہا تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبی مدد فرمائی۔ ہوا یوں کہ آپ موسم حج میں حسب عادت منیٰ میں تشریف لے گئے تو آپ کو مدینہ طیبہ سے آئے چند انصاری ملے آپ حسب عادت قبائل کو دعوتِ اسلام دیتے رہے۔ عقبہ کے نزدیک خزرجی (انصار) کو بھی دعوتِ اسلام دی اور ان سے پوچھا کہ تم یہود کے حلیف ہو۔ عرض کی ہاں آپ نے ان کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا اور اسلام پیش کیا۔ خدا کی قدرت کہ یہود ان کے شہر میں رہنے والے اہل علم اور اہل کتاب اور انصار بت پرست تھے۔ جب بھی ان (انصار) سے الجھتے تو انھیں ڈرایا کرتے کہ آج کل آفتابِ رسالت چمکنے والا ہے اور ہم اس کے سایہ رحمت میں تم کو عاد وارم کی طرح مٹا کر رکھ دیں گے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دعوتِ اسلام پیش فرمائی تو آپس میں کہنے لگے کہ تمھیں یہود اسی نبی علیہ السلام سے ڈرایا کرتے تھے فلھذا تم ان پر ایمان لانے میں یہودیوں سے سبقت کر لو۔ اس کے بعد آنے والے سب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے عرض کی ہم اپنی برادری کے ہاں واپس جاتے ہیں اور وہ بہت بڑی مضبوط قوم ہے خدا کرے وہ بھی آپ کا ساتھ دیں تو دنیا بھر میں آپ جیسا طاقتور اور کوئی نہ ہو گا۔ بیعت کر کے وطن واپس ہوئے (اس بیعت کو عقبیٰ اولیٰ کہتے ہیں)۔

لہ یہ پہلی بیعت جبل کے پاس منیٰ کے درمیان ہوئی۔ اب اس جگہ ایک مسجد بنی ہے وہاں حاضر ہو کر اس قصہ کے تصور سے نور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ (اویسی)

Marfat.com

چرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

جب یہ لوگ واپس مدینہ طیبہ پہنچے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سنائی تو اہل مدینہ بہت بڑے خوش ہوئے اور شہر میں اتنا چرچا ہوا کہ ہر گلی و کوچہ اور منزل و مجلس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گونج رہا تھا۔ اور صحیح یہ ہے کہ بیعت عقبہ اولیٰ میں صرف خزرج کے چھ افراد تھے۔ اسعد بن زرارہ ان میں سے ایک تھے۔ بعض نے کہا تھا سات تھے بعض نے کہا ان میں دو اوسی تھے یعنی ابو الہیثم بن التیہان بنو جشم عبد الاشہل کے بھائی سے اور عویم بن ساعدہ بنو امیہ بن زید سے۔

عقبہ ثانیہ

ابن اسحاق نے فرمایا کہ آئندہ سال (۱۲ سنہ نبوی) بارہ افراد حاضر ہوئے چھ وہی پہلے اور چار خزرج سے اور دو ابو الہیثم بن تیہان و عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان سے بھی عقبہ کے نزدیک وہی بیعت کی جو عورتوں کے بارے میں سورۃ الفتح کے بعد آیات نازل ہوئیں وہ یہ کہ

"پختہ عہد کیا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ بدکاری سے چلیں گے۔ اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔ کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کریں گے اور ہر حالت میں حق پر ثابت قدم رہیں گے۔"

لہ سورۃ الممتحنہ آیت ۱۲ = ۱۲

Marfat.com

اُس وقت جہاد کا حکم نازل نہیں ہوا تھا بلکہ اس وقت فرائض وغیرہ کے احکام بھی نازل نہیں ہوئے۔ اسی لیے صرف توحید و صلوٰۃ پر اکتفا کیا گیا اور ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا تاکہ وہ انھیں دینی مسائل سمجھاتے رہیں۔

بعض نے کہا کہ انھیں اور حضرت ابن اُم مکتوم کو ان کے مطالبہ پر بعد کو روانہ فرمایا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کرتے اور قرآن پڑھاتے۔ اسلام میں سب سے پہلے مقری (قرآن مجید پڑھانے کے اُستاد) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ حضرت سعد بن زرارہ کے ہاں مقیم ہوئے اور ان کی اعانت سے مسلمانوں کو جمع کر کے جمعہ قائم کیا اور تاریخ اسلام کا مدینہ طیبہ میں یہی پہلا جمعہ[1] ہے۔

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حرۂ بنی بیاضہ میں جمعہ قائم ہوا۔

اسلام کا پہلا تبلیغی دورہ

ابن اسحاق نے کہا کہ اسعد بن زرارہ حضرت مصعب بن عمیر کو لے کر دار بنی عبد اشہل اور دار بنی ظفر میں دعوت اسلام کے لیے روانہ ہوئے اور بئر بنی ظفر کے بئر مرق والے باغ میں تشریف لے گئے امام بیہقی نے لکھا کہ دار بنی عبد الاشہل کے لیے تشریف لے گئے تو بنی ظفر کے کسی باغ میں پہنچے یہ بنو عبد الاشہل کے گاؤں کے علاوہ بنو ظفر کی بستی تھی جسے بئر مرق کہا جاتا۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ یہ دونوں باغ میں بیٹھے تو تمام اہل اسلام ان کے ہاں جمع ہو گئے۔ جب سعد بن معاذ و اسید بن حضیر (جو ان دونوں جوان بنو عبد الاشہل کے سردار تھے)

---

[1] اور تاریخ عرب میں سب سے پہلا جمعہ قائم کرنے والا حضرت کعب بن لوی جد حضور

Marfat.com

نے ان کی کارروائی کو دیکھا۔

فائدہ : سعد بن معاذ حضرت اسعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے

سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر کو کہا تیرا باپ مرے حال کو دیکھیں یہ دونوں ہمارے علاقہ میں ہمارے احمقوں کو بے راہ کرنے آئے ہیں۔ انہیں زجر و توبیخ کریں اور کہہ دیں کہ آئندہ یہاں نہ آیا کرو۔ تمہیں اس لیے لے جا رہا ہوں کہ اسعد بن زرارہ میرا رشتہ دار ہے ورنہ میں اکیلا ان کے لیے کافی تھا۔ اسید اپنا نیزہ اٹھا کر حضرت سعد بن زرارہ اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہما کے ہاں روانہ ہوا۔ اسے حضرت سعد بن زرارہ آتے دیکھ کر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو کہا کہ یہ اپنی برادری کا سردار آرہا ہے۔

اُسید نے آتے ہی ان دونوں کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور کہا تم یہاں ہمارے احمقوں کو بے راہ بنانے آئے ہو جان کی خیر مانگتے ہو تو چلے جاؤ۔ حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تشریف لائیے ذرا ہماری بات بھی سنئے۔ اگر پسند آئے تو الحمد للہ ورنہ ہم اسے بھی سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ اُسید بن حضیر نے کہا تمہارا مقصد کیا ہے صحیح صحیح بتاؤ یہ کہہ کر نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور حضرت مصعب کی

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان تھے جو لوگوں کو جمع کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی سناتے اور کمالات و مناقب بتاتے (مدارج ، مواہب و زرقانی وغیرہا) ؎ یہ اسلام کی تبلیغ کہ کفار کے پاس جا کر سر ہتھیلی پر رکھ کر اسلام پھیلا رہے تھے نہ یہ کہ بستر باندھ کر مسلمانوں کو اپنی سیاست میں ملانے کے لیے ۱۲۔

Marfat.com

طرف متوجہ ہوا آپ نے منشور اسلام کا خلاصہ چند آیات کلام الٰہی سنا دیں۔ اُسید پر حضرت سعید بن زرارہ کہتے ہیں کہ ان کے بولنے سے پہلے ہم اس کے چہرے سے اسلام کی طرف میلان محسوس کرنے لگے چنانچہ جب بولا خوب۔ بہت خوب۔ بھائیو! بتاؤ اگر کوئی تمہارے اسلام میں داخل ہو تو وہ کیا کرے انھوں نے فرمایا غسل کر کے نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہن کر آجاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر

نماز پڑھو یہ سن کر چلا گیا اور نہا دھو کر کپڑے تبدیل کر کے کلمۂ اسلام سے مشرف ہوا اور فرمایا میرا ایک ساتھی ہے وہ بھی اپنی قوم کا سردار ہے میں اسے تمہارے ہاں بھیجتا ہوں۔ اگر وہ مان گیا تو پھر سارا مدینہ پاک تمہارے دین پر آجائے گا۔

اسلام کی بہار مدینہ پاک میں

حضرت اُسید بن حضیر اسلام سے متاثر ہو کر واپس لوٹ کر سعد اور اس کی برادری کی طرف تشریف لا رہے تھے تو سعد نے پہلے سے ہی کہہ دیا کہ بخدا اُسید پر ان لوگوں کا کچھ اثر ہو گیا ہے کہ اب اس کے چہرے کی وہ حالت نہیں نظر آتی جو یہاں سے جوش کر چلے تھے۔ جب اُسید رضی اللہ عنہ سعد کے ہاں پہنچے تو اس نے پوچھا ما فقلت "کیا کر آئے ہو۔" کلمۃ الرجلین ما رأیت بهما بأسا۔ میں نے ان سے بات کی ہے۔ میں نے انھیں کوئی خطرے کی بات نہیں۔ پھر میں نے انھیں دوبارہ یہاں آنے سے روک دیا ہے اُنھوں نے سر تسلیم خم کر لیا۔ لیکن میں نے افواہ سنی کہ

Marfat.com

نے حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیئے پھر رہے ہیں حالانکہ انھیں معلوم بھی ہے کہ وہ تمھارا خالہ زاد بھائی ہے۔ اس طرح سے تو وہ گویا عہد شکنی کر رہے ہیں یہ سن کر سعد غضبناک ہو گیا اور بلا تاخیر حضرت اسعد بن زرارہ اور مصعب رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچ کر دیکھا وہ تو دونوں مطمئن بیٹھے ہیں (یعنی کسی دشمن کے قتل کا کوئی خطرہ محسوس نہیں کر رہے) اس سے سمجھا کہ اُسید چاہتا ہو گا کہ میں خود ان سے گفتگو کروں چنانچہ ان دونوں کو گالی دیتے ہوئے کہا اے ابو امامہ (اسعد بن زرارہ کی کنیت ہے) اگر میرا اور تیرا رشتہ نہ ہوتا تو تم آج مجھ سے نہ بچ نکلتے ہمارے گھروں میں گھس کر وہ کام کر رہے ہو جو ہم نہیں چاہتے۔ حضرت اسعد نے حضرت مصعب کو کہا کہ یہ بھی اپنی برادری کا سردار ہے اسے بھی کچھ اسلام کی باتیں سناؤ اگر مان گیا تو پھر مدینہ پاک کی آبادی میں اسلام ہی اسلام ہو گا۔ چنانچہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے سعد سے فرمایا بھائی تشریف لائیے ہماری بات سنئیے پسند آئے تو الحمد للہ ورنہ ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔ سعد نے کہا واقعی انھوں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد حضرت مصعب نے سعد کو اسلام کی باتیں اور قرآن پاک کی چند آیات سنائیں تو یہ دونوں فرماتے ہیں ہم اس کے چہرے سے اسلام کا نور چمکتا محسوس کرتے تھے۔ اس کے بولنے سے پہلے ہی سمجھ گئے کہ انشاء اللہ یہ اسلام کا شیدا بن گیا۔ چنانچہ کہا کہ تم اسلام میں داخل ہونے والے کو کیا ہدایات دیتے ہو انھوں نے اسے بھی یہی فرمایا جو حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر کے واپس اپنی برادری کی طرف لوٹے۔ ان میں حضرت اسید بن حضیر موجود تھے۔ ان کو آتے دیکھ کر برادری نے کہا بخدا اب

Marfat.com

وہ سعد نہیں جو یہاں سے جوش لے کر چلا تھا۔ آتے ہی برادری سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بنی عبد الاشہل بتاؤ میں تمھارے ہاں کیا ہوں۔ انھوں نے کہا اَنْتَ سَیِّدُنَا وَاَفْضَلُنَا آپ ہمارے سردار اور افضل انسان ہیں۔ فرمایا اب مرد اور عورتوں کو میرے ساتھ کلام کرنا حرام ہے۔ جب تک تم خدا اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاؤ۔ وہ سب ایمان لے آئے یہاں تک کہ شام تک بنو اشہل کا ہر چھوٹا بڑا مرد و عورت سب کے سب مسلمان ہو گئے حضرت مصعب حضرت اسعد بن زرارہ کے ساتھ ہو کر کھل کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور اسلام نہایت تیزی سے پھیلنے لگا یہاں تک کہ انصار میں کوئی ایسا گھر باقی نہ رہا جو نورِ اسلام سے مشرف نہ ہوا۔ اشرف قبائل و اکابرین قوم سب ایمان لے آئے انھوں نے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اسلام اور توحید کی داد دی صرف چند گھر رہ گئے

وہ یہ ہیں:

بنو امیہ بن زید   حظمہ   وائل   واقف

یہی اوس اللہ کہلاتے۔ ان کے انکار کی وجہ یہ ہوئی کہ ان میں ایک شاعر ابو قیس بن صیفی بن الاسلت ان کا قائد (لیڈر) تھا۔ وہ اس کی ہر بات کو مانتے اسی لیے اس نے انھیں اسلام قبول کرنے سے روکا۔ یہاں تک حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تب بھی اسلام قبول نہ کیا۔ غزوہ بدر و غزوہ خندق کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔[۱]

فائدہ: طبرانی شریف میں ہے کہ عروہ بن عبد الاشہل کے اسلام قبول کرنے کا قصہ یوں بتاتے ہیں کہ بنو النجار نے حضرت اسعد بن زرارہ پر سختیاں

---

[۱] بقول مشہور اسی سال معراج ہوئی۔

Marfat.com

شروع کر دیں اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو اس کے گھر سے نکال دیا۔ وہ حضرت سعد بن معاذ کے ہاں منتقل ہو کر دعوت دینی تبلیغ اسلام میں سرگرم رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں اسلام نے قدم نہ جمائے ہوں ان کے اشراف سے لے کر معمولی سے معمولی آدمی بھی اسلام سے مشرف ہوا۔ حضرت عمر بن جموح رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے اور انصار نے اپنے تمام بت توڑ ڈالے اب اسلام کی برکت سے مدینہ پاک میں اہل اسلام معزز اور بکثرت ہو گئے۔

اشتیاق دیدارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن اسحاق نے عقبہ ثانیہ میں لکھا کہ حضرت مصعب بن عمیر اندریں اثنا مکہ شریف واپس تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ بہت سے انصاری رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شوق میں ساتھ ہو لیے اور ساتھ ہی یہی خیال کہ موسمِ حج میں آپ سے بیعت کریں گے یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں پہنچ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا کہ ایامِ تشریق کے وسط میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ پھر وہی ہوا کہ ایامِ تشریق نے اپنے حبیبِ پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعزاز اور آپ کو، آپ کے دین کو جو فتح و نصرت بخشی وہ سب کو معلوم ہے۔

عقبہ ثالث

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وعدہ کی رات آئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنا بظاہر مشکل نظر آ رہا

Marfat.com

تھا اس لیے کہ ہم اپنا اسلام مشرکین سے چھپانا چاہتے تھے۔ اسی شب کو ہم اپنے عزیزوں کے گھروں میں سوئے جب تہائی شب گزر گئی تو ہم اپنی قیام گاہوں سے اُٹھے اور مشرکین کے درمیان سے نکل کر خفیہ طریقے چلتے ہوئے عقبہ کے قریب پہاڑ کے درّہ میں جمع ہو کر طلوع جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرنے لگے۔

تعداد انصار

ابن اسحاق نے فرمایا کہ یہ انصار اوس سے گیارہ اور قبائل چار خلفاء خزرج کے اور بنی حارث بن خارج کے باسٹھ آدمی تھے۔ اس روایت میں چار خلفاء کو خزرج میں داخل کیا گیا ہے ورنہ ۷۳ کی گنتی سے چار بڑھ جاتے ہیں۔

فائدہ: رزین بن عبادہ بن الصامت کی حدیث کعب رضی اللہ عنہ جیسی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ فرمایا کہ ہم آئندہ سال (سلسلہ ۱۳ نبوی) کو بہتر آدمی ان میں دو عورتیں تھیں حاضر ہوئے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کی اس وادی میں حاضر ہونے کا فرمایا کہ جب منیٰ کو جاؤ تو وہ وادی بائیں ہاتھ پڑتی ہے۔ جب ہم حسب وعدہ پہنچ گئے تو رسول خدا حبیب کبریا رحمۃ للعالمین سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰت والتسلیمات اپنے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لے کر تشریف فرما ہوئے۔

حضرت عباس کی تقریر

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرور کونین صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کا چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے آتے ہی انھوں نے فرمایا کہ:

"تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں کتنی عزت اور شرف کے مالک ہیں۔ ہم نے جس قدر انھیں منع کیا مگر یہ ہماری بات نہیں سنتے اور تم لوگوں کو جمع کرنے سے باز نہیں آتے۔ اگر تم ہیں عہد کے وفا کرنے کا ارادہ مصمم ہے تو فبہا نہیں تو ابھی کہہ دو بعد میں پریشان نہ ہونا اور ہم کو بھی مفت میں اپنا دشمن نہ بناؤ۔"

وہ بولے:

"اے عباس جو کچھ تم کہتے ہو تے ہم نے سن لیا اور جان لیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب کیا فرماتے ہیں جو عہد آپ ہم سے اپنے خدا اور اپنی ذات کے لیے لینا چاہیں لے لیں بسم اللہ"

تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ل حضرت ابن عباس ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے لیکن فقیر اویسی غفرلہ کا تجربہ کیا ہے جس نے بھی کسی محبوب خدا کا ادب و تعظیم اور اعزاز کیا ہے۔ اگرچہ لاشعوری سے ہی تو اللہ تعالیٰ نے اسے انعام و اکرام سے نوازا۔ دیکھئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مسلمان نہ ہونے کے باوجود کیا خوب فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام جیسی دولت سے نوازا اور جس سے بے ادبی و گستاخی ہو جائے اسے سزا ملتی ہے دنیا میں اور مرتے وقت خاتمہ خراب اور کفر و فسق کی طرف میلان اور آخرت میں جہنم۔

Marfat.com

سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے قرآن کی چند ایک آیات تلاوت فرمائیں اور دین اسلام کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا:

"خدا کا یہ عہد ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ میرا عہد یہ ہے کہ خدا کے احکام پہنچانے میں میری اعانت و نصرت کرو اور تم مجھ سے وہ چیز باز رکھو گے جو اپنے اہل و عیال سے باز رکھتے ہو۔"

یہ سن کر سب سے پہلے براء بن معرور انصاری خزرجی نے آپ کا دست مبارک پکڑ کر کہا:

"ہمیں منظور ہے یارسول اللہ ہمیں بیعت کر لیجئے واللہ ہم اہل حرب و اہل سلاح ہیں۔ یہی چیزیں باپ دادا سے ہمیں وراثت میں ملی ہیں۔"

ابوالہیثم بن تیہان انصاری اوسی نے قطع کلام کر کے عرض کیا:

"یارسول اللہ! یہود سے ہمارے تعلقات ہیں جو بیعت سے ٹوٹ جائیں گے ایسا نہ ہو کہ جب اللہ آپ کو غلبہ دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم میں چلے جائیں۔"

آپ نے مسکرا کر فرمایا:

"نہیں۔ تمہارا خون میرا خون ہے۔ میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔ تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔"

اس طرح جب وہ بیعت کے لیے آمادہ ہو گئے تو عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری خزرجی نے ان سے کہا:

"یہ بھی خبر ہے تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کس چیز پر بیعت

Marfat.com

کر رہے ہو۔ یہ عرب و عجم سے جنگ پر بیعت ہے۔ اگر تمہارا مال
تاراج ہو اور تمہارے اشراف قتل ہوں تم ان کا ساتھ چھوڑ
دو گے۔ تو ابھی سے چھوڑ دو۔ اور اگر ایسی مصیبت پر بھی ساتھ
دے سکو تو بیعت کر لو۔"

سب بولے : ہم اسی بات پر بیعت کرتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہ! اگر
ہم اس عہد پر ثابت رہیں تو ہمیں کیا ملے گا۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

" بہشت "

یہ سن کر سب نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی۔ اُسے
عقبہ کی بیعت ثانیہ کہتے ہیں۔

اِزالۂ وہم

عاصم نے فرمایا کہ عباس نے اس لیے انھیں مذکورہ بالا تقریر سنائی
تاکہ وہ بیعت کے معاملہ میں مضبوط سے مضبوط تر ہو جائے۔ (تاکہ آئندہ حبیبِ
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو)۔

فائدہ : تہائی رات تک وعدہ کی تاخیر کا موجب یہ تھا کہ عبداللہ بن
ابی بن سلول (رئیس المنافقین) کا انتظار تھا کہ وہ بھی بیعت میں
شامل ہو جائے تاکہ مدینہ طیبہ میں اسلام کا معاملہ زیادہ مضبوط

لے یہ تھا ادب و عقیدت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ جو بعد کو نکھر کر
حضرت عباس رضی اللہ عنہ صحابی بن گئے ۱۲۔

Marfat.com

ہو جائے (کیونکہ وہ اُس وقت اہل مدینہ کا بہت بڑا لیڈر تھا)۔

انصار میں سب سے پہلا مرید رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بنو اسحاق نے فرمایا کہ بنو النجار کا خیال ہے کہ اس وقت سب سے پہلے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھانے والے حضرت اسعد بن زرارہ ہیں اور بنو عبدالاشہل کہتے ہیں کہ ابوالہثیم بن التیہان تھے اور حضرت کعب کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ براء بن معرور کے بعد پے در پے بیعت میں شامل ہوئے۔

فائدہ: امام احمد کی روایت میں ہے اور امام حاکم کی الاکلیل میں ہے کہ حضرت عبداللہ[1] بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ جو منوائیں منوالیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے لیے تو منواتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا اور اپنے لیے اپنی جان و مال کی طرح میری جان کی طرح حفاظت کرنا۔ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اب ہم آپ کی محبت میں مارے جائیں اور اپنا جان و مال سب آپ پر فدا کر دیں تو اس کی جزا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنی باغ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں اُنھوں نے کہا رَبِحَ الْبَیْعُ بِسْمِ اللّٰهِ اس بیع میں نفع ہوا اور قسم ہے اللہ کی اُبْسُطْ یَدَكَ فَقَدْ بَایَعْنَاكَ ہاتھ بڑھایئے ہم آپ کے دل

---

[1] مشہور شاعر ہیں غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے ۱۲

Marfat.com

وہاں سے مرتد ہو گئے۔ اس پر یہ آیت اتری اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جانیں اور مال جنت کے بدلے خرید کر لی ہیں۔"
پھر جیسا کہ کعب کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے بارہ نقیب ایسے قبلاؤ جو اپنی قوم کی نگرانی کریں۔ انھوں نے بارہ اشخاص ۹ خزرج اور ۳ اوس کے منتخب فرمائے۔

۱۲ نقیب

عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے فرمایا کہ بیعت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے بارہ اشخاص کو نقیب مقرر کیا اور فرمایا کہ تم حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حواریوں کی طرح اپنی قوم کے کفیل رہو گے یا نہ عرض کی ہاں۔

شیطان کی فریاد

رزین کی روایت میں عبادہ بن صامت نے نقباء کے ذکر کے بعد فرمایا کہ وہ ابھی بیعت سے فارغ ہوئے تو شیطان چیخ کر پکار رہا تھا اے اہل جباجب (المنازل) تم صابئیوں کے مقابلہ کی تیاری کرو۔

---

۲ اس بیعت کو بیعت عقبہ کبریٰ کہتے ہیں۔ بعض ارباب سیر اس کا نام عقبہ ثانیہ رکھتے ہیں مگر سیاق کلام سید علیہ الرحمۃ جیسا کہ مذکور ہوا ہے اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کا نام عقبہ ثالثہ رکھا جائے۔

ع۵ سورۃ توبہ آیت ۱۱۱

Marfat.com

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
"کہ اپنے ڈیروں میں چلے جاؤ۔"

جذبہ جہاد یا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مل جانے کے بعد حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ فرمائیں تو آج ہی ہم مشرکین کو جو منیٰ میں جمع ہیں سب کو قتل کر ڈالیں کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے آپ نے فرمایا لم اومر بذالک یعنی مجھے اس بات کا حکم نہیں فرمایا گیا کہ میں ان سے جہاد کروں۔ پس اب تم اپنے ڈیروں میں جاؤ۔

مشرکین مکہ کے خیالات میں کھلبلی

حضرت کعب کی روایت میں ایسے ہی ہے پھر فرمایا کہ اس کے بعد ہم اپنے ڈیروں پر چلے گئے۔ صبح کو قریش ان سے کہنے لگے ہم نے سنا ہے تم ہمارے صاحب (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے ساتھ (مدینہ طیبہ) لے جانا چاہتے ہو اور تم نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر بیعت کی ہے بخدا اتا حال ہمارے کسی کا بھی ارادہ نہیں کہ تمہارے اور ہمارے مابین جنگ ہو۔ ان کے مشرک ساتھیوں نے کہا کہ کوئی ایسی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمیں اس کا کوئی علم ہے۔ انصار نے بھی ان کی تصدیق کی۔ یہ سن کر قریش واپس چلے گئے۔
مروی ہے کہ مشرکین عبد اللہ بن ابی بن سلول کے پاس بھی گئے

Marfat.com

اس نے کہا جنگ کوئی معمولی بات نہیں اور نہ ہی میری قوم اس کی حامل ہے اور نہ ہی مجھے اس کی کچھ خبر ہے[1]

عشق کا دوسرا نمونہ

بوقت روانگی انصار نے عرض کی یارسول اللہ اگر آپ ہمارے ہاں مدینہ طیبہ تشریف لے چلیں تو زہے قسمت آپ کو آنکھوں میں جگہ دیں گے آپ کی ہر طرح غلامی اور خدمت گزاری کریں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے ابھی تک مکہ سے جانے کا حکم نہیں ملا اور کوئی جگہ ہجرت کے لیے متعین نہیں ہوئی جس وقت اللہ تعالیٰ جانے کا حکم فرمائیگا ہجرت کر دوں گا۔ یہ فرما کر انصار کو رخصت فرمایا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انصار کو روانہ کرنے کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اجازت مرحمت فرما دی اور خود حکم الٰہی کا انتظار فرمانے لگے ان دونوں عقبوں کے درمیان کافی جماعت ہجرت

---

[1] لیکن تفتیش کے مطابق حقیقت حال جوان کو معلوم ہوئی تو انھوں نے انصار کا تعاقب کیا صرف سعد بن عبادان کو ہاتھ آئے ظالموں نے انھی کے اونٹ کے تنگ سے ان کے ہاتھ گردن جکڑ دیئے اور مارتے پیٹتے اور سر کے بالوں سے گھسیٹتے ہوئے انھیں مکہ شریف میں آئے وہاں جبیر بن مطعم بن عدی اور حارث بن حرب بن اُمیہ نے ان کو چھڑایا۔

Marfat.com

کر گئی۔ انہیں سے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعض نے کہا جاشہ کی ہجرت کے بعد مکہ معظمہ کی طرف واپس لوٹ کر سب سے پہلے حضرت ابو سلمہ مخزومی سابق زوج ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی عقبہ ثالث کے بعد مسلسل ہجرت کرنے لگے ان میں بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۲۔ ان کے بھائی زید بن خطاب رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۶۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ

۷۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

۸۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

۱۰۔ وغیرہم رضی اللہ عنہم

صرف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوبکر وعلی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اور وہ صحابہ جو کسی مجبوری سے ہجرت نہ کر سکتے تھے) رہ گئے (ابن اسحاق وغیرہ نے ایسے ہی کہا۔

اجتماع دار الندوہ

قریش نے جب دیکھا کہ مسلمان یہاں سے چلے جا رہے ہیں تو خوفزدہ ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی چپکے سے چلے نہ جائیں اسی لیے دار الندوہ

Marfat.com

مجلس شوریٰ کا اجتماع[1] ان میں ابوجہل بھی تھا اور باہر سے شیخ نجدی (ابلیس) آدھمکا شوریٰ میں اس نے ابوجہل کی رائے کو درست بتایا جب اراکین کی آراء میں اختلاف پایا کہ کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ۔ ابوجہل نے کہا کہ ہمارے پانچ قبائل میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں۔ اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں۔ پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔ بنو ہاشم تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی۔ اس لیے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے۔ ہم آسانی سے خون بہا دیں گے۔

ہجرت کی تیاری

حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آیت[2] پہنچا کر کفار کے مشوروں سے مطلع کر دیا:

اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔

ترجمہ: "جب کافر فریب بنانے لگے کہ تم کو بٹھا دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ فریب کرتے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کرتا تھا۔ اللہ کا چال سب سے بہتر ہے"

اس آیت کے نزول کے بعد حضور نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو فرمایا

---

[1] شیخ نجدی ابلیس کا لقب ہے اور یہ لقب ابلیس کو کیوں ملا خود سوچیے۔

[2] سورہ الانفال آیت ۳۰

Marfat.com

میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر بلا خطر سو جاؤ تمہارا بال بھی بیکا نہ ہو گا۔ صبح کو اٹھ کر یہ تمام امانتیں ہر ایک کو واپس کر دینا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت بخشی ہے اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور مجھے ساتھ لے چلیے میں صرف اسی انتظار میں تھا کہ جب آپ ہجرت فرمائیں گے میں خدمت اقدس میں رہ کر برکات حاصل کروں گا۔ آپ نے اجازت بخشی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک اونٹنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سواری کے لیے پیش کی آپ نے فرمایا قیمت بتائیے۔ عرض کی یہ آپ کی نذر ہے (لیکن آپ نے قیمت ادا کر کے) قصویٰ کو قبول فرمایا بعض نے جدعاء لکھا ہے اس کی قیمت آٹھ سو درہم تھی۔

روانگی

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن اریقط کو جو سب لوگوں میں واقفیت راہ اور حفظ اور اسرار میں مشہور تھا اجرت مقرر کر کے فرمایا کہ تین دن کے بعد دونوں اونٹوں کو جبل ثور پر حاضر کرے اور ابن اریقط بھی دین کفار میں تھا

۱؎ نودی کہتے ہیں کہ اس کے اسلام لانے کا حال معلوم نہیں ہوا۔ واللہ اعلم! اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ابلیس کی دشمنی کا نتیجہ دیکھنا ہو تو نجدیوں کو دیکھ لو اسی لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شام و یمن کے لیے دعا فرمائی لیکن نجد کے لیے بار بار عرض کرنے کے باوجود انکار کرتے ہوئے فرمایا وہاں سے شیطان سینگ نکالے گا بارہویں صدی سے آج تک جو نبوت دشمنی ہے۔

Marfat.com

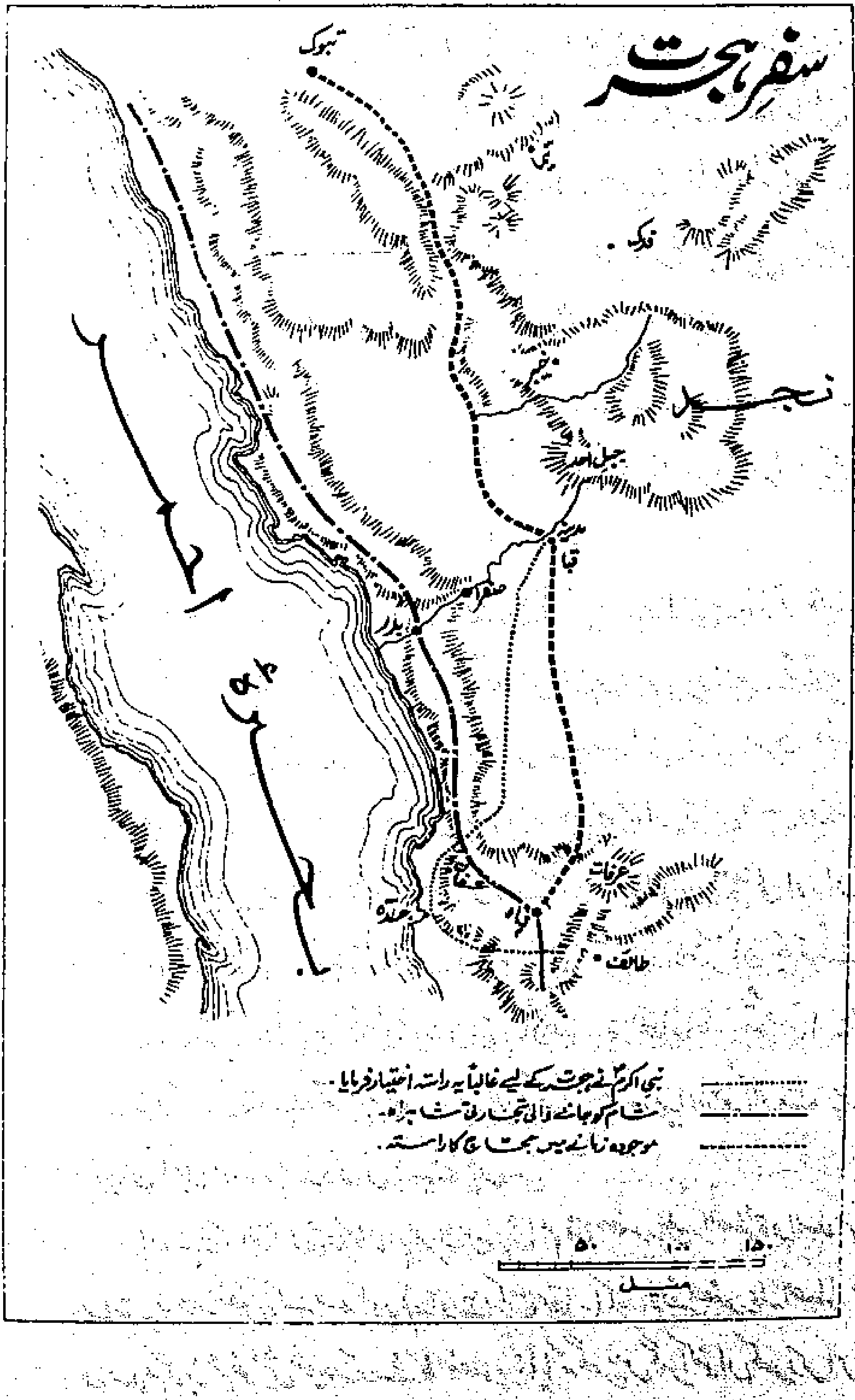

سفرِ ہجرت
تبوک
فدک
نجد
خیبر
جبل احد
مدینہ
قبا
صفرا
بدر
بحر احمر
عرفات
مکہ
جدہ
طائف
نبی اکرم ؐ نے ہجرت کے لیے غالباً یہ راستہ اختیار فرمایا۔
شام کو جانے والی تجارتی شاہراہ۔
موجودہ زمانے میں حجاج کا راستہ۔
۵۰ ۱۰۰ ۱۵۰
میل

Marfat.com

یہ انتظار کر کے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتظامِ ہجرت مکمل کر کے گھر واپس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ بمطابق قرارداد قریش نے دولت کدہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کر لیا۔ ابو جہل نے کہا جب تک قبائل کے پانچ جوان نہ آئیں حملہ نہ کرنا۔ حضور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کر مٹھی خاک اُٹھا کر ان کے منہ پر ماری تو ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں اور کان بہرے۔ کوئی ایک کافر ایسا نہ تھا جس کے سر پر خاک نہ پہنچی ہو۔

ع ابو جہل کے ساتھ یہ پہلی بار نہیں بلکہ بار بار ہوا لیکن اس کی بدنصیبی کہ بار بار معجزات دیکھ کر نہ مانا۔

لہ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ اگر تم ہمارے تابع ہو جاؤ تو ملک عرب وعجم تمہارا ہو جائے گا اور بہشت بریں تمہاری جگہ ہو اگر تم تابع نہ ہوئے تو میرے ہاتھ سے قتل کیے جاؤ گے اور آخرت میں دوزخ کے حقدار ہو گے۔ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! یہی کہتا ہوں اور یہی ہو گا اور تو بھی انھیں دوزخیوں سے ہو گا۔ پھر حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ایک مٹھی بھر خاک ان پر پھینکی اور اول سورہ یٰسین سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ اور آیہ کریمہ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا یعنی جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے پردہ ڈال دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ ابو جہل جس کا نام عمرو بن ہشام تھا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ساتھ بے حد بغض وکینہ حسد اور عداوت رکھتا تھا۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کو بزعم خویش شہید کرنے کا منصوبہ بنایا کہ گھر میں گہرا کنواں کھود کر اس پر

Marfat.com

غارِ ثور کی قسمت بیدار ہوئی

صبح کو جب حضرت سیّدنا علی شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بستر سے بسلامت اُٹھے تو کفار آپ کو دیکھ کر ششدر رہ گئے اور کہا اس نے شخص نے

حاشیہ گزشتہ: کھجور کے پتے ڈال کر اُوپر مٹی ڈال دی اور خود بیماری کا بہانہ بنا کر گھر میں ہو گیا خیال تھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوگا تو آپ گر کر . . . . آپ کو بھی ابوجہل کی بیماری کا علم ہوا تو آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جب بالکل کنوئیں کے قریب پہنچے تو حق تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیں اور اس سازش سے بھی آپ کو آگاہ کر دیجئے۔ جب آپ کو اس سازش کا علم ہوا تو آپ واپس لوٹ گئے۔ جب ابوجہل کو علم ہوا کہ آپ واپس جا رہے ہیں تو وہ آپ کو بلانے کے لیے دوڑا اور اپنے ہاتھ سے کھودے ہوئے کنوئیں میں گر گیا۔ گھر کے افراد پریشان ہو گئے اور ابوجہل کو کنوئیں سے باہر نکالنے کے لیے کئی رسیاں ڈالیں مگر رسی چھوٹی ہو جاتی تھی۔ اس طرح سب داؤ ناکام ہو گئے تو ابوجہل چلایا کہ مجھے اس بھیانک کنوئیں سے محمد کے سوا کوئی نہیں نکال سکے گا تو گھر کے افراد نے اس واقعہ کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی تو آپ یہ خبر سنتے ہی فوراً جائے واردات پر پہنچے حالانکہ بذریعہ وحی اطلاع بھی تھی کہ اس نے یہ کنواں آپ کے لیے کھودا ہے مگر جب ابوجہل کو اس کنوئیں میں گرا ہوا دیکھا تو برداشت نہ ہو سکا رسولِ خدا کو جب ابوجہل نے دیکھا تو تسلی ہوئی آپ نے اپنا دستِ مبارک کنوئیں میں ڈال کر ابوجہل کو باہر نکال دیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ لایا اور غزوہ بدر میں دو چھوٹے بچوں کے ہاتھوں بری طرح مارا گیا۔

Marfat.com

سچ کہا واقعی رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مٹی ہمارے سروں پر ڈال کر صاف نکل گئے۔ اب تمام قریش نے ناکہ بندی کر دی اور بڑے بڑے انعامات کا اعلان کیا کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر کے آپ کا سر لائے اسے (منہ مانگا) انعام ملے گا لیکن ہر طرف سے خائب وخاسر رہے یہانتک کہ غارِ ثور تک پہنچ گئے۔

مکڑی کا تانا اور کبوتری کے انڈے

قریش جب غارِ ثور پر پہنچے تو غار کے منہ میں مکڑی جالا تن چکی اور کبوتر انڈے

ل یہاں جتنے معجزات و واقعات ہوئے ان سب کو ہم یہاں نہیں ذکر کر رہے تاکہ کتاب کی ضخامت نہ بڑھ جائے لیکن یارِ غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق کے امتحان کا واقعہ ترک کرنا جی نہیں چاہتا اسی لیے یہاں اسے درج کیا جائے گا لیکن اس سے پہلے ہجرت کی اہمیت لکھنا ضروری ہے تاکہ اس کو خلش نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو اسباب مدینہ طیبہ میں آسان فرمائے وہ مکہ معظمہ میں کیوں نہ فرما دیتے ہجرت مدینہ ایمان کی پختگی کی علامت ٹھہری۔ ۸ھ ہجری میں جب مکہ فتح ہو گیا تو اس علامت کو بھی ختم کر دیا گیا۔ ہجرت مدینہ سے اس چیز کی بھی قربانی دینا پڑے تو اسے اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دین کی حفاظت وبقاء، ملک ووطن اور جان ومال ہر چیز سے اہم اور ضروری ہے۔ اور اس کے لیے ان کا کوئی خیال نہیں رکھا جائے گا۔ جیسا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی خاطر مکہ معظمہ کو چھوڑ کر جہاں آپ نے ۵۳ سال حیاتِ مبارکہ کے بسر فرمائے۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ گزشتہ سے)

نوٹ: ہجری کی اہمیت کے پیشِ نظر مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اپنے معاملات میں سن ہجری کو اپنائیں اور انگریزی سن کو اتنی اہمیت نہ دیں۔

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت گھر سے نکلے تو محاصرین پر اللہ تعالیٰ نے غنودگی طاری کر دی اور وہ آپ کو محسوس نہ کر سکے۔ آپ سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ یہاں سفر کے لیے ضروری سامان پہلے سے تیار تھا۔ آپ حضرت ابوبکر کے ساتھ مکہ سے رخصت ہوئے۔ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر غار ثور تھا آپ اس میں روپوش ہو گئے۔ تین دن تک وہاں مقیم رہے۔ حضرت ابوبکر کے صاحبزادے عبداللہ رات کو غار میں سوتے صبح اٹھ کر روانہ ہو جاتے اور چیزیں وغیرہ لے کر شام کو غار میں پہنچ جاتے حضرت ابوبکر کا غلام روزانہ دودھ وغیرہ پہنچا دیتا۔

غار میں بہت سے سوراخ نظر آئے تھے۔ انھوں نے اپنا عمامہ پھاڑ کر ایک ایک کر کے تمام سوراخوں کو بند کر دیا۔ لیکن ابھی ایک سوراخ باقی تھا جسے بند کرنے کے لیے کپڑا یا کوئی اور چیز موجود نہ تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ سوراخ سانپوں کے بل معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی سانپ نکل کر میرے آقا کو نقصان پہنچائے۔ چنانچہ انھوں نے اپنا پاؤں اس بل پر رکھا اور ایڑی سے اُسے بند کر دیا۔ غار کی صفائی تو وہ ہی کر چکے تھے۔ اب مطمئن ہو کر انھوں نے راحت قلوب عاشقان سید انس وجاں کی خدمت میں گزارش کی کہ حضور تشریف لائیے اور نور و سرور کے ان تاریخ ساز لمحات سے میرا دامن قلب و روح بھر دیجئے جو نوشتہ تقدیر نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

ٹوٹ جاتا کبوتر کے انڈے بھی نہ ہوتے۔ حسب وعدہ دیلی (عبداللہ بن اریقط) تیسرے دن دو اونٹنیاں لایا۔

(بقیہ مد گذشتہ سے)

کے صدقے میری قسمت میں لکھے ہیں۔

غارِ ثور میں رحمتِ خداوندی کی برکھا رم، جھم برس رہی تھی۔ قربان جائیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دالانصیبی پر، جن کی گود میں سر رکھ کر محبوب خدا استراحت فرمارہے تھے۔ صدیق کے بخت کی یاوری کا کیا کہنا کہ بے قرار نگاہیں اور بے تاب دل اپنے محبوب کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں۔ وہ جمال جہان آرا، جنت کی حوریں۔ جس کی تاب پر خدا، وہ کمالِ حسن سرمدی، شمس وقمر کی ضیائیں جس کے سامنے ماند۔ واللیل اذا یغشیٰ والے وہ گیسوئے عنبریں، کائنات کی گھٹائیں جن کے آگے مودب، گل قدس پتیاں، اونچی بینی کی رفعتیں، اور مازاغ البصر کی سرمگیں آنکھیں، جن کی دل آویزیوں نے چشم فطرت کو تصویر حیرت بنادیا تھا۔ آج صدیق کی پیاسی نگاہیں گود میں لیے جی بھر کر ان سے سیراب ہورہی ہیں اور بزبانِ خامشی یہ اعتراف کر رہی ہیں کہ ؎

تجھے لاکھ بار دیکھا نہیں روح سیر ہوتی
ترے حسن سرمدی کا ہے عجیب تر نظارہ

دنیا و مافیہا سے بے خبر صدیق کونین کی دولت کو اپنی آغوش میں سمیٹے اسے تکے جارہے تھے۔ نہ جانے کتنی گھڑیاں بیتی تھیں، نہ جانے وقت کے راہوار نے کتنی مسافت طے کی تھی کہ اچانک آپ کی اس ایڑی پر جو خالی رہ جانے والے سوراخ پر دھری تھی، سانپ نے ڈس لیا۔ سانپ

(بقیہ مد آئندہ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ گذشتہ سے)

نہیں یہ تو کوئی بہت بڑا ناگ تھا جس کا زہر آناً فاناً حضرت صدیق اکبر کے سارے بدن میں سرایت کر گیا۔ آپ کی ایڑی سے درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اور سارا بدن نیلا پڑنے کے ساتھ ساتھ سُن ہوتا جا رہا تھا۔ بہت دل گردے والا آدمی بھی ایسی صورت میں کچھ نہ کچھ جزع فزع تو کرتا ہی ہے لیکن یہاں معاملہ دوسرا تھا۔ آپ نے تو سانپ کے بل پر اپنا پاؤں رکھا ہی اس لیے تھا۔ اس لیے تھا کہ محبوب دوجہاں کی راحت اور چین میں سرِ مو فرق نہ آنے پائے۔ انھیں معلوم تھا کہ کوئی زہریلا جانور اپنے مہلک ڈنگ سے مجھے انگاروں پر لوٹا سکتا ہے۔ انہیں خبر تھی کہ کوئی سانپ میری ایڑی، ایڑی پر ڈس کر میری جان کا دشمن بن سکتا ہے۔ مگر اپنا جسم وجان تو وہ حبیب کبریا علیہ افضل التحیۃ والثناء کے قدموں میں نثار کر چکے تھے۔ اب باقی بچا ہی کیا تھا جس کی حفاظت کی وہ فکر کرتے۔ ایک بار نہیں اس ناگ نے کئی مرتبہ ڈسا مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو ذرہ بھر بھی جنبش نہ ہوئی ان کا دل کہہ رہا تھا اگر میرے جسم وجان کے مالک کی استراحت میں فرق آ گیا تو اس سے مجھے جو روحانی اذیت پہنچے گی۔ وہ اس اذیت سے کہیں زیادہ ہو گی۔ جو مجھے اب پہنچ رہی ہے۔ ان کے نہاں خانۂ دل سے یہ آواز آ رہی تھی کہ میری آغوش میں وہ ہستی آرام فرما ہے جو زخمی دلوں پر مرہم کے پھاہے رکھتی ہے جس کے پاس ہر درد کی دوا اور ہر مرض کا علاج ہے۔ جہاں اس کی نگاہ پڑ جائے وہاں راحتوں کی گھٹائیں چھا جائیں۔ جہاں وہ قدم رکھے وہاں مسرتوں کے چمن کھل اٹھیں لیکن اچانک

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

روز کے بعد ہوئی۔ اور غار سے یکم ربیع الاول بروز پیر کو روانگی ہوئی

(بقیہ صفحہ گزشتہ سے)

ایک خیال آپ کے ذہن میں کوندے کی طرح لپکا۔ آپ نے سوچا کہ میرا بدن سُن ہوتا جا رہا تھا۔ میرے دست و بازو شل ہو چکے ہیں۔ سانپ اب بھی ڈنگ آزما رہا ہے لگتا ہے۔ میری سانسوں کی آمد و شد دراز نہ ہو گی۔ حضور کے عالم استراحت میں اگر ایسا ہو گیا تو کہیں دشمن اس غار میں گھس کر میری جسم و جان کے مالک کو نقصان نہ پہنچائیں۔ . . . کیا ایسے ہی ہو گا؟ کیا خالق ارض و سما کو بھی منظور ہے۔ یہ خیال آیا اور ساتھ ہی آپ کی آنکھوں میں آنسو بھی لے آیا۔ . . بے اختیار ایک موتی گرا اور حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیدار ہو گئے۔ استفسار فرمایا کہ مایبکیک یا ابا بکر۔ اے ابوبکر تمہاری آنکھوں میں آنسو کیسے ہیں؟ اور ہاں یہ تمہارا بدن نیلا پڑ رہا ہے۔ یہ سب کیا ماجرا ہے؟ . . . . نگاہِ نبوت سے بھلا کیا پوشیدہ تھا۔ مگر حضور کے اسی اندازِ غمگساری اور شیریں گفتگو ہی نے تو صدیق کو پروانۂ شمع رسالت بنایا تھا۔ سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ کے کاٹے پر اپنا مبارک لعاب دہن لگایا۔ بس پھر کیا تھا۔ جھپکتے میں زہر کا اثر ختم ہو گیا۔ اور ساری تکلیفیں کافور ہو گئیں اللہ اکبر وہ زلالِ حلاوت جس سے کھاری کنوئیں شیریں جاں بنیں۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دکھتی آنکھوں پر لگے تو وہ صحیح ہو جائیں۔ اور جو تھوڑے سے آٹے اور چھوٹی سی ہنڈیا میں ملے تو وہ کھانا پورے لشکر کے لیے کافی ہو جائے۔ جو تمام تمام بیماریوں اور تمام تکلیفوں کے لیے اکسیر ہو۔ وہ زلال حلاوت حضرت صدیق اکبر کے جسم مبارک میں وہاں وہاں پہنچا۔ جہاں جہاں تک زہر نے اثر کیا تھا گویا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عتیق رضی اللہ عنہ کی رگ و پے

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

بعض نے جمعرات کا دن لکھا ہے اور آپ اعلان نبوت کے بعد مکہ معظمہ میں ۱۳ اور چند سال مقیم رہے۔ عروہ نے کہا صرف دس

(بقیہ صد گذشتہ سے)

میں، آپ کے خون کی گردش کے ساتھ نبی مکرم نور مجسم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مبارک لعاب دہن گردش کر رہا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق اپنے رگ وپے میں ایسے ایسے سرور اپنی اپنی جسم وجان میں ایسی ایسی فرحتیں محسوس کر رہے تھے جس کا قبل ازیں آپ نے تصور بھی نہ کیا ہو گا۔ اسی طرح تین دن اور تین راتیں جمال جہاں آراء کے جلوے اپنے دامن قلب وروح میں سمیٹنے کے بعد آپ حبیب کبریا کے محافظ اور دربار رسالت کے دربان کی حیثیت سے فخر رسل مولائے کل علیہ اطیب التحیۃ والثناء کی معیت میں سوئے مدینہ گامزن ہوئے۔

عرب کے اس علاقہ کا اگر جغرافیائی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ مدینہ اور مکہ کا یہ درمیانی حصہ بالکل ویران ہے۔ آب وگیاہ اور سنگلاخ سرخی پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ راقم الحروف نے بذات خود کئی بار اس علاقہ میں سفر کیا۔ اب جبکہ اس دور جدید میں کئی ترقیاتی منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس ترقی وارتقاء کے ابھی تک اس راستہ میں کئی ایسے مقامات دیکھنے میں آجاتے ہیں جو ویران ہوتے آباد ہیں۔ لیکن جن ایام کی تاریخ میں یہاں بیان کر رہا ہوں اس کا تعلق آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے ہے اور یہ وہ زمانہ تھا جب اس راستہ پر سفر کرنے والے مسافر کو تو پانی میسر تھا نہ کوئی اور سہولت اس لیے اپنی آسانی کی خاطر زیادہ تر لوگ مشرقی حصہ میں سفر کرتے تھے جو بلاد نجد کے عین مقابل کا حصہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چونکہ ابو بکر صدیق کے ساتھ

(بقیہ صد آئندہ پر)

Marfat.com

سال آپ کی ہجرت کا علم سوائے علی اور آل ابوبکر (رضی اللہ عنہم) کے اور کسی کو نہ تھا۔

ہجرت کی اہمیت

ہجرتِ نبوی سے تاریخ اسلام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ ہجرت سے قبل مسلمان مجبور و مقہور تھے۔ انھیں مذہبی آزادی حاصل نہیں تھی۔ وہ مذہبی رسوم علانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مشرکین زبردست روڑے اٹکاتے تھے۔ اسلام سے مشرف ہونے والے لوگوں کو مختلف مظالم کا تختۂ مشق بنایا جاتا تھا۔ انھیں ہر قسم کی تکالیف و اذیتیں دی جاتی تھیں مگر اس کے برعکس جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ شریف میں آجاتے ہیں تو ان پر ظلم و ستم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ وہ بھی امن و سکون کا سانس لیتے ہیں، انھیں مذہبی آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔ انہیں دعوتِ تبلیغ اسلام کے مواقع ملتے ہیں اور اس طرح بے شمار لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔ مدینہ شریف ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی معاشرہ کی تشکیل کا موقع ملتا ہے اور آپ کی وہ آرزوئیں اور خواہشات پوری ہوتی ہیں جو ایک مدت سے تشنۂ تکمیل تھیں۔ مدینہ شریف میں ہی صحیح معنوں میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

ہجرت کے بعد جو شخص حلقۂ اسلام میں داخل ہوتا، تو وہ اپنے ایمان و اسلام کے تحفظ و بقا کے لیے مدینہ شریف میں چلا آتا تھا۔ اس لحاظ سے مدینہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ سے)

مکہ سے یثرب سفر کر رہے تھے۔ لہذا اس نے عام راستہ کو چھوڑ کر بحیرۂ احمر کے سامنے والا مغربی راستہ اختیار فرمایا۔ گویا یہ اس بات کی دلیل تھی کہ خود ذاتِ خداوندی ان مسافروں کی رہبری و رہنمائی فرما رہی تھی۔ چنانچہ اس راستہ پر سفر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالآخر وادی عقیق میں جا پہنچے

Marfat.com

شریف مسلمانوں کے لیے ملجا۔ ماویٰ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ جو شخص اسلام کے بعد مدینہ میں آجاتا اس کے ایمان کو پختہ تصوّر کیا جاتا۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفیق خاص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ آپ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ کو ساتھ لے چلے تاکہ وہ راستہ میں خدمت کرتا چلے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کے پیچھے بٹھا رکھا تھا۔ ان تینوں کو مکہ معظمہ کے اسفل سے لے جا کر عسفان کے اسفل ساحل کی جانب سے لے چلا۔ اس کے بعد امجح[1] کے راستہ پر لے گیا یہاں تک کہ آپ کو آپ نے قدید میں اُم معبد خزاعیہ کے خیمہ کے قریب نزول اجلال فرمایا۔

معجزہ سراقہ کا زمین میں دھنسنا

اسی قدید میں ہی منگل کے دن راستہ طے کرتے وقت سراقہ[2] کا قصہ پیش

---

[1] بفتح الہمزہ والمیم مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے درمیان ایک جگہ ہے ۱۲ حاشیہ وفاء الوفا

[2] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ہجرت کے دوسرے روز جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدید کے قریب پہنچے تو سراقہ بن مالک مدلجی تعاقب میں نکلا۔ جس کی کیفیت وہ خود یوں بیان کرتا ہے۔ "کفار قریش کے قاصد ہمارے پاس آئے کہنے لگے کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکر کو قتل کرے گا یا گرفتار کر کے لائے گا۔ اُسے ایک خون بہا کے برابر (یعنی سو اونٹ) انعام دیا جائے گا۔ میں اپنی قوم بنو مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک شخص نے آ کر کہا اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل پر چند اشخاص دیکھے ہیں۔ میرے خیال میں وہ محمد

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

آیا۔ ادھر قریش کو سرگردانی میں کئی دن گزر گئے۔ پتہ نہیں چل رہا کہ اچانک

(بقیہ صہ گذشتہ سے)

(صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں۔" میں سمجھ گیا کہ وہی ہیں۔ مگر میں نے اس سے کہا کہ وہ نہیں ہیں۔ تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے سے گزرے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں مجلس سے اٹھ کر گھر آیا۔ اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو پشتہ کے پیچھے (بطن وادی میں) لے جا کر ٹھہرا۔ میں نیزہ لے کر اپنے گھر کے عقب سے نکلا۔ اور بن نیزہ سے زمین میں خط کھینچا اور نیزے کے بالائی حصہ کو نیچا کیے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچا۔ میں نے سوار ہو کر گھوڑے کو ذرا دوڑایا یہاں تک کہ میں ان کے قریب جا پہنچا۔ میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ میں گر پڑا۔ اٹھ کر میں نے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور اس میں سے فال کے تیر نکالے، کہ حملہ کرنا چاہیئے یا نہیں مگر جواب خلاف مراد نکلا۔ میں نے تیر کی بات نہ مانی۔ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز سنی حالانکہ آپ (میری طرف) نہ دیکھتے تھے (اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار پر اعتماد تھا۔ اس لیے آپ کو سراقہ کی کچھ پرواہ نہ تھی لیکن ابوبکر اکثر پیچھے دیکھتے تھے اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنا تو خیال نہ تھا مگر محبت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا خیال تھا اس لیے از روئے شفقت پیچھے دیکھتے تھے کہ سراقہ کی طرف سے کیا ظہور

(بقیہ صہ آئندہ پر)

Marfat.com

ابو قبیس (پہاڑ) کے اُوپر سے آواز سنائی دی کہ ؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے)

میں آتا ہے اس سے صدیق اکبر عشق رسول کا اندازہ لگانا مشکل نہیں باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف متوجہ بھی نہ ہوئے لیکن میرے گھوڑے کے دونوں ہاتھ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ میں نے اُتر کر گھوڑے کو زجر و توبیخ کی۔ اس نے چاہا کہ اُٹھے۔ مگر وہ ہاتھ زمین میں سے نہ نکال سکا۔ جب وہ (بمشکل تمام) سیدھا کھڑا ہوا۔ تو ناگاہ اس کے ہاتھوں کے نشان سے دھوئیں کی مانند غبار آسمان کی طرف اُٹھا۔ میں نے پھر تیروں سے فال لی۔ مگر خلاف مراد ہی جواب ملا۔ میں نے پکارا۔ امان! امان! یہ سن کر وہ ٹھہر گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ مگر تجربے سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ رسول اللہ کا بول بالا ہو گا۔ میں نے آپ سے قریش کے ارادے اور انعام کا ذکر کیا اور زاد و متاع پیش کیا مگر اُنھوں نے کچھ نہ لیا۔ اور صرف یہی فرمایا کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے کتاب امن تحریر فرما دیجئے۔ آپ کے حکم سے عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ٹکڑے پر فرمان امن لکھ دیا۔ سراقہ نے فرمان امن اپنی ترکش میں رکھ لیا اور واپس ہوا۔ راستے میں جس سے ملتا یہ کہہ کر واپس کر دیتا کہ میں نے بہت ڈھونڈا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔

کرم بالائے کرم: صحیح بخاری باب الھجرۃ الی المدینۃ اس واقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا کیف بك اذا لبست

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

فان یسلم السعدان یصبح محمد
من الامن لا یخشی خلاف المخالف

ترجمہ: قریش نے کہا ہمیں کیا معلوم سعدان کیا ہے پھر بولنے والا بولا

ایا سعد سعد الاوس کن او سنا
و یا سعد الحذر جین الغطارف
اجیبا الی داعی الهدیٰ وتمنوا
من اللہ فی الفردوس ذ لفة عارف

فائدہ: امام رزین نے فرمایا کہ یہ اشعار انھوں نے ہجرت سے بھی پہلے کسی نے سنے تھے۔ اب دو بارہ اسفل مکہ یا ابو قبیس سے مندرجہ

حاشیہ بقیہ: سوادی کسریٰ (تیرا کیا حال ہوگا تو کسریٰ کے دو کنگن پہنایا جائے گا)۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین وطائف سے واپس ہوئے تو جعرانہ سراقہ نے وہ فرمان امن پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج وفا و احسان کا دن ہے۔ سراقہ آگے بڑھے اور ایمان لائے۔ جب عہد فاروقی میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ ہرمز کے کنگن حضرت فاروق کے ہاتھ آئے۔ تو آپ نے قول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق وتحقیق کے لیے وہ سراقہ کو پہنا دیئے اور فرمایا الحمد للہ الذی سلبهما کسریٰ والبسهما سلقہ (یعنی سب ستائش اللہ کو ہے جس نے کسریٰ جیسے شاہ عجم کے کنگن چھین کر سراقہ جیسے غریب بدوی کو پہنا دیئے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "غوث العباد" میں ہے۔ سراقہ نے ۲۴ھ میں بعہد حضرت عثمان غنی وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہما)

Marfat.com

ذیل اشعار سنے۔ یہی تحقیق کے قریب تر ہے ؎

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ

رفیقین قالا خیمتی ام

فائدہ: اس قصہ میں یہ ابیات مشہور ہیں۔

اُمِ معبد کی بکری

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اُمِ معبد کے خیمہ سے ہُوا آپ نے اس سے پانی مانگا۔ یہاں ایک لاغر بکری سے دودھ بھرپور حاصل ہونے کا معجزہ ظاہر ہوا۔ باوجودیکہ اس میں دودھ نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے مختار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ کی ندی بہادی۔[1]

---

[1] اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدید میں سہ شنبہ کو دوپہر کے وقت ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے ہاں گزر ہُوا۔ اُمِ معبد کی قوم قحط زدہ تھی۔ وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا کرتی اور آنے جانے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا قصد کیا۔ مگر اس کے پاس ان میں سے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے خیمہ کی ایک جانب ایک بکری دیکھی۔ پوچھا یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ لاغری و کمزوری کے سبب سے بکریوں کے پیچھے رہ گئی ہے۔ پھر پوچھا کیا دودھ دیتی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے۔ کہ اُسے دوہ لوں؟ اس نے عرض کی "میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اگر آپ اس کے نیچے دودھ

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

مدینہ پاک قریب ہونے لگا

اُم معبد سے فارغ ہو کر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھیوں سمیت روانہ ہوئے تو بعد کو ابو معبد گھر واپس آگیا اُم معبد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کا مژدہ سنایا اور اس کمزور بکری کا متبرک دودھ بھی پلایا۔ ابو معبد بے چین ہو کر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے آپ کے پیچھے چل پڑا کہا جاتا ہے کہ بطن ریم میں پہنچ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

جلوس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جھنڈا

بریدہ سلمی ستر آدمیوں کے ساتھ باشارہ کفار گرفتاری کو نکلے تھے اور اس سے سو اونٹوں کا وعدہ تھا۔ آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے فرمایا تو کون ہے؟ اور تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا میرا نام بریدہ ہے۔ آپ نے بطریق تفاول اس نام کے مادے سے کہ برودت ہے اور سلامت اور جمعیت کی خبر دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

(حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

دیکھتے ہیں تو دوہ لیں۔" آپ نے اس کے تھن پر اپنا دست مبارک پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی۔ بکری نے آپ کے لیے دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں۔ دودھ اُتار لیا اور جگالی کی۔ آپ نے برتن طلب کیا جو جماعت کو سیراب کر دے۔ پس آپ نے اس میں خوب دوہا۔ یہاں تک کہ اس پر جھاگ آگئی۔ پھر اُم معبد کو پلایا یہاں تک کہ سیر ہو گئی۔ اور اپنے ساتھیوں کو پلایا۔ یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ نے پیا۔

Marfat.com

قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلُحَ یعنی ہمارا کام ٹھنڈا اور درست ہوا۔ پھر فرمایا تو کس قبیلے سے ہے وہ بولے اولاد اسلم سے پھر فرمایا تم نے اپنا سہم یعنی اپنا حصّہ اسلام سے پایا۔ اس کے بعد بریدہ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ رسول اللہ۔ بریدہ نام سنتے ہی ایمان لایا اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور ستر آدمی بھی اس کے ساتھ تھے۔ ایمان سے مشرف ہوئے۔ پھر بریدہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ[1] پاک میں داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا چاہیے۔ اپنا عمامہ سر سے اٹھا کر نیزہ پر باندھ کر حضرت کے آگے چلے اور پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس کے گھر کو سرفرازی بخشیں گے فرمایا یہ میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھ جائے گی وہیں اتروں گا۔

مدینہ پاک میں پہلا لباس

یہاں پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے بعض نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ چند سوار اور تجار کے ساتھ حاضر ہوئے جو ملک شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے اب واپس ہوئے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک سفید پوشاک آپ کو اور ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیش کی۔

---

[1] اس شہر کا نام پہلے سے مدینہ تھا یا بعد کو موسوم ہوا۔ مشہور یہی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد اس کا نام مدینہ شریف رکھا۔ اویسی غفرلہٗ

Marfat.com

الانتظار اشد من الموت

وادیٔ عقیق میں داخل ہوئے تو اوصر مدینہ میں خبر مشہور ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہ نفس نفیس شہر میں تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ وادیٔ عقیق سے روانہ ہو کر آپ جانب یثرب چل پڑے اور بہت سے انصاری قبائل اس اُمید پر روزانہ ان راستوں پر آن کھڑے ہوتے جن پر رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری متوقع تھی۔ ان لوگوں کی دلی خواہش تھی کہ تشریف آوری پر اللہ کا محبوب ہمارے ہاں قیام فرمائے چنانچہ ہر صبح کو بلند مقامات مدینہ منورہ پر چڑھ کر طلوعِ آفتاب جمالِ محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتظار کرتے یہاں تک کہ جب سورج گرم ہو جاتا تو اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے ایک روز یہ تھک کر گرمی کی شدت سے گھروں کو واپس جانے کا ارادہ کیا تو ایک یہودی اپنے کسی مقصد کے لیے اپنے قلعہ پر چڑھا تو اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہی سفید لباس پہنے ہوئے نظر پڑے جو سراب کے آگے حائل تھے۔ وہ یہودی نہایت زور سے بے ساختہ پکار اُٹھا اے بنو قیلہ یعنی (انصار) لو تمہارا مقصد و مقصود جن کا تم کو انتظار تھا وہ آگیا۔ یہ سن کر مسلمانوں نے فوراً ہتھیار لگا کر حرۂ قبا کے عقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ اور اظہارِ مسرت سے نعروں[1] سے مدینہ گونج اٹھا جس کی آواز بنی عمرو بن عوف میں پہنچی (یہ قبیلہ موضع قبا میں جو مدینہ سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے تھا۔ اس خاندان کا سردار کلثوم بن ہدم انصاری اوسی تھا۔ اس سے پہلے اکثر اکابر صحابہ اسی کے ہاں اُترے تھے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی

---

[1] مدارج النبوۃ میں ہے کہ مرحبا و اہلاً و سہلاً کہتے ہوئے مبارک بادی و خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ ان کا ہر جوان بچہ عورت مرد اور چھوٹا بڑا کہتا جاء رسول اللہ جاء نبی اللہ اور اپنی عادت کے مطابق خوشی و مسرت سے اچھلنے کودنے لگا۔ اوسی عفرلہٗ

Marfat.com

اسی کو شرف نزول بخشا۔

فائدہ: امام رزین نے فرمایا کہ آپ نے پہلے کھجور کے سایہ کے نیچے پھر دار کلثوم میں تشریف لے گئے اور طاہر بن یحییٰ کے ایک نسخہ (جس کے نزدیک اُونٹنی مبارک کو بٹھایا۔ یہ سورج ڈھلنے سے پہلے کا وقت تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درمیان معلوم نہ ہوتا تھا اسی لیے سورج ان کے فلحہ شنیف سے ہٹ گیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھوڑی دیر سانس لینے کے بعد اپنی چادر کو پھیلا کر کھڑے ہو گئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ نہ پڑے۔ اس سے لوگوں کو پتہ چلا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہیں۔

فائدہ: محمد بن معاذ کہتے ہیں کہ میں نے مجمع بن یعقوب سے پوچھا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دن چڑھے تشریف لائے یہاں تک کہ دھوپ کی گرمی لوگوں کو جلا رہی تھی۔ انھوں نے فرمایا ہاں ایسے ہی میرے باپ اور سعید بن عبدالرحمٰن نے فرمایا انھوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کی سورج کافی گرم ہو چکا تھا جب آپ آرام گاہ میں تشریف لائے۔

اعجوبہ

مسلم میں ہے کہ آپ کا تشریف لانا رات کو تھا لیکن یہ جمہور کے خلاف ہے جبکہ اکثر نے کہا کہ آپ دن کو تشریف لائے۔

فائدہ: کتاب میں بہ عرض لکھا ہے یہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

Marfat.com

یہ دراصل بئرِ عذق ہونا چاہیئے۔ اس لیے کہ دار کلثوم (جس میں آپ آرام فرما تھے) سے بئرِ غرس خاصہ دور ہے بخلاف بئرِ عذق کے کہ وہ قریب ہے۔

روایت بخاری

صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مع رفقاء سمیت تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں سے ملنے میں مشغول ہو گئے تاکہ امتیاز نہ ہو جائے کہ ان میں آقا کون ہے اور غلام کون) اس لیے کہ اس سے قبل لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ نہ یہاں تک کہ دھوپ رسول اکرم چہرۂ اقدس پر پڑنے لگی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ پر چادر پھیلا دی تب لوگ سمجھے کہ آپ ہیں حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم۔

نیک فالی

جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم دار کلثوم میں نزول اجلال فرمایا تو کلثوم نے اپنے غلام نجیح نامی کو پکارا "یا نجیح" حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ عادت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے فرمایا: انجحت یا انجحنا "ہم کامیاب ہو گئے پھر فرمایا ہمیں کچھ کھلایئے وہ ام جبرذان (کھجور) کا ایک گچھا لایا جس میں آپ نے فرمایا یہ کیا ہے یہ ام حرذان (کھجور) کا گچھا ہے

آپ نے فرمایا: اللھم بارک فی ام جرذان، آتے اللہ

Marfat.com

اُم جرزان میں برکت عطا فرما اُس وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن خثیمہ کے مکان میں اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے گفتگو میں مشغول تھے چونکہ حضرت سعد غیر شادی شدہ تھے اسی لیے اس دار کا نام منزل العزاب مشہور تھا۔ اس سے بعض کو غلط فہمی ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سعد کے ہاں مقیم ہوئے اور صحیح (بخاری) میں ہے کہ لوگ آپ کو بالائے حرہ پر ملے تو آپ ان کو قباء کے دائیں جانب لاکر عمرو بن عوف کے مکان میں پہنچے۔

پیر کا دن

مدینہ پاک میں داخلے کا دن پیر ہے یہی اکثر کا قول ہے۔ شاذ و نادر اقوال میں جمعہ ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے ابن النجار و نووی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس پر جزم فرمایا جس کو ابن الجوزی رحمہ اللہ زہری سے نقل کر لیا اور اسے ابن سعد نے روایت کیا اور ابن رزین مراغی پر تعجب ہے کہ انھوں نے صرف ابن النجار و نووی سے نقل کر کے متعجب ہوا وہ سمجھا یہ کہ اس قول کے ناقل صرف یہی دو ہیں۔ اور خیال کیا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندرون مدینہ طیبہ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو داخل ہوئے۔

دیگر اقوال

بعض اقوال میں ہے کہ حضور سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم سات ربیع الاول کو قباء میں بعض نے کہا دو کو بعض نے پندرہ

Marfat.com

کو بعض نے کہا تشریف لاکر صرف منگل اور بدھ جمیس قیام فرمایا (ابن حبان نے اسی پر جزم فرمایا)

فائدہ: ابن عائذ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے ہاں تین راتیں قیام فرمایا یہاں مسجد کی بنیاد ڈالی اسی میں نمازیں ادا فرماتے رہے پھر اس کی تکمیل عمرو بن عوف نے کی یہ وہ مسجد ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: أسس على التقوى" اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے"

حضرت علی مدینہ کب پہنچے

حضرت علی المرتضیٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی کے تین دن بعد مکہ سے چلے تھے یہاں آملے جبکہ آپ کے ذمہ ودائع وامانات کی ادائیگی تھی سو وہ پوری کر کے آئے اور قباء میں کلثوم بن الہدم کے گھر میں بارگاہ رسالت میں حاضری دی۔

اوس و خزرج کی صلح

خزرج کو خطرہ تھا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کے ہاں قیام فرمائیں گے اور اوس کو خزرج سے اس لیے کہ ان کی آپس میں عداوت اور بغض تھا اس لیے کہ اسعد بن زرارہ نے یوم بعاث میں بنیل بن الحارث کو قتل کر دیا تھا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں پہنچتے ہی فرمایا ویزیں اسعد بن زرارہ "اسعد کہاں ہے۔ اس پر سعد بن خثیمہ اور عبد المنذر کے دونوں بیٹوں مبشر و رفاعہ نے کہا یا رسول اللہ اس نے یوم بعاث میں

Marfat.com

ہمارے ایک عزیز نبیل بن الحارث کو قتل کر دیا تھا اس لیے اب وہ ہمارے ہاں آنے کا نہیں لیکن جب اس نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا تو سر کے بل حاضر ہونا پڑا چنانچہ شرم کے مارے سر جھکا کر شب بدھ مغرب و عشاء کے درمیان بارگاہِ رسالت پناہ علیہ التحیۃ والثناء میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے اپنی برادری سے کچھ رنج و غصہ ہے جبکہ میں تمہارے ہاں دور دراز سے تشریف لایا ہوں عرض کی نہیں حضور! مجھے ذرہ برابر بھی خلش نہیں آپ نے فرمایا میں فوراً حاضر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاں شب باش ہو کر صبح کو گھر چلا گیا۔ پھر دوسری صبح کو حاضری دی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن خثیمہ و مبشر بن رفاعہ کو بلا کر فرمایا کہ سعد بن زرارہ کو پناہ دو عرض کی حضور ہی پناہ دے دیں کیونکہ ہم خود بھی آپ کی پناہ میں ہیں آپ نے فرمایا تمہارا کوئی پناہ دے اس پر خود اسعد بن زرارہ کے گھر چلے گئے اور ان کے ہاتھ میں ہاتھ ملا کر حضرت بنو عمر بن عوف کے گھر لے آئے اس کے بعد اوس بولے کہ یا رسول اللہ ہم سب اس کو پناہ دے چکے۔

فائدہ: مسجد قبا کی سنگ بنیاد کی تفصیل آئندہ چل کر عرض کروں گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

مدینہ پاک یا منزل مقصود

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو عمرو بن عوف کے گھر سے بنو نجار کو اطلاع بھجوائی کہ مسلح ہو کر آجائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ پیغام پہنچتے ہی بارگاہِ رسالت میں پہنچ گئے اور آپ کو اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عرض کی کہ بلا خوف و خطر سوار ہو کر چلو

Marfat.com

ہم سب آپ حضرات کے خدام و جان و نثار ہیں ان کے کہنے پر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر بنو نجار کے ساتھ مدینہ طیبہ یعنی اصلی منزل کی طرف روانہ ہو کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر نزول اجلال فرمایا۔

اہل قبا سے الوداع

یحیٰی کی روایت میں ہے کہ حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر مدت مذکورہ کے قیام کے بعد روز جمعہ بعد ارتفاع آفتاب اندرون مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔ گروہ انصار پیادہ و سوار ہتھیار باندھ کر آپ کے ہمراہ چلے۔ بنی عمرو بن عوف جو منازل قبا کے باشندے تھے گھبرا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کی، ہم سے شاید خدمت شریف سے کوتاہی ہوئی ہے جس کی خاطر آپ دوسری جگہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اکالۃ القریٰ جو تمام بستیوں سے برتر یعنی مدینہ پاک میں رہنے کا حکم ہوا ہے فلہذا اب مجھے جانے دو اور یہ میری اونٹنی مامور ہے جس جگہ بیٹھے گی میرا وہی مقام و منزل ہوگی۔

جلوسِ رسول کا ایک منظر

اسی کی روایت میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن سواری کی اونٹنی طلب فرمائی اور اس پر سوار ہو کر مدینہ پاک کی جانب روانہ ہوئے تو قبا سے مدینہ طیبہ تک راستہ کے دونوں جانب جان نثار اور شمع رسالت کے پروانے اور حسن مطلق کے دیوانے ، ساتھ ہو لیے کچھ پیدل کچھ سوار ایک نورانی قافلہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

جلوس کی شکل میں جارہا تھا جن پر ملکوتی قدوسی ملائکہ رشک کناں تھے۔

ڈاچی والیا موڑ مہار

جب حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے راستہ میں جس گھر سے گزر فرماتے تو ہر انصاری نے یہی خواہش کی کہ سلطان کونین مکان حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر کو مشرف فرمائیں گے اور ہر شخص قدم قدم پر اپنے دروازے پہ حاضر ہو کر عرض کرتا کہ شرفِ مہمانی اسے حاصل ہو۔ ہم بہت بڑی عزت و ثروت اور طاقت والے ہیں ہم آپ کی بڑی خدمت کریں گے۔ آپ نے ان کو دعائیں دیں اور فرماتے یہ میری ناقہ مامور ہے جس جگہ پر بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے۔ فلہذا اسے جانے دو یہاں تک کہ آپ عرب کے ایک معروف قبیلہ بنو سالم تک آ گئے تو مالک بن مالک و نوفل بن عبداللہ بن مالک بن العجلان نے قدم بوس ہو کر ناقہ کی باگ تھام کر عرض کی:

یارسول اللہ انزل فینا العدد والعدة والحلقة ونحن اصحاب الفضا والحدائق والدرك یارسول اللہ كان الرجل يدخل هذه الهجرة خائفاً فيلجأ الينا فنقول له قوقل حيث شئت۔

ترجمہ: یارسول اللہ ہمارے ہاں قیام فرمایئے بہت سازوسامان بکثرت اور طاقتور جوان ہمت ہمارے پاس ہیں ہم بڑے جتھہ دار اور لڑائی میں بہادر ہیں۔ ہمارے بہترین باغ اور مال مویشی بے شمار ہیں۔

یارسول اللہ ہمارے ہاں لوگ پناہ مانگتے جبکہ یہاں کے لوگوں

Marfat.com

سے خائف ہوتا تو ہم کہتے بے خوف و خطر جہاں مرضی ہو چلتے پھرتے رہو تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ان کی عاشقانہ باتوں کو سُن کر حضور سرور کون صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا میری ناقہ کو جانے دو یہ مامور من اللہ ہے۔ پھر عبادہ بن صامت و عباس بن الصلت بن عضلہ حاضر ہوئے اور عرض کی ہمارے ہاں قیام فرمائیے آپ نے فرمایا اُونٹنی کو جانے دو یہ مامور من اللہ ہے۔

مسجد جمعہ کا پہلا مدنی جمعہ

یہاں تک کہ قبیلہ بنی سالم میں جب آپ پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپ نے وہیں نماز جمعہ قائم کی اور ایک بلیغ خطبہ فرمایا جس میں آپ نے لوگوں کے دلوں سے بھر دیا (آج تک یہی مسجد مسجد جمعہ کے نام سے مشہور ہے) پھر دائیں جانب کا راستہ اختیار فرما کر بنو الحبلی میں پہنچے اور ارادہ فرمایا کہ یہاں عبداللہ بن ابی بن سلول کے ہاں اتریں لیکن وہ مزاحم (قلعہ) سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہہ دیا:[1]

اذھب الی الذین دعوك فانزل علیھم

"ادھر جائیے جہاں سے تمھیں دعوت آئی ہے وہاں جا کر ٹھہریئے"۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! اس کی بات سے رنج نہ منائیے چلئے میرا غریب خانہ قریب ہے اسے رونق بخشئے آپ

---

[1] یہ ہے بے ادبی کی نحوست کہ اسے منافقت جیسی لعنت نصیب ہوئی ۱۲۔ اویسی غفرلہٗ

Marfat.com

ہماری دعوت پر تشریف لائے ہیں۔ یہ خزرج (قبیلہ) کا ہے وہی اسے اپنا سربراہ بنانے والے تھے۔ آپ میرے گھر آرام فرمائیں۔ جب آپ قبیلہ بنی ساعدہ سے گزرے تو حضرت سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اور ابو دجانہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم بڑی طاقت کے مالک ہیں ہمارے ہاں بفضلہ تعالیٰ مال کی بھی کمی نہیں۔ ہم لڑائی میں شجاعت کے جوہر بکھیرتے ہیں اور سعد رضی اللہ عنہ عرض کر رہے تھے یا رسول اللہ میرا ایک باغ ہے جو اپنی نظیر خود ہے اور آب پاشی کے وسائل کے لیے بہترین کنواں ہے مال و دولت کی کمی نہیں۔ بہادر جوان میرے پاس بکثرت جنگی ساز و سامان میں ہر وقت تیار رکھتا ہوں۔ آپ نے ان سب کو فرمایا تمھیں اللہ تبارک و تعالیٰ برکت دے اور حضرت سعد کو فرمایا اے ابو ثابت اونٹنی کو جانے دو وہ مامور ہے۔ پھر سعد بن ربیع و عبداللہ بن رواحہ و بشیر بن سعد یعنی خزرج کے بنو الحارث کے قبائل راستہ پر کھڑے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمیں چھوڑ کر نہ جایئے ہم بڑے بہادر اور جنگی ساز و سامان سے بھرپور ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تمھیں برکت دے میری ناقہ مامور ہے اسے جانے دو۔ پھر زیاد بن لبید و فروہ بن عمرو یعنی بیاضہ کے قبائل عرض کی یا رسول اللہ ہمیں سرفراز فرمایئے کیونکہ ہم بڑی طاقت و عزت والے ہیں۔ مال و دولت اور جنگی سامان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ناقہ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اب کا گزر عدی بن النجار سے ہوا۔ یہ آپ کے ننھیال ہیں۔ سردار سلیط و مرہ بن ابی انیس حاضر ہوئے اور کہا ہم آپ کے ننھیال ہیں ہمارے ہاں بہادروں اور مال و دولت اور طاقت کی کوئی کمی نہیں۔

Marfat.com

اور ہم مستحق بھی ہیں کہ ہم تو آپ کی قرابت ہم سے زیادہ ہے اس لئے کوئی اور حقدار نہیں آپ اپنی قرابت داری کو دیکھئے۔ آپ نے فرمایا حتے کو جانے دو یہ مامور من اللہ ہے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں انصار میں سب سے پہلے آپ کے ہاں قبیلہ بنو بیاضہ کے لوگ حاضر ہوئے پھر بنو سالم پھر آپ نے خود ابن ابی اترنا چاہا (لیکن وہ بدقسمت تھا) پھر بنو نجار سے گزر کر بنو مالک بن النجار تک پہنچے۔

فائدہ: ابن اسحاق نے فرمایا کہ پہلے بنی سالم حاضر ہوئے پھر اونٹنی بنو بیاضہ سے گزری تو انھوں نے قیام کا عرض کیا اس کے بعد دار بنو الحارث سے گزر ہو کر پھر دربنی عدی سے یہ آپ کے ننھیال تھے۔

ننھیال کی تفصیل

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادی سلمیٰ (رضی اللہ عنہا) بنت عمرو بنو عدی بن النجار سے تھیں اور یہ حضرت عبدالمطلب دادا کی ماں ہیں اور بنو مالک انھیں کے بھائی تھے۔ اس نسبت [1] سے وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننھیال ہوئے اور آپ کا گھران کے بنی غنم

---

[1] اللہ اکبر اتنی دور کی نسبت نے کیا فیض و فضل پہنچایا اسی لیے امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ؎

تجھ سے در اور در سے سگ اور سگ سے ہے نسبت مجھ کو
تا ابد رہے یہ گلے میں یہ دور کا ڈورا تیرا

Marfat.com

کی دار میں تھا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق اختلاف ہوا کہ آپ کا قیام کہاں ہو۔ آپ نے خود فرمایا کہ میں حضرت عبد المطلب کے ننھیال کے ہاں ٹھہروں گا وہی لوگ اس عزت افزائی کے زیادہ حقدار ہیں۔

فائدہ: یحییٰ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنو سالم سے گزر کر خود دائیں جانب کو چلے اسی لیے پہلے ابن ابی (رئیس المنافقین) کے گھر سے گزرے (وہ بدقسمت تھا نہ استقبال کیا نہ قیام) پھر آپ آگے بڑھے یہاں اس وقت چٹیل میدان تھا یہاں تک کہ آپ سعد بن عبادۃ کے گھر تک آئے اس کے بعد آپ کو بنو بیاضہ راستہ کے بائیں جانب چلے ان سے گزرے تو بنی عدی بن النجار مل گئے یہاں سے گزرے تو بنی مازن بن النجار کی منزل پہنچے ان کے رؤساء حاضر خدمت ہو کر استقبال کیا۔ یہاں تک آپ مسجد شریف کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ بنو النجار ہتھیاروں سے مسلح ہو کر منتظر کھڑے تھے یہاں تک کہ جب آپ کی سواری نمودار ہوئی تو زیارت کے لیے ٹوٹ پڑے۔

اسعد بن زرارہ و ابو ایوب و عمارہ بن حزم حارثہ بن النعمان عرض کر رہے تھے خزرج کے تمام لوگوں کو معلوم ہے کہ مدینہ طیبہ میں میرے مکان سے بڑھ کر کھلا اور کوئی مکان نہیں، ان لوگوں کی استدعا پر اونٹنی بیٹھ گئی۔ اس سے ان کی خوشی کی حد نہ رہی۔ لیکن فوراً کھڑی ہو گئی۔ محسوس ہوتا تھا کہ جگہ کے ماحول سے گھبرا گئی ہے اونٹنی

Marfat.com

اُٹھتے ہی حنین کی جانب چل پڑی اور یہ حضرات اس کے پیچھے دوڑتے رہے یہاں تک کہ وہ بنز جمل کی زقاق الجلشی تک پہنچ کر بیٹھ گئی تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر پیچھے کو پلٹی یہاں تک کے پہلے کی طرح مسجد (نبوی) کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔ ابوایوب و دوسرے حضرات بار بار یہاں پر قیام کرنے کی استدعا کرتے رہے۔ بالآخر اونٹنی نے جب پچھلے پاؤں بیٹھنے کے لیے جما دیئے تو اب فرمایا یہاں قیام ہوگا۔ آپ اُترے تو اُونٹنی کی کاٹھی اُٹھا کر حضرت ابوایوب اپنے گھر میں لے گئے آپ نے اسے جاتے دیکھ کر فرمایا: المرء مع رحلہ۔ مکان انسان کا وہاں ہے جہاں اس کا اسباب۔

فائدہ: امام حاکم کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع معظم نے فرمایا اونٹنی کو چھوڑ دو وہ مامور ہے اس پر ناقہ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔

فائدہ: ابن عائذ اور سعید بن منصور کی روایت میں ہے کہ اُونٹنی مبارک پہلے بیٹھی تو لوگ جمع ہو گئے اور عرض کی حضور یہیں تشریف فرمایئے آپ نے فرمایا ناقہ کو چھوڑ دو یہ مامور ہے اس پر اونٹنی کھڑی ہو گئی پھر مسجد نبوی میں منبر شریف والی جگہ کے نزدیک آکر بیٹھ گئی۔

آپ اس سے اُترے تو حضرت ابوایوب حاضر ہوئے عرض کی میرا گھر بالکل قریب ہے اجازت ہو تو سامان لے جاؤں آپ نے فرمایا ہاں لے جاؤ۔ اور ناقہ ان کے گھر میں بٹھا دی۔

Marfat.com

فائدہ: واقدی نے کہا کہ ناقہ کی مہار سعد بن زرارہ کے ہاتھ میں تھی۔

اونٹنی کے سوار پر وحی ربانی کا نزول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اُونٹنی مسجد والی جگہ پر آئی تو بیٹھ گئی حالانکہ آپ ابھی اس پر سوار تھے اسی حالت میں ہی اُونٹنی کی پشت پر وہ کیفیت طاری ہو گئی جو نزول وحی کی حالت کے ساتھ مخصوص اُونٹنی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے کسی نے اُٹھنے کے لیے کچھ نہیں کیا چند قدم آگے بڑھی تو پیچھے مڑ کر اسی جگہ پر پہنچی جہاں پہلے بیٹھی تھی اور آتے ہی بیٹھ گئی اس کے بعد آپ سے وحی کے آثار ختم ہوئے تو فرمایا سامان یہاں اُتار دو۔

دف بجانے والی بچیاں اور ان کا ترانہ

شرف المصطفے میں ہے کہ جب ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر اُونٹنی بیٹھ گئی تو بنو النجار کی معصوم بچیاں دف بجاتے ہوئے یہ ترانہ پڑھ رہی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار
یا حبذا محمد من جار

ترجمہ: ہم بنو نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیسے اچھے ہمسائے ہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان لڑکیوں سے فرمایا کیا تم مجھے چاہتی ہو۔ عرض کی ہماری جانیں آپ پر قربان۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا میں بھی تمھیں چاہتا ہوں ۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔

اور امام رزین نے فرمایا کہ انصار کی پردہ نشین مستورات مدینہ طیبہ میں یوں مدح سنجی کرنے لگیں ؎

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا
ما دعی للہ داع

ترجمہ" : کوہ وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع فرما ہوا ایسے ہم پر خدا کا شکر ادا کرنا لازم ہے جب تک دعا مانگنے والے دُعا مانگیں "

مدینہ پاک میں عید سے بڑھ کر خوشی

روایات میں ہے کہ حضور شہ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں زن و مرد چھوٹے بڑے گلی کوچوں میں پکار رہے تھے جاءَ رَسُولُ اللہِ ۔ جاءَ نَبِیُّ اللہِ (رسول اللہ آئے ۔ نبی اللہ تشریف لائے) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

حبشیوں کی خوشی

ابوداؤد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ حبشی غلام آپ

ا؎ انسانوں پر کیا موقوف ہے ۔ وحوش بھی اپنی حرکات وسکنات سے خوشی کا اظہار کر رہے تھے پھر کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ ع سوائے ابلیس کے سبھی خوشیاں منا رہے ہیں ۱۲ اویسی

Marfat.com

کے قدوم میمنت لزوم کی خوشی میں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔

مدینہ پاک کے ذرات کو خوشی

ابن ماجہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے (میں نو سالہ لڑکا تھا) آپ کی تشریف آوری سے محبوب مدینہ کی در و دیوار روشن و تاباں ہو گئی۔

فائدہ: پھر جس دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو مدینہ کی در و دیوار تاریک ہو گئیں۔

میزبان رسول ابوایوب انصاری کا ادب اور جاں نثاری

جناب محمد بن اسحاق ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے گھر کو مشرف فرمایا اور میری اہلیہ اوپر کی منزل میں رہتے تھے اور آپ نچلے حصہ میں رونق افروز ہوئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان میں بالاخانہ میں رہنے سے کافی تکلیف محسوس کرتا ہوں کہ یہ کس طرح روا ہے کہ سلطان کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیچے اور غلام بالاخانہ پر یہ بے ادبی اور گستاخی ہے یا رسول اللہ۔ آپ بالاخانہ میں رہائش اختیار فرمائیں اور ہم لوگ نیچے۔ فرمایا کہ نیچے کے مکان میں رہنا زیادہ موزوں ہے کیونکہ لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور کئی قسم کے لوگ کثرت سے ملاقات کو آتے ہیں۔ اس لیے تم اور تمھارے اہل کا اوپر رہنا زیادہ مناسب ہے۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن پانی کا کوزہ جس منزل پر ہم رہتے

Marfat.com

تھے ہم سے ٹوٹ گیا جس کے پانی کو جذب کرنے کے لیے ہم نے لحاف ڈال کر فوراً خشک کر لیا تاکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ ہو حالانکہ ہمارے پاس اور لحاف نہیں تھی۔

ادب کا تقاضا

ایک دیگر روایت میں ہے کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کے متعلق نہایت ہی عاجزی سے عرض کرتے رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بالائی منزل پر تشریف فرما ہوں وہ اس کے اہل وعیال نچلے حصہ مکان میں آجائیں (جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمالیا)۔

میزبانی کی مدّت

ابن سعد نے بتایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قیام سات ماہ تک حضرت ابوایوب کے ہاں ہی رہا۔

ف پھر جب مسجد نبوی کے ساتھ حجرے تیار ہو گئے تو نقل مکان فرمایا۔ اس عرصہ میں بنو نجار نے مہمانی کا حق کما حقہٗ ادا کیا۔ حضرت ابوایوب اور سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ نے خصوصیت سے اس میں حصہ لیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

فائدہ: کتاب سبعہ کی تحقیق میں لکھا کہ سبعہ میں پہلے سین پھر با بمعنی سات دن ٹھہرے یا اس سے کم اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ جن ایام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر

Marfat.com

میں رونق افروز تھے۔ سعد بن عبادہ و سعد بن معاذ اور کئی اور انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے خدام کے لیے طعام پکا کر بھجوایا کرتے تھے۔ ایک دن ان میں کسی نے پرتکلف کھانا تیار کیا اور طعام میں کچھ لہسن و پیاز ڈالا۔ حضور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھایا اور اپنے اصحاب سے اشارہ فرمایا کہ تم لوگ اسے کھاؤ کہ تمہارے جیسا نہیں ہوں کہ میرے ایک دوست ہیں اُنہیں اُسے بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔

ابوایوب انصاری کا مکان ایک بادشاہ نے خریدا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان بعد کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث نے خرید لیا۔ ان کے بعد ملک مظفر شہاب الدین بن غازی بن الملک العادل سیف الدین ابی بکر بن شادی نے خرید کر مذاہب اربعہ کے لیے مدرسہ بنا لیا جو آج مدرسہ شہابیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو چلانے کے لیے اپنے دارالملک میں "میافارقین" وقف کیا اس کے لیے دمشق میں اور بھی بہت کچھ وقف فرمایا اور خود مدینہ طیبہ میں کھجوروں کا باغ وقف کیا جو آج ملیکی کے نام سے مشہور ہے اور یہ اوقاف صرف مدرسہ کے لیے نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اُمور پہ خرچ ہوتے تھے منجملہ ان کے ایک بہترین کتب خانہ بھی تھا جس میں نفیس اور نایاب کتب جمع کی گئیں لیکن افسوس کہ بعد کو اسے ضائع کر دیا گیا اور مدرسہ بھی اجڑ گیا اس کے مکانات میں مساکین و فقراء نے ڈیرے جا لیے۔

فائدہ: اس مدرسہ میں قبلہ کی جانب ایک چھوٹا سا کمرہ محراب نما بنا ہوا تھا اس کے لیے مشہور تھا کہ یہ وہی مقدس جگہ ہے جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی اونٹنی پاک آکر بیٹھی تھی۔

اہل بیت کی ہجرت

جب مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کا انتظام ہو چکا تو آپ نے زید بن حارثہ اور اپنے غلام ابورافع کو پانسو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ میں بھیجا کہ آپ کے عیال کو مدینہ میں لے آئیں چنانچہ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں بی بی فاطمہ و بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ام المومنین بی بی سودہ اور بی بی ام ایمن زوجہ زید بن حارثہ واسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے آئے اور انہیں حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں ٹھہرایا گیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر والے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکر نے عبداللہ بن اریقط دئلی (جو مکہ کو واپس جا رہا تھا) کے ہاتھ اپنے صاحبزادے عبداللہ کو رقعہ دے دیا کہ میرے عیال کو مدینہ لے آؤ۔[1]

---

[1] حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے حضرت زینب کو ان کے خاوند ابوالعاص نے آنے نہ دیا۔ حضرت رقیہ حبشہ میں تھیں۔ اس لیے زید و ابورافع حضور کی صاحبزادیوں حضرت ام کلثوم و فاطمہ اور زوجہ محترمہ حضرت سودہ اور ام ایمن زوجہ زید اور اسامہ بن زید کو لے آئے۔ اور ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر حضرت عائشہ اور ان کی والدہ ام رومان اور حضرت اسماء بنت ابی بکر کو لائے۔ یہ سب حارثہ بن نعمان کے ہاں اترے ۱۲۔ اویسی غفرلہ

Marfat.com

نبوت کا دس سالہ مختصر پروگرام کا خلاصہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان معاہدہ کی تحریر فرمائی اور یہودیوں کے لیے صلح نامہ بھی ان سے معاہدہ ہوا کہ وہ اپنے دین پر رہیں اور ان کے مالکانہ حقوق بھی بحال رہیں گے یہ تحریر ان کو لکھ دی اور ان سے لکھوالی۔ اندریں اثناء مہاجرین و انصار کا مواخاۃ (بھائی چارہ) کرایا اور اوس و خزرج کے درمیان کے اختلافات کو ختم کرایا۔ آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں بالاجماع دس سال ظاہری حیات مبارکہ بسر فرمائی۔

فائدہ: دس سالہ زندگی کو ہم ایک نقشہ میں دکھاتے ہیں۔

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ۱۰ سال کی فہرست مختصراً

واقعات مختصراً	ہجری
مسجد نبوی شریف کا سنگ بنیاد	سنہ ۱ھ
صلوٰۃ الحضر میں دو رکعت دیگر کا اضافہ (بقول بعض محدثین)	
مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بخار وغیرہ میں مبتلا ہونا	
مدینہ پاک سے وبا کو منتقل کا حکم فرمانا	
اللھم حبب الینا المدینۃ (اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت ڈال) دعا مانگنا۔	

Marfat.com

نقشہ مسجد نبوی

روضہ اقدس

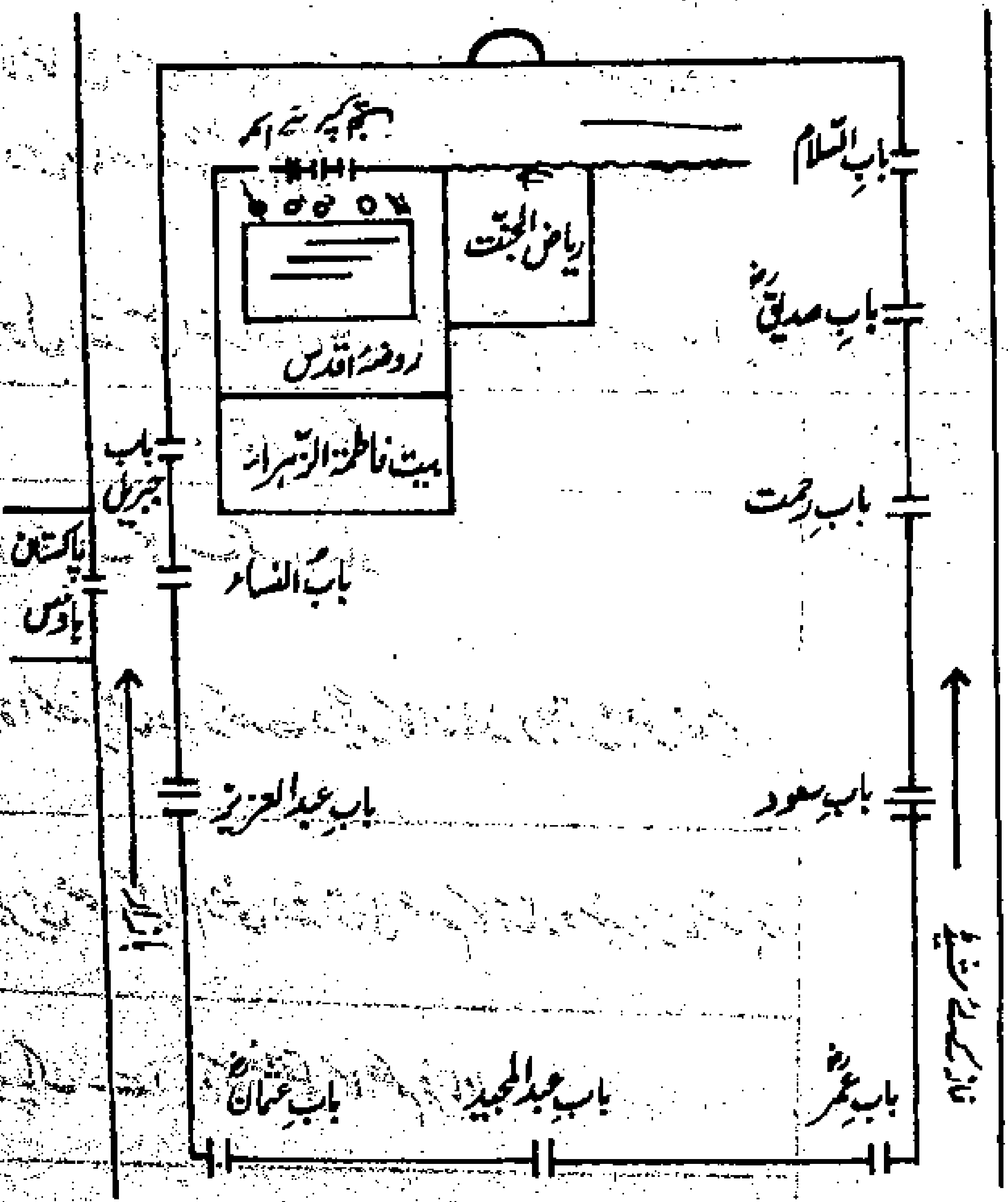

Marfat.com

Marfat.com

واقعات مختصراً	سنہ ہجری
اپنے چچازاد عبیدہ بن الحارث کو ساٹھ مہاجرین کا امیر بنا کر جھنڈا عطا فرمایا۔ اسلام کا یہ سب سے پہلا جھنڈا ہے۔	سنہ ۱ھ
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر اندازی فرمائی اسلام میں یہ سب سے پہلی تیر اندازی ہوئی	
اسی سال عبیدہ ابوسفیان بن حرب بعض کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ لڑائی کے لیے بھیجا۔ کفار کی تعداد ایک سو تھی رابغ میں ان کو جا لیا لیکن لڑائی نہ ہو سکی۔ فائدہ : رابغ کو ودان بھی کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ سنہ ۲ھ کا واقعہ ہے۔	
اسی سال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر تیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تاکہ ابوجہل کے قافلہ جو تین سو سواروں پر مشتمل تھا جو ادھر گزر رہا تھا) پر حملہ کر دیں لیکن مجدی بن عمرو الجہنی نے درمیان میں آ کر صلح کرا دی۔ بعض نے واقعہ کو پہلے واقعہ سے مقدم قرار دیا ہے بعض نے کہا کہ اسلام کا پہلا جھنڈا عبداللہ بن جحش کو عطا ہوا۔	

Marfat.com

سن ہجری	واقعات مختصراً
سن ۱ھ	اسی سال بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر روانگی ہوئی جبکہ بی بی کی عمر نو سال تھی اور عقد نکاح مکہ معظمہ میں ہوا جبکہ بی بی کی عمر سات سال تھی۔
	اسی سال سعد بن ابی وقاص کو جھنڈا دے کر بیس بہادروں کے ساتھ قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے کا حکم فرمایا۔
	اسی سال حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے زیادہ وقت نہ گزرا تھا۔
	اس سال سے علمائے یہود نے حسد و بغض کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے دلوں میں دشمنی کا بیج بو یا۔ وہ علمائے یہود یہ ہیں۔ (۱) حی بن الاخطب (۲) ابو رافع الاعود (۳) لبید الاعصم (۴) کعب بن اشرف (۵) عبداللہ بن صوریا (۶) زبیر بن باطلا۔

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۱ھ	اس سال منافقت کر کے ایک جماعت مسلمان ہوئی
	اسی سال خواب میں اذان کا طریقہ عبد اللہ بن زید کو نظر آیا بعض نے کہا یہ واقعہ سنہ ۲ھ میں ہوا۔ البتہ اس سال سنہ ۱ھ میں صرف "الصلوٰۃ جامعۃ" پکارا جاتا
سنہ ۲ھ	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس وقت بی بی صاحبہ کی عمر شریف پندرہ سال اور بعض کے نزدیک اٹھارہ سال تھی۔
	بنفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابوا کی جنگ میں تشریف لے گئے اور ابوا ودان یعنی رابغ سے چھ میل دور ہے اسے غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔
	اسی سال حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو سو صحابہ کرام کو ناحیۂ رضوی کی طرف لے گئے تاکہ قریش کے تجارہ پہ حملہ کیا جائے اسے غزوۂ ابواط کہا جاتا ہے۔
	اسی سال کرز بن جابر فہری نے مدینہ پاک کے مویشیوں

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
۲ھ	کو پکڑ کر لے گیا تو اس کی گوشمالی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین کو لے کر اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ بدر اولیٰ تک پہنچے لیکن وہ آگے نکل گیا۔ پھر جنگ بدر کی تیاری وابوسفیان کے قافلہ کی خبر سن کر واپس لوٹے پھر ایک سریہ دے کر عبداللہ بن جحش کو بھیجا یہی حضرات ہیں جنھوں نے عمرو بن الحضرمی کو جمادی الآخرہ میں قتل کر کے اس کے اونٹ ہانک کر لے گئے اور مقام نخلہ تک پہنچ گئے۔ مقام نخلہ مکہ معظمہ سے طائف کی طرف ایک دن رات کا فاصلہ ہے۔ اسلام میں یہی سب سے پہلا مال غنیمت ہے۔
	عبداللہ بن جحش کو ادھر بھیجا اور خود واپس لوٹے تاکہ ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لیں لیکن وہ بھی جان بچا کر نکل گیا۔ پھر آپ نے بنو مدلج اور ان کے حلفاء سے صلح فرمائی۔
	اسی سال روزہ فرض ہوا حکم شعبان میں نازل ہوا تو پھر رمضان میں روزے رکھے گئے۔
	اسی سال غزوہ بدر ہوا جس کی وجہ سے اسلام کا نام بلند ہوا

Marfat.com

غزوۂ بدر

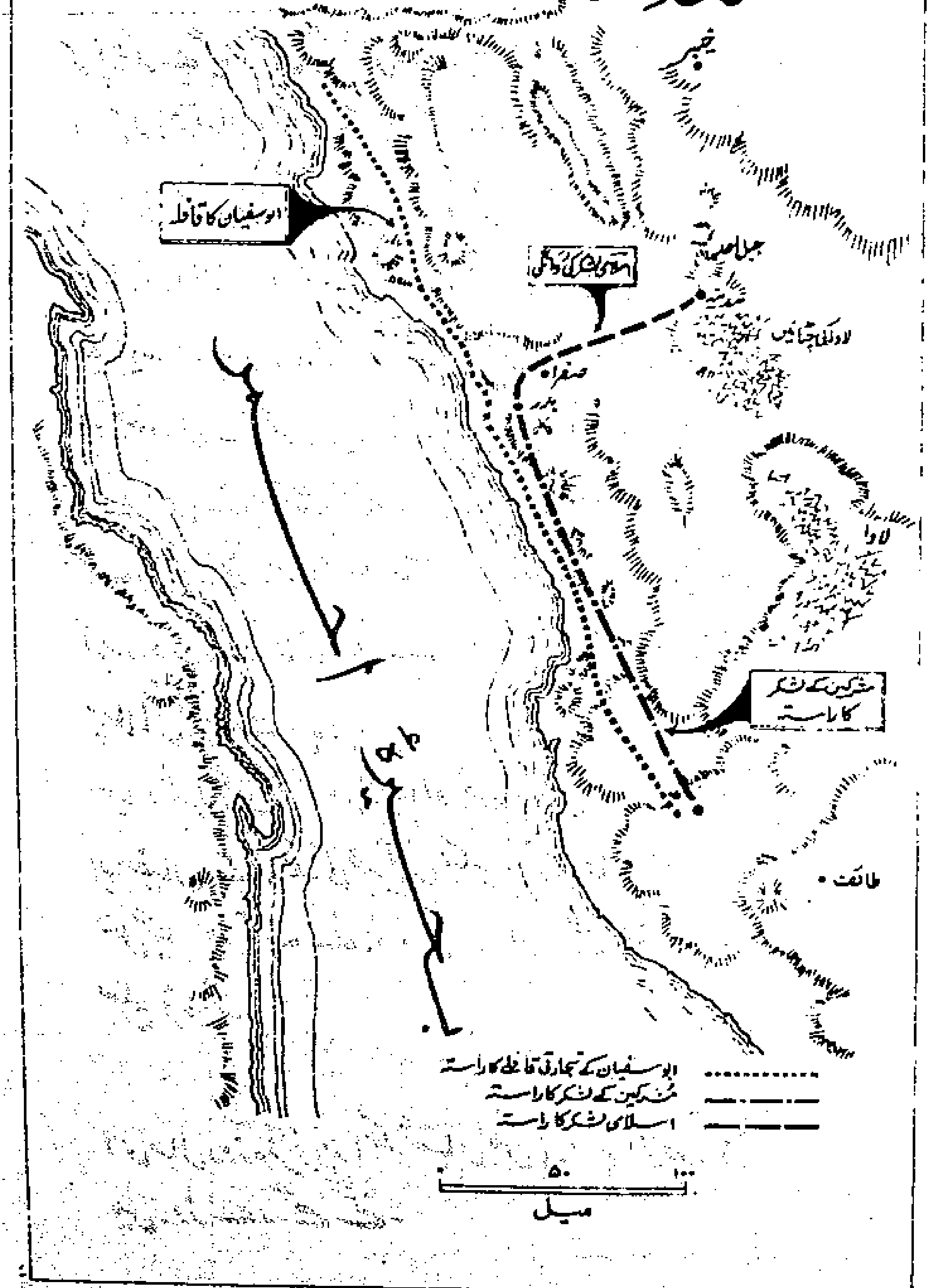

Marfat.com

واقعات مختصراً	سنہ ہجری
اسی غزوہ انصار بھی آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اس سے پہلے کسی جنگ میں ساتھ نہیں ہوئے تھے۔ اس جنگ میں کل تین سو تیرہ مسلمان تھے۔ ان کے صرف تین گھوڑے تھے اور کافر ایک ہزار تھے ان کے ساتھ ایک سو گھوڑے تھے۔ اسی سال رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن عصماء یہودیہ یزید الخطمی کو حضرت عمیر بن عدی نے قتل کر دیا یہ خبیثہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا (گالی وغیرہ) دیتی تھی۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی۔ یہ واقعہ دار ابن الخطمہ میں ہوا۔ اسی سال سالم[ع] بن عمیر نے ابو عفک یہودی کو قتل کر دیا یہ بدمعاش خبیث بنو عمرو بن عوف سے تھا ایک	سنہ ۲ھ

ع حضرت سالم اس کی طرف گئے اور اپنی تلوار اس کے جگر کے نیچے گھونپ اور لے چراغ دیا۔ خبیث نے چیخ کر جان دے دی ۱۲ مدارج

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۲ھ	سو میں سال کو پہنچ چکا تھا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ورغلاتا۔ آپ عید فطر سے دو دن پہلے خطبہ دیا اس میں فطرانے کی فرضیت اسی سال نازل ہوئی۔ بعض نے کہا سنہ ۳ھ بعض نے سنہ ۴ھ بعض نے ہجرت سے پہلے کا لکھا ہے۔

غزوہ قینقاع اسی سال ہوا وجہ یہ ہوئی کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پاک میں آتے ہی ان سے صلح کر لی اور یہ تین قبیلے تھے؛

۱۔ بنو قینقاع ۲۔ بنو نضیر ۳۔ قریظہ ان میں سے پہلے عہد شکنی بنو قینقاع نے کی کہ ایک مسلمان کو شہید کر ڈالا۔ مسلمانوں نے ان کا ایک عرصہ تک محاصرہ کیے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر رعب ڈالا جس سے وہ قلعوں سے بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے اترے تو آپ نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی سلول (رئیس المنافقین) نے معافی طلب کر لی۔ کیونکہ یہ ان کا حلیف تھا۔ آپ نے اس کی وجہ سے انھیں معاف فرما دیا لیکن بعد کو آپ نے انھیں مدینہ پاک سے نکل کر شام کے علاقہ اذرعات

Marfat.com

سنہ ھجری	واقعات مختصراً
سنہ ۲ ھجری	کی طرف چلے جانے کا حکم فرمایا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں سے سفدیہ زرہ دستیاب ہوئی۔ فائدہ: سفدیہ بالمہملہ ثم الغین المعجمہ) بعض نے کہا یہ وہی زرہ تھی جسے داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کرنے کے وقت تھی۔
	غزوۂ سویق ذیقعد میں ہوا۔ پہلی عید الفطر عیدگاہ میں ادا کی گئی۔ اسی سال آپ نے قربانی کا دنبہ ذبح فرمایا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔
سنہ ۳ ھجری	حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من لی بکعب بن الاشرف۔ یعنی کعب کو قتل کرنے پر میری کون مدد کرتا ہے۔ کعب بن اشرف کا مختصر تعارف، اس کا باپ نبہان قبیلہ کا عربی اور بنو النضیر کا حالف۔ اس نے ابوالحقیق کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اس سے یہی کعب پیدا ہوا اور وہ

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۳ ھج	وہ شاعر بھی تھا یہ بدر کے بعد مسلمانوں کی ہجو کرتا تھا کہ پہنچ کر مشرکین قریش کو اکسایا تھا۔ محمد بن مسلمہ نے اسے واصل جہنم کیا۔
	غزوۂ کدر (جسے قرۃ القدر کہا جاتا ہے) ہوا۔ اسے نجران اور غزوہ بنو سلیم بھی کہا جاتا ہے۔
	غزوۂ انمار اسے ذی امر بھی کہا جاتا ہے۔ قصۂ دعثور اسی سال میں ہوا۔ اسے غورث بھی کہا جاتا ہے۔ غطفان نے اس کی نذر مانی لیکن مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ گئے۔ ابوحاتم نے ذات الرقاع کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی نخل کو لائے کیونکہ ان کے نزدیک یہ ایک واقعہ ہے۔
	سریہ قردہ (قاف کے ساتھ بحول سجدہ) نجد میں ایک چشمہ ہے اس کا امیر زید بن حارثہ کو بنایا۔ اس نے قریش کے قافلہ کو گرفتار کیا۔ اس میں ابوسفیان بن حرب تھے۔ اس کے ہاں تجارت کا کافی سونا چاندی تھا۔ یہی ان کا سب سے بڑا تجارتی سرمایہ تھا جسے زید بن حارثہ نے گرفتار کر کے مع سامان بارگاہِ رسالت میں پیش کیا۔

Marfat.com

واقعات مختصراً	سنہ ہجری
غزوۂ اُحد شوال میں ہُوا۔ بعض کے نزدیک اس کا وقوع ۴ھ میں ہوا۔ یوم بدر میں ان کے بڑے لیڈر مارے گئے تو ان کا رنج و غصہ بڑھ گیا۔ ابوسفیان بھی قافلہ بچا کر سالم مکہ معظمہ میں پہنچا۔ اس تجارت کے بل بوتے خوب تیاری شروع کر دی۔ قبائل تیاری میں لگ گئے پھر ابوسفیان کو قائد بنا کر مدینہ طیبہ پر حملہ کی نیت سے چل پڑے اس وقت یہ تین ہزار اور ان کے ساتھ ایک سو گھوڑے تھے۔ اور اسحاق نے کہا کہ مشرکین علینین میں وادی قناب کے مدینہ شریف کی طرف کے کنارے پر شورستان میں اُترے۔ وہ مسلمان جو غزوۂ بدر میں حاضر نہ ہو سکے تھے۔ وہ بڑے جوش اور شوق جہاد میں تھے کیونکہ ان کو پہلی غیر حاضری پر بڑا افسوس تھا اور چاہتے تھے کہ اب وہ دشمن کا مقابلہ کریں۔ **خواب:** جمعہ کی شب کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ مضبوط زرہ پہنے ہوئے ہیں۔ آپ کی تلوار ذوالفقار ایک طرف سے ٹوٹ	۳ھ

Marfat.com

غزوۂ اُحد

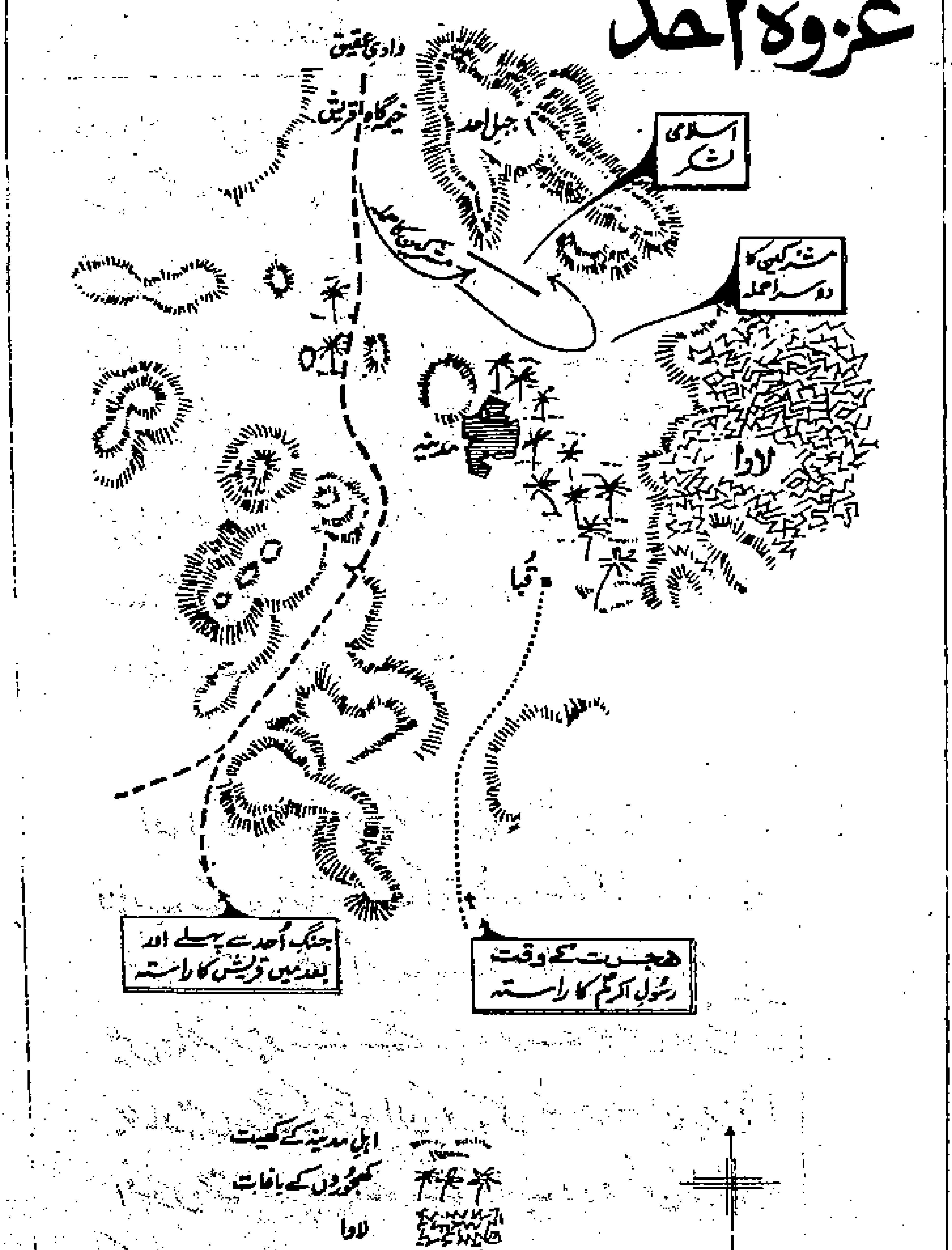

Marfat.com

واقعات مختصراً	سنہ ہجری
گئی۔ ایک گائے پر نظر پڑی جو ذبح کی جا رہی ہے اور آپ کے پیچھے ایک مینڈھا سوار ہے۔ صبح کو آپ نے یہ تعبیر بیان فرمائی کہ مضبوط زرہ مدینہ ہے تلوار کی شکستگی ذات شریف پر مصیبت ہے۔ گائے آپ کے وہ اصحاب ہیں جو شہید ہوں گے اور مینڈھا کبش الکتیبہ ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ قتل کرے گا۔ اس خواب کے سبب سے حضور انور کی رائے تھی کہ لڑائی کے لیے مدینہ سے باہر نہ نکلیں۔ عبداللہ بن ابی کی بھی یہی رائے تھی۔ حضور نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ تو اکابر مہاجرین و انصار بھی آپ سے متفق ہو گئے۔ مگر وہ نوجوان جو جنگ بدر میں شامل نہ تھے آپ سے درخواست کرنے لگے کہ مدینہ سے نکل کر لڑنا چاہیئے۔ ان کے اصرار پر آپ نکلنے کی طرف مائل ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد آپ نے وعظ فرمایا۔ اہل مدینہ و اہل عوالی جمع ہو گئے۔ آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ اور دوہری زرہ پہن کر نکلے۔ یہ دیکھ کر وہ نوجوان کہنے لگے کہ ہمیں زیبا نہیں کہ آپ کی رائے کے خلاف کریں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا کی شایاں نہیں کہ جب	سنہ ۳ ہجری

Marfat.com

سنہ ھجری	واقعات مختصراً
سنہ ۳ ھج	وہ زرہ پہن لے تو اُسے اُتار دے۔ تیاری کر کے آپ حجرۂ اقدس سے باہر مجاہدین کے ہاں تشریف لائے اُس وقت آپ کے لشکر میں کوئی سواری نہ تھی بعض نے کہا دو گھوڑے تھے اور مسلمانوں کا لشکر ایک ہزار تھا۔
	فائدہ، امام المطری نے فرمایا کہ وہ شرقیہ یعنی حرہ واقم سے نکل کر شیخین شب باشی فرمائی۔ شیخین حرہ شرقیہ کے راستہ پر مدینہ شہر و احد کے درمیان ایک جگہ ہے۔ پھر ہفتہ کے دن صبح کو احد کی طرف روانہ ہوئے۔ اس کی مزید تائید ابن اسحاق سے ابن سید الناس کی نقل سے ہوتی ہے جسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے جو شوط کے ذکر میں مفصل آئے گا کہ مدینہ شریف سے شام کی جانب ثنیۃ الوداع سے اُحد کے لیے روانہ ہوئے۔ جب مقام شوط تک پہنچے تو عبداللہ بن ابی تین سو رفقاء کے ساتھ پیچھے لوٹ گیا۔
	فائدہ: نیز ابن سید الناس سے منقول ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہفتہ کے بوقت سحر شیخین

Marfat.com

سنہ ھجری	واقعات مختصراً
سنہ ۴ ھج	کے مقام سے اندھیرے میں چل پڑے۔ آپ نے ابو حثیمہ انصاری کو بطور بدرقہ ساتھ لیا۔ تاکہ نزدیک راستے سے لے چلے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو آپ نے صبح کی نماز ادا کی یہاں سے ابن ابی بن سلول اپنے تنین سو رفقاء لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ فائدہ: اقشہری نے یہ بھی لکھا کہ بمقام شیخین آپ نے جس کو۔ لوٹانا چاہا لوٹا دیا۔ مغرب کی نماز یہاں ادا فرمائی اور یہیں پر شب باش ہوئے۔ بوقت سحر جو یہاں سے اندھیرے سے روانہ ہوئے تو مشرکین اپنے مورچوں میں صاف نظر آرہے تھے۔ صبح کی نماز بمقام قنطرۃ ادا کی۔ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ اپنے صحابہ سمیت نماز ادا فرماتے تھے۔ اس وقت صحابہ مسلح تھے اور یہاں سے ابن ابی منافقین کو لے کر واپس ہٹ گیا۔ یعنی شیخین کے مقام کو طے کرنے کے بعد واپس ہٹا۔ بعض لوگوں نے ابن ابی سلول کی واپسی کے مقام

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۴ ھج	کا نام شوط بتایا ہے وہ غلط ہے اس لیے کہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے کہ شوط تو ذباب کے شام کی جانب ہے یہاں سے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخین کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا اور وہ حرۂ شرقیہ کے راستہ پر ہے اور وہاں سے چل کر آپ حرہ بنی حارثہ میں پہنچے۔ اس راہ سے لے جانے والا آپ کا رہبر ابو خیثمہ بنو حارثہ تھا جو آپ کو حرہ اور کھیتوں سے لے گیا۔ جب آپ نے فرمایا کہ مجھے قریب کے راستہ سے کون لے جائے گا یہ اس کے خلاف ہے جو کہتا ہے کہ ابی بن السلول شیخین سے چلے جانے کے بعد ہٹ گیا۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے روانہ ہو کر نصف شوال یوم شنبہ کو کوہِ اُحد کی شعب (درہ میں کرانہ وادی میں پہاڑ کی طرف اُترے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صف آرائی کے لیے پہاڑ کو پس پشت مدینہ طیبہ کو بالمقابل اور عینین جو وادی قنات میں ہے) اپنی بائیں جانب رکھا۔ کوہِ عینین میں ایک شگاف یا درہ تھا۔ جس میں سے دشمن عقب سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ اس لیے آپ نے اس درے پر اپنے پچاس پیدل تیر انداز مقرر کیے اور

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۳ ھ	حضرت عبداللہ بن جبیر کو ان کا سردار بنایا۔ اور یوں ہدایت کی "اگر تم دیکھو کہ پرندے ہم کو اچک لے گئے۔ تو اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس کسی کو بھیجوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست دی ہے اور مار کر پامال کر دیا ہے۔ تو بھی ایسا ہی کرنا۔ مشرکین نے بھی جو عینین میں وادی قنات کے مدینہ کی طرف کے کنارے پر شورستان میں اترے ہوئے تھے صفیں آراستہ کیں[1]۔ سب سے پہلے مقابلہ کے لیے مصعب[2] بن عمیر

[1] کفار کے سواروں کے میمنہ پر خالد بن ولید کو میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو پیدلوں پر صفوان بن امیہ کو۔ اور تیر اندازوں پر جو تعداد میں ایک سو تھے، عبداللہ بن ابی ربیعہ کو مقرر کیا۔ اور جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین کا جھنڈا عبدالدار کے پاس ہے۔ تو آپ نے لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو دیا۔ اور میمنہ پر حضرت زبیر بن عوام اور میسرہ پر حضرت منذر بن عامر کو مقرر فرمایا۔

[2] حضرت مصعب بن عمیر اسلام لانے سے پہلے بڑے ناز و نعم میں پلے

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

جھنڈے کا احترام

اُحد کی جنگ میں بھی اسلامی پرچم حضرت مصعب نے اُٹھا رکھا تھا۔ کافروں کی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح پرچم کو سرنگوں کیا جائے تاکہ اسلامی فوج کے حوصلے ٹوٹ جائیں۔ اسی کوشش میں ایک کافر نے موقع پاکر ایک بھرپور وار کیا اور حضرت مصعب کا وہ ہاتھ کاٹ دیا جس سے پرچم کو وہ سنبھالے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے زخم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پرچم فوراً دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ دشمن نے آپ کا دوسرا ہاتھ بھی بازو سے جدا کر دیا۔ حضرت مصعب کی جان خطرے میں تھی لیکن اُنھوں نے پرچم کی سربلندی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا تھا۔ دونوں ہاتھ کٹوا کر بھی متزلزل نہ ہوتے۔ اُنھوں نے پرچم کو اپنے بازوؤں کا سہارا دے کر سینے سے لگا لیا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ان کے ایک دشمن کا تیر آکر لگا اور شہید ہو گیا۔

حضرت مصعب شہید ہو کر گرے تو فوراً ایک صحابی نے آگے بڑھ کر اسلامی پرچم تھام لیا اور اس کے ایک لمحے کے لیے بھی سرنگوں نہ ہونے دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے)

تھے۔ ان کے والدین انھیں دو دو سو درہم کا جوڑا خرید کر پہناتے تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے۔ کسی نے ان کے گھر والوں کو خبر کر دی اُنھوں نے انھیں باندھ کر قید کر رکھنا چاہا۔ آخر آپ حبشہ چلے گئے۔ وہاں سے واپس آکر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور زہد و فقر کی زندگی بسر کرنے لگے۔ غزوۂ اُحد میں مہاجرین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ایک کافر نے تلوار سے وار کر کے ان کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اُنھوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر جھنڈے کو سینہ سے چمٹا کر بلند رکھا۔ آخر کار دشمن کے ایک تیر سے شہید ہو گئے۔ ان کی تجہیز و تکفین کے لیے صرف ایک چھوٹی سی چادر میسر آئی جس سے پورا جسم ڈھانپنا مشکل تھا۔

Marfat.com

گیارہ کہا ہے۔ مجاہدین اسلام دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور ان میں کھلبلی ڈال دی۔ چند ہی گھنٹوں کی لڑائی سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ بڑی آزمائش تھی۔ اگرچہ دشمنوں نے تین بار ان پر حملہ کیا مسلمانوں نے جوابی کارروائی سے ان کو پیچھے ہٹا دیا۔ یاد رہے کہ اب کی دفعہ کفار کی تعداد پہلے سے بھی زیادہ یعنی تین ہزار تھی۔ انھوں نے جنگ بدر سے بھی سیکھا تھا اس لیے انھوں نے اب کی دفعہ فوج کی بڑی اچھی تنظیم کی تھی۔ جب میدان کارزار گرم ہوا تو مسلمانوں نے خوب داد شجاعت دی اور مشرکین کے دانت کھٹے کر دیئے اور انھیں بھاگتے ہی بنی۔ جب ان سے میدان خالی ہونے لگا تو مسلمان مال غنیمت کے حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ان کے دیکھا دیکھی درہ پر متعین تیر اندازوں کے دل میں بھی لالچ پیدا ہوا۔ انھوں نے بھی مال غنیمت کے حصول کے لیے بھاگنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے بہتیرا سمجھایا کہ یہاں سے ہٹنا قرینِ مصلحت نہیں اور نہ حضور نے فرمایا ہے۔ مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

خالد بن ولید نے جو ابھی مشرک ہی تھے اور کفار مکہ کی طرف سے

ل مشرکین میں سب سے پہلے جو لڑائی کے لیے نکلا۔ وہ ابو عامر انصاری اوسی تھا۔ اس کو راہب کہا کرتے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا۔ زمانہ جاہلیت میں وہ قبیلہ اوس کا سردار تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لے گئے تو وہ آپ کی مخالفت کرنے لگا۔ اور مدینہ سے نکل کر مکہ میں چلا آیا۔ اس نے قریش کو آپ سے لڑنے پر آمادہ کیا۔ اور کہا کہ میری قوم جب مجھے دیکھے گی تو میرے ساتھ ہو جائے گی۔ اس لیے اس نے پکار کر کہا۔ اے گروہ اوس! میں ابو عامر ہوں! اوس نے جواب دیا۔ "اے فاسق! تیری مراد پوری نہ ہو۔"

Marfat.com

لڑرہے تھے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس درہ پر حملہ کر دیا۔ بس پھر کیا تھا مسلمانوں پر عقب سے حملہ ہونے کی وجہ سے ان میں سراسیمگی پیدا ہو گئی۔ یہ دیکھ کر بھاگنے والے کفار بھی واپس آ کر لڑنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کی فتح شکست میں بدلنے لگی۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی حضور سے مشابہت تھی، انھیں شہید دیکھ کر ابلیس چیخ کر شور مچانے لگا کہ " قد قتل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر نے مسلمانوں کے اور بھی ہوش و حواس اڑ گئے۔ عین انہی حالات میں چند جان نثاروں نے آپ کو ڈھونڈا اور آپ کے ارد گرد لڑنے لگے اور ایسے جوش سے کہ اپنے پرائے کے قتل سے بے نیاز تھے۔ اس افراتفری میں بعض صحابہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ضربیں لگیں۔ آپ کے دو دانت شہید ہو گئے اور رخسار مبارک پر بھی زخم آیا اور بعض صحابہ شہید ہوئے۔ باوجود اسکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہ استقلال کفار کے تتر بتر ہونے تک ان کی طرف تیر برساتے اور پتھر پھینکتے رہے۔ آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام نے بھی ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔ بعض بھاگے اور بعض پہاڑ پر چڑھ گئے۔ آپ انھیں پیچھے سے بلا کر جہاد کی طرف جمع ہونے کا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے بعض آپ کے ہاں مہراس (کنڈ) کے پاس وادی کے دہانے میں جمع ہو گئے۔ شکست کے بعد سب سے پہلے آپ کو پہچاننے والے کعب بن مالک انصاری تھے جبکہ لوگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر عام ہو گئی تو انھوں نے زور سے اعلان کیا:

یا معشر المسلمین ابشروا ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ترجمہ: اے مسلمانو! مژدہ باد یہ ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
(یعنی آپ الحمد للہ زندہ ہیں)۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شعب پر چڑھے تو ابی بن خلف سامنے آکر کہنے لگا۔ اے محمد! اگر تم بچ گئے تو میں نہ بچوں گا،" صحابہ کرام نے عرض کیا۔ اگر اجازت ہو تو ہم میں سے ایک اس کا فیصلہ کر دے۔ حضور نے اجازت نہ دی۔ اور بذات خود حضرت حارث بن صمہ سے نیزہ لے کر اس کی گردن پر مارا۔ جس سے فقط خراش آئی اور لہو نہ نکلا۔ لیکن اتنی کاری ضرب تھی کہ جنگ سے شکست کھا کر واپسی پر بدبخت کو گھوڑے پر سوار مکہ معظمہ کو لے جانے لگے تو بارہا گھوڑے سے گرا بالآخر مقام سرف میں مر گیا۔[1]

---

[1] مذکورہ مکہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے۔ جسے میں ہر روز آٹھ یا دس سیر پختہ ذرہ (جوار) کھلاتا ہوں۔ اس پر سوار ہو کر آپ کو قتل کروں گا۔ آپ فرماتے۔ بلکہ میں انشاء اللہ تم کو قتل کروں گا۔ غزوۂ اُحد میں جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے مار کھا کر لشکر قریش میں واپس گیا تو کہنے لگا کہ اللہ کی قسم مجھے محمد نے قتل کر دیا۔ وہ کہنے لگے تو بے دل ہو گیا ہے۔ اس خراش کا کچھ ڈر نہیں۔ اس نے کہا کہ مکہ میں مجھ سے محمد نے کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ سو اللہ کی قسم اگر وہ مجھ پر صرف تھوک دے تو میں مر جاؤں گا۔ چنانچہ قریش اس دشمن خدا کو مکہ کی طرف لے جا رہے تھے تو راستے میں مر گیا۔

Marfat.com

فائدہ : یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معجزہ اور باقی کے علم (غیب) کا اظہار ہے کہ وقوع واقعہ سے قبل مخالف کو آگاہ فرما دیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار اعدائے رسول ہونے کے باوجود معترف تھے کہ آپ کے منہ سے جو بات نکلی ہے وہ ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ابی بن خلف کو باوجودیکہ معمولی خراش تھی اور ساتھی اسے تسلیاں دلاتے لیکن کہتا کہ یہ تو ایک خراش ہے وہ کہتا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے پہلے فرمایا تھا کہ میں تجھے ماروں گا۔ اب مجھے یقین ہے کہ آپ اگر مجھ پر صرف تھوک ڈالیں تو بھی مر جاؤں گا۔ آج کا مسلمان کلمہ نبی علیہ السلام کے پڑھنے کے باوجود ما فی الغد کے علم کے عقیدہ کو شرک کہے تو پھر اسے کلمہ پڑھنے پر حیف ہے حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کی ایسی جڑ کاٹی کہ جس کا صدور عمومی طور پر قیامت تک ختم ہو گیا چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ اس واقعہ سے آٹھ برس کے بعد ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرف کو نکلے۔ اور شہدائے اُحد کے لیے دعا مانگی۔ اس کے بعد آپ نے منبر منیف پر رونق افروز ہو کر یہ خطبہ دیا:

اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا۔

Marfat.com

ترجمہ: "بے شک میں تمہارے واسطے فرط (پیشرو) ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ گے لیکن یہ ڈر ہے کہ دنیا میں پھنس جاؤ گے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داہنی جانب کا دندان مبارک اتنا شہید ہوا کہ گویا ٹوٹا نہیں مگر ایک جانب سے گر گیا۔ سر مبارک زخمی ہوا اور خون مبارک بہہ کر چہرۂ اقدس کو مس کرنے لگا۔ جب آپ وادی میں پہنچ گئے تو کافروں کے سواروں کا ایک دستہ پہاڑ پر چڑھ گیا آپ نے دعا مانگی:

اللّٰھم انہ لا ینبغی لھم ان یعلون

خدایا یہ ہم پر غالب نہ آئیں۔

پس حضرت عمر فاروق اور مہاجرین کی ایک جماعت نے قتال کیا۔ یہاں تک کہ اُن کو پہاڑ سے اُتار دیا۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹان پر چڑھنے لگے۔ تو ناتوانی اور دوہری زرہ کے سبب سے نہ چڑھ سکے۔ یہ دیکھ کر حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے اور آپ اس کی پشت پر سے چڑھ گئے۔ اسی دن آپ نے ظہر کی نماز زخموں کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھائی اور صحابہ کرام نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ اس کے

---

[1] اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوجب طلحۃ یعنی حضرت طلحہ نے وہ کام کیا کہ جس سے وہ بہشت کے مستحق ہوں گے۔

Marfat.com

بعد ابو سفیان نے کہا کہ آئندہ بمقام بدر میں ہماری تمہاری لڑائی ہو گی۔ آپ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ اسے جواب میں کہو ہاں (انشاء اللہ) یہ ہمارے اور تمہارے مابین وعدہ ہو گیا۔

اسی سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شعبان میں نکاح ہوا یہی قول اصح ہے۔ اور بی بی زینب بنت خزیمہ کے ساتھ رمضان شریف میں نکاح ہوا جو دو یا تین ماہ کے بعد فوت ہو گئیں۔

اسی سال حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نصف رمضان شریف میں پیدا ہوئے۔

اسی سال بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حاملہ ہوئیں۔

اسی سال حضرت عثمان کا بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

اسی سال شراب حرام ہوئی۔ بعض نے کہا اس کے بعد والے سال بعض نے کہا ۸ھ میں۔

ل یاد رہے کہ غزوۂ احد میں خواتین اسلام نے بھی حصہ لیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ اور ام سلیم (والدہ انس) پائنچے چڑھائے ہوئے کہ جس سے ان کے پاؤں کی جھانجیں نظر آتی تھیں۔ مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں۔ تو پھر بھر لاتیں اور پلاتیں حضرت ام سلیط (والدہ حضرت ابو سعید خدری) بھی یہی خدمت بجالا رہی تھیں۔ حضرت ام ایمن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ) اور حمنہ بنت جحش (ام المومنین زینب کی بہن) پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی

Marfat.com

سنہ ھجری	واقعات مختصراً
	ماہ محرم میں بیر معونہ میں قراء شہید ہوئے
	ماہ صفر میں غزوۂ رجیع ہوا۔ رجیع ایک جگہ کا نام ہے جو بلاد ہذیل میں واقع ہے لیکن ابن اسحاق نے اس غزوہ کو سنہ ۳ھ میں ذکر کیا ہے۔
	اسی سال غزوہ بنو النضیر ہوا اسے زہری نے اُحد

حاشیہ بقیہ، کرتی تھیں۔ حضرت ام عمارہ نسیبہ بنت کعب انصاریہ (زوجہ زید بن عاصم انصاری مازنی) اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کے ساتھ مشک لے کر نکلیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صرف چند جانباز رہ گئے تو یہ حضور کے پاس پہنچیں اور تیر اور تلوار سے کافروں کو روکتی رہیں جب ابن قمئہ لعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا تو حضرت مصعب بن عمیر اور چند اور مسلمان مقابل ہوئے ان میں ام عمارہ بھی تھیں۔ ابن قمئہ نے ان کے کندھے پر ایسی ضرب لگائی کہ غار پڑ گیا۔ ام عمارہ نے بھی کئی وار کیے مگر دشمن خدا دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس لیے کارگر نہ ہوئے (حضرت امیر حمزہ کی بہن) مسلمانوں کی شکست پر احد میں نیزہ ہاتھ میں لیے آئیں اور بھاگنے والوں کے منہ پر مار کر کہتی تھیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگتے ہو پھر بھائی کی لاش دیکھ کر بڑے استقلال سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔

Marfat.com

سنہ ھجری	واقعات مختصراً
سنہ ۴ ھج	سے پہلے سنہ ۳ ھج میں ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا قتل کعب بن الاشرف صحیح کہ ہوا۔
	واقعہ غزوہ بنو نضیر: حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کے ہاں تشریف لے گئے لیکن انھوں نے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا جس کا آپ کو بذریعہ وحی علم ہوا۔ آپ ان سے قضائے حاجت کا عذر کر کے فوراً واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے اور حکم فرمایا کہ ان کو جلا وطن کر دو اور ان کی کھجوروں کو کاٹ کر آگ لگا دو۔ چھ روز تک ان کا محاصرہ رکھا۔ پھر انھوں نے جلاوطنی کو منظور کر لیا۔ آپ نے اس شرط پر اجازت بخشی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جا سکیں لے جائیں۔ ان میں بعض خیبر کو اور بعض شام کو نکل گئے۔ ان کے سردار جو بدر کو چلے گئے (بنو الحقیق اور حی بن اخطب تھے) پہلے چلے گئے پھر ان کے اہل ان کے ہاں پہنچے۔
	اسی سال بدر ثالث کا حسب وعدہ لشکر اسلام بدر میں پہنچا۔
	غزوہ ذات الرقاع اسی سال ہوا۔ یہ ابن اسحاق کے نزدیک ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ غزوہ سنہ ۵ ھج میں

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
	ہوا۔ امام بخاری نے اسے خیبر کے بعد ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور یہ اصحاب سفینہ سے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ غزوہ دوبارہ ہوا ہو اس لیے وہ بھی صحیح ہے اور یہ بھی۔
سنہ ۵ ہجری	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اسی سال آزادی نصیب ہوئی۔ اسی سال دومۃ الجندل کی جنگ ہوئی۔ اسی سال جمادی الآخرہ میں چاند گرہن ہوا تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہل اسلام کو صلوٰۃ الکسوف پڑھائی لیکن یہودی ڈھول بجا کر کہتے "سحر القمر (چاند پر جادو ہو گیا)"۔ اسی سال حضرت بلال بن الحارث المزنی وفد کو لے کر حاضر ہوئے یہ اسلام کا پہلا وفد ہے جو مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ اسی سال ضمام بن ثعلبہ حاضر ہوئے۔ اسی سال شعبان غزوہ المریسیع ہوا۔

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۵ ھ	اسی سال آیۂ تیمم نازل ہوئی جب بی بی عائشہ کا ہار گم ہوا تو تمام لوگ اس کی تلاش کے لیے ٹھہر گئے زیادہ موزوں یہی ہے کہ مریسیع اور غزوۂ بنو المصطلق ایک ہی غزوہ کا نام ہے۔
	اسی سال غزوۂ خندق ہوا اور خندق بمعنی گڑھا چونکہ بمشورہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس جنگ کے لیے خندق کھودی گئی اس لیے اس نام سے موسوم ہوئی۔ اسے غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے اس جنگ میں مشرکین عرب کے مختلف قبائل کے گروہ شامل ہوئے۔ اور سورہ احزاب کی ابتدائی آیات اسی کے متعلق نازل ہوئیں۔
	غزوۂ احزاب: ماہ ذیقعدہ میں غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق واقع ہوا۔ بنو نضیر جلاوطن ہو کر خیبر میں آ رہے تھے اور حی بن اخطب وغیرہ نے مکہ میں جا کر قریش کو مسلمانوں سے لڑنے پر ابھارا۔ اور دیگر قبائل عرب غطفان، بنو سلیم، بنو مرہ، اشجع، بنو اسد وغیرہ نے مکہ میں جا کر قریش۔ بنو قریظہ پہلے شامل نہ تھے۔ مگر حیی بن اخطب نے آخر کار ان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ غرض قریش، یہود و قبائل عرب

بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے چونکہ اس غزوہ میں تمام قبائل عرب

Marfat.com

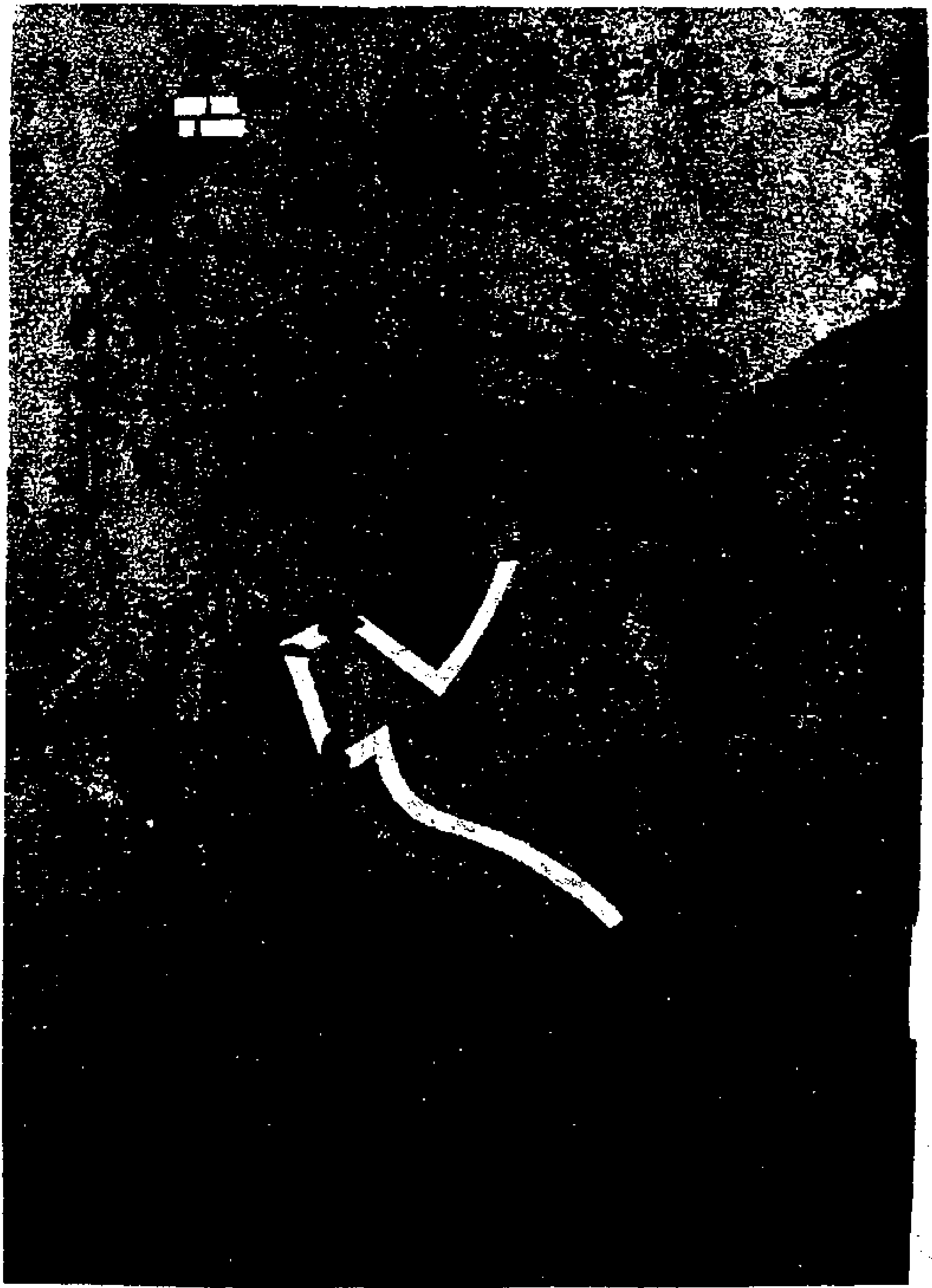

Marfat.com

واقعات مختصراً	سنہ ہجری
و یہود شامل تھے۔ اس واسطے اس غزوہ کو غزوۂ احزاب (احزاب بمعنی طائفہ) کہتے ہیں۔ کفار کی تیاری کی خبر سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے عرض کیا کہ کھلے میدان میں لڑنا مصلحت نہیں مدینہ اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھود کر مقابلہ کرنا چاہیئے سب نے اس رائے کو پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مستورات اور بچوں کو شہر کے محفوظ قلعوں میں بھیج دیا اور بذات شریف تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ شہر سے نکلے اور شامی طرف میں سلع کی پہاڑی کو پس پشت رکھ کر خندق کھودی اس واسطے اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ خندق کھودنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغرض ترغیب شامل تھے کفار نے ایک ماہ محاصرہ قائم رکھا۔ وہ خندق کو عبور نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے دور سے تیر اور پتھر برساتے تھے۔ ایک روز قریش کے کچھ سوار عمرو بن عبدود وغیرہ ایک جگہ سے جہاں سے اتفاقاً عرض کم رہ گیا تھا خندق کو عبور کر گئے۔ عمرو مذکور نے مبارز طلب کیا۔ حضرت علی آگے بڑھے اور تلوار سے اس کا فیصلہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر باقی ہمراہی بھاگ گئے آخر کار۔ قریظہ و قریش میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور باوجود سردی کے موسم کے ایک رات بادصرصر کا ایسا طوفان آیا کہ خیموں	سنہ ۵ ھ

Marfat.com

سنہ ہجری	حالات مختصراً
سنہ ۵ ھ	کی طنابیں اُکھڑ گئیں اور گھوڑے چھوٹ گئے۔ کھانے کے دیگچے چولہوں پر اُلٹ پلٹ جاتے تھے۔ امتداد محاصرہ کے سبب سے سامان رسد بھی ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے قریش و دیگر قبائل محاصرہ اُٹھانے پر مجبور ہو گئے اور بنو قریظہ اپنے قلعوں میں چلے آئے۔ **نماز قضا شد:** غزوہ میں شدت قتال کے وقت عصر و مغرب اور بقول بعض ظہر بھی قضا ہو گئی تھی۔ شہدا کی تعداد چھ تھی جن میں اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ بھی تھے۔ ان کی رگ اکحل تیر لگنے سے کٹ گئی۔ مسجد میں رفیدہ انصاریہ کا خیمہ تھا جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد کو علاج کے لیے اسی خیمہ میں بھیج دیا۔ مگر وہ اس زخم سے جانبر نہ ہوئے۔ اور ایک ماہ کے بعد انتقال فرما گئے۔ اس غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد معجزے ظہور میں آئے۔ **غزوہ قریظہ:** جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس مدینہ پاک میں تشریف لائے تو بوقت ظہر آپ غسل خانہ میں غسل سے فراغت پا کر سر مبارک کو کنگھا سے سنوار رہے تھے۔ سر مبارک کا ایک حصہ سنوارا تھا۔

Marfat.com

حالات مختصراً	سنہ ہجری
کہ جبریل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر حاضر ہوئے ۔ ہتھیاروں سے لیس اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے اور عرض کی حضور ! فرشتوں نے تا حال ہتھیار نہیں اتارے اور وہ تو ابھی تک کفار کی تاک میں ہے ۔ آپ کو اللہ کا حکم ہے کہ آپؐ بنو قریظہ کی بیخکنی کے لیے تشریف لے جائیے ۔ آپ تیار ہو کر تشریف لائیے میں ان کے کام تمام کرنے کے لیے چلا جب فرشتے حضور سرور کونین سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے واپس ہوئے تو ان کی سواریوں کے دوڑنے سے گرد و غبار اڑتی دیکھی گئی جو انصار کے بنو غنم کی گلیوں میں اڑتی محسوس ہوتی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ اعلان کر دو کہ جسے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم سے عقیدت و پیار ہے ۔ اسے چاہیئے کہ وہ جنگ کے لیے عصر کی نماز بنو قریظہ میں چل کر ادا کرے ان کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر بھیجا اور پچیس دن ان کو محاصرہ میں رکھا ۔ بعض نے پندرہ دن کا کہا بعض دس دن لکھتے ہیں ۔ بالآخر وہ اس محاصرے سے تنگ آ گئے اور ان کے دلوں پر اسلام کا رعب چھا گیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے قلعوں سے باہر نکل آئے ۔ آپ نے انھیں فرمایا کیا تم راضی ہو کہ تمہارا فیصلہ تمہارا اپنا کوئی عزیز رشتہ دار کرے ۔ انھوں نے	سنہ ۵ھ

Marfat.com

سنہ ہجری	حالات مختصراً
	رضا ظاہر کی تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا چونکہ انھیں غزدہ خندق میں بازو پر تیر کاری لگا تھا جس کی وجہ سے بمشکل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کیے جائیں۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر لیے جائیں اور ان کا مال و اسباب غنیمت سمجھا جائے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے وہی فیصلہ کیا جو ساتوں آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا۔ پھر یہودیوں کے لیے مدینہ طیبہ کے بازار میں ایک بڑی خندق کھودی گئی۔ ان تمام دشمنان خدا کی گردنیں کاٹ کر اسی گڑھے میں ڈالا گئیں ان میں دشمن خدا حیی بن اخطب تھا یہ وہی دشمن خدا تھا جس نے قریظہ کے سردار کعب ابن اسید سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر قریش و غطفان بسلامت واپس آئے تو میں تیرے ساتھ قلعے میں محفوظ رہوں گا یہاں تک ہم دونوں مصیبت میں برابر کے شریک ہوں گے چنانچہ اسی معاہدہ پر وہ قلعہ بند تھا تو اب یہی سزا پائی جو اوپر مذکور ہوئی۔ اس وقت یہودی چھ سو تھے۔ بعض نے اس سے زائد بعض نے اس سے کم بتاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی جائیداد اہل اسلام پر تقسیم کی گئی ہے۔ ان کے بچے غلام اور عورتیں

Marfat.com

سنہ ہجری	حالات مختصراً
۵ھ	غنیمت میں مسلمانوں کو دو حصے ملے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خمس نکال کر باقی تمام مال مسلمانوں پر تقسیم فرما دیا۔ باندیوں میں بی بی ریحانہ بنت عمر کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ آپ کے وصال تک آپ کے پاس رہی۔ بعض نے کہا انھیں آزاد فرما کر نکاح سے مشرف فرمایا۔ اور آپکی زندگی مبارک میں فوت ہوئیں۔ واقدی کے نزدیک یہی اثبت ہے۔ جب یہود مارے گئے تو پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا زخم کھل گیا۔ شربت شہادت نوش فرما کر راہی ملک بقا ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اسی سال عبید اللہ بن انیس کا سریہ تھا جسے ابو سفیان بن خالد الھذلی ثم اللحیانی کی طرف عرفہ میں بھیجا۔ اسی سال حضرت خالد بن ولید و عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ اسی سال حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا۔ بعض ۳ھ بتایا ہے اسی بی بی کی وجہ سے آیۃ الحجاب نازل ہوئی۔
۶ھ	سال کے اول میں ثمامہ بن آثال قیدی بن کر آیا۔ اسی سال سورج گرہن ہوا۔

Marfat.com

واقعات مختصراً	سنہ ہجری
اسی سال ظہار کا حکم نازل ہوا	سنہ ۶ھ

لہ یعنی اسی سال ششم ہجری میں خولہ بنت ثعلبہ بن قیس بن مالک بن خزرج اور ان کے شوہر اوس ابن صامت ابن قیس ابن احزم انصاری میں بدمزگی ہوگئی یہاں تک کہ ظہار کی نوبت پہنچی۔ خولہ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر ساری داستان بیان کی۔ اور پوچھا کہ اب میں کیا کروں مگر آپ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس سے خولہ کی تسلی ہوتی کیونکہ اس وقت میں خدا کی طرف سے اس کی بابت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اور ایام جہالت کی رسم کے بموجب طلاق اور ظہار برابر تھے۔

خولہ نے مضطرب ہوکر بخضوع وخشوع سجدہ کیا اور مجیب الدعوات کی درگاہ میں گریہ وزاری کرنے لگیں ہنوز سجدے سے سر نہ اٹھایا تھا کہ رسولِ خدا کے چہرۂ مبارک پر آثار ہویدا ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ○ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا (ترجمہ) بیشک اللہ نے اس عورت کی بابت سن جو تم سے اپنے خاوند کے باب میں جھگڑا کرتی اور شکوہ کرتی

Marfat.com

سنہ ہجری	حالات مختصراً
سنہ ۶ھ	اسی سال حضرت محمد بن مسلمہ کو مشرکین کی سرکوبی کے لیے بھیجا

حاشیہ بقیہ: ہے اللہ کے ساتھ اللہ سنتا ہے دونوں کے سوال وجواب سنے۔ تحقیق اللہ دیکھتا اور سنتا ہے ان لوگوں کی باتیں جو ظہار کرتے ہیں یعنی اپنی جورو دؤں کو ماں کہہ بیٹھتے ہیں۔ وہ ان کی مائیں کیسے ہو سکتی ہیں۔ ان کی مائیں وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا۔ یہ تو وہ ایک ناپسند بات اور جھوٹ بک دیتے ہیں۔ اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور اگر اپنی جورو دؤں کو ماں کہہ بیٹھیں اور پھر وہی کام کرنا چاہیں جسے کہا ہے تو باہم ہاتھ لگانے سے پہلے ایک بردہ آزاد کر دیں۔ ذٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهٖ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (ترجمہ) اس سے تم کو نصیحت ہوگی اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھتا ہے اور جو کوئی ایک بردہ نہ پاوے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے پہلے اس سے کہ باہم ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے یہ اس لیے ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ یہ حدیں اللہ کی باندھی ہوئی ہیں اور منکروں کو دکھ کی مار ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلا کر یہ آیتیں سنائیں اور فرمایا کہ تم ظہار کے کفارہ میں ایک بردہ آزاد کرو۔ اوس نے عرض کی کہ حضور مجھے بردہ آزاد کرنے کی استطاعت نہیں۔ حکم ہوا کہ اچھا دو مہینے برابر روزہ

Marfat.com

جنھوں نے رات کو اچانک ان پر شبخون مارا اور یہ حکم صرف انہیں ہوا ان کے سوا اور کسی کو ایسا حکم نہیں فرمایا گیا۔

(بقیہ حاشیہ) دیکھو۔ اس نے التماس کی یا رسول اللہ اگر میں دن میں دو تین تو چکر آنے لگتے ہیں اور آنکھوں کے تلے اندھیرا آجاتا ہے مجھ سے تو یہ بات بھی ناممکن ہے۔ ارشاد ہوا تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا دو۔ اوس نے عرض کی کہ مجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکے گا کیونکہ مفلس قلاش ہوں اگر آپ میری مدد کریں اور اپنے پاس سے مجھے کچھ مرحمت فرمائیں تو البتہ کھلا دوں گا۔ حضور نے پندرہ صاع کھانا اپنے پاس سے دیا اور مساکین کھلا دیئے گئے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے بعد مدتوں زندہ رہیں مسلمان ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ چنانچہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں ایک دفعہ شرفائے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ کہیں تشریف لے جاتے تھے۔ راہ میں ایک ضعیف بڑھیا نے ان سے کہا کہ عمر مجھے تم سے کچھ کہنا ہے ذرا توقف کرو۔ حضرت عمر فوراً کھڑے ہو گئے۔ بڑھیا نے اپنا مطلب کہنا شروع کرنا۔ جب تک کہتی رہی امیر المومنین کمال ادب سے سر جھکائے کھڑے سنتے رہے ہمراہیوں نے دریافت کیا یا امیر المومنین یہ کون تھی۔ جس کے لیے آپ کو اتنی تکلیف کرنا پڑی اور ہم سب کھڑے رہے۔ وہ غریبوں کا ہمدرد اور بے کسوں کا غمخوار فرمانے لگا کہ لوگو یہ بڑھیا خولہ بنت ثعلبہ ہے جس کی فریاد و زاری جناب باری عزاسمہ نے سات آسمان کے اوپر سے سنی تھی یہ میرے نزدیک اتنی معزز ہے کہ اگر صبح سے شام تک اپنا مدعا کہتی تو میں نہیں کہتا کہ اٹھا سے پرواز فرما۔

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۶ھ	اسی سال حضرت علی المرتضیٰ کو ایک سو افراد کے ساتھ فدک میں بھیجا گیا۔
	اسی سال عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سریہ دومۃ الجندل کو روانہ ہوا۔
	اسی سال مدینہ طیبہ میں قحط پڑا تو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں عیدگاہ کے میدان میں بارش کی دعا فرمائی تو بارش ہوئی۔
	اسی سال زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا سریہ وادی القریٰ کو روانہ کیا گیا۔
	پھر حدیبیہ کا واقعہ بھی پیش آیا۔
	اسی سال غزوہ ذی قرد (بفتح قاف و راء و دال) ہوا
	تفصیلی واقعہ: حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس لغچہ تھے (وہ اونٹنیاں دودھ والی جو بچہ جننے کے قریب ہوں) وہ غابہ اور گردو نواح میں چرتی تھیں انھیں عیینہ بن حصن الفزاری نے لوٹ لیا جس کی خبر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ ابوذر رضی اللہ عنہ پہنچی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے تشریف لائے اور ذی قرد کے پہاڑ کے قریب اترے اور صحابہ کرام کفار کے مقابلہ میں چلے گئے آپ نے یہاں ایک دن رات قیام فرمایا اسی جگہ حضور کریم نے قیام فرمانے کی وجہ سے اس کا نام غزوہ

Marfat.com

سنہ ھجری	حالات مختصراً
سنہ ۶ ھجری	ذی قرد پڑ گیا۔ **ازالۂ وہم:** وہ جو مسلم شریف میں ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ سے واپسی پر ہوا غلط ہے کیونکہ جملہ کتب سیر کے خلاف ہے۔ **عرنیہ کا واقعہ:** اس کے بعد عرنیہ کا واقعہ پیش آیا یعنی وہ منافقین جن کو مدینہ طیبہ کا پانی اور آب و ہوا ناخوش گوار آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اونٹنیوں کی چراگاہ میں لے جاؤ وہ اونٹنیاں جمادین میں چرتی تھیں ایک روایت میں ذی الجدر میں ان بدبختوں نے جا کر چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹنیاں لے کر چلتے بنے جب حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کی تلاش کے لیے صحابہ کرام کو بھیجا۔ آپ مذکورہ بالا غابہ میں تھے۔ جب آپ ذی قرد سے واپس ہو رہے تھے پکڑ کر غابہ میں حاضر کیے گئے آپ نے فرمایا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کی آنکھوں میں سلاخ پھیرو اور سولی پر چڑھاؤ۔ اسی سال غزوہ بنی المصطلق پیش آیا۔ اس سے واپسی پر مریسیع پر گزرا۔ اسی میں واقعہ افک ہوا جیسا کہ ابو حاتم نے کہا لیکن

Marfat.com

سنہ ہجری	واقعات مختصراً
سنہ ۶ھ	صحیح یہ ہے کہ وہ سال پنجم میں پہلے مریسیع میں ہوا جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے اور یہی حق ہے کیونکہ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادت رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے۔ برائے اصحاب افک واقعہ افک میں مشہور ہے اور حضرت سعد بن معاذ کا وصال ۵ھ میں ہوا جیسا کہ گزرا۔ اسی سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو المصطلق کی رئیس زادی بی بی جویرہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے اعزاز میں مسلمانوں نے ان کے تمام غلاموں کو مفت آزاد کر دیا۔ اسی غزوہ میں عبداللہ بن ابن سلول خبیث نے کہا: لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل۔ اسی سال حج فرض ہوا یہی صحیح ہے۔ بعض نے کہا حج ہجرت سے پہلے فرض ہوا۔ بعض نے ۵ھ بعض نے ۸ھ بعض نے ۹ھ کہا۔
سنہ ۷ھ	اسی سال حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو خطوط اور قاصد بھجوائے۔

Marfat.com

سنہ ھجری	مختصراً واقعات
سنہ ۷ھ	ابوسفیان کا ہرقل کے ساتھ گفتگو اسی سال ہوئی
	اسی سال حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں نے جادو کیا۔
	پھر اسی طرح کا واقعہ خیبر میں پیش آیا
	اسی سال بی بی صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام نے غنیمت سے اپنے لیے منتخب فرما کر اسے آزاد کر کے نکاح کر لیا۔
	اسی سال آپ کو ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہدیہ کے طور پیش کی گئی اور دلدل بھی ہدیہ کے طور پر بھیجا گیا۔
	حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زہر دینے والی عورت کا نام زینب بن الحارث سلام بن مشکم کی زوجہ تھا۔ اس کے بعد آپ ذی قرد کی میں تشریف لائے اور ان کا محاصرہ کیا۔ اس سے فراغت کے بعد لیلۃ التعریس کا واقعہ پیش آیا۔ بعض نے غزوۂ تبوک میں لکھا ہے کہ اس غزوہ میں کسی رات آرام فرماتے

Marfat.com

واقعات مختصراً	سنہ ہجری
تو صبح کی نماز قضا ہو گئی ۔ بعض نے کہا کہ تبوک سے واپسی پر قضا ہوئی اس کے بعد عمرۂ قضا ہوا اور اسی سال بی بی میمونہ بنت الحارث الہلالیہ رضی اللہ عنہا سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نکاح ہوا۔	سنہ ۷ھ
غزوۂ موتہ اسی سال ہوا	سنہ ۸ھ
مکہ اسی سال فتح ہوا	
اسی سال ہوازن کی جنگ ہوئی	
اسی سال طائف کی جنگ ہوئی	
اسی سال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کا بی بی ماریہ رضی اللہ عنہا سے تولد ہوا۔	
اسی سال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔ زوجہ ابی العاص ابن الربیع کا وصال ہوا۔	

Marfat.com

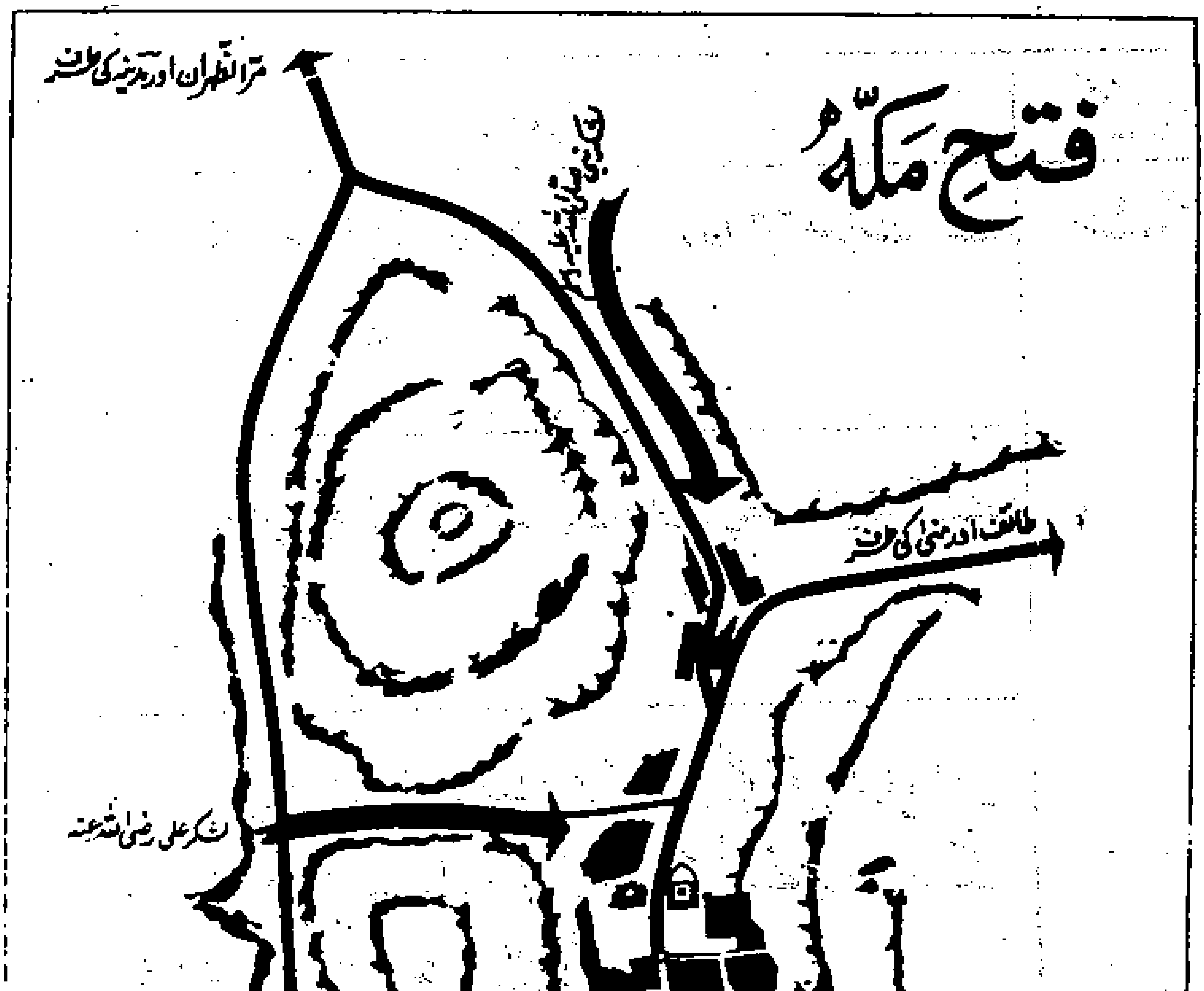
فتح مکہ
مرّ الظہران اور مدینہ کی طرف
طائف اور منیٰ کی طرف
لشکر علی رضی اللہ عنہ
جدہ کی طرف
یمن کی طرف

Marfat.com

سنہ ہجری	حالات مختصراً
۹ھ	اسی سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے ایک ماہ الگ رہے۔
	اسی سال ہر طرف سے عرب کے وفود پے در پے آنے شروع ہوئے۔
	اسی سال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا اس کے بعد سورہ برأت نازل ہوئی تو معاہدہ توڑنے پر اعلان کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔
۱۰ھ	اسی سال عدی بن حاتم طے کا وفد لے کر حاضر ہوئے۔
	اسی سال بنو حنیفہ کا وفد حاضر ہوا
	اسی سال غسان کا وفد حاضر ہوا۔
	اسی سال نجران کا وفد حاضر ہوا جن کے متعلق مباہلہ کا حکم نازل ہوا۔

Marfat.com

سنہ ہجری	حالات مختصراً
سنہ ۱۰ھ	اسی سال جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر لوگوں کو اسلام کی تعلیم دی۔
	اسی سال غزوۂ تبوک ہوا اور یہی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ ہے اسے ابن اسحاق نے سنہ ۹ھ میں ذکر کیا ہے۔
	اسی سال حج الوداع ہوا
	اسی سال حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شروع ہوا یہ صفر کے آخری عشرہ میں تھا جیسے ابو حاتم نے کہا اور جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول کو وصال ہوا اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ امام کے بغیر حجرۂ اقدس میں ادا کی گئی۔ بعض نے کہا ریاض الجنہ کے درمیانی حصہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ **وصیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم:** مستدرک میں حاکم نے اور مسند میں البزاز نے روایت کی ہے کہ انہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اوصٰی ان یصلوا علیہ بغیر امام۔

Marfat.com

حالات مختصراً	سنہ ہجری
آپ کو بدھ کی شب کو دفن کیا گیا۔ بعض کے نزدیک منگل کے دن جبکہ آپ کے ناخنوں کی زردی کو دیکھ کر یقین کیا گیا کہ واقعی آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ **دفن کے متعلق اختلاف:** بعض نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسجد کے اندر دفن کیا جائے۔ بعض نے کہا جنت البقیع میں پھر سب کا اتفاق ہوا کہ آپ کو اپنے حجرۂ اقدس میں دفن کیا جائے۔ آپ کا بستر مبارک اٹھا کر نیچے قبر مبارک کھودی گئی۔ **یہودیوں کے لیے آخری وصیت:** حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض میں وصیت فرمائی کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اس کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پورا نہ کر سکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار کے لگ بھگ یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے جلاء وطن کیا۔ الحمد للہ محبوب مدینہ کا حصہ اوّل ختم ہوا	سنہ ۱۱ھ

Marfat.com

ہماری مطبوعات

تفسیر فیوض الرحمٰن

اُردو ترجمہ

روح البیان مجلّد سترہ پارے

درسی کتب

۱: ابواب الصرف معہ قوانین اُردو	۲: نام حق
۳: شرح مائۃ عامل اُردو	۴: احسن البیان
۵: کریما	۶: عطا نامہ
۷: التوضیح الکامل شرح مائۃ عامل عکسی	۸: فیض النحو (اُردو)
۹: التحقیقات النحویہ	۱۰: فضل الٰہی شرح صرف بہائی
۱۱: فیض رضا شرح کریما	۱۲: فیاضی شرح زرادی
۱۳: شرح الساغوجی	۱۴: احسن البیان فی مقدمۃ القرآن حصہ اول
۱۵: شرح عقائد للنسفی مع الفوائد الاویسی۔	۱۶: لغرۃ الملہم فی سلبۃ المسلم
۱۷: مشکل ترکیبیں	

ناشر، مکتبہ اُویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور (پاکستان)

Marfat.com

ہمارے مطبوعات

۱: کراہت صلعم
۲: شرح حدیث افک
۳: القول الجلی
۴: حاضر وناظر کے جوابات
۵: ولی اللہ کی پرواز
۶: رفع الفساد
۷: حمل الجنازۃ
۸: مخزن راز و نیاز
۹: الفلاح
۱۰: میلاد النبی عید کیوں؟
۱۱: آئینہ شیعہ نما
۱۲: النجاۃ فی تصور النبی فی الصلوٰۃ
۱۳: فنا و بقا
۱۴: شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ
۱۵: دہابی دیوبندی کی نشانی
۱۶: دیوبندی بریلوی فرق
۱۷: تبلیغی جماعت کا گستاخی کارڈ
۱۸: شیعہ فرقے۔
۱۹: زیارت
۲۰: اذان بر قبر
۲۱: نعم الحامی شرح۔ شرح جامی
۲۲: اوراد و وظائف حضرت خواجہ غلام فرید
۲۳: گستاخوں کا برا انجام
۲۴: کفنی لکھنا
۲۵: تحقیق بدعت
۲۶: حج کا ساتھی
۲۷: روئیداد مناظرہ
۲۸: تحفۃ الاخیار یعنی سفر اور ریل گاڑی
۲۹: غیر مقلدین کی ننگے سر نماز
۳۰: تحفۃ الاحباب
۳۱: اصلاحی نوری شرح مثنوی نوری حصہ اول دوم سوم
۳۲: کشکول اویسیہ حصہ اول دوم سوم
۳۳: انگوٹھے چومنے کا ثبوت
۳۴: التحقیق العجیب
۳۵: نیل المرام
۳۶: ہدیۃ السالکین فی توضیح غنیۃ الطالبین
۳۷: اسواء التعزیر فی التصویر
۳۸: تبلیغی جماعت کے کارنامے
۳۹: القول المقبول فی نیات الرسول
۴۰: القول المسیح فی قبر المسیح
۴۱: نماز حنفی مترجم عکسی بہترین ٹائیٹل
۴۲: طریقہ ختم شریف
۴۳: تحفۃ الاریب فی بدعۃ المحاریب
۴۴: متعہ یا زنا
۴۵: بڑھیا کا بڑا اور غوث اعظم کی کرامت
۴۶: غوث العباد فی بحث المیلاد
۴۷: علم غیب کا ثبوت
۴۸: قرآن اور شیعہ
۴۹: تسکین الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر
۵۰: نماز جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت
۵۱: رفع التاسف فی علم ابی یوسف
۵۲: رفع التاسف فی نکاح زلیخا و یوسف
۵۳: انارۃ القلوب عن بعبارۃ یعقوب
۵۴: احسن المقال فی رؤیۃ الہلال
۵۵: نعرۂ رسالت بدعت ہے یا نعرۂ تکبیر
۵۶: حدیث قرطاس
۵۷: تعویذات و عملیات اویسی
۵۸: نماز میں تصور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شرک کا فتویٰ بدعت ہے
۵۹: شرح الجوائز علی الاذکار امام الجنائز
۶۰: نیر تاباں احمد فی خواص اللہ الصمد
۶۱: رجم الشیطان فی الصلوٰۃ والسلام عند الاذان

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور
(پاکستان)

جلال پرنٹنگ ایجنسی - گلی نمبر ۳، محلہ امیر آباد، نزد ضلع کچہری ملتان

Marfat.com